ومن یتوکل علی الله فهو حسبه

خواجه میر دردی
دیوان سندی

در مطبع اکبری محله جوهری گران باهتمام محمد حسین خان طبع شد

وای نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تہا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تہا
حیف کہتی ہین ہوا گلزار تاراج خزان
آشنا اپنا ہی وہان ایک سبزہ بیگانہ تہا
ہو گیا مہمان سرای کثرت موہوم آہ
وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوتخانہ تہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدور ہمین کب تیری وصفونکی رقم کا
حقا کہ خداوند ہی تو لوح و قلم کا

اوس مسند عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے
کیا تاب گذر ہووی تعقل کی قدم کا

بستی ہین تیری سایہ مین سب شیخ و برہمن
آباد ہی تجہسی ہی تو گہر دیر و حرم کا

ہی خوف اگر جی مین ہی تیری غضب کا
دردل مین بہروسا ہی تو تیری ہی کرم کا

مانند حباب آنکہہ تو ای درد کہلی تہی
کہینچا نہ پر اس بحر مین عرصہ کوی دم کا

مانند حمکو روشن کرتا ہی نور تیرا
اعیان ہین مظاہر ظاہر ظہور تیرا

یہان افتقار کا تو امکان سب ہوا ہے
ہم ہون نہ ہون وے وہی ہونا

یا ہر نہ اسکی تو قید خودی سی اپنی
ای عقل بحقیقت دیکہا شعور

...ی مجھی تیا تو ہی کیا سبب ہوا — پھر مجھ پہ مہربان ہوا پھر غضب ہوا

...ہر نا نہین مین کچھ تیری نا مہربانی کا — مجھی شکوہ ہی اے ظالم اس بے نسبت جانی کا

...ا یان اوٹھائین جور و عتاب کتنا دیکھا — عاشق تو ہم ہوئی پر کیا کیا عذاب دیکھا

...شیانی مین درد بلبل کے — آتش گل سی آج پھول پڑا

ردیف البا

تہا عدم مین ہاے مجھی ایک پیچ و تاب — مضطرب ہا ہو جسطرح موج سراب

...ی بضاعت ہین سب اہل زرق و برق — چشمۂ خورشید مین کیہ ہر ہاے آب

...موت ہی آسایش افتادگان — چشم نقش پا کا مٹ جاتا ہی خواب

...یون نہو بستر مسند روئی زمین — سیل شک اب ہا نہین خانہ خراب

...کہی تنگ ظرفون کی ہجامی سے کشتے — جام می کب ہا ہو سکی جام حباب

...پہل نہ جاوین ہین جو صاحب حوصلہ — پای خم لغزش مین کب لا دی شراب

...ہستے ہین کوئی کبہو دل مردگان — گور کی لب پر تبسم کیا حباب

...ی کشان کرنی لگی محنت کشی
درد ہوتا ہی دل یاران خراب

ردیف التا

...ہو کمر کہین تو ہوا بی حجاب رات — تہا مثل زلف دلکو عجب پیچ و تاب رات

...م رو سیاہ ونکو کیا منہ دکھا سکہی رات — جو شمع چاہتی ہے کہ ہو وے شتاب رات

۱۱

سودا اگرچہ درد تو خاموش ہی ولے
جون غنچہ سو زبان ہین اوسکے دہن کے بیچ

درد جو تو آشنا نہین اب تو نظر ظاہری کی بیچ
چھپا ہو گا کسی گوشۂ خاطر کی بیچ

ردیف الرا

کیونکر مین خاک ڈالون سوز دل طپان پر
مانند شمع میرا کب حکم ہی زبان پر

مین کسطرح بتون کے لا سامنے جھکا دون
دل تو دماغ اپنا کھینچی ہی آسمان پر

کب اختیار اپنا جون گل ہی اس چمن مین
گلچین سے کیا چلی ہی کیا زور باغبان پر

چاہی کہ بات جی کی منہ پر نہ آئی میرے
اپنی دہان کو لا کر رکھدی میرے دہان پر

مین جانتا نہین ہون بیٹھی ہی کس کے پاس
یون آ پڑی کہان سی آفت یہ میری جان پر

تار نگہ ہے دل بلکہ دونو طرف سے دوڑے
دونت مقابل آوین جس طرح ریسمان پر

ای درد یار جیسا ہووے سو ہی غنیمت
اتنا ہی جی نہ رکھیے ہر وقت امتحان پر

ساقی ہی چڑھا آج تو یہ رنگ ہوا پر
شیشہ ہو کری پہنکئے گر سنگ ہوا پر

ہی اور ہی جلوہ کی غرض بوقلمونی
یہ قوس قزح کا نہین نیرنگ ہوا پر

ٹہہری کی دل تنگ جو کوی سانس نکالی
ایک دم مین ہوس صرف تو ہی تنگ ہوا پر

جون کاغذ باد اہل ہوس ہیچ ہین پینکے
رہتی ہی سدا انکی تئین جنگ ہوا پر

مانند حباب آہ تنگ ظرف جہان کی
یہان کرتی ہین سر کرکے پہنکے ڈہنگ ہوا پر

ردیف الطاء

[illegible]

یار تو جاتا رہا نظروں سی کب کا لیکن	دلمین پہرتی ہی مری درد وہ رفتار ہنوز

لیتا نہین کبود کی اپنی عنان ہنوز	پہرتا ہی کس تلاش مین یہہ آسمان ہنوز
ہی بعد مرگ بہی وہی آہ و فغان ہنوز	لگتی نہین ہی تالوسی میری زبان ہنوز
ہو جو دلو چہپا نہین کوئی کسی کے تئین	توحید تو بہی ہوتی نہین ہی عیان ہنوز
سو سو طرحکی بحر مین ہوتی ہی جانکنی	مرتا نہین ہون تو بہی تو مین سخت جان ہنوز
ہرچند کہنہ سال ہی دنیا تو کس قدر	آتی ہین پر نظر مین سبہوں کی جوان ہنوز

کعبہ مین درد آپکو لایا ہون کہینچ کر	دل سی گیا نہین ہی خیال بتان ہنوز

رباعی

کوہ کن سے نہ بول ای پرویز	اوسکی تیشہ کی بہی زبان ہی تیز
ساقی اب سب پکارتی ہینگے	تیری ہاتون سی یہان ہر نیز پر نیز

فرد

برہمن وہ میری سیمبر آیا نہین ہنوز	مقصود میری دلکا بر آیا نہین ہنوز

رباعی

نہ کیا تو نی ایک بار افسوس	حال پر میری صد ہزار افسوس
جو کہ ہوتا تہا دل پہ ہو گذرا	نہ کرای درد بار بار افسوس

ردیف العین

[illegible]

ردیف الکاف

[illegible]

ردیف المیم

باری الہی وا عاشقی کو ہم یارو دل
بنی ہی جرانے تہ راہتا و یار دل
بنی آخیں کی ہی کیا تہا خیال مین
رکہا ہون اب تلک مین ترا انتظار مین
الہی ہی نجوم کی ہی مانند گرد باد
ہی درد خاکی ہی میری ابلک غبار دل

صیاد اب ہاتی سی کیا مجہہ اسیر کو بی قدر ہکسی ہوی عالم مین پہان تلک	پہر کسکو زندگی کی توقع بہار تک ہی صرف شیشی شیخ کی سنگ مزار تک

راہ عدم مین درد مین اتنا ہون تیز رد
پہنچا صبا کا ہاتہہ میری غبار تک

ربا عیات

پہر تار ہا ہت سی ہی مانند سحر چون فلک چونکتا ہون درد سی اور سحر دیکہو الہی نہین سینہ تہین کسیکا پاک گرد تو ہو گئی تیز سی عاشق	بخت سیاہ پر نہ پہری پہری اب تلک گنتا نہین ہے تپ سی پلک مبر سے ملک اب گریبان ہتہ ہی اور چاک کیا ستم ہو زیادہ اس سی خاک

ردیف اللام

کچہہ گل ہی یا غنچہ نہین ہتا شکستہ دل ہاتون سی محتسب کی ہین اب میکدہ کی بیچ شادی کی اور غم کی ہی دنیا مین ایک تیکل یارب درست گو تر ہون تیری عہد ہی کی جسکی جون حباب زمانہ تی دل وہی لازم ہی گوشہ شکن زلف مین تیری سب خون دل ٹپک ہی گیا بوند بوند کر	ہر غنچہ دیکہتا ہون تو ہیگا شکستہ دل ساغر شکستہ خاطر مینا شکستہ دل گلگو شگفتہ دل کہو تم یا شکستہ دل بندہ سی یہ نہو کوئی بندہ شکستہ دل چہوڑا نہ پہر اوسی نہ کیا یا شکستہ دل ظالم کوئی پڑا رہی مجہسا شکستہ دل ای درد بسکہ عشق سی مین تہا شکستہ دل

جون تو نظر تیرا تصور
جز اہل صفا نہ تا تو جون عکس
کسنے یہہ ہمین بہلا دیا ہے
تہا عالم جبر کیا نہ تا دین
جس طرح ہوا اوسی طرح سی

قطعہ
تہا پیش نظر جدہر گئے ہم
ای آئینہ کسکی گہر گئی ہم
معلوم نہین کدہر گئے ہم
کس طور سی زیست کر گئی ہم
پیمانہ عمر بہر گئے ہم

افسوس کہ درد اوسکو جب تک
ہو دی ہی خبر گذر گئی ہم

کچھہ لای نہ تہی کہ کہو گئی ہم
جون آئینہ جس یہہ یہان نظر کے
ماتم کدہ جہان مین جون ابر
ہستی نی تو ٹک جگا دیا تہا

تہی آپ ہی ایک سو گئی ہم
ساتہہ اپنی دو چار ہو گئی ہم
اپنی تئین آپ رو گئے ہم
پہر کہلتی ہی آنکہہ سو گئے ہم

یارون ہی سی درد یہہ جہ چاہ
پہر کوئی نہین سہے جو گئی ہم

چمن مین صبح یہہ کہتی تہی ہو کر چشم تر شبنم
عرق کی بوند اوسکی زلف سی رخسار پر ٹپکی
ہمین تو باغ تجھہ بن خانہ ماتم نظر آیا
کری ہی کچھہ سی کچھہ تاثیر صحبت صاف طبعون کی

بہار باغ کو یون نہین ہی لیکن کدہر شبنم
تعجب کی جگہہ ہی پڑی خورشید پر شبنم
اودہر گل پہاڑتی تہی جیب اودہر روتی تہی ادہر شبنم
ہوئی ہی اوس گل کی بیٹھہ تی رشک شرر شبنم

[illegible]

فلک سمجھ تو سہی ہے اور گلوگیری
بتون کی جبر اوٹھائی ہزار ہا ہم نی
بھری ہی آگ جنہوں مین ہوا ہے آزادی
نہ برق ہین نہ شرر ہم نہ شعلہ نی سیماب
جنہوں کی دل مین جگہ کی ہی نقش غیرت سے
ہر ایک سنگ مین ہے شوخی بتان نہان

یہہ ایک جیب ہی سو تار تار رکھتی ہین
جو ادسی بی ہی ہم طبین اختیار رکھتی ہین
حباب وار کلہ ہی او تار رکھتی ہین
وہ کچھہ ہین ہم کہ صدا اضطرار رکھتی ہین
سدا نظر مین وہ لوح مزار رکھتی ہین
شکستہ ہین سبب یہہ دلمین شرار رکھتی ہین

دہن زندگی کی طرح ایکدم نہین رہتا
اگرچہ درد سی ہم ہزار رکھتی ہین

مژگان تر ہون یا رگ تاک بریدہ ہون
کھینچی ہی درد آنکو میری فرد ستنے
ہر شام مثل شام ہون مین تیرہ روزگار
کرتی ہی بوی گل تو میری ساتھ اختلاط
یہہ چاہتی ہی تو طپش دل کہ بعد مرگ

جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون
افتادہ ہون پہ سایہ قد کشیدہ ہون
ہر صبح مثل صبح گریبان دریدہ ہون
ہر راہ مین تو موج نسیم وزیدہ ہون
گنج مزار مین بھی نہ مین آرمیدہ ہون

ای درد جا چکا ہی میرا کام ضبط سے
مین غمزدہ تو قطرہ اشک چکیدہ ہون

آہ مشتاق تیری مفت موئی جاتی ہین
گو سلامت ہون مین ظاہر مین یہ دلکی خطرات

ایک نظر بھولی سی ہی تو عجب ہی جی جاتی ہی
رات دن گھن کی طرح میری یہ تن کھاتی ہین

ممنون ہے میری فیض کی سیاہی نظرین
چون ابر ہر ایک چشم کو دیدار ہا ہون
سلطان ہی اگر شاہ تو ان ظل ہما ہون
ہی مظہر انوار صفا میرے کدورت
ہر چند کہ آئینہ ہون پر آئینہ نما ہون
احوال میری دل کا ہی عالم کو ہویدا
سمجھا نہیں ... کیا ہون

[illegible]

[illegible]

گل اب تو ملی ہی ہنس کی لیکن اون پاس بہا جیسے تو چاہی	بلبل پہ چمن کے خارجی ہین پہر جا کہ تیر کچھ یار سے جی ہین

کیا فائدہ درد شور و شر سے
اوچی ہی جو کچھ سو مارچی ہین

ہر چند تیری سمت سوا راہ ہی نہین وہ مر تیر ہی اور ہی تیہ مدگی پہرے ہم ہی فلک سی کرتی گئی خبری ان طلب انسان کی ذات سی ہے خدا ایکی کہیل ہیا سو رنگ سی ہین جلوہ نما کو بتان خلق گر کہتی ہو کہ ہی وہی ہادی وہی مضل	تقصیر ہے آہ یہان کوئی گاہ ہی نہین ہم جسکو ڈہونڈہتی ہین وہ الله ہی نہین ڈہونڈہا پہر اپنی دل مین تو کچھ چارہ ہی نہین بازی کہان بساط پہ گر شاہ ہی نہین اپنا سوا تیری کوئی دلخواہ ہی نہین تو راہ پر ہین سب کوئی گمراہ ہی نہین

ای درد مثل آئینہ ڈہونڈہ اوسکو آپ مین
بیرون در تو اپنی قدم گاہ ہی نہین

ہستی کا ہی حباب تک ہم مین ہے اضطراب نہ خانہ خدا ہی نہ ہی یہہ بتونکا گہر آئینہ عدم ہی ہین ہستی ہی جلوہ گر غافل جہاں کی دید کو مت نظر سمجھ ہر جزو کل کی ساتھہ یہی ہی اتصال	جون موج آہ پہنسی ہین عجب پیچ و تاب مین رہتا ہی کون اس دل خانہ خراب مین ہی موج زن تمام یہہ دریا حباب مین پہر دیکہنا نہین ہے اس عالم کو خواب مین دریا سی در جدا ہی یہہ ہی غرق آب مین

١٧

[illegible]

[illegible]

مدت تلک جہان مین ہستی پہر آگئی
یون تو نظر پڑی ہین تن فگار وہی
ظالم جفا جو چاہی سو کر تجہپہ تو وے
پہرتی ہو سبح بنائی تو اپنی جا بسر تدبیر
یو جہان مین دیکہی کہ تنہا تو سہی مجہی
کہتی لگا مکان مین فقیر کو

جی مین ہی خوب یار و اب بیٹہہ رہ گر کہین
دل ریش کوئی آپ سا دیکہا نہ پہر کہین
پچہتاوی پہر تو آپ ہی ایسا نہ کر کہین
لگ جاوی دیکہیو نہ کسی کی نظر کہین
ای خانمان خراب ہی تیرا ہی گہر کہین
لازم ہی کیا کہ ایک ہی جا گہ ہو بسر کہین

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست
تو نی سنا نہین ہی یہہ مصرع مگر کہین

بی زبان ہی بدہ زبان سوسن
یاوری دیکہی نصیبون سے کے
ساقی اسوقت کو غنیمت جان
وہ نہ خود رفتہ ہون کہ میری تئین
کیا کہون اپنی مین سے تجہسے
بعد مدت کی درد کل تجہسے

اس چمن مین کسی مجال سخن
دوست بہی ہوگئی میری دشمن
پہر نہ مین ہون نہ تو نہ یہہ گلشن
نہ خیال سفر نہ یاد وطن
حال دل تجہپہ ہو ویگا روشن
مل گیا راہ مین وہ غنچہ دہن

میری اوسکی جو لڑ گئین انکہین
ہوگئی آنکہون ہی مین دو دو سخن

باغ جہانکی گل ہین یا خار ہین تو ہم ہین
گر یار ہین تو ہم ہین اغیار ہین تو ہم ہین

اکثر وہ بہی دل کی گرہ بار ہین تو ہم ہین
جسم مین ہے قیصر او عالم ایک ہی سین
آنکی سیاہ و زلف برہم ایک ہین
عاشقی کی روح ... مین آ گئی خلق
جسم و جان گو دو ہین پر ہم ایک ہین
تو ہم انسان کی برزخی سی ملک ایک
حضرت جبریل محرم ایک ہی سین
دال ہی اسم ہی قرآن کا وجود
بات کی نا فہمی مین ہم ایک ہین

[illegible]

[illegible]

آنکھیں اس بزم میں سینکی ہیں جنہوں تک بہی
شمع کی طرح گریبان لئی تر جاتی ہیں

سب ہنر دشمنی اہل ہنر سے اگر
منہہ پہ جیر ہستی تو ہیں پر دل سی اتر جاتی ہیں

ہم کسی ڈہب سی واقف نہیں جون نور نظر
رہنما تو ہی تو ہوتا ہی جدہر جاتی ہیں

اے رگ ابر یہہ مژگان ہی اگر ٹک ترسین
ایک پل میں کئی تالاب بہر جاتی ہیں

آہ معلوم نہیں ساتہہ سی اپنی شب و روز
لوگ جاتی ہیں چلی سو یہہ کدہر جاتی ہیں

تا قیامت نہیں مٹنی کا دل عالم سی
درد ہم اپنی عوض چہوڑی اثر جاتی ہیں

اپنی قسمت کی ہاتہوں داغ ہوں میں
نفس عیسوی چراغ ہوں میں

ہوں فتادہ برنگ نقش قدم
رفتگان کا مگر سراغ ہوں میں

دونوں عالم سی کچہہ بڑی ہی نظر
آہ کس کا دل و دماغ ہوں میں

میں ہوں گلچین گلستان خلیل
آگ میں ہوں پہ باغ باغ ہوں میں

عین کثرت میں دید وحدت ہی
قید میں درد با فراغ ہوں میں

مرتا نہیں ہوں کچہہ میں اس سخت دلی ہاتہوں
پستا ہوں آپ اپنی کمبخت دلی ہاتہوں

نالان نہیں ہے تنہا اس راہ میں جرس تو
روتی گئی ہیں کتنی یک لخت دلی ہاتہوں

ہمت رفیق ہووی تو فقر سلطنت ہی
آتا ہی ہاتہہ یعنی یہاں تخت دلی ہاتہوں

ای غنچہ بچہہ سی اکی جو کچہہ کہ تہا گرہ میں
گل یہاں لٹا گئی ہیں گل خستہ دلی ہاتہوں

19

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سر سبز ہیں کس جلوہ سے ہو ہیں انکھیں ہماری تماشا | دریا کی طرف دیکھ ہے میرا لوٹ ہی ہے

ای درد سمجھ سمجھ نہ ان انکھوں کا بہتا
چھاتی کی تپش دلکو میری کوٹ ہی ہے

گھر تو دونوں ہیں یہیں لیکن ملاقاتیں کہاں | آمد و رفت آدمی کی ہے یہ وہ باتیں کہاں
ہم فقیروں کی طرف ہوتی لگاوٹیں میاں | پھینکے چھاتی ہی آپ آگ وہ خیراتیں کہاں
بعد مرنے کی مری ہوگی مری رونے کی قدر | تب کہا کیجیئے گا لوگو تمہی وہ برساتیں کہاں
یوں تو ہی درد اب میرے دل میں اوسکا خیال | جن دنوں آتی تھیں ہم تک سو وہ راتیں کہاں

ضبط جسی کہیلتا ہی وہ دلوں کا یہاں شکار
درد آتی ہیں کسی دلپر وہ گھاتیں کہاں

مجھکو درد اپنے تو ماہ لی ہی تیرا مجھے تو کہاں نہیں | کوئی اور بھی ہے تیرے سوا تو اگر نہیں تو جہاں نہیں
بڑی ضبط کی نگاہ یہاں نظر آگیا جدا ہی نہاں | یہ جو گریہ انکھوں کی تیلیاں ہیں یہ دلمیں جا میں تیا نہیں
مرے دل کی شیشہ کو یوں نہ توڑ ٹکڑے ٹکڑے ہی کر دیا | مرے پاس تو وہی ایک تھا یہ دوکان شیشہ گراں نہیں
مجھے راستہ ساری تیری یہاں گھر کیونکہ روز نہ شمع سا | کہ نہ ہو سکی مجھے آپ بہا یہ وہ بات کبھی زباں نہیں
کوئی سمجھ کیونکہ یہ معاملہ یہی پہلی ہم ماجرا | کہاں میں نہیں تجھے جاہ کیا لگا کہ نہیں مجھسے کہاں نہیں
نہ ملا ہیں کوئی نکتہ دان یہ عجب ستاں ہی یہاں کہاں | ہوا سمجھوں تو درد بھی عبث جو کسی سے ... بیاں تو نہ

تجھی درد کیونکہ سناؤں میں یہ خدا کسی کو دکھاوے ہم
جو گذرتی ہی ہے مجھپر کیا کہوں اوسکا بیاں نہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کہلا ہی باب عرفان جسکے اوپر — اوسی ہی ہر ورق گل کا گلستان
صبا جاتا ہون گریبان مین چمن سے — گلون کو باغ مین رکھیو تو خندان
گرچہ ہم مردہ دل اہی جان جہان جیتی ہین — تجھہ بن ہای جو جیتی تو کہان جیتی ہین
زندگی جس سی ہی ہار رہتا ہی سو وہ زیست کہان — یون تو کہتی کی تئین کہتی کہ ہان جیتی ہین
بعد مرنے کی بہی وہ بات نہین آتی نظر — جس توقع پہ کہ ہم اب تئین یہان جیتی ہین
دل کو سمجہای سمجہتا ہے نہین — کبھی سودا ہی تو سودا ہی نہین
اوسکی باتین مجہسے کیا پوچہو تم — راتین گذرین کہ دیکہا ہی نہین
داد کو تو پہنچا معلوم ہے — کوئی یہان فریاد سنتا ہی نہین
مین تو سب باتین نصیحت کی کہین — بیرا اثر ہوتا ہی دلکی تئین تجہین
جسکی بن دیکہی نہ نیند آتی ہمین — خواب مین بہی دیکہی اوسکو نہین
صورتین کیا کیا ملین ہین خاک مین — ہی دفینہ حسن کا زیر زمین

رباعیات

اگی ہی بے کسی تو کہی ہی نہین نہین
ہین معنی بلند میری عرش سی پرے
دو نگاہین جو چار ہوتی ہین
بیوفائی پر اوسکی دل مت جا
اگر ہین نکمنہ رسی سی تیر اوہان پاون

تجہسی ابہی تو ہمتی وہ باتین نہین ہین
مت کہ کہ بات دردکی کرسی نشین نہین
ہر جہان دلکی پار ہوتی ہین
ایسی باتین ہزار ہوتی ہین
گھر کو جا ہون تو اوسکی تئین کہان پاؤن

[illegible]
ہمین بہی سبب ہین ہمی تجہ انکہو مین
کرتی ہی مست نگہ ہو ہین ایک عالم کو
ہی پہر مےکی ہی یہ ساقی شراب انکہو مین
ہردم تو تیری صورت رکہتا ہی دل نظر مین
ہوتی ہی بت پرستی اب تو خدا کی گہر مین
ایسا ہی تجہ نزی تیری پامال کر دیا ہے
[illegible]

افراد

[illegible]

بجز عالمی کی ادراک کہ ہی کسی کی طاقت
اور دم کسکی ہی آنکی وہو اعتقاد ہو
ذرہ جاوی کہیں تو ذرا انجم ہی
کہا ڈالا تو ہمین تجھکو آتو ہمی آتا ہی
بیان کہ کچھ کی ای درد نکل گیا
مجلس مین بار ہووی نہ تجہ جو اخرین
کاوین گر ہم ہی دل داغ داغ کو
جاتی تو ہی آوری تفت کی گلو جگوں کا جا
یہ ہو کچھو جو جہڑی کسی بیدماغ کو
پی بار دل زیادہ تو حسرت چمن
کیونکر رہی ہی پردہ نگا میں گلشت باغ کو
بلبل کی طرح رشتۂ الفت میں دیکھ دل
بند ہوا ہی تجھو کہیں بال فراغ کو
کیا ہم چھپا ہی ہی پردہ بینا مین دور دور
روشن کرا ہی جلوہ بی چشم ایاغ کو
تمیز ہم ہی عالم کری ہی کب
نادی عندلیب کی ہاں بانگ بی زاغ کو

شیخ میں رشک بی گناہی ہوں	حور درجنت اسے ہی ہوں

ردیف الواو

مانع نہیں ہم وحشت خود کام کہیں ہو | برا اس دل بیتاب کو آرام کہیں ہو
خورشید کی مانند پھروں کب تلک یارب | نت صبح مجھی ہووی کہیں شام کہیں ہو
میخانۂ عالم ہی وہ بی ربط کہ جس مین | ہووی جو صراحی کہیں تو جام کہیں ہو
وعدہ تو مبری ساتہ کبھی توڑی ہزاروں | پر ایک بہی تیرون مین سر انجام کہیں ہو

ہر چند نہیں صبر تجھی درد و لیکن
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہیں ہو

کیا فرق داغ و گل مین کہ جس گل مین بو نہو | کس کام کا وہ دل ہی کہ جس دل مین تو نہو
ہووی نہ حول و قوت اگر تیری درمیان | جو ہمسی ہو سکی ہی کہ ہمسی کبھو نہو
جو کچھہ کہ ہم ہی کی سی تمنا ملی مگر | یہاں آرزو رہی ہی کہ کچھہ آرزو نہو
جون شمع جمع ہوویں گر اہل زبان ہزار | آپسمین چاہئی کہ کبھی گفتگو نہو
جون صبح چاک سینہ میرا ای رفوگران | یہان تو کسو کی ہاتہہ بہی ہرگز رفو نہو

ای درد رنگ صورت اگر آسمیں جا کری
اہل صفا مین آئینہ دل کو رو نہو

سمجھا نہ فہم گرچہ ہی طبیعی سی الہی کو | شہادت غیب بی خاطر تو حاضر ہی گواہی کو
نہیں ممکن کہ ہمسی ظلمت امکان زائل ہو | چھڑا دی آہ کو ہی کیونکہ زنگی سیاہی کو

[illegible]

صورت تقلید میں کب معنی تحقیق ہی | رنگ گو ہی پر گل تصویر میں کب بہری بو

سینہ سکندر ہیں تخم سی ان نگینوں کی ہار
تخم دل کی بر نہ آئی داد لیکن ارزو

ملاون کسکی انکہوں سی کہو اس چشم حیرانکو
تجہی ای شمع کیا دیکہوں نہ مانہ تو دکہایا ہی
نہ تنہا کچہہ یہی اطفال دشمن ہیں دوانونکی
چمکتی ہیں ستارونکی طرح سوراخ سینی کے

عیاں جب ہر جگہ دیکہوں اوسکی رو نہانکو
ہمیں جون کاغذ آتش زدہ اور ہی جگر داغونکو
بہری ہی کوہ بہی دیکہا تو پہر وسی دامانکو
نہ چہپایا الوکہ جون خورشید میں داغ نمایانکو

نہ رو جب ہی کہا جاوی نہ صادق ممتنع ایسر
کیا تشخیص کچہہ ہمنی نہ ہرگز شخص امکانکو

نہ مطلب ہی گدائی سی نہ یہ خواہش کہ شاہی ہو
نکمی کی سوا کوئی بہی ایسا کام کرتا ہی
نہیں شکوہ مجہی کچہہ بیوفائی کا تیری ہرگز

الہی ہو وہ جو کچہہ کہ مرضی الہی ہو
اگر ہو نام اور کاروش ابرا نبی روسیاہی ہو
کلابت ہو اگر تو تی کسی ہی یہی تباہی ہو

رباعیات

اے درد یہاں کسو سی دلکو پہنسا ئیو
مت دل کی ساتھ کب تئین کشتی لڑا کرو
اپنی نبیڑی پر جو کچہہ چاہو سو بیڑا کرو
مت کہیں عیش تمہاری ہی منتخص ہو

لگ چلیو سب سی یوں تو پہر جی اے مست گلہ نہ کیجیو
اب اختیار ہاتہہ سی جاتا ہی آئیو
پہر نہ آ جاوی کہیں جیسی غلط ادا کرو
دوستان درد کو مجلس میں تم یاد کرو

۲۳

ردیف الف

[illegible]

کرتا ہی جگر دل مین جو ن ناہیر و پیوستہ
ای درد یہہ تیرا تو ہر مصرع پیچیدہ

رکہتی ہی امیر ی غنچہ دلمین وطن گرہ
چشم کشادہ کار کسو سی نہین مجہی
پہونچی اگر اوس طرف کو تیری زلف کی شمیم
اپنی اگر گرفتہ دلی ذکر کیجئے
ہر چند سعی مین ہی سدا ناخن ہلال
جب چاہی کہ عقدہ دل تجہسی کہولئی
تنگی سی دلکی ہوتا ہی جامہ کا دل خفا
ہر چند کہولی تو نی تو پہر کی جیسی گانٹہہ
کیونکر یہہ کار عشق گرہ در گرہ نہو
جیتا کسی کو چہوڑی نہ یہہ گلبدن زہر کی

تجہسی نہ اہل سکی کی صبا پیرہن گرہ
رکہتا ہو نہین بسان گہر جملہ تن گرہ
نافہ ہی مین ہو نکہت مشک ختن گرہ
ہو سبحہ وار خاطر ایک انجمن گرہ
کہلتی ہی پر سپہر کی کوئی کہین گرہ
ہوتا ہی آ زبان پہ میری سخن گرہ
ہی جون حباب جان پہ پیراہن گرہ
شیرین کی دستی پر نہ کہلی کوہکن گرہ
یہان دل گرہ کی شکل ہے اور وہان [illegible]
زلف سیہ سا پ ہے جسکا ہی من گرہ

واشد کبہو تو درد کی ہی ساتہہ چاہی
نبد قباسی کہول ٹک ای گلبدن گرہ

ربط ہی ناز بتان کو تو میری جان کی ساتہ
اپنی ہاتہ تو نکی ہی مین روز کا دیوانہ ساتہ
جو جفا جو ہین او نہین سنگدلی لازم ہے ساتہ

جی گئی وابستہ مراد و نکی ہر ایک اپنی سی ساتہ
رات دن کشتی ہی رہتی ہی اگر سیاہ کی ساتہ
کام تلوار کو رہتا ہی سدا اسا نکی ساتہ

کیسی اوی آتش سوزان مین تجلی کی
ایک ہی جست مین کہتی منزل مقصود رہ
شمع تو جلتی ہی ادہر جلتا ہی سفر پروانہ
[illegible]

[illegible]

درد اپنی طرف سی حاضر ہے
آگی پھر ہی تمہاری پاس نباہ

جون جرس دلکی ساتھ ہیری آہ
قصۂ زلف یار کیا کہئے

نہین نالہ سوا کو ئے ہمراہ
ہی دراز اور عمر ہے کوتاہ

درد درویش ہون میری تعظیم
خلق کرتی ہی کہہ کے یا اللہ

دل سو اسکو ہوا وس زلف گرہ گیر مین راہ
ہی دوانونکی طرح خانۂ زنجیر مین راہ

ہمسی بیچارونسی شرمندہ دم عیسی ہے
ہو صباکی تئیں کب غنچہ تصویر مین راہ

نالہ دل مین لئی تجکو پہرا مین شہر بشہر
آہ پیر تونی نہ نکی تک ال تثیر مین راہ

بیگانہ گر نظر پڑی تو آشنا کو دیکہہ
بندہ گر آدی سامنی تو ہی خدا کو دیکہہ

آہن ہو یا ہو سنگ ہی سب جلوہ گاہ یار
جون آئینہ ہر ایک گذر مین صفا کو دیکہہ

ردیف الیاء

اوس کے بہار حسن کا دلمین ہماری جوش ہے
فصل بہار جسکی ہان ایک پہہ گلفروش ہے

بخت سیاہ رنگ شب نت ہی کلیم پوش ہے
شمع بہی اپنی ہان اگر ہی تو سد الخموش ہے

خلوت دل مین کر دیا ہی ہوا اس نے خلل
حسن بلای چشم ہی نغمہ وبال گوش ہے

ہو وہی تو درمیان آپ اپنی تئین اوٹھا
بار نہین ہی اور کچہہ پھر ہی بال دوش ہے

نالہ آہ کیجئے خون جگر ہے پیجئے
عہد شباب کہتی ہین ہو شبنم نادنوش ہے

۲۵

[illegible]

غزل

درد کوئی بلا ہی شوخ مزاج
اوسکو چہیڑا برا کیا تو نے

دل میرا پہر دکہا دیا کس نے
میں کہاں اور خیال بوسہ کہاں
وہ میری چاہنی کو کیا جانے
ہم بہی کچہہ دیکہتی سمجہتے تہے

سو گیا تہا جگا دیا کس نے
منہ سی منہ پہیر ادیا کس نے
پہہ سندیسا سنا دیا کس نے
سب یکایک چہپا دیا کس نے

وہ بلا تی سی بہاگتا تہا اور
درد تجہسے ملا دیا کس نے

اہل فنا کو نام سی ہستی کی ننگ ہے
فارغ ہو بیٹہہ فکر سی دونو جہان کے
حیرت زدہ نہیں ہے فقط تو ہی آئینہ
اس ہستی خراب سی کیا کام تہا ہمیں
گل گیر منہ لپسار نہ تو شمع کی طرف
کب ہی دماغ عشق نبان فرنگ کا
عالم سی اختیار کی ہر چند صلح کل
میں کیا کہوں تجہی نظر آتا نہیں ہے کیا
غنچہ شگفتہ ہوکی ہوا ہو وی کہ اس میں درد

لوح مزار بہی میرے چہاتی پہ سنگ ہے
خطرا جو ہی سو آئینہ دل پہ زنگ ہے
یہاں تنگ ہی جسکی آنکہہ کہلی ہو وہ دنگ ہے
ای نشہ ظہور یہہ تیری ترنگ ہے
اوسکی زبان ہی اوسی کا م نہنگ ہے
مجہکو تو اپنی ہستی ہی قید فرنگ ہے
پر اپنی ساتہہ مجہکو شب و روز جنگ ہے
اس گلشن جہان کا جو کچہہ کہ ڈہنگ ہے
دیکہا چمن میں جاکی تو کچہہ اور ہی رنگ ہے

[illegible]

دن خواب ہی وابستہ بغفلت یہہ تماشا ہی طبع رواں تیرے مدد ہووے تو شاید	کہل جاوے اگر آنکہہ تو پہر کیا نظر آوے اس بحر میں ہمسی ہی کوئی شعر تر آوے

مطلق ہی نہیں ورد صفات سے ہمرا
عہدے سے تقید کی کوئی کیونکہ بر آوے

ذبت کوسی تیری غم کی میری جیسی جاتی ہی سناؤں کیونکہ اپنا حال میں کیا سخت مشکل ہے نہیں مشتاق آئینہ کی وہ جو صاف طینت ہیں قیامت سرزمین دل پہ میری حشر برپا ہی اگر آئینہ چار آئینہ ٹہیری تو نہ سمجہہ ہے	کبہو ٹک دل کیا خالی تو پہر جہاں ہی بہر آتی ہے یہہ قصہ جب لگوں کہتی ہوں تو اوسکو نیند آتی ہے صفا تو عارضی ہی اوس رکہ دورا اوسکی ذاتی ہے ہوس ہر دم تمنائیں تو یہہ یہہ کچہہ اوٹہاتی ہے سپر ہوں تیر مژگان کا سو یہہ میری ہی چہاتی ہے

پہر بکہاتت ہی رہتا ہی مجکو درد کیا کہیے
کہ ایسی زندگی سے جیرلوں ہی مفت جاتی ہے

جہاتی پہ گر پہاڑ ہی ہووے تو ٹل سکے نشو نما کی کسکو امید ای بہار یہاں تحریک ہی یہہ اوس پہ قدرت کی ورنہ کب مثل حباب جبکہ نظر سے کیا گیا گرنی ندیوین خلق کی نظروں سے لکو ہم روشن ضمیر جتنی ہیں عالم میں جون نجوم	مشکل ہی جیمیں بیٹہی ہیں سو جیسے اوکل سکے میں خشک شاخ ہوں کہ نہ پہولی نہ پہل سکے بی دست و پا صبا سی کوئی ہات ہل سکے میں وہ غریق ہوں کہ نہ ڈوبا اوچہل سکے کوئی اگر کسو کی سنبہالی سنبہل سکے چرخ آسیا سی اب یہہ دانی نہ دل سکے

۲۷

[illegible]

درد و ... کو ہی دید کچھ سا
نوجوانی بہ سعی جانی کچھ سا
سا غلط گر گمان میں کچھ سا
ہم سوا ہی جہان میں کچھ سا
دل ہی تیری ہی دنیا کچھ سا
ان میں کچھ ہی آن میں کچھ سا
بخرج ... بار
نسخہ اسی کنجان میں کچھ سا
ان دنوں کچھ عجب ہی میرا حال
دیکھتا کچھ ہوں ویرانی میں کچھ ہی
دور ہی پہنچا سے سو کبھی اگر
دل تا بہ مژگان ہی ... کچھ سے
درد و ... کرمی سیج ہی کی زبان
فائدہ اس زبان میں کچھ سے
از کام سی کیونہ ہی یار سو گئے
ایسی تمام سے طالع یا رسو گئے
خواب عدم سی چونکی تہی ہم تو دو ستی
آخر کو جاگ جاگ کی ناچار سو گئے

وہ اشک نکلتا ہی میری چشم سی جب کا زنہار ادہر کہو لیو مت چشم حقارت گذرا ہی پتا کون صبا اج ادہر سے		ہر قطرہ کم از پارہ الماس نہیں ہی یہہ فقر کی دولت ہی کچھ افلاس نہیں ہی گلشن میں تیری پہولونکی باس نہیں ہی

بیفائدہ انفاس کو ضایع نکرا ہی درد
ہر دم دم عیسی ہی تجہی پاس نہیں ہی

یہاں عیش کی پردیمیں چہپی دل شکنی ہے دل ٹکری کیا ہی یہہ تیر اکسکی لبون نے کیا کام مجہی خوف ورجا سی کہ میر پاس تن پروری خلق ہو مبارک و نہیں یہاں آگی جو بلا آئی تہی سو دل پہ ٹلی تہے		ہر بزم طرب جون حزہ بیم زنی ہے جو لخت ہی سو رشک عقیق یمنی ہے ہی جان سو بیجان ہے دل ہی سو غنی ہے جون نقش قدم اور ہی آسودہ تنی ہے اب کے تو میری جان ہی پران ہی ہے

ای درد بتا کس سی کہوں راز محبت
عالم میں سخن چلتی ہی یا طعنہ زنی ہے

آتش عشق جی جلاتی ہے تو ہی اور سیر باغ ہی ہر وقت شام ہہار ہو چکے کہیں اب تو کچھہ مناسب نہیں ہی کیا کہئے ٹک خبر لی کہ ہر گہڑی ہمکو		یہہ بلا جان ہی پر آتی ہے داغ ہیں اور میری چہاتی ہے آشنائی کہ رات جاتی ہے جی میں جو کچھہ کہ اب آتی ہے اب جدائی بہت ستاتی ہے

[illegible]

[illegible]

تا ابد جوں قطرۂ صہبا منفعل
یہ چلا انکھوں سے دل ہو کر گداز
رک نہیں سکتی ہے یہاں کی واردات
ہے زمانہ وہ کہ مثل آسمان
ہم ہے اس وحشت سرا سے نہیں اور اکر
ہے محال عقل زیر آسمان
کیک آتش کہا کری کیوں قہقہے

جس جگہ سجدہ کرے وہ نم رہے
منہ پہ اگر جسم رہے تو جم رہے
کب یہ ہو سکتا ہے دریا تھم رہے
جسکے آگے اہل رفعت خم رہے
اور یہ جو آئے سو یہاں کم رہے
حرص ہو جس دل میں وہ خورم رہے
چیونٹیوں کے گھر سدا ماتم رہے

رکھ نفخت فیہ من روحی کو یاد
جب تلک اے درد دم میں دم رہے

بلبل نہ پھر آئی باغبان سے
لیتے ہیں مژہ سے کام ابرو
جوں غنچہ وبال دل ہے غافل
مانند صبا تیرے گلے میں
ہیں سیف زبان تیری سینہ مست
ویں وہ ہوا قلم کے مانند
شب خون کی لئے فلک پھرے ہے
پھر آن ہیں واردات دل پر

گل کے بھی نہ کچھ چلی خزاں سے
پھر تیر ملے نہ گو کمان سے
ہر چند کہ نکلے ہے دہان سے
جو کوئے گیا پھرا نہ وہاں سے
کہہ ساغر چشم دلستان سے
جو حرف نکل گیا زبان سے
کھینچے ہوئے تیغ کہکشان سے
آتا ہے یہ قافلہ کہاں سے

۲۹

دین و دنیا مین تو ہی ظاہر ہے ‏— دونو عالم کا ایک عالم ہے
خیر و شر کو سمجھہ کہین دو زہر — سانپ کی زیست ہی سم ہے
مت عبادت پہ بہولیو زاہد — سب طفیل گناہ آدم ہے
سلطنت پر نہین ہی کچھہ موقوف — جسکی ہاتھہ آدمی جام سو جم ہے
اپنی نزدیک باغ مین تجھہ بن — جو شجر ہی سو نخل ماتم ہے
نہ ملین گی اگر کہیگا تو — تیری خاطر ہمین مقدم ہے
دل عاشق کی بیقراری کو — وہی سمجھی ہی جو کہ محرم ہے

درد کا حال کچھہ نہ پوچھو تم
وہی رونا ہی نت وہی غم ہے

دل میرا باغ دل کشا ہی مجھی — دیدہ جام جہان نما ہی مجھی
چشم نقش قدم ہو نمین بیکس — خاک انکہو نمین طوطیا ہی مجھی
جھسی ہر چند تو مکدر ہے — تجھہ سی ہر اور ہی صفا ہی مجھی
کہین خاموش ہو کی مثل شمع — ای زبان تجھسے ہی گلا ہی مجھی
باعث لرزی ہی مست کی مانند — شیشہ کمی بہرا ملا ہے مجھی
درد تیری بہلی کو کہتا ہون — یہہ نصیحت سی مدعا ہی مجھی

ورنہ ان بی مروتون کی لیے
اور بہی ہون خراب کیا ہی مجھے

تمنا ہی تیری اگر ہے تمنا کیا ہے سب بہتی گلزار دنیا غنیمت سما ہی یہ دید و وادید یاران	تیری آرزو ہی اگر آرزو ہے گل دوستی مین عجب رنگ و بو ہے جہان آنکھ بندکی نظر مین ہے عین تو ہی

نظر میری دلکی پڑی درد کس پر
جدہر دیکھتا ہون وہی روبرو ہے

روندی ہے نقش پا کی طرح خلق یہان مجھے ای گل تو رخت باندہ اوٹہاؤن مین آسمان رہتی ہے کوئی بن کئی میری ہتھین تمام پتھر تلی کا ہاتھ ہے غفلت کی ہاتھ دل کچھ اور رنج و غم کی سوا سوجھتا نہین جاتا ہون خوش دماغ جو سنکر اوسی کہین	ای عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہان مجھے گلچین تجھے نہ دیکھ سکی باغبان مجھے جون شمع چھوڑ نیکی نہین ہے زبان مجھے سنگ گران ہوئی ہے یہ خواب گران مجھے آتا ہی یاد جبکہ وہ کنج دہان مجھے بدلی ہی وہ مین نظرین وہ دیکھا جہان سے مجھے

جاتا ہون بسکہ دم بدم اب خاک مین ملا
ہے خضر راہ گرد یہ ریگ روان مجھے

کب میرا دیوانہ ہوئی قید مین تدبیر سے قدر مردونکی سمجھنی کی نہین ہے مایہ دار دیکھتا تو کی از خود رفتگان کا حال ٹک منعم ایسی قصر لاکھون مل گئی ہین خاک مین	جون صدا نکلا ہی جاوے خانۂ زنجیر سے جوہری واقف نہو وے جوہر شمشیر سے جابجا پشت پیر دیوار مین تصویر سے جز خرابی کی تہا کیا فائدہ تعمیر سے

کبہو ہی جی مین گذرا خیال سرتا بی
تمہاری وعدہ تبان خوب مین سمجہتا ہون
یہہ کون برق تجلی ہوئی آفت جان
جفا و جور تو ظالم سبہی گوارا ہے
یہہ آپ ہی آپ کدہر تیوریان بدلتی ہو

ہر رنگ سایہ نبایا ہے خاکسار مجہے
رہی ہی ایسی ہے لوگو نسی کاروبار مجہے
کہ ایکدم ہی نہین جون شعلہ ابقرار مجہی
مگر یہہ رسم جدائی ہی ناگوار مجہے
دکہائی تو نے سبہی ایکبار مجہے

اس امر مین بہی نہین اختیار ہی بندہ
ملا ہی درد اگر یہان کچہہ اعتبار مجہی

فرض کیا کہ ای ہوس ایک دو قدم ہے باغ
دیکہی جسکو یہان وسی اور کچہہ دماغ ہے
غیر سی کیا معاملہ آپ ہین اپنی دام مین
حال میرا نپوچہی مین جو کہون سو کیا کہون
ہو نسکی کبہو خمار میری نشی کی آبرو
سنتی ہین اون کہ آہ تو ہم ہی مین چہپ رہا نہین
غفلت دل ہوئی مگر پنبۂ گوش خلق درد

آپ نہین کو اوٹہی سر کہ ہی دل و دماغ ہے
گر یکشب چراغ ہی گوہر شبچراغ ہے
قید خودی نہو اگر پہر تو تجہی فراغ ہے
دل ہی سو ریش ریش ہی سینہ سو داغ داغ ہے
دیدۂ آئینہ کی طرح تجہسی بہرا ایاغ ہے
اپنی تلاش سی غرض ہمکو نیر اسراغ ہے
بلبل داستان سرا اور نہ ہر ایک زاغ ہے

غزل

اپنی تئین تو ہر گہڑی غم سی الم ہی داغ ہے
جی کی خوشی نہین گر و سبزہ گلکی تہر کہین

یاد کری ہین کبہی کبہی تجہی دماغ ہے
دل ہو شگفتہ جس جگہ وہی چمن ہے باغ ہے

عنقا کی طرح میں کیا بتاؤں
جز نام میرا نشان نہیں ہے

جوں شمع نہ راز دل کہوں گا
ایسی بھی مری زبان نہیں ہے

دعوی یہہ ہو کیونکہ بیان تیرے
ہرگز یہہ مجھے گمان نہیں ہے

فریاد کہ درد جب تلک میں
تیار ہوں کاروان نہیں ہے

عشق ہر چند مری جان سدا کھاتا ہے
پر یہہ لذت تو وہ ہے جی ہی جسے پاتا ہے

آہ کب تک میں بکوں تیری بلا سنتی ہے
باتیں لوگوں کی جو کچھ دل مجھے سنواتا ہے

ہمنشیں پوچھ نہ اس شوخ کی خوبی مجھ سے
کیا کہوں تجھ سے غرض جسکو مری بھاتا ہے

بات کچھ دل کی ہماری تو سمجھے ہمسے
آپ ہی خوش ہو وہی پھر آپ ہی گھبراتا ہے

جی کڑا کر کی تری کوچہ سے جب جاتا ہوں
دل دشمن یہہ مجھے گھیر کی پھر لاتا ہے

راہ پنہانی کی ہو اس شوخ کی تئیں ہمسے ہے
دید وا دید تو ہوتی ہی جو مل جاتا ہے

درد کی قدر میری یار سمجھنا واللہ
ایسا آزاد تری دام میں یوں آتا ہے

یہ تحقیق ہی یا کہ افواہ ہے
کہ دل کی تئیں دل سے یاں راہ ہے

اگر بی حجابانہ وہ بت ملے
غرض پھر تو اللہ ہے اللہ ہے

عدم رفتگان کو جو کہتا ہے کچھ
تو قاصد ہمارا سر راہ ہے

نہ یاں علم و دانش نہ فضل و ہنر
فقط ایک دل ہے کہ آگاہ ہے

آہ بس جی مت جلا تب جانئی
جب کوئی افسون تیرا اوس پر چلے
ایک مین دل ریش ہون ویسا ہی دوست
زخم کتنون کی سنا ہی بہر چلے
شمع کی مانند ہم اس بزم مین
چشم تر آئی تہی دامن تر چلے
ڈہونڈتی ہین آپ سی اوسکو پری
شیخ صاحب چہوڑ گہر باہر چلے
ہم نہ جانی پای باہر آپ سی
وہی آدمی اگیا جیدہر چلی

ہم ہوسی ہمراہ ہم تو ای [illegible] کر چلے
دوستو دیکہا تماشا یان کا بس
تم رہو اب ہم تو اپنی گہر چلے
الحکم اپنی ایدہر اودہر [illegible]
کیا ہمین کام ان گلون سی ای صبا
ہم تو اس چمن کی ہاتون [illegible]
زندگی ہی یا کوئی طوفان ہی
ہم تو اس جینی کی ہاتون مرچلی
قسمت [illegible] اپنی ذمی [illegible]

لوگ کہتی ہین عاشقے جسکو	مین جو دیکہا بڑی مصیبت ہی
بند احکام عقل مین رہنا	یہہ ہی ایک نوع کی حماقت ہی
ایک ایمان ہی بساط اپنے	نہ عبادت نہ کچہہ ریاضت ہی

آپہنسو نہین تیونکے دام مین یون
دردیہہ ہی خدا کی قدرت ہے

گل اگر سمجہہ ہو بعضی بیہد کچہہ کرے	بلبلو کتنی ہی غنچہ راز دل غنچہ کہو
چند مدت اب تم ای یاران آئندہ ہو	بیش ازین کچہہ اس سبحی مین ہم [illegible]
آنسو نہین کچہہ جگر کے ٹکڑی ہین بعض بعض	پر نہین معلوم تحفت دل کہ یہہ کرے
یہہ نہ سمجہی اوری شاطر نہ دی ہی انہین	زعم مین اپنی سلاطین آپ کو شکر [illegible]

تشنگان عشق کو ملیو خدا سی خوب درد
سخت صدمی یہہ تیونکی ہاتون پن سر کی

شخص و عکس آئینہ مین جلوہ فرما ہو گئی	اوستی دیکہا آپ کو ہم اوسمین پیدا ہو گئی
ائی ہی من حجبی مین مقصد کرکی دوری	ہم تماشی کی لئی آپ ہی تماشا ہو گئی
سمجہا صاحب کچہہ نہ پوچہو خلق ہی وہ پردہ	جسمین یاران اصلاح سی ہی فتنی برپا [illegible]
آہ وہ دو شخص جو دیکہی تہی خبر ہین عیب کے	ڈہونڈتی پہرتی ہین انکو لوگ وہ کیا [illegible]

دل ہی کچہہ تہا خفا ہو کر نہ یان سی اوٹہ گیا
ہم ہی تو ای درد جلنی کو مہیا ہو گئی

[illegible]

[illegible]

شوخی ہی اور درد سے ہے بیتے
بات میں اور ہی جان پڑتی ہے

اک ان سبھلتے نہیں یا ہے پہر سنبھالی
جو کچھ کہ خدا داد یگانہ ادکھیں گے ناچار
ایسی ہی کوئی اپنی تیغن کیونکہ بچاوی
وہ سرخ لباس اوسکی گلیون نظر آیا
کیا تجھہ گذرتا ہی کبھی پھر اسا احوال
کیا جانی کس دل کی تیغن آہ دسین سگے
پھر آگئی قیامت ہی اگر اب بھی نہ آو
ابروئی تیری جسطرف اب تیغ سنبھالی

جسطرح ابان ستو دنی سے پاؤن نکالی
صدقی تیری یکبار تو منہ اپنا دکھالی
دل زلفونسی بچ جاتی تو انکھونسی
بچکے ہین میری دلین پڑی باتین لائے
یون جاتی ہی سو تو اور بھی کچھ باتین بتائے
زلفون نے تو بطرح یہ اب تجھ ہین کالے
ہر پٹ کی جدائی کی دن اتنی تو مین ٹالی
فرقان فی دین کر دقتی تیا سمتی بہالی

وعدے کی تو مدت نہ کہی درد کچھ اوسی
اس غم کو بہلا کہی کوئی کب تیغن ٹالے

غیر جو بنا بیدہ ہاتون یہ گل کھایا گئے
دلکی دل جاتی مجھی شکوہ تو ملنی کا نہین
دن تمہاری تو گئی بار خوشی سی طرح
دل ہرا ہوتا ہی کوئی تجھ سی یون ہی عیش
چین تو ہمکو نہ آیا ایکساعت اوس بغیر

ہم بھی تو حق داغ اپنی دلکی کھلایا گئی
گاہ گاہی پاس میری آپ تو آیا گئی
ہم بلا سی یہان پڑی رات تو گھبرایا گئی
ہم سدا غیر ونسی ملتا سنگی گھبرایا گئی
رات دن ہر چند اپنی دل کو بہلایا گئی

۳۵

[illegible]

[illegible]

لیہو روتا کبہی ہنسا کبہی حیران ہو رہا
اگر ستم جو تو ہی کب یہہ صدمہ اوٹہا سکی آدمی

محبت کیا بہلی چنگی کو دیوانہ بنا دی ہی
طپش دل کی سنبہالوں میں کہ یہہ میری جان جاتی ہی

پہری ہی اسطرح جو آج تو ای درد بیخود سا
بتا ہمکو ہی شک باری وہ کیا آفت کا آتی ہی

ہر گہڑی ڈہانپنا چہپانا ہے
وصل سی ہی نو میسر ہوتی ہے
دل لگاؤ کہ پا گلے ہی لگو
ترچہی نظروں سے دیکہنا ہر دم
یہی اپنی ہی گون کی باتیں ہیں
واہ ری یہہ زبان کی تیزی ہے

الغرض تو بنود کہنا تا ہے
کہیں اس بات کا ٹہکانا ہے
داؤ ہی سے لگنے جو لگانا ہے
یہہ بہی ایک بانکپن کا بانا ہے
آہی جانا جدہر کو آنا ہے
ہر طرح کچہہ نہ کچہہ ستانا ہے

دیکہیو کہیو نہ سب بے درد سے
درد کو بہی تو منہہ دکہانا ہے

دل تجہی کیوں ہی ہے بہکے ایسی
سب برا کہتی ہیں تو کہتی دو
وہ ملیگا تو ہم سے بہتے ملتی ہیں
خون ہوتا ہی عمل کا یاں آؤ
اوسکی گہر میں کدہر سی ہو پہنچی جا

کون دیکہی ہے یہہ چلبلی ایسی
بات لائی ہو تم سے بہلے ایسی
آپ لگ سے چلے کیا بہلے ایسی
مہندی پاؤں میں کیا ملی ایسی
دل بتا دی کوئی گلی ایسی

[illegible]

کس کی ہے موج حسن جو جلوہ گر کہ یون نالہ ہی جرس کیطرح تو اس قافلہ کی ساتھہ	دریا مین جون حباب ہی انکھین کہولتا چلا نامی جو کچہہ بساط مین تہی سو سنا چلے

کہتہ ٹہیرنہ درد کہ اہل وفا ہون مین
اوس نے وفا کی اگی جو ذکر وفا چلے

جتنی بڑہتی ہے اوتنی گہٹتی ہے زلف کی کچہ ادائیان دیکہو آج ہی آہ کی ہوا بجہے اور	زندگی آپ ہی آپ گہٹتی ہے ہر گہڑی منہہ سی حباب لٹتی ہے دیکہی کسطرف سے پلٹتی ہے

جو خرابی کہ درد یان پہلی ہے
دست قدرت سی کب سمٹتی ہے

گر نام عاشقی تیری نزدیک ننگ ہے اس خانمان خراب کو لیجاون مین کہان تیری در شتیو مین سمجھتا ہون آشتی	گر یہی ہے تجھکو قتل تو پھر کیا درنگ ہے دل پر تو یہہ فضای بیابان بہی تنگ ہے تجھکو یہ میری ساتھہ عبث عزم جنگ ہے

گر ہے یہی اسقدر تو خفا درد کو عبث
ظالم وہ اپنی جان سی آپ ہی تنگ ہے

آہستہ گذریو تو صبا کوئی یار سی اوس سنگدل کی وعدہ خلافی کو دیکہی سینہ کو چاک صبح کی مانند کر گرون	بیچین نہ کیجیو مری مشت غبار سی پتہر اگئی ہین آنکہین میری انتظار سی جون آفتاب نکلی مراد کنار سی

٣٧

[illegible]

[illegible]

وہ زمانی سے باہر اور سب ہے جھکے تو ہو کی سامنی گذرا	رات دن انتظار گذری ہے آپ سی یار بار نکلی ہے

نالہ زار درد کا ہر ایک
پھوٹتی دل کی بار نکلی ہے

تو جو نکلتا عبث ہی کسی بات کی لئی یوں ہی نام جگر ہی سے رگڑیں ہو گئی اگلی معانقہ کو اگر کیجئی معاف	میں آ گیا ہوں صرف ملاقات کی لئی ہر دن خراب پھرتے تھی جس رات کی لئی لگ جاؤں اب گلی سی مکافات کی لئی

ہم جانتی ہیں درد ہے اندیشہ بات کو
نوک ہاہی کو ہیں جگہ بات کی لئی

غمناکی بیہودہ رونی کو دبوتی ہے دم لینی کی فرصت یاں تک سوز نہانی ہے تو رشیدہ قیامت کا سر پر تو آب پھر بچا	اگر اشک بچا تنگی آنسو نہیں ہوتی ہی ہم تجکو دکھا دیتی کچھ آہ بھی ہوتی ہی غفلت کو جگا دیتا کس نیند یہ سوتی ہے

خورشید تنہا ہی گردش میں پانی کی
یہاں اپنی دنوں کی بیکس شبنم ہی تو روتی ہی

جو ملتا ہی دل پھر کہاں زندگانی عجب خواب در پیش ہی پھر تو سب کو دلاسا تو دیجئی جگا جاگی اوسکو	کہاں میں کہاں تو کہاں تو جوانی سنا ؤ تک اب اپنی اپنی کہانی تڑپتی رہی بکیس جی جان فشانی

[illegible]

[illegible]

جلا کر دیکھ نامہ کو حقیقت گر نہیں پڑھتا
طپش کو دل کی مین سمجھا تہا یہہ آنسو بچھاوینگے

محبت کی شرار دن نے یہہ جہاتی جسطرح پہونکی
دل یہہ آگ تہا پانی سی بہرکی اور بہی دونی

پڑی ہی خاک پہ یہہ لاش اوس رشک شہید انکی
لہو کی آنسو دن روتا ہی جسکو قتل کر خونے

تو اسقدر جو اوسکا مشتاق ہو رہا ہی
کوئی بہی شخص اوسکا مارا ہوا نہ دیکھا

کیا دلسی پہی زیادہ آئینہ مین صفا ہی
دل مت کہین لگا تا الفت بری بلا ہی

سیماب کشتہ کسکا مار الحیات کیدہر
گر جی کو مار سکئے ای درد کیمیا ہی

کسکی تیئن نہ دیکھی کس پر نگاہ کیجیی
عہد شکن ہو خواہ وہ دل جکتی کیا کری

کہولی جسطرف نظر سمجہی آہ سینہ کیجیی
اوسکی طرف سی ہو سو ہو آپ نباہ کیجیی

کعبہ کو بہی نہ جائی دیر کو بہی نہ کیجیی منہ
دل مین کسو کی درد یان ہووی تو راہ کیجیی

نہ وہ بہار وہان ہی نہ یان ہم جوان رہی
آباد رکہیو خانہ دنیا کو ای سپہر

ملی پہر اوس سے آہ یہ وہ دن کہان رہے
یکچند ہم بہی آن کی یان مہمان رہی

دل اپنی پاس گو کبہو رہتا نہیں رہی درد
پر ہی یہی دعا وہ رہی خوش جہان رہی

اگر آہ بہی ہی اثر شرط ہے
و گر ضبط کر تی جگر شرط ہے

خرد اثر ملائی گلستان خوبی
کرتی ہی نسیم تر اگل فرو شی
بیٹھا مست ہی ہوئی نرگس چمن مین
کسو کی تو آنکہون مستی کی بادہ نوشی
جگر پہ داغ ہی میری یہہ گلشنانی کی
کہ اوسنی آہ تماشی کو مہربانی کی
میری بی نادر ترانی زیر کا فرہاد
اگرچہ اوسنی بہی ایک عمر تیشہ رانی کی
ہم ابہی تہا عمر مین دنیا سی ہو گئی بیزار
عجب ہی خضر کی کیونکر کہ زندگانی کی

دونو جگہہ مین معنی مولی ہی جلوہ گر | غافل ایاز کون ہی محمود کون ہی
تجہہ پر کہلا ہی راز الیہ المصیر اگر | ہر فعل تو سمجہیو مقصود کون ہی

ولہ

یک خلق سیہ مست مئی بیخبری ہے | کس لعت کی تجہہ مین نسیم سحری ہے
ہر آہ شرر بار ہی جون سرو چراغان | کیا آگ الہی میری سینہ مین بہری ہے
غافل تو کدہر بہکی ہی ٹک لگی خبر لے | شیشہ جو بغلمین ہی اوسی مین پری ہے

رباعیات

جان تو اک جہان رکہتا ہے
تیری یہہ ڈہنگ اور تجہہ سی میان
نہین چہوڑتی قید ہستی مجہی
زمانی نی ای درد جون گردباد

کیا جانئی کیا دل پہ مصیبت پہر ہے
اسطرح سی یک لخت جو آنسو نہین تہمتی
بس ہی یہی مزار پہ میر کہ گاہ گاہ
ای درد کیا عجب ہی مرا اشک و آہ سی

کون میری سی جان رکہتا ہی
درد کیا کیا گمان رکہتا ہی
مگر کہینچ لیجای مستی مجہے
دکہائی بلندی و پستی مجہے

اک آگ سی کچہہ ہی کہ وہ سینی مین
معلوم ہوا درد کہین آنکھہ لڑتی
جاتی چراغ کوئی دل مہربان
دوبی اگر زمین وگر آسمان

مین چپ ہون کہان تئین چہپاتی
اک آہ تہی سو وہ سر اپنا پٹک
آیا نہ مین جی کو نہ دل سی ٹپک گئی
اب کون حال دیکہی اوس مست ناز سی

غیر اس کوچہ میں اب دیکھا تو کم آنی لگی
کون ایسا آ رہا یہ پھر کہ تم اوسکی طرف

تیری خاطر میں کبھو شاید کہ ہم آنی لگی
آنکھ پھرتی ہی کبھو یاد دم بدم آنی لگی

افراد

سلجھتا ہات جن طرح جون میں ہم ویسا سلجھاتے
گل کھاہی جنہوں نے وہ گل کچھ کچھ کھلی
اگر نہان ہی تو تو ہی دگر عیان تو تو ہے
دل کو سب قید و نسی او دو سوقت میں آزاد کر
یارب پھر اتنی نواب در گذر کرے
اس تیغ ابدار کا گر یہہ ہی وار ہے
میرا تو جی وہین رہتا ہی تب جہان تو ہے
نہ مرتی ہیں نہ نیند آتی نہ وہ صورت تیرے ہی
نہ یہان قصہ سکندر کا نہ مذکور سلیمانی
از بسکہ یہان نقش فنا کا ہی نگین ہی
طلسم ہستی موہوم دل پر بحث جنبر ہے
تعین کرتے دل سی تو کفر آتا رہو جاوے
تیری آنکھین دیکھ دیکھی تو نرگس مست ہو جاوے
نالہ ہی سجی اثر اور آہ بی تاثیر ہے

یہہ الجھہ پھر اگر آتا تو اپنا دل نہ الجھاتی
ہر داغ اپنی دل کی تو سب جا نگین ملی
غرض کہ دیکھ لیا میں جہان تہا تو ہی
دل جلی آپ سے ہمین غم ہی نہ کچھ شادی ہی
کوی خانہ خراب کسی دل میں گھر کری
پیاری تو زخمیوں کا تری پڑا یا ہی
اگر چہ میں یہہ نہین جانتا کہان تو ہی
یہہ چلتی جاگتی ہم پر قیامت شب گذرتی ہے
ہماری بزم میں ہوتا ہی ورنہ کی کر سلطان
دل جس سی لگا پھر اوسی کیا تو نہیں [illegible]
ہر رنگ عکس مجھکو آئینہ سد سکندر ہے
اگر عقدی کھلین شیخ کے زنار ہو جاوے
اگر دیکھی یہ علامت سرو گلشن پست ہو جاوی
سنگ دل کیا تجھکو کہتی اپنی ہی تقصیر ہے

رباعیات متفرق

ملتا نہیں باغ نہ دوستان کو دیکھا
یعنی کہ بہار او خزان کو دیکھا
جون آئینہ ایک ایک پریشان نظر سے
اپ مونڈی آنکھہ بس جہان کو دیکھا
دیکھا ہی میں زندگی کا جیسے سپنا
جاتا ہی سدا ہی مجھکو [illegible] ہی کہنا
تقصیر معاف تب ہی ہوگی ای درد
جون شمع کر دوگا جب [illegible] کہنا

گذرا ہی جہان ہزار ہوس سے لیکن
میری دل کا شگفتہ ہونا معلوم
ای درد بہت کیا پر کہا ہمنے
دیکہا تو عجیب جہان کا دیکہا ہمنے
پیدا ہی نہ تہی تو دیکہتی ہی سب کچہہ ہمنے
جب آنکہہ کہلی تو کچہہ نہ دیکہا ہمنے
ہم بہانی ہین اور انسوت بیتی ہین
دن رات ہمی عجب طرح بیتی ہین
گذری ہی کہ جو کچہہ کہ گذری کیا کہی
مختصر کہ یہہ کہ اب تلک جیتی ہین

پیدا اگر ہی ہر چند تقدس پیدا
جنت مین بہی اکل و شرب سے کب ہے نجات
ای درد یہہ بکہنا جو اگر دیکہا
مانند مژہ اوٹہہ گئی صف کی صف ہی
ہمنی بہی کبہو جام و سبو دیکہا تہا
اون باتونکو اب جو غور کیجی ای درد
مونداآنکہہ سدا کب تئین دن ٹالی گا
ای درد مراقبہ تو کرتے ہو ولی
اُسکا کون کیا کسے سے کہنا
گذری ہی اب اسطرح اپنی ای درد
یا رب مقصود خلق کیا مین ہی تہا
کچہہ کام ظہور مین نہ آیا مجہہ سے
آرام نہ ذنکو بیقراری کی سبب
واقف نہی ہم توان بلاؤن سی کبہو
کیا فایدہ کر بازہی یان دیدہ سر
جون آئینہ ہر چند کہلی آنکہہ دلے
یون دیکہہ کی اپنی غم سی مجبور بجز

مشکل ہی کہ حرص سی ہو پرہیز پیدا
دوزخ کا بہشت مین ہی ہنگامہ و شیدا
کچہہ تو ہی بتا کہ دل لگا کر دیکہا
ہستی تو جد سر آنکہہ اوٹہا کر دیکہا
جو کچہہ کہ نہین ہی رو برو دیکہا تہا
کچہہ خواب سا تہا کہ وہ کبہو دیکہا تہا
غفلت کی تئین بغل مین اپنی پالی گا
تک اپنا گریبان مین مونہہ ڈالی گا
اپنا اپنا ہر ایک کا سینہ لہنا
رونا چپکے پڑے اکیلی رہنا
ایسا تحفہ جہان مین کیا مین ہی تہا
بس تجکو یہہ مجہہ سے مدعا مین ہی تہا
نی رات کو چین آہ و زاری کی سبب
یہہ کچہہ دیکہا سو تیری یاری کی سبب
نت پردہ چشم دل ہی کوری دکر
اتنا ہی نظر مین عیب اپنا جو ہنر
کہتا ہی سمجہہ تو سہی گر کچہہ ہی شعور

مستسلمین تشہو حق سی ہوتی ہی نصیب
مت پوچھہ کہ میری عمر کیونکہ کٹا ہے
کسو سطی چاہی ہر یکبیا اتنا
ہر شب کے لیے کب تئین مرتی رہئے
اب درد جو کچھہ کہ زندگی باقی ہے
ای بحر علوم سب کو پار ہی باری
تا حشر تیری مریدی پیری کا
آزادی معرفت کی ایزد سے کہیے
کیونتا اتی اٹک رہی ہے قید حیات
پیری چلی اور گئی جوانی اپنے
کل اور کوئی بیان کریگا اسکو
یا دستی ہی کچھہ رسم تعلق کم کے
رونی کو میری تو لی ہی نظر دیتین
تیری الفی درد کو کسی سی نہ ہی
یہہ حالت ہی اب رفتہ رفتہ آخر
جون کال سی بیان تالکی پیدا ہی
دیکھی تیر یہہ اور تشبیہ تمام

اوہہ چاہی نظر سی خلق تب ٹہہ سکی
جسطرح سی کٹ گئی یہہ دو ٹکڑا ہے
دو روز کی زندگی ہے جون کر کاٹی
کب تک یہہ کفر دلمین بہرتی رہئے
اللہ کو اپنی یاد کرتی رہئے
ہی تجہہ سی ہے اب حصول فیض باری
جون موج یہہ سلسلہ رہیگا جاری
عقدہ نکیا قبول جے پیر کوئی
یہہ ہی جو گرہ سی ہی سو کہل جاتی
ای درد کہان ہی زندگانی اپنے
کہتی ہین اب آپ ہم کہانی اپنے
تاثیر پڑی ہی یا کہ اپنی غم کے
اس گوہر اشک کے ہی رتی چشم کے
بہترون نی چاہا یہ سبہی سی نہ بنی
اب بگڑا کہ اپنی جے سی نہ بنی
دون تال سی کال کی شناسائی ہے
وہ اسکی یہہ اوسکی کام آئی ہے

مخمس

سنبھلے ہی نہ رکھہ قدم تو زنہار
آہستہ گذر میان کوہسار
ہر سنگ دوکان شیشہ گر ہی

دیدار نمای شاہد گل
جب دل نے کیا میرے تامل
اور زلف کشا عروس سنبل
تب پردۂ رنگ و بو گیا کہل
دیکہا تو بہار جلوہ گر ہے

نزدیک و بعید سب ہے برابر
آئینۂ وہم ہے سراسر
مت ہو دم یاس سے مکدر
مانند نگہہ نکل تو باہر
تیری ہی مین تجہہ تلک سفر ہے

ہر عجز مین کبریاے محجوب
کوئی ہی نہین جہان مین معیوب
ہر نقص مین ہے کمال مطلوب
آتی ہین میری نظر مین سب خوب
اگر عیب ہی پردۂ ہنر ہے

ای درد رموز کبریائے
بی عجز نہین وہان رسائے
کد سمجھے ہی زاہد ریا[illegible]
ہی مجھکو جہان یہہ برکشا[illegible]
پرواز شکست بال و پر ہی

ہم وحشیون کی لین مجہہ اور ہی ڈہنگ ہی
ان گم شدون کے آگی تو عنقا ہی دنگ ہی
وحشت بہری ہی اور ہی اور ہی ترنگ[illegible]
اہل فنا کو نام سی ہستی کی ننگ ہی
لوح مزار ہی میری چہاتی پہ سنگ ہی

ای زیور دست غیب ہر جا
کافر ہون نہون جو کافر عشق
دشمن ہی کہان کدہر کوی دوست
ویرانی وادی گمان تو
ہیہات جہان یہہ کور چشمان
کرتا ہی یہہ کون دیدہ بازے
تو ہی تو ہی دل کے بیحجابے

انگشت نما ہی جون نگین تو
ہی ناز بتان نازنین تو
ہی گرمی بزم مہر وکین تو
آبادی خانۂ یقین تو
ڈہونڈہی مین تجہی تو ہی مین تو
گر روشنے نظر نہین تو
ہی بردۂ چشم شرمگین تو

معشوق ہی تو ہی تو ہی عاشق
عذرا ہی کہان کہان ہی وامق

مین منتظر دم صبا ہون
ایک عمر گذر گئے سمجہے
تنکا ہی نہ ہل سکا نہ مجہ سے
بیگانہ جو مجہسے وہان پہری ہے
موجود نہ پوچہے کچہہ وہ کافر
اپنی تو نہ کہوسے تیرہ بختے
بیدل تو نکر مجہی سمجہ ٹک
مشکل ہی مجہی کہین رسائی

جون غنچہ گرفتہ دل بنا ہون
معلوم کیا نہ میں کیا ہون
شرمندۂ جذب کہربا ہون
تقصیر یہہ ہی کہ آشنا ہون
گر آدمی خدا ہی مین تو کیا ہون
ہر چند کہ سایۂ ہما ہون
مین ہین تو باہین رہا ہون
کوتاہی طبع نارسا ہون

۸۵

قابل نہین اختیار کا مین
بندہ ہی یہ چہر مین اپنی مجبور
تو عشق کے رنگ کی ہی بیرنگ کر
واصل ہی کوئی کوئی ہی مجبور
پروانہ و شمع [illegible]
ہین بلبل و گل جدا جدا ہون
ای زیست کا اعتبار کب ہی
کوی دم مین یہہ زندگی ہے
گذرا ہی نظر ہی ایک عالم
[illegible]

دنیا سی امید پایدار ہے
جون آئینہ منہ کسی سی مت پھیر
کچھہ پائی خبر نہ اپنی دل کے

یہہ وہم تیرا کدہر گیا ہے
تیری دل مین اگر صفا ہے
کس کے وہ خیال مین گیا ہو

ہی میری تئین سراغ دل کا
پہرتا ہون لئی یہہ داغ دل کا

مت کہہ کہ فلک مین ہین برے ڈہنگ
ای رشک بہار ہی تجہی سے
برعکس سمجھہ صفا کو اوسکے
ای شیشہ گران نہین یہہ مینا
کرتا ہے تو صلح غیر سے تو
حیرت کا میری تو یہہ اثر ہے
مین پونہچون خیال کے طرح واں
کرتا ہی یہہ دل تو روز نالے
مین غنچۂ دل گرفتہ دل

کسبکا ہی سمجھہ تو تنگ یہہ تیر نگاہ
یہہ روی زمین پہ آپ اور رنگ
آئینہ کی دل مین بھی ہے ازنگ
پگہلا ہی شراب پر دل سنگ
ہم سی ہی مگر ارادۂ جنگ
وہ بھی تجہی دیکھہ رہ گیا دنگ
گر مجھسی تو ہو ہزار فرسنگ
ہی فی سی زیادہ تر خوش آہنگ
تو عقدہ کشای خاطر تنگ

چون خم ہی تجھی تو شگفتہ دل رکھہ
مت تیغ سی اپنی منفعل رکھہ

عاشق ہی اور اضطرار کرتا
ایک جا نہ کہین قرار کرتا

وہ یار میرا سے جلوہ گر تہا		ی در دو جہان کہیں ہن دیکہا
	خاموش تو مت جتا کسیکو آتا ہی نظر خدا کسیکو	

احوال مصنف مغفور کا تذکرہ میر حسن علی صاحب سے لکہا گیا

سر امد اولیا، متاخرین سر خیل کملا دین جنید عصر شبلی دہر شہنشاہ اقلیم فقر و قناعت
اہبا الاطاعت ماہ کامل فلک شب زندہ دار نیر اعظم سما نیکو کار سبحہ گردان دانہا نجوم فضل
کمال تاز نیاز گداز مصلا گہلستان مثال واقف رموز راز شمع بزم سوز و گداز جرعہ کش شراب معرفت
رند خمخانہ طریقت صاف مذاق درد محبت واقف لذت کرب الفت محک طلای رنگ زرد نسیم گلشن آہ
سرد عارف باللہ و لی حق آگاہ فرگان چشم عرفان مردمک دیدہ ایمان حلقہ کش گوشہ صبر و رضا عزلت
گزین و تارک دنیا سر خیل اہل مراقبہ مجاہد نفس و صاحب مکاشفہ عبد خاص رب قدیر جناب
فضائل مآب خواجہ میر المتخلص درد خلف الرشید زبدہ کملا اکابر صاف باطن نیک ظاہر
خواجہ محمد ناصر متخلص بہ عندلیب باشندہ قدیم دار الخلافت شاہجہان آباد کی سلسلہ
نسب پاک کا فقرامین سید بہا الدین نقشبند اور امرامین نواب ظفر خانسی جو عہد حضرت جہانگیر
بادشاہ غازی مین سردار نامی تہی ملتا ہی اوائل حال مین والد مغفور انکی منصبدار بادشاہی تہی لیکن
جب دنیا کو ترک کیا اور کوچہ سلوک مین قدم رکہا اول گلچین گلشن بہار حضرت شیخ المشایخ شیخ سعد اللہ
المعروف بشاہ گلشن قدس سرہ العزیز کی ہوئی اور ایک مدت رہنمائی شاہ صاحب موصوف سے
ہزاروں جہاد نفس اور تصفیہ باطن کے کئی جب خلش خار زنبدار دور ہوا اور بوگل مراد فنا فی اللہ سے مسرور ہوا

۴۷

قال کی صحبت رہا کرتی
اکثر اکابر معاصر اور شیوخ اور
بزرگ اپنا فخر سمجھکر اوس جلسہ
مین تشریف لاتی ہین جو کہ
حضرت ظل سبحانی ہی اکثر تکلیف
فرماتی ہین خداوند عالم نے ازبس
طبع عالی عطا فرمائی تہی لہذا زبان
فارسی اور زبان اردو دوی معلی مین
رنگ طبیعت اور جوہر قابلیت دکہاتی
ہین شعر کہتی ہین شاعرین نامدار تہا
بلکہ ہنگام جوش وخروش جرأت و بانزوق
مکاشفہ زبان پر آیا کرتی ہیں بے تکلف اور
ساتھ طبع موزون ہی موزون ہوجاتا
کرتی ہی رفتہ رفتہ دو دیوان مختصر ایک
فارسی دوسرا ہندی مملو رموز نکات
فانی یک جا ہوئی اور شرح اوس
نظم کی پانچ رسالہ جن کا نام نالہ درد
وآہ سرد و واردات درد و درد دل

[illegible]

ودرد دل وعلم الکتاب ہی طبع رنگین خواجہ مغفور سی مثل آئینہ حقیقت نما ہوئی حق تو یہ ہی کہ
سوای کمالات باطنی کی فن شعر مین بہی جناب ممدوح بی عدیل نظیر و دلکش بہرزاد میر تہی
بلکہ بعد شعرای ایہام کو ابتدای صفای زبان اردو انہین کے ذات سی ہوئی اور اوس
زمانی مین جیسی سلامت بیان اور فصاحت زبان انہون نے پیدا کی کسیکے کلام مین نہین دیکہی
نظر اسکی جو سوز و گداز انکی کلام سراپا اعجاز مین ہی اوسکی صفت کیا کوئی لکہی کہ خداداد ہی دوم
کی امداد ہی حال و قال ایکسا ہی اسواسطی کلام مین اثر ہی جسمین قبول جلوہ گر ہی بعد اونکی محمد میر
اثر اونکی چہوٹی بہائی سجادہ نشین ہوئے اب ناصر احمد صاحب نواسی اونکی سجادہ نشین ہوئے ہین اور چوبیسوین

تاریخ کو محفل کیا کرتی ہین بیدار نی اونکی وفات
کی تاریخ یہہ کہی ہے

قطعہ تاریخ

آفتاب پہت دین محمد خواجہ میر
حضرت درد آنکہ از درد فراق عندلیب
حیف کز دنیا بعمر شصت و ہشتم سالگی
بندہ بیدار گان ہست از طلا انس یکی
نا یک پیر شب ما نرد ما لقا کرد ختم اینجہی تہی

مظہر علم و علی و وارث اثنا عشر
نالہ یا ناصر ش میکرد ہر دلہا اثر
جانب اعلا علیین او کردہ سفر
جست از وقت وصال و روز و ماہش چون خبر
آہی بود آدینہ و بست و دوم ازسفر

خاتم تیغ سیح ۱۲

[illegible]

الیبس وباقی ہوس نسخہ

در مطبع محمدی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرون پہلے توحید پروردگار	کہون بعد نعت رسول کبار
ہزارون درود آل اطہار پر	ہو اصحاب اور سارے احباب پر
ستارون سے روشن کیا آسمان	کیا مہر اور ماہ اسیر روان
بہی نطفۂ منی سے کئی آدمین	دیا عقل و ادراک اُن کو یقین
الست کہا ربکم کی ندا	ہوئی معترف وہ بلی کی سدا
کہا ما عرفنا رسول زمان	ہین عاجز وہان ساری قدسیان

امابعد یہہ کتاب اول ہندوی زبان مین تہی کوکا پنڈت کی بنائی ہوئی یعنی کوکا پنڈت نام ایک شخص کا تہا بعضی کہتے ہین راجا بہوج کا وزیر اور بعضی کہتی ہین قنوج کے راجا کا وزیر تہا سو اوس راجا نی پانچ کروڑ روپئی دیکر واسطی خریداری کے سورت کی ملک مین بہیجا تہا کہ سیری واسطی تحفہ جات وہا کی یعنی اچہی اچہی لڑکیان حسن دار نابالغ بیش قیمت اور کتنی ایک اسپ لی آوی کیونکہ تعریف وہان کی بہت سنی جاتی ہی یہہ سنکی کوکا پنڈت روش اداب کی بجالایا اور سر سلطنت کو بوسہ دیا پہر عرض کی کہ مہاراجہ صاحب

عمر تمہاری دراز ہو اور اقبال زیادہ آپ نے جو فرمایا سو بجا لاؤن گا ✢ ✢

مثنوی

یہہ کہہ اسنے راجا سے بیڑا لیا
کہ سورتھہ کی جانب کو ڈیرا دیا

نکل کر چلا ہو خوشی سے سوار
ولایت مین سورتھہ کی آ ایکبار

لگا کرنے وہان عیش و عشرت تمام
خوشحالی سے پیکر محبت کی جام

لگا دیکھنے وہانکی سب ماہ رو
پھری پیکرون سے ہوئی گفتگو

غرض مال و زر سب تصرف کیا
جو کچھہ عیش کرنا تھا وہ سب کر لیا

جبکہ صورت کی ولایت مین آیا اور پانچ کروڑ روپیے عیش و عشرت مین گنوایا بعد چند روز کے کتنی ایک لڑکیان شکستہ بکر اور اسپ مجروح و لاغر مانند خر وغیرہ ایسا ایسا اسباب لیکر راجا کی خدمت مین حاضر ہوا اور عشق مین خوف کو برطرف کیا اتفاقاً ایک وزیر بے تدبیر کہ اس سے ضد رکھتا تھا اسنے آنکر عرض کی کہ مہاراجہ بندہ آپکی خباب مین التماس کیا چاہتا ہے اگر قبول ہو تو عرض کرون تب راجہ نے کہا کہو کیا کہتے ہو تب وہ دست بستہ ہو کر کہنے لگا کہ مہاراجہ وہ کوکا پنڈت وزیر کہ جسکو آپنے خرید کرنیکو بھیجا تھا اوسنے بہت نالایق کام کیا کہ ایسا جہان مین کوئی نکری اور نکیا ہوگا اوسنے آپکی امانت مین خیانت کی اور لڑکیان زبدرنگ کہ انکا بکر توڑ کر حضور مین لایا ہے اسواسطے وہ شخص نالایق لایق سزا کی ہے اور اوس شخص کو قتل کیا چاہیے کہ بار دیگر کوئی راجا کی خدمت مین ایسی گستاخی و بے ادبی نکرے یہہ بات سنتے ہی راجا کا دل غصہ کی آتش سے شعلہ زن ہوا اور کہا یہ ہے کہ اسکو ہدف کی نیچے لیجا کر پرزہ پرزہ کرین بلکہ جا کر خاک اوسکی آسمان پر اڑادیوین موافق اسکے

بیت

امانت مین جو کوئی خیانت کرے
سزا اسکو دینا سزاوار ہے

نا خوف خدا کا دیش ہی کہ واسطے اس مردار دنیا کی طمع کی اور اپنی عیش کے انسان کا

خون سر پر لینا لازم نہین کہ محشر مین اوسکا جواب دینا بہاری ہی چنانچہ موافق شعرون کے

شعر

نگہہ کن چو سوفار داری بشست ۔ نہ آنگہ کہ تیر اب کردی زدست

نگہہ کر کہ جب تیری ہاتھہ مین ہی ۔ نہ دیکہہ ہاتہہ سی جب نکلجای وہ

پشیمان بسی بعد گردی ولیک ۔ دگر باز ناید چو شد او زدست

اگرچہ بہت پہر کہ پچہتائے گا ۔ کیا پہر کے وہ ہاتہہ کب آئیگا

کہ سہل ست لعل بدخشان شکست ۔ شکستہ نیاید دگر بارہ بست

آسان بہت ہی لعل بدخشان کا توڑنا ۔ لیکن نپٹ محال ہی پہر اسکا جوڑتا

پس راجانی یہی کہا اور اوسکو بندی خانہ مین بہیجا بعد چند روز کی ایکروز کا ذکر ہی کہ وہ روز نوروز تہا اور راجا اپنی مجلس آراستہ کرکی بیٹہا تہا اور دربار عام کی لوگ یعنی وزیر امیر خاص اور عام اپنی اپنی عہدی پر حاضر کہڑی تہی

بیت

خوشی ہی کی مجلس بہری تہی تمام ۔ سبہی عیش و عشرت مین تہی خاص و عام

کہ اسی مین ایک عورت سر و پا برہنہ ننگی مادر زاد راجا کی روبرو مجلس مین سے چلے آئے

مثنوی

چلی آئی راجا کی وہ روبرو ۔ دکہاتی ہوئی سب بدن مو بمو

سر و پا برہنہ برہنہ بدن ۔ شرم جسکی کرتی ہین سب مرد و زن

نظر آئی جب وہ برہنہ تنکل ۔ ہوئی اہل مجلس سبہی مضمحل

نظر آگری ہی وہ ہر سمت کو ۔ لگی شرم سی ڈہانپنی اپنا رو

جب ننگی مادر زاد راجانی اوسی اپنی آنکہون سی دیکہا اور کہا کہ ای عورت بی شرم تجہہ کو مرد ونسی شرم نہین آتی اور اپنا ستر پردہ پوش نہین کرتی تیرا مطلب کیا ہی تب اس عورت نی کہا کہ مہاراجہ یہہ سچ ہی کہ عورت مردون سی شرم کرتی ہی اما تمہاری مجلس مین مرد کون ہے جو شرم کرون اور اپنا منہہ چہپاؤن الخ یہین

ستر اپنا ڈہانپون جو کہ میرا مطلب بر لاوی یہہ بات سنکی راجا بہت شرمندہ ہوا اور
کہا کہ اپنی مجلس مین مرد کون ہی جو اس شوخ بیحیا زبان دراز کو تہ چکی رکہی اور بدن اوسکا ڈہانپے
لیکن اس مجلس سی کسی نی جواب ندیا اوسوقت راجا نی کہا کہ میری ولایت کی سرحد مین
جو لوگ بہت مدت سی سرکاری درناہیہ کہاتی ہین اور ساحر کہلاتی ہین واسطی ایک روز کی
انکو رکہا ہون پس یہہ کہکر فرمایا کہ انکو حاضر کرو وزیرون نی فی الفور حاضر کئی تب جوگیون نے
عرض کی مہاراجہ حیران جو رہو اس عورت کا نام تیرا جوگنی ہے اور بہت گرد عالم کے
پہری ہی کسونی اسکو زیر نہین کیا نہ اسکی مطلب بر آئی اور نہ مراد پائی مرد تماشہ ہین
اسی سنکہنی کہتی ہین اور عقلمند اس سی کنارہ کرتی ہین یہہ سنکی راجا فکرمند ہوا
اور مجلس کیطرف دیکہہ کر کہا +

بیت

کہو یارو اب اوسکی تدبیر کیا ہے	اوسی قید کرنی کی زنجیر کیا ہے
اوسی کونسی راہ سی چہوڑ دے	کہ ہٹ جاوے بس فرج اور رو دے
کرا تا شرم مردون کی قایم رہے	و نام اہل مجلس کا دایم رہے

ایسی ہین ایک وزیر بی نظیر نی کہا کہ مہاراجہ وہ کوکا پنڈت وزیر کہ جسنی پانچ کروڑ روپئی عیش
و عشرت مین خرچ کئی ہین شاید کہ وہ یہہ کام کریگا اور مطلب اس شوخ زبان دراز کا بر لاوے گا
اگر حکم ہو تو حضور کی بزم سرور مین آوی اور مقصد اسکی بر لاوی تب راجہ نی کہا اچہا جاؤ
لے آؤ وہین وزیر نذر کور کو راجہ کی مجلس مین لا حاضر کیا اور کہا کہ اسطرح کا کام اور یہہ ماجرا در پیش
ہے اگر تجہہ سی کچہہ ہو سکی تو کر کہ گناہ تیری بخشی جاوین گی ملکہ سرکار عالی وقار سے انعام
و اکرام دیا جائیگا اور مرتبہ پائیگا یہہ سنکر کوکا پنڈت نی التماس کیا اور کہا مہاراجہ ایک
مکان تعین کیجئی اور اس فدوی کو دس دن کی مہلت دیجئی گا لیکن وہ مکان عالیشان
ایسا ہو کہ جسمین سب عیش و عشرت کی چیزین مہیا ہون یعنے مشک و عنبر

مشک و عنبر و ریاحین و گلاب و عطریات و گل وغیرہ سب اسباب نشاط کے موجود ہوویں کہ جسکی دیکہتی سی دل فرحت پاوی اور کلفت بدن جاوی پس راجا نی اوسیوقت موافق مرضی اوسکی سب اسباب خوشی کا تیار کروادیا بعد دس روز کی کوکا پنڈت کو حضور مین بلوایا اور فرمایا کہ اب کیا دیر ہے جلد جا اور بازی جیت کی آ تب حسب الامر کوکا پنڈت وزیرنی اوس عورت کو اپنی ساتہہ لیلیا اور سب اسباب عیش و نشاط کا نظر مین لایا پہر اوس عورت پر شہوت کو اپنی پاس بٹہلایا بس مساس و بوسہ بازی اور دست درازی اور ملنا ہر ایک اعضا کو شروع کیا چنانچہ منی اوسکی جذبے ہوئی اور انزال کرنی لگی اور ہر ایک آن مین مانند پچکاری کی منی جوش کہا کہا کر نکلنے لگی اور آتش عشق سی مانند روغن زرد کی گلنی لگے

مثنوی

لگی کرنی انزال ہر آن مین	رہی پہر نہ آخر کو وہ شان مین
جو مستی سی شہوت کی بیہوش ہو	رہی آپ سی جب فراموش ہو
پہر لگ نی وہ دونون لگین چہاتیان	جو پہرتی تہین جوبن سے اتراتیان
پسینہ سی نم ہوگیا سب بدن	عرق سی گیا بہیگ سب پیرہن
کہلا جب گیا اسکا بند ازار	تو خشکی مین پہنچی تری ایکبار
غرض اسطرح بے خبر ہو رہی	بچہونی پہ بیہوش ہو سو رہی
نہ صحبت کیا اس سی ہرگز وزیر	مساس اور بوسون سے کردی اسیر

غرض اسیطرح جب اوسی کو کا پنڈت وزیرنی بغیر صحبت کی بیہوش کی اور عقل اسکی ساری فراموش کردی اور زر کی دوسو رنین اس فاحشہ زبان و ساز کی دوپٹہ انوکہین عالم غفلت مین مانند بیخودی کی چہوڑ دیا اور آپ خلوت خاص سے راجا کی مجلس مین سو طرح آداب کی بجالایا اور راجا کو تمام احوال سی واقف کیا بات کی سنتی ہی راجا بہت خوش ہوا اور اوسی قید خانہ سی

چہوڑا

چھوڑا بلکہ انعام و اکرام سے بہت سا سرفراز کیا اور تحسین و آفرین سے

غزل

ہزار آفرین ہی تجھی ای وزیر
کیا جسنی عالم کو زیر و زبر
کیا کام تونی بہت بے نظیر
سو قبضہ سے تیری ہوئی وہ اسیر

نہ ثانی ہی تیرا کوئی در جہان
تو ہی سب کی دلکا ہوا دلپذیر
ہر فن کا مقرر تو استاد ہے
یون کہتی ہین مل سب صغیر و کبیر

اب آگی حکایت سنو اک اور
لکھی ہی برہ سی برہ کا دبیر

یہان یہہ مذکور تہا کہ اتنی عرصہ مین وہ عورت ہشیار ہوکر کیا دیکھتی ہی کہ عالم بیہوشی مین انزال ہوگیا ہی اور بچھونا تر بتر ہو رہا ہی چھاپی سنی کے پلنگ پوش پر ظاہر اور آپ عقل سے باہر پہر نگاہ غور سی دیکھا تو معلوم ہوا کہ دونون چھاتیان مین سوئیان زرکیان چبیان ہین تب بحر خجالت مین غوطہ کہا مانند سیماب کی بیتاب ہو اپنی پر حسرت و افسوس کرنے لگی اور برقعہ حیا کا پہن وی دونون سوزنین چھاتی سی نکالکر راجا کی مجلس مین حاضر ہوئی اور کہنی لگی کہ اب مین جان دیتی ہون سچ ہی کہ مردون کی مجلس مین گستاخی اور بیباکی کری تو اسکی یہی سزا ہی جو مین نی کیا سو پایا اب جینا میرا عبث ہی اور یہہ دنیا بغیر دوست کی مانند قفس کے ہی کب تلک رہون اور یہہ سختیان زمانہ کی سہون تب راجا نی کہا اب کیا چاہتی ہے تب اوسنی عرض کی کہ مہاراجہ اوس کو کانپڈت وزیر کی ساتھہ میری شادی کر دیجیے والا نہ مین آپ کو زندہ جلا دیتی ہون اور یہہ چھلا سخن کہتے ہون

بیت

مین جلتی ہون اب جو کوئی جوگ ہو
وگرنہ مرا اس سے اب بھوگ ہو
یہہ تہمت کری مجھہ سے یکبارگے
تو جاوی یہہ سب میری ادارگی

تب راجانی کو کانیڈٹ کو دیکھا اور فرمایا کہ اب تو کیا کہتا ہی تب اوسنی عرض کی کہ مہاراج
مجھی آپکا کہنا پذیراہی جوارشاد ہو سو کرون تب اوسیوقت راجانی دونو نکا عقد باندہ دیا
اور جوڑی رسم ہندوی سی بہروا دیا اور کہا کچھہ یادگاری اس فن کی لکھہ تاکہ صفحہ
روزگار پر باقی رہی اور ہر پیر و جوان تجھی آفرین کہی کہ کوکانیڈٹ نے اسکا بیان شروع
کیا اور دس باب پر مژدہ خوشید کا دیا

بیت

اب یہہ بیان دلسی مہاراجہ تم سنو	جو کچھہ ہوا ہی مجھہ سی سو یہہ آج تم سنو
کرتاہی عرض خدمت عالی مین یہہ غلام	یعنی کہ اس اسیر کی سرتاج تم سنو

اس دس باب کی فہرست یہہ ہی کہ اگر سماعت مین آوی تو فایدہ بہت پاوی اور بازی ہر ایک
عورت سی جیت جاوے

ابیات منظومہ

ہی پہلا باب سار امعرفت کا	بیان اسمین ہی عورت کی صفت کا
ہی دوسرا باب ہر عورت کی خصلت	سنو گر تمکو ہیگا شوق وصلت
ہی تیسرا باب شہوت کی پہچانت	ملو عورت سیتین با عیش و عشرت
مزاج عورات مین باب چہارم	جو ہی اربع عناصر نسل آدم
ہی پنجم باب آلت کی درازی	عمیق فرج کی سب کارسازی
لگاو گر سکھلے عورت کو ایکبار	تو چھٹی باب مین ہی ذکر و اذکار
فصل ہین چار اسمین چار مذکور	سنو احوال اسکا ہو کی مسرور
فصل پہلی بغل گیری کا سب ساز	لکھا ہون کھول کر مین اسکا سب راز
فصل ہی دوسری ناخن زدن کی	خبر ہی تجھکو گر اسکی بدن کی
فصل ہے تیسری از جوش شہوت	کرو عورت سی مل کی خوب صحبت
چہارم فصل مین ہے بوسہ بازی	سوا اسکی یہی ہی یہہ دست درازی
سنو آگی ہی اسپر ساتوان باب	کری انزال عورت ہو کی بیتاب

منا پہلا کی عورت کو بلانا
نہم ہی باب صورت زشت اور خوب
فصل اول مین خوبی کا بیان ہے
فصل ہی تیسری دارو دوا کی
چہارم فصل مین ہے قوت باہ
ہے دسوان باب پر امساک سارا
ہین اسکی بیچ سب بائیس فصلین
فصل اول مین ہے امساک کی بات
حمل رہنی کی تو سویم فصل ہے
فصل چوتھی حمل کا ہے گرانا
فصل پنجم مین ہے مذکور اسکا
فصل چھٹی مین سب جننی کی آثار
فصل ہفتم مین ہے ذکر جراحت
جننے کی بعد ہر عورت کی مذکور
بناکر یہہ دوا گر اسمین ڈالے
جس عورت کی بدن مین ہو تعفن
فرج گر تنگ چاہی کوئی محبوب
فصل دسوین مین درد عورت کا سب جاے
جس عورتکی فرج پر بہت ہون بال
فصل ہی بارہوین بوے بغل کے
فصل مین چودہوین ہو وے حلق صاف

سو ہشتم باب مین پر ہی خزانا
ہین اسمین چار فصلین بہت مرغوب
فصل دوسری نربونی کا نشان ہے
طلا ہٹی کی نسخہ اور شفا کی
رکھو تم یاد لین اسکی سب راہ
یہان سن لو بیان یہہ آشکارا
عجائب تر ہین اسمین بہت نقلین
کہ تنگی فرج اور دیگر حکایات
نہ ہر انسان کا اسمین دخل ہے
نہ رہوی پہر حمل ہرگز ای جانا
حمل گر خام گرتا ہووی کسکا
دوا اسی ہو اوسی آسان یکبار
دوا اسکی کرو تا پای راحت
زخم سی فرج کی ہوتی ہی نجور
ملی جیتہ پہر آپس کو سنبہالے
تو ہشتم فصل مین اوسکا بیان سن
ہی نوین فصل مین اسکا بیان خوب
بناکر یہہ دوا گر تین دن کہاے
فصل ہے گیارہوین مین اسکے تمثال
نہ آوی تیرہوین مین بو دہن سے
آواز صاف کی ہین خوب اوصاف

پندرھوین فصل مین جثہ نرم ہو
فصل تم سولھوین مجھہ سے سنو اب
ہے سینہ کا سترھوین مین ذکر اب
فصل اٹھارھوین مین ہو دین غایب
فصل انیسوین کا بھہ ہے اسرار
مرد کی جاے شہوت بیسوین مین
فصل بائیسوین ہے پیر عداوت
ہوئی فہرست ساری اسکی اتمام
ہے پہلا باب عورت کو پہچانو

مرد شہوت کی آتش سے گرم ہو
بیان رو صاف کا اسمین لکھا سب
دراز و نرم کو کرنا مرتب
بیان سی چہاتیون کا بھہ عجایب
کرو عورت کو تم فرمان بردار
دیوانی ہوئی زن اکیسوین مین
ندیکھی یک کا منہ یک تا قیامت
سنو اگی کو ہے باقی سرانجام
بہی اوسکی چار ترکیبون کو جانو

فصل اول بنیاد پدمنی کی یہہ ہی کہ اکثر سنگلدیپ مین پیدا ہوتی ہے اور زمانہ سابق سے تا حال بادشاہان عالی تبار اور تاجوران ذوی الاقتدار کو میسر ایسی خصلت پدمنی کی چنانچہ مزاج عالی ہوتا ہی اکثر خواہش سیر باغ و بستان کی دل مین کری اور ہمیشہ پیرہن اسکی سی بوی عطر اور گلاب کی آوی بلکہ بھنورا اسکو پہول کے مانند جانی اور اسپر عاشق رہی صفائی اور خوبصورتی مین قایم مقام پری کی ہووی اور پیک پان کی کھانی کی وقت اوترتی گلی سی شیشہ بلور کیطرح نظر آوی جثہ نرم بدن گرم غنچہ دہن کنول کے پہول کا سا منہ سرو قد خوبرو ہلال ابرو دراز گیسو بلند بینی تنگ سوراخ آہو چشم کشادہ ابرو فراز پیشانی سوی سیاہ چوٹی دراز کان چہوٹی پیر رخسارہ میانہ قد سیم تن گل اندام وفادار عاقل وہوشیار تیز رفتار ہووی ہمیشہ باشرم وحیا اور وقت صحبت کی خوش و خرم رہی اور فرمان بردار شوہر کی ہووی آخر شب مین لذت زیادہ لاوی بوس وکنار مین نہایت شاہانہ طور مچاوی اور مکان خلوت کیواسطے منقش نگارین طلای پسند آوے

فصل دویم چترنی کی پہچان اسکی خصلت پر موقوف

بہی اوصاف اسکی یہہ ہین کہ قبول صورتی مین کچہہ کم پدمنی سے ہووی لیکن قدقامت مین نازوکرشمہ مین زیادہ فریبی اور دل کی شکار کرنی مین چتون اسکی ہمیشہ چلتی ہے اور اپنی عاشقون سے بات اشارات وکنایات اور رمز مین کہوی اور پسینہ اسکی سی بو گلاب یا درشہد کی اکثر آوی اور بستر نرم اور مکان بلند پایئن باغ خالی اغیارون سے پسند کری اور ای عزیز صحبت کی وقت وہ عیش لاوی کہ زمانیکی بادشاہت گویا تجہہ کو ملی اور وفاداری مین جان تک بہی قربان کرے اور وقت جماع کے انچل شرم سی منہ پہ لیوی اور جسم نہانی اسکی پہ کوئی بال کہڑا ہووے اور پیشانی پر آثار سرخی کی نمود ہووی اور رخسارے پر تل اچہا ما اگر ہووی تباوی ایک رخساری پر ایک زنخدان پر اور شکم اسکا مانند قاقم کی صاف اور نرم ہووی نازک کمر اور ہر عضو گول اور برابر ہووے اور انگلیان ہاتہہ کی لمبی اور ہتیلی گول اور جسم گٹہا ہوا ہووے تنگ دہن چند ربدن چلنے مین آہستہ آہستہ نازوکرشمہ وادا دکہاوی ابتدای عمر سے ضعیفی تک عیش وعشرت مین شادمان رہے

بیت

کمر ہو پتلی نازک بدنی سر کی لمبی بال ہین	نازوادا سی عاشق اسکی دام مین آپامال ہین

فصل سوم سنکہنی کے پہچاننے کی علامت یہہ ہے کہ پستہ قد فیل تن بدخو لڑائی کی خصلت اور شرارات کی نشانی شہوت مین بدمست ہووے چہوٹی ناک گول انکہین بال سبز ہووین اور بڑے ہونٹہہ سوختہ منہ بڑا سر کان گول پہیلا دہن مقدار چہار انگل کے اور کوتہ گردن چوڑے بازو چہوٹی انگلیان واسطی اور شاہد ہموارہ انگوٹہا پیر کا موٹا ہووے سرخ ناخن سینہ فربہ پستان کلان شکم سخت پیٹہہ اور پیٹ مین موٹائی سے فرق نہووی گر موٹی ایڑے چہوٹی رانین فربہ اور کوٹہن گوشت سی بہرے ہووین اور سختی مین مانند سور کی ہووے اور فرج اوڈال مین لا انتہا ہووے اور گشادگی مین نہایت فراخ ہووے وقت جماع کے آدمی کے ذکر کو فرج کے زور سے بہ سبب نہ پہنچنے کے اوپر دہرن کی زور شہوت سی نہایت شوق مین مروڑ ڈالی اور جماع کے واسطے

لحظہ لحظہ خواہش زیادہ کری اور یہہ بیت پڑہے

بیت

آس کو تیری خوب ساہی جان گئی مین + دی ہی فرسی ہکا تیری قربان گئی مین +

ای یار بہت سا لیٹی ملکہ ہاری شہوت کی گال مرد کی کاٹ کہاوی اور لگتی مین تختہ فرج کو اوٹہا کر اور نہایت دہوم مچاوی لیکن شہوت اسکی کسیطرح فرو نہوی چنانچہ ایک پٹہان کہ کسی لڑائی مین ہاتہہ اوسکا پونچی سی کٹ گیا تہا اتفاقاً سنگہنی عورت پر مباشرت کی واسطے گیا پہلی ہی شہوت اسکی کم تہی اور نیزہ کہڑا نہوا تہا اوستی ماری جلدی کی ہاتہہ اپنا فرج مین عورت کی گہسیڑ دیا ازبسکہ نہایت شاد ہوئی اور بوسی لینی لگی جب شہوت مرد کو ہوئی تب ہاتہہ اپنا نکال کر آلت کو چلایا وہ عورت بہت غصی مین آئی اور کہنی لگے کہ کیا صاحب ابہی کی ابہی آپنی لوڑا کوتاہ بنالیا گہسیڑنی کو تو کچہہ دیر بہی نہوئی تہی مرد شرمندہ ہو کر کنارہ کش ہوا ای عزیز ایسی عورت سی جب تک کہ ہوسکی دامن کش رہنا خوب ہے کیونکہ مثال انبہ کی رس کی چوس لیتی ہی اور پوست پہینک دیتی ہی اور وقت جماع کے چاہتی ہی کہ مرد آلت کی سمیت سارا اندر گہس جاوی تو ہی

فصل چہارم

پہچان عورت ڈنکنی کی خصلتونکی یہہ ہی کہ بدخو ترش رو غمگین و خشمناک مضمحل اور غصہ ور ہووی اور محبت طرف کہانی گوشت مچہلی اور مقویات کی ہووی اور بدن اپنی کو تیار اور فربہ مانند گدہی پہولی ہوئی کی بناوی اور سوتی کو عزیز جانے مردانیی اور بیگانی کو یکسان پہچانی اور جودوانی کو نعمت جانی مرد سی بیوفا خیرہ بیحیا اور آنکہین مانند خون کی ہمیشہ سرخ اور پلک کہینچی ہوئی اور ابرو کوتہ تنتے ہوئے اور ناک اگی چہوٹی پیچہی موٹی اور ہونٹہہ پلٹنی ہوئی نیلی و گال پہولی ہوئی پیلے اور کان چہوٹے مانند کٹے ہوئی کتے شکاری کی اور بال سر کے سخت مانند عیال گہوڑے کی اور گردن نہایت ہی کوتاہ اور پستان کلان نیچی کو ڈہلکی ہوئے پیٹ کلیجہ سے اونچا برابر رانین چوڑی دراز پاون کوتہ جسم اوپر کا زیر ناف

سی بڑا اور نیچی چھوٹا بدن اسکی سی بوناک کی آوی اور بی تمیز نجس جگہہ پر اکثر بیٹھ جاوے
اور آدمی قوی ہیکل کو بہی پہر سا خیال کری اور رات دن شہوت کی تلاش مین رہے اور
ہر کار بد مین کمر کوشش کے باندہی اور ہر ایک بال مین اسکی تین تین بال کی سری ہووین
اور فرج بالون مین چہپی ہوئی مانند پتہر کی سخت ہووی وقت دخول کے خراش آلت پر
پڑجاوین اور وہ ماری شہوت کی مانند بہینس کے جہکی نیچی پڑے رہی اور بسبب نہ پہنچنی آلت
کے منزل مقصود تک جی مین نہایت کڑہی اور غصہ ہووی اسیواسطی اکثر آلات
زلق کی بہ شکل ذکر بنواکر خلوت مین اپنی پاس رکہتی ہین کہ وقت مستی کے کلیجی تک
پہنچے اور اگر جی ای عزیز جب تک ہوسکی ایسی عورت کی پاس کبہی مت جائیو کہ اوسکی
ایک بیماری قولنج اور مثانہ کی پیدا ہوتی ہی اور مرد کو نامرد بناکر چہوڑتی ہے

فصل پنجم

عورت کی منی کی مکان پہچاننے مین لکہا ہی کہ جب مرد چاہی کہ عورت کو بدست
شہوت مین کری تب شہوت کی رہنی کی جگہہ کو ملی ہر دن ہر رات ہر مہینے
مین عورت کی منی تمام بدن مین پہرتی رہتی ہے پہلی تاریخ مین منی عورت کے
بائین طرف کی ایڑی مین آتی ہے انگلیو نسی کہجلاوی تا انزال کردیوی دوسرے
تاریخ کو منی عورت کی گہٹی مین آتی ہے آہستہ آہستہ ملی تو انزال ہووے اور
تیسری تاریخ ران مین چوتہی تاریخ کو گردن اور فرج مین آتی ہی آلت سی ملی تو انزال
ہووی اور پانچوین تاریخ داہنی ران مین اور ناف مین آتی ہی آہستہ آہستہ کہجلاوے تو انزال
ہووی اور چہٹی تاریخ داہنی پستان مین آتی ہی اسکو ملی تو انزال ہووے اور ساتوین تاریخ
کو داہنی بغل کے نیچی رہتی ہی ناخن سی ملی تو انزال ہووے اور آٹہوین تاریخ مین سینہ اور
پستان کی سر مین اور گلی مین ہووے گلی کو ملی اور بوسہ دیوی اور دوسرے
جگہہ کو ہاتہہ سے مساس کری اور نوین تاریخ کو دونون پستانون کے درمیان
رہوی اور دسوین تاریخ مین دو پستان و حلق کے رگون مین ہووے ہاتہہ

سے مسلی تو انزال ہووے اور گیارہوین تاریخ کو گلو اور منہ مین آتی ہی جماع کیوقت
بوسہ زیادہ دیوے اور ہونٹھ بہت چوسی اور زبان اپنی عورت کی منہ مین ڈالے
تو اسیوقت انزال ہووی اور بارہوین تاریخ مین داہنی طرف کی شانہ اور کمر
مین رہتی ہے وہان بوسہ دیوی اور مسلی تو انزال ہووے تیرہوین تاریخ کو جمنی
طرف کی کان کے لول مین آتے ہی ہاتھہ سی مسلی تو انزال ہووے اور چودہوین تاریخ
مین پیشانی مین آتی ہی بوسون سی خوش کری تو انزال ہووی اور پندرہوین
تاریخ کو داہنی ہاتھہ اور پاؤن کی تلودن مین آتی ہی ناخن ماری اور مسلی تو انزال ہو
جاوی اور جب اتفاق صحبت کا ہووی تو لازم کہ ان دنون کو یاد رکھی کہ بعضے حکیمون نے
پہلی تاریخ سی حساب مقرر کیا ہی اور بعضون کے نزدیک پندرہ دن سے پہلی تاریخ
شروع ہی اور بعضے تیسری تاریخ سے پہلی تاریخ گنتے ہین اور بعضے سولہوین سے پہلی تاریخ
فرماتی ہین یعنی سولہوین تاریخ سنی بائین طرف کی کان کے لول مین آتی ہے بوسہ دیوے
سترہوین تاریخ کو جمنی طرف کی اوپر کی ہونٹھہ مین آتی ہے بوسہ دیوی تو انزال ہو جاوی اٹھارہوین
تاریخ کو جمنی طرف کی کلی مین آتے ہی بوسہ دیوی تو انزال ہو جاوے انیسوین تاریخ کو
جمنی طرف کی گردن مین آتی ہی آہستہ آہستہ ناخن ماری تو انزال ہو جاوے بیسوین تاریخ
کو جمنی طرف کی بغل مین آتے ہی آہستہ آہستہ ناخن ماری تو انزال ہو جاوے اکیسوین تاریخ مین
جمنے بازو کیطرف کی چھاتی مین رہتی ہی ہاتھہ سی مسلی تو چھوٹ جاوے بائیسوین تاریخ کو جمنے
طرف کی پسلی مین ہووے آہستہ آہستہ ہاتھہ سی مسلی تو خوش ہووے تیسوین تاریخ کو جمنے
جمنے طرف کی ناف مین ٹھرتی ہی پس ہاتھہ اوپر رکھی اور مسلی تو چھوٹ جاوے چوبیسوین تاریخ کو
جمنے طرف کی ران مین ہووے ہاتھہ لگاوی اور فرج کو آلت سی مسلی تو نہایت مزہ پاوے
اور بعضے حکماؤن نی اٹھائیسوین تاریخ کو پہلی تاریخ سی مقرر کیا وہان سی حساب پکڑ لی
تو البتہ مقصود پاوے اور تاریخان یاد رکھی غرض اس فن مین چالاکی اور قیافہ ضرور ہے

کیونکہ عاقل کو اشارہ بہی کفایت کرتاہی اور غافل تمام عمر سر ٹپکتا رہی لاحاصل ہے ٭

فصل ششم ہر ایک عورت کی طبیعت کی پہچاننے مین لکھاہی کہ عورت ہندوستان کی چرب زبان، اور عقلمند زیادہ مایل طرف اس شخص کے ہووی کہ لباس پاکیزہ پہنی وخندہ رو وستی دار و مزاج وناز و نخرہ سے باتین کرے اور ہر بات مین ادا سی دکہلاوی باتین محبت انگیز اور حکایات دل آمیز کہتا رہے اور ہر کار خدمت مین عذر نکرے گلے لگائی اور بوسہ دینی کو عزیز جانی عورت دکہن اور گجرات کی بہی اسیقدر ہووی اما طبیعت اسکی اوپر ایک حال کے نہین رہتے گاہی خوش گاہی اداس اور تمیز مین کمتر نشست وبرخاست مین اکثر ادا سے دکہاوی اور باتین ضرب کی کہوی بوس وکنار سے نہایت شاد وخرم رہی عورت سندہ کی قد وقامت مین قوی تر زور آوری و فساد مین اکثر بہر وبیوفا اما وقت محبت نہایت دلبری دیوی اور ہمیشہ شہوت بہری ہووے عورت چین کی پر شہوت ہووے اور عورت پورب کی شرم دار ہووے اور صحبت نگی کو بہت چاہی لیکن ناپاک اور غلیظ ہووے عورت ملتان کی بی شرم ہووی اور کشمیر کی بہر دت زیادہ اما خوبصورت نرم اندام بغل گیر اور گلی لگانی کو دوست رکہی صحبت مین رغبت زیادہ کری اور عورت دہلی کی خندہ رو شیرین زبان اما مرد کو ہر بات مین الزام دیوی اور اپنا سخن بالا رکہی اور عورت توران کی پر شہوت وعاقل وہشیار ہوتی ہی اور عورت ہرات کی علی ہذا القیاس اور عورت عراق کی خوبصورت باشرم وحیا ہووے اور اپنی مرد کو دوست رکہی اور عورت بدخشان کی بشہوت دارے شرم لیکن چہرہ اسکا نمکین رہتا ہی عورت بنگالہ کی اکثر جادوگر ہووے اور بعضی نرم جثہ بعضی سخت بدن سیاہ رنگ اما ہشیار ہووی عورت فرنگ کی خوب رو نازک بدن گندمی رنگ کمر پتلی اعضا موافق مرد پر پیار اور محبت زیادہ کری اور وفا داری مین قایم سینہ سخت اما سینہ مین بو آوے

فصل ہفتم اب یہان سے بیان علم فرج زنان کا یہہ ہی کہ جس عورت کی فرج چہہ اونگل اونڈے ہووے

علامت اسکی یہہ ہی کہ کم کچھہ پدمنی سی ہووی قد و قامت مین درست ناز و کرشمہ مین زیادہ فریبی اور دل کے شکار کرنے مین ہمیشہ دل اس کا پہرتا رہے اور اپنے عاشقون سی اشارہ کنایہ مین باتین کیا کری آنکھین لال دراز بال رخسار پر آثار تل کی نمود ہووین نام اس عورت کا چترنی ہے + **فصل** جس عورت کی فرج نو اونگل اونڈی ہووی شناسائی اسکی یہہ ہی کہ پستہ قد جثہ بہرا ہوا لڑائی مین یکتائی زمانہ اور کام شرارت کی زیادہ کری آنکھین مائل بستی کی گردن کوتاہ انگلیان اوسط اور شاہد برابر انگوٹھا پیر کا موٹا ناخن سرخ پستان کلان وقت صحبت کی ہل چل ایسی کری کہ مرد کو خوشی نظر آوی اما غصہ ور ہووی بدن اسکی مین خون کا غلبہ تو بی تر ہی اوس عورت کا نام سنکہنی ہے **فصل** علامت جس عورت کی فرج بارہ انگل ہو تو خصلت بدخوئی ترش رو غمناک نہایت اور راغب طرف مقویات کی گوشت مچھلی ہے مدام شوق سر اسکا بڑا بال موٹی آنکھین خونین پلک کمان سے چڑہی ہووے آواز بہاری بلند سکان رانین چوڑین پانون چھوٹے مبتلا تے شہوت کی رہے خیال اور اندیشہ سے بہری رہے اور اس عورت کا نام دنکنی ہی اب ای یار ہشیار ان سب باتون سے ایک یہہ بات یاد رکھہ کہ محتاجی تیری دور ہو جاوی اور تو اپنی مطلب سی فائدہ نہایت پاوے اب بغور و تامل اوس بات کو سن کہ اونڈان عورت کی فرج کی تو اوسکی منہ پر خیال کر کہ جس عورت کا جتنا منہ چوڑا ہووے اتنی ہے کشادہ عمیق فرج اس عورت کی تصور کر کہ اس سے باہر نہین جس عورت کی فرج چھہ انگل کی ہو اسکو ہرنی سے برابری ہے اور جس عورت کی فرج نو انگل کے ہی اوسکو برابری بکری سے ہی اور جس عورت کی فرج بارہ انگل کے ہو اسکو برابری گدہے سے ہے **فصل ہشتم** اب یہان سے بیان مردون

فصل ہشتم اب یہان سے بیان مردونکا سن لو جس مرد کا آلت چھہ انگل
لمبا ہووے علامت اسکی یہہ ہی سرخ آنکھین دانت چوڑی اور مہرہ سر کا گول بازو
ہموار ہتیلیان ہاتہہ کی سرخ انگلیان بزرگ درمیان چوڑان کے گردن برابر جثہ نرم
صحبت کرنے سی راغب زیادہ نہووی لباس پاکیزہ وفاخرہ پہنی سے شوق ور ہووے
اور صاحب اقبال کسیکو نظر مین نہ لاوے ہمیشہ خوش خندان رہے فصل
جس مرد کا آلت نو انگل کا ہو علامت اسکی یہہ ہی کہ مہرہ سر کا گول اور کشادہ
پیشانی آنکھین بزرگ گردن موٹی ہتیلیان ہاتہہ کی ہموار پیٹ اونچا بازو لنبے اما عاقل
اور صاحب فہم شیرین کلام رحم دل جوانمرد صاحب شجاعت اوازہاری کام خیر کے
زیادہ کرے فصل جس مرد کا آلت بارہ انگل کا ہووی شناخت اسکی یہہ ہے کہ مہرہ سر کا
گول اور کان بڑے گردن کوتاہ کہاوی بہت زیادہ نگی سووے جلد دروغگو بدبین فربہ رانان
شہوت ناک بڑی پاون غصہ ور بداندیش حرامی ہووے ای یار وفادار آگاہ ہو کہ مردونکی
بہی شناخت علی ہذا القیاس چاہیے کہ انگوٹھی اوسکی کو دو ٹکڑے سی ناپی جتنی درازی ہووے اتنا ہی
درازی ذکر اسکا تصور کرے سوا اسکی بعضی حکماوں نے شناخت مردونکی اور بہی کہی ہین چنانچہ جتنی
درازی ناک کی مع دونون نتہنونکی ہووے اوسیقدر درازی ذکر اس مرد کی سمجھی کہ اس سے باہر نہین
فصل جس مرد کا آلت چہہ انگل کا ہووی اسکو فیلسوفان ہند نے نازک بدن سمجھہ کر نام اسکا لکہہ چہا
ر کہا ہی اور جس شخص کا آلت نو انگل کا ہووی اسکو گردگا کہا ہی اور جس شخص کا ذکر بارہ
انگل کا ہے اس شخص کو چیر قینانی نام لکہا ہی اوا ای دوست آگاہ ہو کہ ہر مرد اور ہر عورت مین
واسطی متلذذ ہونیکی جدا جدا آسن مقرر کہا ہی اور اگر اسمین کوئی قسم کا مرد کسیطرح
کی عورت سی مباشرت کری تو اسکی واسطی استادان عجم نی کئی آسن مقرر کر دئے
ہین مثلا عورت پدمنی ہی اور مرد چیر قیناتی ہی تو ان کے واسطی اسکا ذکر اور طرح سی بیان
کیا ہی یا عورت سنکھنی ہی اور مرد لکھہ چوبات اسکی واسطی اور آسن بنایا ہی تاکہ مرد غالب

رہی اور عورت مغلوب ہووی **فصل** اور احوال بدمنی کا اختصار اسواسطی کیا کہ تاحال باد
باجاہ وجلال دیباچہ دولت واقبال کو تمام ریاست ہندوستانکی مین بخواہش کمال
تین عورتین قسم بدمنی سی میسر آئی ہین **فصل** جس مرد کا آلت چہہ انگل دراز
ہو اور فرج زن بارہ انگل کی ہو اسوقت پر اون دونون مین محبت کیونکر ہووے
بلکہ عورت اس جوان سی ناخوش ہووی اور مرد بہی کچہہ ناخوش ہو وہ عورت سبب پہنچنی بیخ
ذکر کے دہن تک ناخوش تر ہووی اور جس شخص کا آلت چہہ انگل اور فرج نو انگل اونڈی ہو تو
عورت کچہہ قدر شمہ موفقت کری اور جو مرد کہ ذکر اسکا چہہ انگل بڑا ہو اور فرج بہی چہہ انگل کے ہو
تب اون دونون مین محبت صادق اور مودت موافق پیدا ہووے جس صاحب کا آلت نو انگل
بلند ہو اور اونڈان فرج کی بارہ انگل ہووی تو بہی وہ عورت مرد سی تہوڑی ایک محبت کری
اور جو مرد کہ ذکر اسکا بقدر نو انگل کے ہی اور فرج بہی نو انگل اونڈی ہے اسوقت پر وہ دونون
جماع مین کیفیت طرح بطرح کی اوٹہاوین اور اپنی عیش مین خورسند رہین پہر جو نازنین کہ
اسکی فرج چہہ انگل کے ہو اور درازی اس مرد کی ذکر کی بہی چہہ انگل کے ہی اسوقت مین
وہ عورت اسمرد سی نہایت خوش مزہ اور شاد بامراد رہی اور قاعدہ تمام اس روش
پر ہی کہ ذکر مرد کا عمق فرج سی اگر کوتاہ ہووے تو وقت جماع کی عورت اسکو پسند خاطر مین نلاوے
بلکہ ہر وقت انزال کے اس مرد کی اپنا منہ پہیر لیوی اچہا نا برخلاف اوسکی اگر آلت
مرد کا اونڈان فرج کی سی درازی مین زیادہ ہو اسوقت ہم بستر اور وصال یار مین وہ زن
اپنی دلمین ازبسکہ خوش وخرم رہی اور وقت انزال اسمرد کی شرم سی آنکہین نیچی کر لیوی
اور آثار زردی کی چہری پر ظہور مین آوی **فصل** مباشرت مین یہہ چند ترکیبین یاد رکہی
کہ اس سی فایدہ عظیم حاصل آوی پہلی بوسی دینیکی سات مکان ہین اول لب دوسرے
پیشانی تیسری گال چوتہی آنکہین پانچوین گلا چہٹی پستان ساتوان زنخدان
فصل ناخن مارنیکی چہہ مکان ہین اول تہوڑی دوسری پستان تیسری کمر

چوتھی پسلی پانچوان پیٹ چھٹی گردن جب وقت انزال کا قریب آوی تو مکان مذکور پر
ناخن ماری اور ناخن مارنیکی دو ترکیبین ہین ایک تو صحبت مین انگلیان سب جمع کر کے
شیر پنجہ کی مثال پستانون پر آہستہ آہستہ اول دو تو چہاتیون مین ماری دوسرا رانون
مین دباوی ایسی حرکت کرنی سی عورت بہت پر مزہ رہتی ہی اتفاقاً مرد اگر طرف سفر
کی جاوی جسوقت عورت کی نظر رانون پر پڑے اسحالت مین اپنی مرد کو یاد کرے

فصل اور صحبت کی وقت کاٹنی کی بہی چہہ مکان ہین اول لب زیرین کو بوسہ دیوے
اور کاٹے اپنی آہستہ آہستہ دانت چباوی اور چوسی علی ہذا القیاس دوسرا گلا تیسرے
گردن چوتہی زنخدان پانچوان سینہ چھٹی پیشانی الماہلی مکان دل پسند اور راغب
طبیعت کا ہو پہر آپ لباس پاکیزہ و سپید معہ عطریات اور واسطی خلوت کے
بچہونا معطر خوشبو سی اور شمعدان حتی المقدور روشن کری پہر اپنی معشوقہ کو
پہولون خوشبوؤن سے بہری ہوئی بائین بازو پر بٹہلا کی باتین محبت سرشت کر کے
اول زلف اسکی جمبتی ہاتہہ سی حمایل کر کے پکڑی اور پیشانی پیشانی پر ہونٹہہ ہونٹہہ
موہنہ موہنہ کی اوپر چہاتی چہاتی سی لگا کر بوسی دیوی اور ہر ایک عضو کو ساس کری
بعد اسکی اپنا ہاتہہ عورت کی جای نہانی پر لیجاوی پہر ہم آغوشی بوس و کنار اور
اختلاط محبت آثار مین جلوہ گر ہووی اسکی بہی کتنی ایک آسن ہین کہ اوس سے
قابو مرد کا اور خوشی حاصل ہووے پری پیکرون کے ایک سی ایک اعلی
ہین کہ دیکہنی اور آزمانی اوسکی سے نہایت تازگی اور فرحت ہر دم مین زیادہ
اور خوشی بے اندازہ حاصل ہووی **فصل دوم** **پہلا آسن**
مرد عورت کی رانونکی درمیان دو زانو بیٹھی اور محبوبہ کی رانین اپنی زانو پر رکہی پہر کمر کو اوٹہا کر
اپنی نزدیک کہینچی اور مشغول وصال ہووی یہہ آسن اکثر عوام کو پسند ہی **دوسرا**
آسن مرد اور عورت کروٹ پر سووین مرد اپنی ایک ران بیچ دو رانون معشوق کی

لیجاکر نزدیکی کری عورت بہی اپنی ران بقدر حاجت بلند کرکے نزدیکی مین ذکر مرد کا اپنے
فرج مین لےلیوی پہر سر دو ہم آغوش بوس و کنار مین بخوبی مشغول ہو جاوین یہہ
آسن اکثر سنکہنی عورت کی پسند اور نزدیک نان چالاک کی بہی اولے تر ہے
تمیسرا آسن دلربا اپنی دونون پانون ملاکر مرد کے سینہ پاس لیجاوے
اور عاشق بہی دراز آغوش کرکے پانون اپنی بطرف بغل اسکی کے دراز کرے اور
بیٹھے ہوئی مباشرت کری از بسکہ سیری دلی اور سرور سے حاصل ہووے
چوتھا آسن یہہ ہی کہ عورت اپنا داہنا پانون کاندہی پر رکہی اور دوسرا پانو
نیچے رکہی اور آپ درمیان مین بیٹھکر ایک پانون اپنا دراز کرکے رجوع بنجو سے
ہووے **پانچوان آسن** اسطرح پر ہی کہ عورت اپنا ایک پانون مرد کی کاندہی
ڈالی اور ایک پانون مرد کی ران پر رکہی اور مرد اپنا ایک پانو پہیلا دی اور ایک پانون کہڑا
رکہی بعد اسکی شوق مین رجوع ہووے یہہ آسن نہایت متلذ ہی مگر واسطی عورت سنکہنی کے
و مرد مکہہ حمی کی درست ہی **چہٹا آسن** اس پیچ پر ہے کہ عورت اپنی بازون
کو مرد کی بازو پر رکہی اور مرد باشوق تمام اپنی ہاتہونکو دراز کرکے پستان پکڑے اور
ہر ضرب مین زنخدان پر بوسہ دیوے یہہ آسن اکثر چترنی کے مرغوب طبع ہے روش
مانند رفتار شتر کے جاری رکہی از بسکہ سرور حاصل ہوگا اور یہہ شوق برج کی عورتون کو اکثر
ہوتا ہی **ساتوان آسن** اسوجہ پر ہے کہ معشوق اپنی سرکو نیچا رکہے اور کمر اونچی
کرے اسطرح پر کہ تا شانوٹے ہر جنبش مین بلند تر رکہی اور پانون اپنے کو دراز رکہی
خواہ نزدیک مرد کو لازم ہی کہ پانون اپنی بیٹھی ہوئی دو زانو حمایل دونون طرف رکہی
اور یہہ آسن بہی عورت چترنی اور مرد مکہہ حمی کو راست اور درست ہی کیونکہ ہر دو مساوی
ہین اور یہہ آسن اکثر نازنینان ہند کو پسند ہی **آٹھوان آسن** محبوبہ کو لازم
ہی کہ اپنی پانون کی ایڑیان اپنی ناف پر رکہی اور آدمی کو لازم ہی کہ اپنی پانون جہکی ہوئی

گھٹنون سے رکھی اور ہاتھہ دراز کر کی مونڈھون تک پہنچاوی اور اکثر بوسہ غبغب اور گلو کا لیوے
نہایت شہوت لحظہ بلحظہ تیز ہووگی اور یہہ آسن جبرتی کو پسند ہے اکثر تماشی کی عورتین بطرز
بنگالہ کی نظر مین گذرین احتیاطاً بیان کیا **نوان آسن** اس نمط پر ہی کہ محبوبہ اپنا سیدھا
پانون مرد کی بائین پانون پر رکھی اور ایک پانون لنبا کری اور مرد ایک زانو بیٹھکر مرتکب
امر معلوم کا ہووے اور ہاتھہ اپنا بڑھا کر پستانون پر پہنچاوی بلکہ اسطرح سے دبی کہ عورت
فوراً اسیوقت چمٹ جاوے اور بوسہ گال کا لیوی یہہ آسن بہی واسطے ڈنکتی کے
ہی ناظرین پر ظاہر ہووگا کہ صفت عورت کی حسب اسکی حال کی اور چال کی پہچان کر آسن
کرے تو فوراً مطیع ہو کر لونڈی ہو جاوی **دسوان آسن** اس جہت سے
ہی کہ ماہ رُو کو بستر نرم پر آرام کرائی اور مرد پانون اسکا ایک دراز کری اور ایک خمیدہ رکھے
اور آپ دوزانو بیٹھکر میدان عیش مین گرم رو ہووے بلکہ مانند گھوڑی کی شاہ کام کی رفتار
کرے اور سرور مین بوسہ پیشانی کا لیوے اور پستانو پر ہاتھہ بڑھا کر بانرمی مرور ملے
اور یہہ آسن مرد سے عورت توانا ہووے تو مرد کو فایدہ مند ہے کیونکہ وہ
قابو مین رہیگی ہر چند کہ یہہ ضعیف ہووی لیکن غالب رہی یاد رکہو **گیارہوان
آسن** اس وتیرہ پر ہے کہ پانون عورت کی دونون ہاتھون سے
پکڑ کر کشادہ کرے تا بمقدور زور اپنے کے اور آپ دوزانو بیٹھکر لذت حاصل کرے
مثال مینڈک کی چال کے عیش اڑہاوی مگر ہاتھہ اپنی عورت کی زانو پر واسطی کشادگی
کے قایم رکھی اور بوقت جھوکی کے ایک بوسہ ہر بار لبو لگائے آیا کرے یہہ
آسن سنکھنی کو اور چترقاتی کو زیبا رہی اور ہر چند کہ عورت جسیم ہو یا قوی ہیکل
مطیع ہو کر قربان ہو جاوے **بارہوان آسن** عورت اپنی پانون کے
انگوٹھی پکڑی اور مرد دونون ہاتھہ اسکی لپیٹ کر زلفون تک پہنچاوے اور دوزانو
ہو کر مستعد جولانی کار ہی یہہ آسن ہے اکثر نازنینان کو کن کو پسند ہی + +

تیرہواں آسن یہہ ہی کہ عورت مرد کی دو رانو نمین اگر رہا تہہ اور پانون مرد کے
اپنی کمر مین چمٹا دی تب مرد اگر ان عورت کی دونون رانون کی درمیان رکھکی ہاتہہ
محبوبہ کی پکڑی اور پاہ رو دونون ہاتہہ مرد کی پکڑی اور کام اپنی مین لگا لیو کرے
ازبسکہ یہہ آسن بہی نہ فربہ تن کو فایدہ مند ہی اہل اکثر کشمیرنیان اس آسن کو پسند
کرین اور دوست اپنی کو نہایت عزیز رکہین چودہوان آسن اس قاعدہ پر ہی کہ مرد
دونون انگوٹہی عورت کی کسی چیز سی باندہ کر اپنی گردن مین ڈال لیوی اور ہاتہہ اپنا بڑہا کر
پستانون پر پہنچا کر دخول کری اکثر یہہ آسن دکہن والی عورتین اور مرد جاری رکہتی ہین
پندرہوان آسن دلربا پانون اپنی جمع کرکے سینہ پر لادی اور مرد کمر دونون ہاتہون
سے پکڑ کر جماع کری اور دو رویہ رخسارون پر بوسی جلد سے جلد سے لیوی یہہ آسن
زنان بنگالن کو پسند ہے سولہوان آسن اس دستور پر ہی کہ معشوقہ کو اونچی پر برابر ایک
کرسی کی لٹاوے اور آپ کہڑا ہو کر دونون پانون معشوق کے پہیلا کر دخول کرے یہہ آسن
زنان انگلستان کو پسند ہی سترہوان آسن اس طرح پر ہی کہ معشوق مانند کتی کے
چارون پاون زمین پر رکہی اور مرد ایستادہ ہو کر مثال ہرن کے جماع کرے اور ہاتہہ
اپنی بڑہا کر پستان پر پہنچا کر اینٹہی یہہ آسن بہی تماش بین عورت کو پسند ہے +
اٹہارہوان آسن اس آئین پر ہی کہ عورت جہکی ہوئی مثال رکوع کی کہڑی ہے اور مرد خمیدہ
ہو کر ذکر کو جولانی دیوی ازبسکہ زنان تماش بین اور عمر رسیدہ کو پسند ہے انیسوان آسن
یہہ ہی کہ عورت مرد کی اوپر سوار ہووے اور پانون دراز مثل مرد کی کر کر جماع کری اور مرد مثال عورت
کی نیچی سی دہکی ماری اور بوس و کنار باہم کرتی جاوین لیکن بوقت انزال دونون چمٹ کر بیٹہی ہو جاوین
کیونکہ اسمین ایک فایدہ مقصود ہی ناسور اک کا ہی اور یہہ آسن بہی عورت عیاش اکثر کام مین لاتی ہین
بیسوان آسن عورت و مرد کہڑی ہون پہر مرد ایک ٹانگ اپنی عورت کی ٹانگ کو نیچی لگا کر دوسری
ٹانگ کا سہارا عورت کی پیٹہہ مین دے اور آپ جہک کر دونون ہاتہون سے عورت کی پیٹہہ تہام کر طرف اپنی

کھیچی اور دخول کری عورت مرد کی ہاتہہ لکا سہارا پاکر اپنی پانوں کی نیچی زمین سی ملالی اور سر وگردن
طرف پشت کی جہکادی ہاتہونکی ہتیلیان زمین پر ٹیکدی صورت اسکی یہہ ہے اور اسکو کبوتری آسن
کہتے ہین **اکیسوان آسن ۲۱** وہ ہی کہ عورت منہہ پہیر کر سووی اور ایک ٹانگ اپنی کہڑی کرے
اور ایک ٹانگ اوپر چوتڑ کی طرف دوستار کی جہکادی اور مرد بہی لیٹ کر جماع کری یہہ آسن اکثر
زنان درزن اور عمر رسیدہ پسند کرین **بائیسوان آسن ۲۲** یہہ ہے جبین برابر دیوار یا ستون کے
کہڑی رہوے اور اپنی پانون قدری کشادہ رکہی مرد جہک کر پانون اپنی عورت کی نیچی کو لیجادی
پہر عورت کو نایزی پر سوار کر کی چپٹالیوی یہہ آسن بہی اکثر کلاہ پوشان انگلستانکو پسند ہے
تیئسوان آسن ۲۳ یعنے لنڈ دلدار دونوں ہاتہونسی مرد کو گہٹنون کے نیچی دبا کر ہاتہونسی حلقہ پیٹہہ کا باندہی
اور مرد بہی پانون دبا کر آلت فرج مین پہنچاوی یہہ آسن اکثر اہل یہود کو پسند ہے **چوبیسوان آسن ۲۴** یہہ
ہے مرد نایز استادہ کی کہڑا ہووی اور اپنی معشوقہ کو بلند جا ی بقدر وصال
کے کہڑی رکہی اور عورت اپنی ہاتہہ سی ذکر کو فرج مین داخل کرے اسوقت مرد
رخساروں کا بوسہ لیوی اور ہم آغوش بوس و کنار مین ہردم مشغول رہی یہہ بہی
آسن اکثر زنان انگلستان کو پسند ہی **پچیسوان آسن ۲۵** یہہ ہے کہ
ماہ رو بستر نرم پر اوندہی سووی اور مرد درمیان رانون کی بیٹہہ کر دو زانو عورت
کے بقدر حاجت کشادہ کری اور ایک پانون اپنا عورت کی سیدہی ران پر
دراز کری اور دوسرا پانون محبوبہ کی بائین ران کی نیچی رکہہ کی ذکر فرج مین گہسیڑے
اور ایک ہاتہہ سی پستان کی مٹہ کو مساس کرے پہر دوسرا ہاتہہ زیر گردن حمایل
کر رخسارہ پر ڈالی بلکہ شیر پنجہ سی سینہ پکڑ کر نہایت بوس و کنار اور بہم چالاکی کری
کہ اس سی زنانکی لذت حاصل آوی مگر امساک مخصوص شرط ہے والا فوراً انزال
ہوجاوی یہہ آسن اکثر زنان فاحشہ ذوفنونکی طبیعت کی راغب ہی + +
چہبیسوان آسن ۲۶ یہہ ہے معشوقہ اپنی پانون کشادہ کر مرد کی دو زانون پر بیٹہہ جاوے

تب مرد اپنی پانون دراز کر اپنا ذکر محبوبہ کی فرج مین واصل کرکے دونو ہاتہہ بیٹہہ مین
اس عورت کی حمایل شوق مین کرکے منہ سی منہ سینہ سی سینہ بدن سے بدن
لگاکر حظ زندگانی میں سرگرم ہووے **ستائیسوان آسن** معشوقہ دراز بستر
پر سووی دونون پانون اپنی یار کی ہاتہون پر رکہی اور مرد دوزانو بیٹہہ کر ہاتہہ اسکے
پستان تک پہنچاکر جماع کری ازبسکہ مذاق حاصل ہووے کہ یہہ شاہ آسن ہے
دل اپنی کو رجوع طرف خیالات دوسری نکی رکہی ہرگز جلد انزال نہوویگا اور کچہہ مزا زیادہ
حاصل ہوگا لیکن یہہ آسن زنان کشمیر کو اور پنجاب کو نہایت پسند ہے فقط
اٹہائیسوان آسن اس نمط پر ہی کہ عورت پانون اپنے نیم کشادہ کرکر دراز
بستر پر سووے اور مرد پانون اپنی علیحدہ اعضاء عورت سی رکہہ کر مثال ڈنڈ کرنیکے
جماع کری اور بوسہ رخسارون پر لیتا جاوی نہایت لذت حاصل ہوویگی اور امساک
بہی کامل رہے بشرطیکہ ہاتہہ پانون اپنے عورت کو نہ لگین بجز اعضاء تناسل کے اور یہہ
آسن اکثر برہمنوئین بطرف مشرق کے جاری ہے **انتیسوان آسن** استادان
ہندنی اس وجہ پر یہی بیان کیا ہی کہ عورت علیحدہ پانون اپنی جہولی اور مرد علیحدہ پالنی کے
نیچے کہڑا ہو کر اوسی حالت مین جماع کری اور ہاتہہ اپنی سی کبہی پستان پکڑے کبہی
چہوڑدی بالذت امساک ہوویگا یہہ آسن زنان شوقین کو پسند ہی اتنی بار یہہ آسن جو
بیان کئی سب درست اور راست ہین لیکن **تیسوان آسن** خاص زنان فاحشہ
یا نٹیون کو زیبا درہے یعنی معشوقہ کو اسطرح سے تنگ سلادی کہ گہٹنی اسکی گردن سے
جا ملین اور ہاتہہ اپنی بڑہاکر کبہی کبہی پکڑلی اور پانون اپنا ایک پلنگ سی نیچی رکہے اور
خمیدہ دخول کری کسیطرحکی سخت عورت یا عمر دراز یا فرج انڈ اکنی ہووے فوراً انقطاع
ہو بلکہ توبہ کری ہرچند کہ مرد ضعیف ہو لیکن غالب رہی بشرطیکہ خمیدہ دخول کرنیکے
اور یہہ آسن ایسا رہی جس عورت کو اپنی جثہ سی زیادہ دیکہی فوراً کام مین لاعین

مترسا

تیرے حق مین مفید ہے **فصل سیوم** ای عزیز اگر پرہیز ہو سکی تو پانچ عورتونسی
پرہیز کر اگرچہ استادان عجم نی گیارہ عورتین مقرر کی ہین مگر اون چہہ کی پاس جانا اتنی
قباحت نہین رکہتا ہی ایک بادشاہ زادی دوسری جوگن تیسری ڈکنی چوتہی پیرزن پانچوین
زن بیوہ وجہ اسکی یہہ ہی کہ شاہزادی عالی دماغ ہوتی ہی اور اکثر جماع کروانی مین مطیع
نہین رہتی بلکہ خشمگین اور چشم کشادہ رہتی ہی اور اسی سبب سے اس آدمی کو اکثر موتیا بند ہو
جاتا ہی دوسری جوگن کہ وہ مکاری اور عیاری مین چالاک فن جادو پیشہ ہوتی ہے
اور مطلب اپنی کے سوای یار سے وفاداری نہین کرتی تیسری ڈکنی کہ وہ خاصیت
جونک کی رکہتی ہی انزال ہونیکی وقت ازبسکہ چسپیدہ ہووے کہ مرد قوی ہیکل بہی اسکی طاقت
کے آگی پشہ کی شالیت رکہی چوتہی پیرزن کہ وہ خاصیت چقماق پتہر کے رکہی ہی نزول
منی کیوقت شہوت مرد کی بالکل کہینچ لے بلکہ شال انبہ کی چوس جاوے پرہیز
شرط ہی پانچوین زن بیوہ کہ وہ وقت جماع کی دل اپنی کو کشیدہ کر کی فرج سے اسطرح
کی ضرب لگاوی کہ آدمی کو سوزاک ہو جاوے واسطی نہ ٹہرنی حمل کے کبہی عین ترشح سے
مین علیحدہ ہو جاوی اس سبب سی پرہیز اون عورتون کا لازم آیا ہے **فصل
چہارم** یہہ ہی کہ ماہ جبینون کو اس روش پر انزال کروا وے چاہیی کہ وقت
مباشرت کے اول مساس عضو کا اور بوسہ رخسارون کا اور کتنی ایک مکان نازک
ہین جنکا ذکر کیا جائیگا یہہ مناسب جانکر جگہہ بہ جگہہ لحظہ بہ لحظہ مساس و بوسہ مین غفلت
نہ کری مرد کو چاہیی کہ ذکر اپنی کو اسکی بدن مین وقت تندی کی ضرب مارتا رہے
تا کہ شہوت اسکو غالب آوی یہہ وقت دخول کے اول آلت تہوڑا تہوڑا اندر بیرون
کر کے اسبات سی بہی عورت کو خوشی اور جوش منی سی چہٹ جاتی ہے پس اپنے
ذکر کو دخول کرے اور تمام فرج مین دو گہنٹون کی خبر لیوے اور کار مساس و بوسے
کی تیز رہو وے جب معشوق مستی منی مین آوے اسوقت پر اپنی یار سے

نہایت جمٹ کی کشش اپنی طرف کری اور بار بار کھینچی قریب خروج منی کے از بسکہ
مستی غالب زیادہ آدمی بعضون کو اسوقت دمہ سا سانس ہوتا ہی بعضونکا احوال متغیر
اور ہی روش پر بدلتا ہی چنانچہ نہایت خمار سی آنکھین انگڑائیان اور بدن اسکی مین گرمی
زیادہ نہایت شوق دکھلاتی ہی یہہ سب علامات مذکور وقت انزال ہوتین عورت کی
ہین اور راہ رو کو جلد انزال کروانیکی واسطی نشست اسکو ذکر پر لٹانا اور چہاتیکا کمال فایدہ پہنچاتا
ہی اما عورت کو ذکر پر بٹھلانیسی مرد کی منی کا قطرہ وقت انزال کے باقی رہجاتا ہی کہ اس سے ایک
بیماری نلونکی ظہور مین آتی ہی جبتک بنی پرہیز کری اور کنارہ کش موجب قباحت بدنکی سے
دور رہنا لازم آیا سوای اسکی ایک ن حاملہ دوسری جسکی فرج یہہ انگل اور دو ہی بیتی ایسی عورتونکو
الٹ پر بٹھلانیکی درمیان نقصان یہہ بیان کرتی ہین کہ بسبب زور پہنچنی مین ذکر کی دہرن
پر کر اس سے منہ کنول کا پہر جاتا ہی اور باعث نہ رہنا اولاد کا ہوتا ہی اسواسطی منع کی ہے

فصل دوسری اسطرح بیان کرتی ہین کہ عورت بچہ جننی کے بعد پاک ہووے اور جب
خون حیض سے فارغ ہو کر غسل کری اسکی بعد مرد کو لازم ہی کہ صحبت ماہر دلون کی اختیار
کری اور بر خلاف اسکی زمان عین حیض و نفاس کے اچہا نہیں صحبت جو مرد ہووسی تو اس
سی ایک بیماری مالیخولیا کی پیدا ہوتی ہی کیونکہ حرارت خونون مذکور کی دماغ مین فوراً
بجر د اختلاط کی بہم پہنچ جاتی ہے چاہیی کہ ایسی وقت مین بلا غضب عورتونکا ہووے اور
عند شرع شریف کی بہی حرام ہی پرہیز کری **فصل** اب یہانسی عورتون کو اپنی طرف
فریفتہ کرنیکی بہی چند ترکیبین ہین مگر پرائی عورت پر بدنظر کرنا کبیرہ گناہ ہی کسواسطی کہ
موافق مضمون نصایح اور حسب تعلیم ہمہ امید وارون کی مضمون جسکا یہہ ہی کہ زنا عمر
اور عقل اور رزق کی جڑ کو کاٹتا ہی پس جو زانی ہی وہ شرمندہ دو جہان مین رہتا ہی
اور سیکڑون سختیان زمانیکی اوٹہاتا ہی پس مسلمان کو لازم نہین کہ رغبت طرف زنا
کی کری اور بمقدور سعی و کوشش سے باز رہی کہ حصول دارین اسی مین ہے لیکن بہت نادان

ایسی ہین کہ اون کی نظر کسی ماہ جبین پر رغبت نہین کرتی اور بعضی ایسی ہین کہ دیکھتی
ہی ازبسکہ فریفتہ ہوجاتی ہین چنانچہ حالت انکی یہان تک تغیر بن جاتی ہی کہ عنقریب مرگ
کی ووی پہنچتی ہین فقط شوق مین مشاہدہ جمال کے اور روز بروز بدن مین لاغری نظر آتی ہی دون
وصال معشوق کی کوئی دوا کارگر نہین ہوتی تب اسطی سجانی جان کے دیکھنا اس عورت کو
بلا جاری ایسی شخصونکو ضرور ہی اگرچہ وہ عورت بلی شوہر ہی اور یہہ مرد بلی زر تو جناب مین
الہی کی عاجزی اور زاری اسطرح پر کری کہ ای بار خدایا تیری سوائے کون ہے جو میرے
امید بر لاوی یقین کامل ہی کہ اللہ جل و علا شانہ اس امید و الکی دعا قبول کرے
یا جو مہ جبین کہ وہ مردسی دشمنی کری اور وہ مرد مفلس ہے یا عورت صاحب اقبال واسطے
امر لاچاری کی چند ترکیبون محبت آورون سے اسی رجوع کری ای یاری خبردار ہو کہ عورت
مردسی بسبب کئی ایک فعلون کر نیکی کینہ رکھی اول یہہ کہ مرد ایک معشوق سے ہمیشہ
ہم آغوش ہو اور سوای اسکی کسی اور سی بہی عشق لگایا یہہ خبر اس معشوقہ کو جب ہوتی
ہی جلد سنتی سی اسبابات کی غضہ در نہایت ہوکے پہر اس مرد دلدار سے کینہ دل مین
رکہی وقت دسترسی کی اسکو دشمن جانی ایسی وقت مین اس عورت کینہ ور
اور دغاباز کی مکر کی جال مین نہ آوی

فصل

اور جس مرد کی درمیان یہہ خصلتین
ہووین کہ مرد جوان خوبصورت پاکیزہ لباس شیرین کلام اہل ہنر قد و قامت مین توانا
یا آلت دراز اسکا ہووی یادہ باتین دلچسپ دیندہ اور حکایات لطیفہ کہتا ہووی وہ مرد
جس نازنین کی جانب مخاطب ہو کر نقلان یا کہانیان کہوی ایسی باتون سے عورت
جلد ملجاتی ہی

فصل

اب یہہ بہی معلوم کیجی کہ عورتین چند طرحپر مرغوب طبع اور خوش
ہوکر انکار مردسی نہین کرتی ہین پہلی یہہ کہ جو زن خوردسالی مین درپردہ محبت در
کسی مرد کی ہو پہر وہ نازنین وقت ایام شباب کی کسی جگہہ پر اسجوان رعنا قدیم
آشناسی ملاقات مین باتین لادی پہر وہ جوان اس ماہ رو کو ہم بستر

پر اپنا ہاتھ دست دراز کرے تو وہ زن مارے خوف قدیم آشنائی کی کچھ نہ کہے گی اور ملجاوے

فصل عورت کو فرمان بردار کرنے مین چند ترکیبین ہین یعنی جو عورت کہ ہمیشہ کنارہ کش ہو
اور دل اسیر از بسکہ فریفتہ بغایت راغب رہوے پر وہ کسی نوعین نہ کھٹی اسکو
اسی قانون سی مائل طرف اپنی کرے اول یہہ کہ راہ مین کہین ملاقات ہوجاوے
تو اپنا بازو اوس سی چھوا کر الگ جان بوجھہ کر کنارہ کش ہو جاوے دوسرے ترکیب یہہ ہے
کہ درمیان راہ کی ملی تو اس سی انجان ہو کر پوچھی کہ آپ کہانسی تشریف لائی اور بالفعل
کون سی مکان مین ساکن ہین جو اس وتیرہ پر یہان اقامت کی اور کار خدمت سی مقصر نہووے
تیسرے وجہ اس تدبیر پر ہی کہ کسی تنگ جگہ مین روبرو ہو جاوی تو آہستہ آہستہ اپنا بازو
اوسی لگا کی الگ کھڑا ہو جاوی مشورت چوتھی اسی طور پر منحصر ہی کہ اندھیری رات مین ماہ جبین تنہا
مقابل آجاوی چاہئی کہ اپنا جثہ اسکی بدن سے دبا کر چلی اور وہ عورت اس حرکت سی کچھہ سخن
زبان پر نہ لاوی بی تامل تو اس ماہ منور کی ہم آغوش ہو کہ وہ تجھہ سے راضی ہوئی
ایسی باتون مین عقل بہی ضرور ایک شرط ہی یا جو عورت کہ گھر ان گھر پہرتی ہووے
یا وہ معشوق شوخ بحیا زبان دراز ہووی اور ہر ایک مرد کی سامنی آنکھین ماری یا کہ جو
وہ ماہ جبین مردون مین آوی اور باتین شہوت انگیز کری اور وہ محبوبہ کہ خصم اسکا پیار نکرے
اور وہ لڑتا ہووی یا وہ پری پیکر کہ خاوند اوسکا لڑکپن مین مرگیا ہووے اور جو عورت کہ بانجھ
ہووی اور وہ دلدار کہ بچہ اوسکا جیتا نہووی یا وہ محبوبہ کہ پہلی خورد سالی مین دوسرے
مرد کی ساتھہ محبت رکھتی ہووی اور جو نازنین کہ خصم اسکا نامرد ہووے ایسیان بہت
زنان ہین کہ جلد مل جاوین اور قابو مین آوین جسوقت مرد چاہی کہ کسیکو بہلا کی قابو مین
لاوی تب اول مین دیکھی کہ عورت کو سخن کہنا یا کچھہ دینا لینا ہو سکتا ہے تو البتہ کسیکو
درمیان ڈالی تا کہ اسکی وسیلہ سے ملنا ہووی اور اگر بات کہنی نہو سکی تو اپنی
آمد و رفت مدام اسکی کوچہ مین رکھی یا محل اسکا دیکھنی سی بیقرار ہوتا ہی تب چاہئی کہ

کچھہ گاوی یا کسیکی بچہ کو اس عورت کی روبرو لیکر اپنی گلی لگاکی ازبسکہ پیار اور بوسے
دیوے پہر بچہ کا منہ چوم کی اپنی منہ پر رکھی اور مسخری مزاج کیا کرے اور اس
لڑکی کے تئین بلاوی تب وہ عورت بہی اسکی دیکھنی سے ہنسی یا کوئی بات سناوی
تب وہ بچہ کو لیکر سینہ سے لگاوی اور کچھہ راگ گاوی غرض ایسی حرکتین ناز و ادا
سی کیا کری ان باتون اور چالاکیون سی تب وہ عورت مایل ہووی اور دلمین اسکے
جو محبت آوی تب وہ بہی ناز و ادا اسیطرح سی کری اول سر سی دوپٹا اتاری اور پہر ڈالے
اور وہ لڑکی کا منہ یا آپ کو دکہاوی پہر چہپ جاوی جب ایسی ایسی حرکتان کرے
تو سمجھو کہ اس عورت کو مرد پر خواہش ہے اور یہہ ہاتہہ آئیگی سبہی کچھہ تحفہ یا ہدیہ اپنی گہر سے
اس محبوبہ کو بہیجی تاکہ راضی ہووی اور جو عورت کہ مرد کی دیکہتی سے تیوری چڑہاوی
یا چہپ جاوی پہر منہ نہ دکہاوی یا اپنی خصم کو کہوی کہ فلانی شخص کے تئین منع کرو کہ یہان ہر روز
نہ آوی تب اس عورت کی واسطی دارو منتر آگی کہا جاویگا پہر فرماتی ہین کہ ایک عورت
دوسری وہ ہی کہ اسکی ساتہہ ملاقات اور بات چیت ہر روز ہو سکتی ہی اور اسکی
پاس جاتا آتا ہی تو میٹھی باتین کہوے اگرچہ اوسکا لڑکا ہووی تو بغل مین پکڑے
اور گلی لگاوی پہر اپنی گود مین بٹہاوی اور اسکی گالون پر بوسی دیوی اور بچے
کو اسکی پاس سی لیتی وقت ناخن اس پر پکر کو کسیطرح محبت فرج سے
چباوی یا اسکا ہاتہہ داب دی تا وہ معشوق بہی سمجھی کہ یہہ شخص مجہسی ارادہ مہلت
رکہتا ہی پہر خوش آمد بہت سی کری اس آئین تک اگر کوئی اس عورت کی ساتہہ قضیہ
یا لڑائی کرتا ہو آپ غصہ کر کر اوسی منع کری یہانتک کہ وہ خود راضی ایسی باتون سے
جلد ہو جاتی ہی پہر تنہا ملاقات کی وقت باتین شہوت دار اور کلام محبت آثار کرتا
رہی خیالچہ دن مین دو تین وقت اسکی پاس آیا جایا کرے اور پہر بہلانے
سے بات چیت یا کچھہ جواب و سوال کیا کرے

تاکر وہ بہی بیحجاب ہوکر ہنسی اور خوش ہووی اسوقت کپڑا منہ پر لیوی یا راہ کی
ملجاوی تو اس سی بات کری اگر بچہ اسکی گود مین ہووی تو اس مرد کی
سی اتار دیوی پہر اگر مرد کچہہ اس سے بات کری یا پوچہی تو شرم سے زمین
کیطرف دیکہہ کر پانون کی ناخن سے زمین کہودی یا جس مکان مین کہ یہہ مرد بیٹہا
وہان بہت آوی جاوی اگرچہ وہ مرد کچہہ بات کہدی تو جلد جواب باصواب دی
اور اپنی ہمسایونکی روبرو اس مرد کی تعریف کری سوائے اسکی اس شخص
خاندان تمام قبیلی کے لوگون سے محبت زیادہ کری پہر کچہہ اجناس اس مرد
کے مکان سی منگاوی یا آپ کچہہ تحفہ کی طریق اپنی گہر سے بہیجی اگر وہ عاشق
اسکی طرف دیکہی تو آہستہ آہستہ چال چلی اور بدن اپنا مروڑی اور انگلیان
پہر ہاتہہ اپنی چہاتیون کیطرف لیجاوے اور باتین شہوت آمیز کہوے تب جان
کہ یہہ عورت ہاتہہ آنیکی پر کہتی ہین اگر وہ عورت کسو تنگ جگہہ مین یا تنگ رستی
مین ملجاوی تو اسی بوسہ دیوی اور ناخن ماری یا اسکی بیٹہنی سی کوئی چیز پکڑ
اور ہاتہہ سینہ پر بڑہاوے اس حرکت پہنچنی مین کوئی سخن زبان پر نلاوے
تب ہوشیار ہوکہ وہ زن اپنی دلمین خوش ہے اور دریای فکر خاموشی
مین سراپا مستغرق ہے ماسوای کوئی بہی بے مناسب اپنی زبان سے بات
نہ کہوی تب اس مرد پر لازم ہی کہ کہو اکو بیمار بتاوی کیونکہ سبب اسکی وہ عورت اسکو
دیکہنی آویگی اسحال مین اسکی سامنی اشارہ کنایہ سی کہوسے کہ بہلا آپ دیکہو
تو بدن میری مین بخار ہی تم اپنا ہاتہہ ادہر لاو اس بہانی سے اوسکا ہاتہہ
اپنی سینہ سے لگاوی اور کہوے تہوڑی دیر میرے پاس بیٹہو کیونکہ
میرا دل بہت گہبراتا ہی یون کہوے اور آپ بہی اس سے باتین کرے پہر رخصت
کے وقت پان کے بیڑے بناکر دیوے یہہ ترکیبین ہین عورتون کے پہسلانیکی

یاد رکہی کہ اسطرح سے عورت کا دل راضی ہوتا ہی مگر اسمین عقل چاہئیے کہ ہر ایک عورت سے ایسی بات نکرے

باب نوان عورت کی نیک و بدخصلت

کے بیان مین لکہا ہے اسباب مین چہار فصلین ہین

فصل اول

عورت کی نیک صفتونکی بیان مین لکہا ہے کہ عورت سبز رنگ کی یا گورے ہووی یا رنگ چنپی کے پہول سا اور منہ کنول کے پہول سا کہلا ہوا ہووے اور ہاتہہ کی ہتیلیان پانون کے تلے لکیرون دار ہووین جس عورت مین یہہ نشانیان ہووین اسکی دلمین محبت مرد کی زیادہ ہووی اور خدا کی درگاہ مین ہمیشہ مرد کے حق مین دعا مانگی اور کہوی کہ یا الٰہی یہہ میرے خاوند کو تو سلامت رکہیو چنانچہ حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کتاب بوستان مین فرماتی ہین **بیت**

	زن خوب فرمان بر و پارسا	کند مرد درویش را پادشاہ	

اسکا خاوند کہین سفر کو جاوی تو ہمیشہ اسکی یاد مین رہے اور جب وہ مرد باہر سی گہر مین آوی تب وسوقت اوٹہہ کہڑی ہووے اور بچہونا درست کر دیوی اور مرد سی پہلی صبح مین اٹہی اور شب کو مرد کی بعد سووے اور غصہ کم رکہی اگر مرد غصہ ہووے تو آپ خاموش رہے رو برو جواب ندیوی بلکہ صورت رونیکی بناوی اور جو کچہہ اسباب اسکا ہووی وہ سی سنبہالی اور نگاہ رکہی اور نہایت شرم دار با ادب ہووے قبیلہ اور فرزندونکی ساتہہ خوب زندگانی کرے اور ہمیشہ تازہ رو و خوش خندان رہے پہر مرد کہین سفر کو جاوی تو رات دن دعا مانگی بلکہ اسکی دیکہنی کی انتظار رہوے اور اسکی ملاقات کیواسطی منتین مانی جبتک کہ اوسکا مرد سفر سے باز اوے تب تک رنگین کپڑ ملیسی نہ پہنی اگرچہ گہر مین خرچ کی تنگی ہووی تو کسیکی آگی نکہوی اور گلہ شکوہ نکری کسی طور خاطر آزردہ مرد کو نہ کری چنانچہ کسی اہل دانائی نے اسکی تعریف مین یہہ رباعی کہی ہے **رباعی**

ہمیشہ نہلاوی نہلاوی اوسے	بچھونی پہ شب کو سلاوی اوسے
گلے سی لگاکر کری اسکو پیار	رہی اسطرح ہو کی خدمت گذار

فصل دوسری عورت کی بُری خصلتون کے بیان مین لکھاہی جب عورت کا پیٹ بہاری ہووے اور دراز ہو ہونٹ نیچے کا موٹا اور گربہ چشم ہووی چلنی کے وقت پانون کے آہٹ معلوم ہووی چنانچہ آواز پانون سے ظاہر ہووی انگوٹھا پانون کا بڑا انگلیان چھوٹیان ناہموار ہووین پہر چلتی وقت پانون زمین پر سخت ماری کہاوی بہت لگے زیادہ سووی زیادہ اور زبان دراز ہووی باتون کی وقت منہ سی تہوک اڑاوی اور ہونٹ لبنی ہووین ایڑی پانون کی چھوٹی سینہ بہرا ہوا بازو پر بال ہووین پہر کہین کچہہ کام کو جاوی تو ہانسی روتی آوی ایسی عورت سے پرہیز کیا چاہیئے +

فصل تیسری جس عورت کی چھپی ہوئی جگہہ مین بدبو نہووی اور سفتا منہ اور پاک دامن ظاہر و باطن ہووی اور سب کی نیک خواہ ہووی مہمان کو دوست رکہی اس عورت کی خصلت ملک کی ہی اور جو ہمیشہ باہر جانیکو دوست رکہی اور لوگون کی گہرون گہر پہری اس معشوق کی خصلت بلی کی ہے اور جو بی شرم بیخوف بیحرمت ہووی سیر بازار اور باغ یا گلیون مین پہرنیکو عزیز رکہی نہایت غصہ دار ہووی اور صحبت پر راغب بہت ہووے وہ خصلت کتی کی ہے **فصل چوتہی** وہ زن کہ ہر کام مین وقت حاجت کی بیمروت ترک ادب رکہی مگر دل اسکی پر دہشت زیادہ رہی مدام اشتیاق بطرف طعام کرے اور بروقت کہانیکی آہستہ تناول فرماوی اور مجلسمین بے حجابانہ آبیٹہی کچہہ خیال ستر جسم اپنی کا نکری بلکہ ہر کسیکی اذیت مین روادار ہووی خصلت اسکی دیونی کی ہے +

فصل پانچوین وہ عیارہ کہ اسکی تئین شرم وحیا نہووے عین کہانے کے وقت کہا نگہہ بہرے اور کسی کا کہنا قبول نکری بدگمان ہووی اسکی صفت کو بکی سے ہے جہنے. وہ محبوبہ کہ نظر اسکی بائین جمنے پہرتی رہوے صحبت کی وقت

پہ

وقت مرد کی اوپر پڑی اور ناخن ماری دانتون سی کاٹی اور دل اپنا ایک حال پر
نرکہی اسکی خصلت بندر کی ہے **ساتوین** وہ ماہ رو کہ ہمیشہ خاوند کو برا کہی اور
لوگون سی لڑائی جہگڑا کرتی رہوی اور صحبت کی وقت مرد کو ناخن چباوی اور دانتون سے
کاٹی اسکی خصلت گدہی کے ہی ایسی باتون کی سبب مرد کو لازم ہی کہ مطیع اور
فرمان بردار عورت کا ہووی کوئی مرد اچہا نا عشق و پیار بہت سا رکہی تب اسکو صلاحیت
کار دینی مین سکہاوی مناسب ہی **آٹھوین** وہ دلبر کہ ہمیشہ اپنی مرد سے پیار
نکری اور بیزار رہی نشانی اسکی یہہ ہی کہ جب اپنا مرد گہر مین آوی اور نظر ازمعشوق
پر کری تو وہ عورت منہ پہیر لیوی اور دوسری طرف دیکہی جب عاشق اوس سے بات کری
تو اوسی برا لگی اور جو صحبت کری تو ناخوش ہووے اگر مرد کہین جاوی تو خوش ہووے
اگر بوسہ دی تو وہ جگہہ پونچہہ لیوی اور بات مرد کی نہ سنی اور سخن مزاج پر کہوی **رباعی**

جس کی گہر مین ہو عورت بدخو +	اسکی احوال کا نہ کچہہ پوچہو +
ہاتہہ سے غم کے کب وہ بیغم ہے	یہی عالم اوسی جہنم ہے +

نوین وہ پارسا کہ مرد کو چاہنی والی ہووی نشانی اسکی یہہ ہی کہ مرد کو دیکہنی سے
خوش و خرم ہووے اور مسکراوی مطیع اور مرد کی حکم مین رہوی خاوند کو آزردہ نکری اچہا نا
خرچ کی تنگی سے بہ تنگ آوی پر مرد کو برا نہ کہوی دوسرا مذکور یہہ ہی کہ مرد کو لازم ہی کہ آپ
کو پاک و صاف رکہی کپڑی سفید و پاکیزہ پہنی جو عورتکو بہی خوش آوی تقریر کو کا نیدرت
کی جو لکہی ہمنی کچہہ آزمایا ہی قدیم کتابون سے اور کچہہ دیکہکر پایا ہے فقط

فصل بیچ بیان نسخجات قوت باہ مرد کی **نوع اول** تال مکہانہ بڑہ کی دودہ مین تین
روز تک تر کر رکہی بعد اسکی نارجیل تازہ مین بہر رکہی پہر کپڑ مٹ کر کر آتش ببول تیز
مین نارجیل مذکور رکہی جب بخوبی پختہ ہو جاوی باہر لاکر سفوف بنا رکہی ہر روز بقدر
نیم تولہ کہاوی نہایت زور اور قوت حاصل آویگی **نوع دیگر** تال مکہانہ بڑہ کی دودہ

مین تین روز تک بہیگا دی پس ایک نارجیل تازہ مین ڈال کے پہر قدری زعفران اور جو
کہل لونگ تریاق مصری یہہ سب اجزا نارجیل مذکور کے اندر داخل کر کے کپڑ مٹی گیہوں
کے آٹے سے اور آتش ببول مین دفن کرے جسوقت نارجیل سرخ ہو وے
باہر نکال کر کہرل کرے اور سفوف بنا رکہی ہر روز نہار منہ چہہ ماشہ بکرے کی دودہ
سے اتارے نہایت طاقت دکہلا ویگا **نوع دیگر** لاوے چڑہ انہا لے سر
گی اور ہر روز صبح مین بقدر یک تولہ سفوف بکری کے دودہ سے کہاوے سات
روز تک از بسکہ قوت بغایت و فایدہ نہایت پیدا ہوگا **نوع دیگر** بلادر
اور عسل اور گہی گائی کا تینون برابر لیوین اور تہوڑا جوش دیوین موافق احتیاج کے
پیوین عجایب بیچ قوت باہ کے اور طاقت کی ہی **نوع دیگر** پیاز باریک تراش کے
روغن مین گائی کے بریان کر کے ہر روز قریب تین تولہ کے چالیس دن تک کہاوے
نزدیکی عورت کی نکری قوت مین نہایت قوی تر ہی **نوع دیگر** خایہ بکری کا مصالح لگا
قورمی کی مانند گہی مین پکاوی اور چند روز مداومت رکہی نہایت قوی ہے **نوع دیگر**
تمام اعضای رئیس کیواسطی نہایت فایدہ اور طاقت بے اندازہ ہے مروارید ناسفتہ
کہربا عقیق یشب عماج طباشیر کشنیز خشک صندلین بہمنین پوست پستہ کازبستان
سب اجزا مین تین تین درم ورق نقرہ ایکدرم ورق طلا دو دوال خشخاش سفید دانہ
انگور ہر ایک پانچ درم عود خام بزر البنج ہر ایک دو درم سب دوا کوٹ چہان قوام
لادی ہر روز تین ماشہ کہاوی **نوع دیگر** مغز پستہ و چلغوزہ و دارچینی و مغز
دبیخ بابونہ و مغز نارجیل ہر ایک پانچ درم ثعلب مصری و بہمن سفید ہر ایک دس درم زرنب و زرنباد
خشخاش سفید و زنجبیل و قرنفل و بسباسہ و تخم بادرنجبویہ ہر ایک تین درم قولنجان و قضیب گاو
کر کے ورق نقرہ ہر ایک دو درم دوائیان کوٹ چہان تین حصہ شہد اور شکر ملا دین اور
معجون تیار بنا رکہین آدہی گہری پہلی جماع سی دو درم کہاوی از بسکہ طاقت و خوشی

دکھاوی نہایت قوی و روز آور ہی **نوعدیگر** ایک سیر شہد مین سیر نیم پاو مصطگی نیم پاو
باریک تراش کی شہد مذکور مین ڈال دیوی پس وہ شہد اور لہسن بیچ ایک باسن مٹی کی
کے داخل کر کے ایک ہفتہ زمین مین دفن کری پہر نکالکر قدر طاقت ایک تولہ سے دو تولہ
تک کہاوی کہ نہایت قوی الاثر اور سریع التاثیر ہی **فصل نوعدیگر** امساک کے
واسطی یہہ گولیان نیار کہی مناسب ہین تنگ کنجد سیاہ مغز نخود صاف بریان ہر ایک
تین ماشہ عاقر قرحا تریاق مصری ہر ایک چہار ماشہ جائپھل زعفران گندک اولا سار ہر ایک
تین ماشہ عنبر اشہب یکماشہ سکو کوٹ چہان کر مقدار چنے کی شہد مین گولی باندہی ایک گہڑی
جماع سی پہلے کہاوے **نوعدیگر** گل گانجہ ایک ماشہ زعفران دو ماشہ تنگ یکماشہ
نخود یکماشہ سیاہ تل یکماشہ جوز دو ماشہ مشک نیم دال بیخ شوکران چہار ماشہ
جو دوا کہ قابل کوٹنے چہان نے کی مناسب ہی درست کر کر شہد مین گولی باندہی
مقدار چہوٹی بیر کے صحبت سی پہلی ایک گہڑی گولی کہاوی **نوعدیگر** کہاکہرے
کا گوند تین ماشہ شکر سفید نو ماشہ دونون آمیز کر کے اٹہہ سیر دودہ مین جوش دیوے
جب قریب پاو سیر کے رہ جاوے اسوقت پی جاوی اور اپنی عیش مین تیز رفتار رہکر ہم
آغوش ہووے **نوعدیگر** قضیب گاو یکتولہ پوست خشخاش نیم تولہ عاقر قرحا دو ماشہ
مغز خیارین دو ماشہ نبات دو تولہ ایک سیر دودہ مین آہستہ آہستہ جوش دیوی جب
باقی پاو سیر دودہ رہی بعد سرد ہونیکی پی جاوی اور میدان عیش مین سرگرم ہووے
کہ اس سی نہایت خوشدلی حد سے زیادہ حاصل ہوگی **نوعدیگر** زعفران ایک وال دارچینی
عاقر قرحا ہر ایک ایک وال قدری مشک آدہ سیر دودہ مین آہستہ نرم آگ پر پکاوین دودہ
مقدار نصف کی رہ جاوی اوتار کر بعد سرد ہونیکی ہوے اور اوپر سے پان کے
بیڑی کہاوی بعد آدہی گہڑی کے گہوڑا عیش کا میدان وصال مین بے تحاشا دوڑاوے
کہ تسلی تیری دل کے ہوگی **نوعدیگر** سات تولہ پلیان اور گاے کا دودہ دو سیر

دو سیر اسمین وہ پپلیان ڈال کر اور نیم گرم آتش دیوی لیشر طیکہ سب دودہ اسمین جذب
ہوجاوی پیچہی اسکی وہ پپلیان سایہ مین خشک کر کوٹ چہان چودہ حصی کری ہر روز
برابر وزن ایک حصہ کی مصری شریک کر کے نہار مین چودہ دن تک کہاوی امانزدیکی
ماہرو کی نکری نہایت زور آور اور امساک بطاقت ہووے **نوع دیگر** کباب چینی دو
ماشہ عاقرقرحا ایک ماشہ اسپند دو ماشہ عود خالص ایک ماشہ مغز کدو دو ماشہ مغز
خیارین دو ماشہ مغز خربزہ یک ماشہ سب دوا کی ہموزن قند سیاہ قوام مین لاکی بمقدار طاقت
بقدر حاجت صحبت سی پیشتر قریب نصف تولہ تا ایک تولہ کہاوے امساک ہوگا امساک
سیوم اسپند جوتری جائپہل ہر ایک تین درم تریاق مصری دس درم گنجد
سیاہ بارہ درم یہہ سب اجزا کوٹ چہان موافق قاعدی کے مناسب سمجہہ کر شہد
مین گولی بقدر دو درم باندہی بر وقت حاجت ایک گولی کہاوے **نوع دیگر**
عاقرقرحا ایک درم شکر سرخ آٹہہ درم تخم بالنگو نو درم سبکو کہرل کر کے چہان
لے اور شہد مین گولی بمقدار دو درم کے باندہے **نوع دیگر** بڑگوند اخشک
کوٹ چہان کر چہہ ماشی اور ایک تولہ اسمین شکر ملا کر نیم پاو شیر بز سے کہاوے بعد
ایک ساعت یا دو ساعت کی ہمدوش یار با وقار کا ہووے بہت امساک ہے +
نوع دیگر تخم مرغ سی تہوڑی کچہہ سفیدی باہر نکال تہوڑی اسپند اور دار چینی
اور قدری افیون ڈالی پہر گل حکمت کر کی آتش ہول مین رکہی بعد پختگی کے وہ انڈا
کہاجاوی دو گہڑی بعد اسکی لذت مباشرت کی حاصل کرے امساک قوی
تر ہے **فصل** لذذ کی بیان مین لکہا ہی زعفران یک ماشہ مشک دو دوال
عنبر اشہب ایک دوال شہد خالص مین کہرل کر کے تیار رکہی نزدیکی دلربا سے
پہلے دو گہڑی ضماد کری پہر وقت وصال مین اے پیاری وہ عیش حاصل آوے گویا
زمانہ کی بادشاہت ملی ہے **نوع دیگر** دارچینی بیکانہ کباب چینی دو ماشہ عاقرقرحا

ماشہ شہد مین کہرل کرکے موافق معمول کی تیار رکہی وقت دخول ہمکنار یار سے
پہلے دوگہڑی ضماد کری وہ خوشی حاصل آوی کہ ماہ جبین تجہکو ایکساعت ہم آغوشی
سے دور نرکہی **نوعدیگر** قرنفل وعاقرقرحا سنگریز تادی بکن آس انگہ بریز
طلاکن سر آلت وقت کار درآویز باشاہدی گلعذار چنان لذت آید بہر دوکسان
کہ تقریر آن ناید اندر زبان **نوعدیگر** دارچینی یکماشہ کبابہ چینی دوماشہ زنجبیل دوماشہ
عاقرقرحا نیم ماشہ ان سب اشیا کو بریان کرکر خوب باریک ترپیسی پہر شہد مین آمیز
کرکی دوگہڑی پہلی ضماد کرکے ہمکنار یار باوقار کا ہووی نہایت مزہ اور فرحت بی اندازہ
حاصل آویگی **نوعدیگر** قرنفل یکی و دواز دارچین بکن آس آمیز با انگبین +
طلاکن بہ ہنیورو وقت دخول شود لذت بے نہایت حصول **نوعدیگر** ایک تولہ مسکہ
گای کے گہی مین ایکدرم تشم کوچ کو بخوبی کہرل کرکی تیار رکہی پہر اور وقت مباشرت
دوساعت پیشتر لگاکی خشک کری وقت وصال کے محبوبہ ایسی لپٹی گی کہ تو بہی فرحت دلے
سے سب کچہہ بہول جاویگا اور عازم ہمکنار معشوقہ کا رہیگا **نوعدیگر** لعاب دہن گل یاسمن
ہر ایک ایک ماشہ دارچینی نیم ماشہ سب کو باریک پیسے اور لعاب منہ سی غلیظ کرکے
ضماد کرے از بسکہ خوبی دلی وکثرت مستی دمبدم نمایان ہووے یہہ نسخی لکہے
ہین سب ایک سی ایک بہتر اور دلپسند ہین اے دانا وقت کار کے نہایت بہتر
نظر آوینگے **نوعدیگر** خون کبوتر کا دو ماشہ نمک لاہوری یکماشہ
دونون ایکجا بطریق معروف طلا کری فایدہ عظیم بتصور فرماوے **نوعدیگر**
زہرہ نر و زہرہ ماکیان سیاہ دونون کہرل کرکے ضماد کرین نہایت سرور نظر آویگے
اما خطرہ حمل کاہی کہ بعد اس نسخہ کے حمل نہین ٹہرتا سمجہہ بوجہہ کر کرین

فصل

تنگ کرنی فرج عورت کی اسکی واسطی یہہ چند نسخی کام مین لاوی

نوع اول

انار کی چہال چار تولہ ایک دیگچہ مین پانی بقدر اسّی تولہ کی ڈالی تاکہ خوب

جوش آوی اسوقت نیم کہنہ ایک پارچہ ڈال دے اور آتش بقدر چار گہڑے
بہم جاری رکہی اور وہ کپڑا نکال کر سایہ مین خشک کری پہر بروقت مباشرت
کے پری پیکر صافی اسی کپڑی سی اپنی فرج مین کرے لحظہ بلحظہ تنگ ہوتی
جاوی اور ہردم عیش ونشاط کا خیال دلپر آوے علاوہ اسکی بدن کی بدبو
دور کرے **نوع دیگر** جرونجی ایک تولہ زعفران دو ماشہ مازو ایک ماشہ ایک دیگچہ
پانی مین بقدر حاجت جوش دیوی پانی جب تہوڑا رہ جاوے اسمین ایک
کہنہ کپڑا بہگا کر سایہ مین خشک بنا رکہی بروقت وصال یار کے صافی وجود مین
اوسی قطعہ کی کرے ہردم تنگی فرج مین نظر آوے گی اور خوشبو بدن
مین ماہ روکی سرور دکہلاویگی **نوع دیگر** پوست انار گلنار بیخ انار
برگ انار شاخ انار ایک سیر گلاب کا پانی ایک وال عنبر اشہب دو ماشہ مازو
یہہ سب ادویات کو آب گلاب مذکور مین جوش کرین جب تہوڑا پانی موافق
کام کی رہ جاوے تب ایک کپڑا باریک وشفاف اسمین نم کرکے سایہ
مین خشک کرے اور وقت مباشرت کے ماہ جبین صافی وجود مین کرے
کہ تنگی فرج کی ہربار اسکو ملاحظہ مین آوے **نوع دیگر** انار کی چہال ترش
کے پانی مین پیسے اور باقی کو کوٹ کر ڈالے پہر اس پانی سے کپڑا تر
کرے اسی آئین پر سات وقت ترکرکے سایہ مین خشک کرے اور محبوبہ
دو گہڑی جماع سی ماقبل وہ پارچہ اپنی فرج مین رکہے وقت صحبت کے
دور کرے سختی مانند باکرہ کے نظر آوے

فصل حمل رہنے کے بیان مین

چاولی ایک سیر مغز بادام ایک سیر پستہ ایک سیر
چہار سے نیم سیر داکہہ سب کو جو قابل کوٹنی کے ہون کوٹے اور چار
سیر گہی کے اندر یہہ ادویات ملاکے رکہے پہر ہر روز نہار مین ایک

تولہ مرد کہاوے اور ایک درم معشوق تا چہل روز یقین ہے کہ وہ کریم کونین مطلب اسکی برلاوے **نوعدیگر** ایک تولہ بڑے الایچی اور ایک تولہ کتہا دو تولہ آنولے ایک تولہ رومی مصطگی اور سب دوا کے برابر شکر سرخ لیوے گولیان سب شکر کے قوام مین لاوے اور گولیان اسکی چالیس بناوی ہر روز ایک گولی دلپسند کو کہلاوی بعد فارغ ہونی ایام حیض کے اور ہمیشہ اختلاط ہم صحبت کی جاری رکہی پہر وہ الہی اپنی قدرت کاملہ سے مراد اسکی برلاوے **نوعدیگر** ہر روز سات کیلی اپنی محبوبہ کو کہلاوی سات دن تک بعد ایام حیض کے پرہیز سوائے نان گندم اور مصری کے کچہہ نکہاوے اقبال یاور ہو تو وہ ارحم الراحمین اپنے کرم کی نظر کرے اور علامت حمل کے اگر بائین طرف نمودار ہو تو بیٹی اور سیدہی طرف نظر آوی تو بیٹا خیال کرے واللہ علم بالصواب **فصل اسقاط حمل مین** گاجر کے تخم کا دہوان لیوے تو فی الحال بچہ تولد ہووے **نوعدیگر** تخم شبت اور تخم املی دونون پانی مین جوش دلواکی وہ پانی ایک طشت مین نکال کے زن حاملہ کو اس مین بٹہلاوے فی الفور بچہ پیدا ہووے **نوعدیگر** آدمی کی سر سی بال لواکر دہونی لیوے جلد بچہ تولد ہوگا **نوعدیگر** بیخ گل لالہ کو گہس کے ہاتہہ اور پانون کے تلوون ناف اور دروازہ کے مکان پر لگاوی الآن باسانی اسقاط حمل ہووی **نوعدیگر** پولاد جمیل کو پانی مین تمام شب تر رکہی صبح کیوقت زن حاملہ کو وہ پانی پلاوی بحکم خدا بچہ تولد ہووے **نوعدیگر** کسونڈی کے اپنی گائے کی چہاچہہ مین ڈالکر پیوے فوراً آسانی نظر آوے اگر بچہ جیتا ہو تو باہر کودے

فصل زخم رحم کی درست ہونی مین گائے کے دودہ مین شہد کو جوش کرے اور شافہ اندر کرے تاکہ ریم زخم سے باہر آوے کیونکہ شہد ریم

شہد ریشم رحم کو فوراً باہر لاتا ہی لیس آپ ماذون سے شافہ لیوے پہر وہ
زخم ایسا درست ہوکہ اسمین تری کا نشان نہ ہوی **نوعدیگر** اگر آماس رحم مین
ہووی اسپغول اور زیرہ کرمانی اس عورت کی زہدان کے اندر رکہی فضل خدا
خداسی اماس زہدان کا دور ہوئی گا **نوعدیگر** انبہ ہلدی کوٹ جہان گائی کی
گہی مین ملاکر شافہ وجود مین لیوی کہ فوراً اماس زود انکا دور ہوئے **فصل** عورت کی فرج
کی اماس دور کرنی ہین چند ادویات ہین **نوعدیگر** صندل سرخ اور صندل سفید
ہر ایک ایک تولہ اور ایک لیمو نکا عرق اسمین ڈال کر جوش دیوی پہر استنجا جاوی
نہانی مین اس پانی سے کری اس روش پر کئی دن مداومت رکہی +
نوعدیگر روغن کنجد دہوپ مین رکہی جب خوب گرم ہو ایک لیمو نکا
عرق داخل کر کے جای نہانی پر لگاوی بڑی باس دور ہووے گے
نوعدیگر لیمہ کے پتی اور تر پہلا دونون ملاکر گلاب کے پانی مین جوش
کرے پہر اسی پانی سے استعمال رکہی **فصل** جای نہانی کے بال
دور ہونی مین زرنیخ چونا دونون کو پکا کر بعد سرد ہونے کی بالون پر لگا کی
فوراً دہوو ہی بشرطیکہ بال اکہڑنے کے قابل ہوویں **نوعدیگر**
زرنیخ اور پوست انار دونون ہموزن ایک سیر پانی مین ڈال کر کسی برتن مین ڈالے اور
اس ظرف کی گلی کو روئی سے کہ گلاسٹ کری پہر پانچ دستی تہ و بالا رکہہ کے
پہونکدی جب خاکستر وہ ادویات ہوجاوی اسوقت دوا کو پانی مین گہول
کر کے بالون پر رکہی تہوڑی ایک دیر گذرے دہو ڈالے کہ سب بال اکہڑ
جاوین گے **فصل** بغل کے بدبو زایل ہونی مین صندل سپید
ایک لیمو نکا رس آب گلاب مین جوش کر کر بغل کو دہو ہی ایک ہفتہ تک
فصل سنر کی بڑہی پردہ دور ہوجانی مین کتہا الایچی خورد رومی مصطگی

مصطگی ان تینون کو جوش دیکر اور اسی پانی سے کلی تین چار دن کری منہ صاف
ہوجاویگا **نوع دیگر** درخت نیم کی مسواک سی چند روز مداومت رکہی منہ صاف
ہوجاویگا **نوع دیگر** میٹہی تیل سے غرغرے کری منہ صاف ہوجائیگا **نوع دیگر**
گل انار الایچی کتھا کباب چینی ہر ایک ایک تولہ گلاب کی پانی مین جوش دیکر غرغرہ کری
نہایت مجربہ کار ہے **فصل** حلق صاف ہونیکی بیان مین کونچ کے
پتے ہر روز چابی سات روز استعمال کرے آواز صاف ہووے گا **نوع دیگر**
مصری دودہ مین ڈال کر تا مقدور پئے حلق نہایت صاف ہوتا ہے اور طاقت
علی ہذا القیاس **نوع دیگر** ملیٹھی چند روز منہ مین رکہہ کی لعاب اسکا حلق کے نیچی
اوتاری چند روز استعمال کری نہایت فایدہ حاصل آویگا **فصل طلا**
نوع اول چیکسی انبہ کی ایک پارچہ باریک تر کرکے سایہ مین خشک کر رکھے
مگر اول پارچہ مذکور کو انبہ ہلدی مین رنگ لیوی بعد اسکی چیک خام انبہ مذکور مین
بطریق مذکور کے سایہ مین خشک نبار کہی وقت حاجت طلا کے ایک قطعہ اس پارچہ
سے روغن گاو مین بہگا کر قضیب پر باندہے اور اوپر سے ایک پان تنبول خام
ڈوری سے باندہ دیوے اور تین دن بعد کہولے اسی روش پر متواتر تین
پٹے باندہے قوت بسیار و فایدہ بیشمار ہوگا **نوع دیگر** شنگرف
تین ماشہ عاقرقرحا گجراتی چہار ماشہ تخم جمال گوٹہ سیاہ پندرہ عدد جوزبویہ چہار ماشہ
قرنفل چہار ماشہ گائی کا گہی چہہ ماشہ شمع بتی تین ماشہ سب دوایون کو پیسکر ایک
شیشہ مین بہر اور منہ شیشہ کا بند کرے اور خوب کپڑمٹی سے مضبوط بناوے
پہر سوا سیر کہچڑی پکاوی جب پانی کہچڑی کا بہت جوش کہاوے تب اسوقت
شیشہ مذکور کو اسمین رکہہ دیوے اور آگ نرم کرے یہانتک کہ کہچڑی از خود
پختہ ہوجاویگی نہایت سرد ہوتے تب وہ شیشی رکہی ہوئی نکال لیوے پس

ہر وقت حاجت کار کے اس شیشی سے ہمیشہ دو دو وال سے زیادہ نہ لیوی
اور ادسی کہرل مین باریک ترکر کے ضماد کر کر وہ پان نازے پر لگاوے اسطرح
سات روز مین نہایت قوی الاثر فایدہ ہوگا **نوع دیگر** تخم الجزرہ باریک پیسین اور ساتھ
چربی شیر کی گرم کر کر ملاوین اور رکھین وقت ضرورین آس پاس ذکر کے مالش کرین
اور طاقت چربی کی ایک برس تک رہتی ہی خیال مین لاوین یعنے بعد منقطع ہونی ایک
سال کے طاقت چربی شیر مذکور کی کم ہو جاتی ہے معلوم کرین لیکن بیچ طاقت اسکی عجایب
اثر ہی **نوع دیگر** پارہ گندک انولاسار فلفل سنبل فار سوہاگا زرنیخ سیاہ دہیات ایک ایک
تولہ لیوین کوٹ چہان کر اسکی دو بتیان بناوین ہر وقت کار ایک بتی روغن کنجد مین چراغ
کر کے رکہی اور چراغ کی نیچی ایک پیالا چینی کا رکہی پہر روغن قدری قدری اسی چراغکا فتیلہ
دیتا رہی جو جو قطرہ گرین اسی پیالہ مین گرین گی اسیطرح تیل مذکور ایک شیشی مین
پہر رکہی بروقت حاجت ساتہہ آٹہہ روز تک ذکر پر مالش کرے کہ فایدہ اوس سے
نہایت امر باہ مین بی اندازہ حاصل ہوگا یہہ نسخی جو بیان کیے سب صحیح اور ثابت بلکہ
تجربہ کار ہین بغور تامل نگاہ کرین **فصل** بیچ بیان حشفہ محبوبہ کا ملایم کرنی مین
نوع اول بسین اور مقشر بادام دو تولہ روغن یاسمین مین امیز کر کے اپنی بدن
پر مالش کری جب تمام بدن سے میل چہوٹ جاوی اس بعد گرم پانی نہاوے
اسی روش پر چند روز مداومت رکہی نہایت ملایم اور خوبی ظہور مین آوی کے
فصل منہ صاف کرنیکی احوال مین **نوع** پہلین مین شیر بز کی مقشر
بادام خشخاش اور پستہ اور چارولی حل کر کر منہ پر لگاوی اور تہوڑی روز اسی
ان
سالہ جاری رکہی بغایت چہرہ صاف اور نرم ہوگا **فصل** بیچ کیفیت سختی پستانو
کے **نوع** مغز نارنجی اور پوست انار دونون برابر وزن پیسے اور روغن گاو
مین امیز کر کے بطریق مرہم سینے پر لگاوی اور بمحافظت تمام پستانونکو باندہے

نوعدیگر کہتہا گلنار تخم الایچی ہر ایک ایک تولہ باریک پیسکر روغن گاؤ مین مرہم بنا کر سینہ پر
لگاوی پہر حسب کی کٹوری سی باندہی اسیطرح تین روز یا سات دن تک استعمال کرے
محکمی پستان کی نہایت ہوگی **نوعدیگر** مقشر گلنار رومی مصطگی ہر ایک چہہ ماشہ کوٹ
چہان کر روغن گاؤ مین بطریق معروف مرہم استعمال کرین کہ قایم ہونا سینہ کا سرور دلے
تصور مین آیگا **فصل** اسحال مین قادر ہونا کسی مرد کا کوئی طرحکی عورت عیاش پر خون شیرہ
کا اور پتا مرغ کرگس نات کا دونون کو کہرل کر کر ضماد الت کو کری پہر جس زن فاحشہ سی
اختلاط کری اس بعد ہرگز کسی نوع کا آدمی اس سے اختلاط نکر سکیگا خیا نچہ بر وقت دخول فوراً
مرد ہو جایگا **نوعدیگر** لاوی جیر کین شیرہ اور اسکو باریک حل کر کے ضماد قضیب کا کری
دو گہڑے ٹہرنی کے بعد جس بکارہ سے ہم بستر ہووے یقین کہ اسپر بہی کوئی
پہر مرد قابو نپاوی گا اور وہ زن اسی یار غیار کی مطیع اور فرمان بردار رہیگی +
فصل مرد کو نامرد کرنی مین اول پانی مرد کی منی کا کسی کپڑے مین
لے لیوے اسکو باندہ کر آبدار خانی مین مٹکی تلی رکہی مرد نامرد ہو جاوے گا +
نوعدیگر مرد کی منی کو پارچہ مین فتیلہ بنا کر چند روز جلاوے نامرد بن جاوے
نوعدیگر منی قطعہ پارچہ مین باندہی اور پلنگ کی پایہ نیچی رکہی نامرد ہو جایگا
فصل عاشقکی مرد ہو جانیمین کتنی ترکیبین ہین پہلی مرد کو لازم ہی کہ جو کام عورت
درہ کے بیان مین آئے ہین مرد اون فعلون سے ہشیار اور خبردار ہووے
آگے اسکی یہہ ترکیبین جو بیان کی جاوین اپنی دہیان مین لاوے **نوع اول**
...ن مرغ کا اور خون سر بکریکا خشک بنا کر وقت حاجت کی جس معشوق سے
...یکی کری فتح یاب ہوگا **نوعدیگر** مستی مینڈک کی قدری زعفران کہرل کر
قضیب کو کرے جس کے پر روسی ہم اغوش کرے غالب آوی گا
نوعدیگر چربی شیر کی قدری مشک آمیز کر کے ناف سی پیر لگا کر دخول

دخول کری عورت مطیع اور فرمان بردار رہیگی **نوع دیگر** موتی کی سیپ کی
اپنے آلت پر لگاوی اور وزہ عورت کی جای نہانی کو چہاوسے مجامعت کری
ظفر یاب ہوگا **نوع دیگر** سرشف کا تیل خالص ذکر پر ملے اور صحبت کری
وہ زن شرمندہ ہوگی **فصل** پیچ احوالات طرح بطرح کے اور عجائبات
کیفیت کی جسکی مطالعہ سی آدمی ہوشیار ہو جاوی علاوہ اسکی کوئی طرح
کی بات سنی معلوم کر جاوی اور یہہ فصل مناسب حال جان کر چند طلسم اور شعبدہ
وغیرہ اعجوبہ چیزین سمجھکر اسمین مندرج کی ہین **نوع اول** اتوار کے روز
مین شرمندی کو اذن کہوے کہ کل مین تجہکو لیجاؤنگا دوسرے روز لے آوے
تہوڑی سی پتے ہاتھ مین لیجا کر جس کوئی سے عورتین پانی بہرتی ہون اور جس
مین گھڑے پانی کے رکھی ہون غرض سات بوندین پانی کی سات گھڑون
نیچی سے اپنی ہاتھ مین لیوے اور وہ پانت شرمندی کی اسی پانی سے
مین سلی پہر آپ الگ پن گھٹ پر کھڑا رہ کر جس نازنین کو وہ کفدست
کرد کہلاوے فوراً پستان اسکی غائب ہو جاوین اور مٹھی اپنی بند ر
وہ عورت نظر اپنی سینی پر کرکے نہایت پشیمان ہوگی کہ الہی یہہ کیا ہوا
ہے ذرہ دیر مین کچھہ اور ہی ہو گیا اور اپنا سینہ بند مضبوط کر باندہی
اسوقت وہ مٹھی بند کی ہوئی پہر اوسی معشوق کو دکہلادے بمجرد دیکھنے
کے وہ پستان غائب اوسیوقت باہر آجاوین کہ جسکی سبب سینہ بند
ٹوٹین ازبسکہ نہایت حیران و پریشان رہی گی حقیقت من یہی طلسم
نوع دیگر شیر گای کی بھین مین گانجہ ایک دو روز تر کرے بعد خشک
اپنی جوتی مین زیر تلوی کے رکھی پہر بر وقت گانجہ حقہ مین بہر کر اسا دم
کہ شعلہ زن ہواس سے ایک بتی روشن کر کر اسیکا چراغ جلاوے

اور وہ فتیلہ جبتک روشن ہے انزال تہووی **نوعدیگر** اتوار کی روز اول طلوع
آفتاب کی ایک چہڑی انار کی درخت سی مادر زاد ننگا ہو کی توڑی پس وہ چہڑی جس محبوبہ
کو ماری مطیع اور فرمان بردار اوسکی ہووی **نوعدیگر** اتوار کے روز جس مکان مین
گدہا لوٹتا ہووی وقت نیم روز کے ایک مٹھی خاک اسکی نیچی سے لے آوے پہر جس
مکان کی چہت پر ڈالی قضیہ اور فساد اس گہر مین بہمہ فتورت شروع ہوگا +
نوعدیگر جو شخص اپنی بغل کا میل کسی عورت کو کہلاوی تابع اور حکم مین آدیگی +
نوعدیگر مرد اپنی غسل کا پانی جس ماہ رخسار کو کسی اشیا مین ملا کر کہلاوے
عورت عاشق ہو جاوی **نوعدیگر** کا ئیپھل کو باریک پیسکر آٹی مین ملا کی گولیان
باندہی جو کوا کہاوی بیہوش ہو کر گر پڑے اور اگر گرم پانی مین غوطہ دیوے
فی الحال زندہ ہو جاوے **نوعدیگر بیت** کنم با تو اظہار راز نہان
اگر کار فرمائی بر قول مان بیاور سر گوسپند ای رفیق میان نشان نعوک رای شفیق
پس آنگہ بگو گرد دود ش کنند بہ آواز آید سر گوسپند **نوعدیگر** پوست گرگ کا تیا بنا کر
کمر مین باندہین ہر گز راہ مین تنہا چلین دہشت غالب نہووی **بیت** بقول حکیمان
ہندستان بر و نیم شب ایچان در مان وز انجا سر آدمی را بیار پس
پشت ہرگز خیالی میار بہ بند تو برنج یک مشت اندان کسی را کہ با دل بخواہی خوران
نوعدیگر منسل اور زرنیخ دونون برابر وزن باریک کہرل کر کر خمیر گیہون کے آٹے مین
ملا کر مور کو کہلاوین اور پنچال اسکی کو تمام احتیاط سی رکھین بروقت کام کی تہوڑی
پنچال لیکر کفدست مین ملین پہر جو چیز اس ہاتہہ مین پکڑین غائب نظر آوی ہرچند کہ
ڈہونڈین نہ ملی **نوعدیگر** کنم راز سربستہ را آشکار بروز و دتر آلت گاوار پس آنگہ
زاغ سیاہ را بگیر خورانش ہمان آلت با پنیر گذارش ورا تا بیک ہفتہ او بباید بہ نزدیک تو
روبرو **نوعدیگر** پارہ کافور یا درخت آکرہ کی کونپلی لی ان تینونکو باریک پیسکی پانکی رس مین

غلولہ باندہین اور سایہ مین خشک کرین جسوقت اس غلولہ کو آگ مین سرخ کر کے
چادر پر پہیلادین خصوص شب کو عجایب تماشا نظر آوی کیفیت اور وہ چادر جلنی سے
بازرہی بلکہ سوزش آتش کے مطلق کارنکرے **نوعدیگر ابیات** بیاری تو یک بیضہ ماکیان
درو زیبق انداختہ درمیان بکن بند سوراخ از مصطگی بکارت رسد زود ترا این کی
گدازی چو در تابش آفتاب بسوی فلک می پرد او شتاب **شعبدہ** دانہ رائی کے
یا سرسون کی کسی ایک روز بیچ شیر زقوم تر دہاری کی تر کرین جب وہ دانہ سب عرق جذب
کرلیوین اور خشک ہوجاوین تب نکالکر محافظت سی رکہی پہر مٹی کہیت کی موسم برسات
مین لاوی اور اس مٹی کو خوب باریک پیسکر ہاتہہ یا باسن مین رکہی پس وہ دانہ شعبدہ
کے اسمین ڈالی اور تہوڑا پانی اسکو پلاوی پہر بند کری غرض ایک لمحہ مین دانہ سبز ہوکر
شاخ دیتی باہر لادین عجائب ہے **نوعدیگر عجائب طلسمی** بگویم تو اگر دل درینکار دار گرو
بیک شیشہ آور تو مار سیاہ برنگیش دفن کن ورا نیم ماہ پس از مدتی ار بیرون اورا
بکوبی بہ بیزی بگویم ترا میانش بکافور و گوگرد ہم بنید از یک یک بوزن درم
پس انکہ بجامہ فتیلہ بباز وا زروغن تلخ تر کردہ باز بوقت شبش زود آتش ببر
ہمہ خانہ از مار بینی تو پر **نوعدیگر** دارچینی باریک پیسکر آٹی مین خمیر کرکے روٹی
پکا کردہ نان جو کتا کہاوی اسیوقت ناچنی لگی **نوعدیگر ابیات**
بیاری ترنجی توای خوش نشان + درون خم ان کردہ بدار نہان بیک شیشہ افتد چو لیل وستو
درآن دم کہ سیارہ افتد برو بر انداز زیبق توای نوجوان کن از مصطگی بند سوراخ آن
پس آنگہ در شمش خواہد برد ہماندم بسوی فلک می پرد **نوعدیگر** اگر پوست گرگ سے
زہ کمان کا بناوین اور اس سے تیر اندازی کرین پہر جو کمان کہ نزدیک اسکی آوی فورا
ٹوٹی اور اگر بیچ نقارخانہ کی پوست گرگ کا بخور کرین چمڑا نقارون کا ٹکڑی ٹکڑی ہووی
اور یا پوست گرگ سی نقارہ مڑہیں اور چوب خشک انجیر سے اسکو بجاوین فوراً چرم سب غیر

نقاروں کا پارہ پارہ ہو جاوے **نوع دیگر** پوست انار تین شبانہ روز پانی مین بہگاوین پانی
کو گرد اگرد زراعت کی ڈالین آسیب ملخ سی امن مین رہے اور پوست انار کا کسی درخت سی
باندہین وہ جہاڑ بہی ٹڈی کی کہانیسی بچی **نوع دیگر** حل ابرک او پارہ کی ملاکر ساتہہ سفید بے
تخم مرغ اور لعاب خطمی کا بدن پر مالش کرین بہر جاوین تنور روشن کے اندر رہین ہرگز آ
نچ نلگیگی **طلسم ابیات** طلسم ایک ظاہر کرون تجہہ پار ﴿ جو کہنی پہ تیرے کری اعتبار
لے آسرکہ انگور کا تیز تر ﴿ تو کر اسمین بہتہی کے دانون کو تر ﴿ نکال اسکو بہر تین دن چہوڑکر
تو خوب اسکو سایہ مین بہر خشک کر ﴿ اوگاوے اور او پر سی نکہی کو بہل ﴿ کہ فی الحال جہاڑ اسمین سے نکل
نوع دیگر ایک چراغمین چربی شیر کی اور دوسرے چراغمین چربی دنبی کی ڈال کر دونوں کو ایک ہاتہہ
اور ایک مشت چار انگل کی فرق سی روشن کری نزدیک حاضران مجلس و ناظران عجائب کے
وہ دونوں چراغونکی لو آپسمین ملکر مانند قوس قزح کی نظر آویگی **نوع دیگر ابیات**
بگویم با تو یک راز نہانی ﴿ کہ در عمری چنین کردن ندانی ﴿ بیا در بیضۂ یک زغن اسپید
بہر نہ وادہ سبوچہ لشکن وریز ﴿ ببیداز اندران دو بیضۂ باز ﴿ سہ تولہ زیبقش دیگر ببیداز
بکندی جا بقدر آدم اورا ﴿ میانش دفن کن در لید اورا ﴿ پس از یک چلہ برون آر ای یار
بہ شبنم آن عملو ر بندی اسرار ﴿ بدہنش دار گر جای روانی ﴿ صبا آرد ز رفتارت گرانی
بہ سہندے دان کہ اورا فتگہ گوئید ﴿ بیک لحظہ ہزاران کوس پوئید **نوع دیگر** شروع ایام بارش
مین لاوی گدہڑی ایکجاتا ہوا اور ایک آتا ہوا دونوں کو علیحدہ ایک ایک ڈبیا مین بند کری
اور سفید لوبان کی لکڑی ہر ایک مین ڈال کرکے جو گدہڑا آتا ہو اس ڈبے مین کشتی کے
کان کا میل قدری داخل کرو وہ ڈبیان آتش پر رکہی کہ سوختہ بن جاوین بہر جو گدہڑا
آئندہ ہی اسمین چربی گوسپند کی اور تہوڑا لہو آدمیکا اس خاک مین آمیز کر کر ایک گولی بنالیو
اور جو گدہڑا جاتیوالا ہی اسمین فقط شیر کی چربی ملاکر گولی بنالیوی وقت کار اور دیکہنے
تماشی کے دو پتہر ایک وزن مین اسی روپیہ کا ہووی دونوں مقابل مفاصلہ سی رکہہ

بسم الله الرحمن الرحيم

جوگی نامہ

۱
صورت یہ تیری خط کی سے یاسمن
ہی عاشق کی لگا اتصال وطن
بی سودا تیری آنکھ کی دیکھ چمن
شمس و قمر شمع ہی عجب انجمن
اشتیاقی کہ بدیدار تو دارد دل من

۲
اب جو ملی ہی کیا کہیں تو یہ تیرا دیس سہیں
سن تیرا درد جدائی کو ہمیں اتنی سہیں
اسا ہی بہن ہی کا رکھ یہ ہمیں چھتی ہیں
دیو جب سے ہی بیتی جو ہمیں حسن کی ہیں
نہ مجھے باغ خوش آتا ہی گلشن نہ چمن

۳
سینے جو ان یہ ہی پن تن رکن ان کا ہی
ہا ہی بہنا سے کا سن بن ان کا ہی
ہم ترے غرض اسی یا ہی پن سے ان کا ہی
سے نشتر لگا جا کے سبب ان کا ہی
خاک برخاک کرے سان لگا تا دامن

۴
سو ریور کلم پری و سکی جی بیتی سنے
جیتی ہی کوہ سبد رو زبان پر لانا
سنے سرتی بس گئی ہی ان کا ہی جانا
سو ہی ہم سکی ہیں ہوتی جوتی سوئی لگانا
نہ تکلم نہ شرارت نہ حکایت نہ سخن

۵
یاد آوے جس شوخ کی کیا کیا ہی تم لائی ہی
کان سے ہنستی ہی ترے ہیں مری ہی آئی ہی
جیتی نہ آ کچھ بھی ترا ہی نیند ہے مسکی
اسی ملا جاسوں بن ہی لو جاسوں اچھا کیا
کبھی نون کی تہری کبھی دونکی پہرن

۶
حجو اس جب ہیں خسی کی ہی پہر ہا ہون
اور ہر ایک سب کی بیل ہیں یا ہون
عرض ہم جیسی بسی عمر ری ادو ستی ہیں
ہیں غرض بن کہی جیسی پر بسی بیکسی
بے قراری تری نام کی جپتا ہمراہ

۷
بی ار ایا مر دل بی مرا ایدل سی
بن کو جو کہ سکا ابر جہاں پیش پری
ب ہوا لگا ایکجا ہی جہاں یاری
ب تو نہ سے کا مگر ڈھونڈنے اس سے زار
نہ نکلنا ... نہ گلے سے ... سی لگی من

۸
عشق میں جو تیری جیسی بہن ہیا ہیں
شی کو دریا ری اور تر دوی ہی بلبل لالی
ب بیکسی ان کی لالی ہی کیا ہیں
سن سب میں کی ان کو بیسی تو ہم دیکھا
تیرے بیا سی ... ایک حاکم ہلی سوسن

۹
سنت کی بیں تو جو بن اپنی بھی حسن
کہے روئی رکھتے پن بیان بی تیرا جانا
سکا ہ سبحہ بن و بیان بیں ترا جانا
اب اعلی ہی کی بسی تو جیسی بسی
تمہیں کون ... نی رونق ... بین حسن فی ... دامن

ع ۱۰

[illegible]

سچ کہو کونسی گھڑی میں تمہارا ہی طن

ع ۱۱

[illegible]

کونسی دیس میں ہو کونسا رکھتی ہو برن

ع ۱۲

[illegible]

دھیان کیا رکھتی ہو کس کا یہ رکھتی ہو برن

ع ۱۳

[illegible]

کسکی الفت میں بیراگ کا پہنا ابرن

ع ۱۴

[illegible]

ذرا تو دیکھے جل ہار ہی ہاتو میں گہر دکی لیکہن

ع ۱۵

[illegible]

پر تمہارا تو ہر ایک فن سے الا ہی چلن

ع ۱۶

[illegible]

سچ کہو جوگ لیا تمنی یہ کسکی کارن

ع ۱۷

[illegible]

اکہیں ٹھہوگی یا یونہیں پہرو گے بن بن

ع ۱۸

[illegible]

شہر میں باغ میں یا پر لب دریا جمن

ع ۱۹

[illegible]

یا کہ بن میں ہو یا ہاٹ ہی یا مندر ابن

ع ۲۰

[illegible]

جس سے ٹھکون میں طراوت رہی دل میں لگن

ع ۲۱

[illegible]

تجکو کیا کام فقیروں سے کریا ان بن

۳۲

[illegible]

یا گلی دوست کی یا یار کی گھر کا آنگن

۳۳

[illegible]

وہی بستی وہی نگری وہی جنگل وہی بن

۳۴

[illegible]

عشق کی منزل میں ہیں ہم ہم کا کہیں بن

۳۵

[illegible]

جلتی ہی رہی شمع و بدن کی جہاں میں نہیں بن

۳۶

[illegible]

رات دن بیٹھی ہیں ہو وہو کی وحشی کی جگن

۳۷

[illegible]

سب سے آزاد ہو یار کا لیکر دامن

۳۸

[illegible]

اور مر جائیں تو ہرگز نہیں ہے وہ کفن

۳۹

[illegible]

اوٹ دیکھتے ہیں جس کو کا بہر ماہی گہن

۴۰

[illegible]

سب کے تئیں چھوڑ اسکی ہی محبت کے لگن

۴۱

[illegible]

کہاں جوگی کی ادا اور کہاں عاشق کی بہن

۴۲

[illegible]

ہمنے ہی راکھ بنالی ہی جلا کر تن من

۴۳

[illegible]

اور اسکی گرمی ہی سہی تھی ہمن سیدا بہر جمن

۳۲

[illegible]

یہہ یکہیرا وہ کہ جسکے کئی ہو کچھہ دہن

۳۳

[illegible]

وہی اسنہل ہی جہان یار کی بیٹھی اسن

۳۴

[illegible]

وہی گوکل ہی ہمین اور وہی بندرابن

۳۵

[illegible]

ہی وہی فرش وہی تخت وہی سنگاسن

۳۶

[illegible]

جیسے گل کہاتی محبت مین جلا یا ہی بدن

۳۷

[illegible]

ای گلن باغ وفا دلگی چمن کے گلشن

۳۸

[illegible]

میرا احوال پرہ تی ہے مین جنگل ہی ہرن

۳۹

[illegible]

دل من داند و من دانم و داند دل من

۴۰

[illegible]

دیدہ باید کہ چگونہ شود احوال من

۴۱

[illegible]

ای سرسلوم جان ہی مرجاوں تن من

۴۲

[illegible]

کہ تری ہجر مین کیا کیا نہ سہا رنج و محن

۴۳

[illegible]

زندگی ہوگئی دوبہر مجہی اجان کٹھن

٥

ہائی جن پاؤن مین عشق کی زنجیر ہی نہیں

[illegible]

ہجر کی گرد یا آخر نے ہی مجھکو جوگن

٦

[illegible]

شکنی شنکو کی بنا ہاتھ مین لینی سمرن

٧

[illegible]

آٹھ آٹھ آنسو دان سمتی ہون روز تر بین بن

٨

[illegible]

خاک اڑا اور کی ٹہری تن کی دیر سر پر مین

٩

[illegible]

خاک مین مل گیا تہا یہ جو چندن سا بدن

١٠

[illegible]

تہی ستی ہی جو کس ان نی تی کہا رین

١١

[illegible]

خاک اوڑ اٹہی بہری ہون بصورت مجنون

١٢

[illegible]

لیک توہی نہ ملائی بیری جوگی جن

١٣

[illegible]

باپ اور مان کا تری واسطے چہوڑا دامن

١٤

[illegible]

اک سہیلی ہی مری آہ اسی سب دشمن

١٥

[illegible]

مین کو غم کی بختانی بہری بن بن بن

١٦

[illegible]

لیک تیری نی کسی طرح نہ دیا درشن

۱۷

[illegible]

پورب و پچھم سے اُتر لگا تا بہ دکن

۱۸

[illegible]

سو بہی کچہہ دور نہیں ہیں راہ کٹھن

۱۹

[illegible]

دیکھہ اس جان کیا کیا ہے ستمگار

۲۰

[illegible]

اب اٹھا سکتا نہیں بار مصیبت سہہ بدن

۲۱

[illegible]

ہوش لوگوں کی گئی اُڑ ہی جا کن میرے سخن

۲۲

[illegible]

میری بیحسی نے سخن میں شیر و شکر

۲۳

[illegible]

اوسیں اگے اجھار لجہ کا ہی سنگاسن

۲۴

[illegible]

دیکھکر مجہکو وہ کہنے لگا اسطور سخن

۲۵

[illegible]

کر دو روشن مرے کاشانہ کو تک رکھہ کی حرن

۲۶

[illegible]

عشق نے تمکو بنایا ہی بشکل جوگن

۲۷

[illegible]

باغ کی سیر کرو اور رہو محو گلشن

۲۸

[illegible]

کون سی بات کی کمتی ہی تمہیں صاحب من

۲۹
[illegible]
پہنو پوشاک تنہا نا رکہو خوش دل اور تن

۳۰
[illegible]
کہ یہین خلق کی دلبر سبہی ہو دیکہہ کی حیرن

۳۱
[illegible]
جانی دو دو کرو دل سی یہ الفت کی لگن

۳۲
[illegible]
خوب ہی دیکہہ جگ مین کیسی برا ہی یہ فین

۳۳
[illegible]
وعظ کی تیر لسی ہیلو ہو اچہلنی جہین

۳۴
[illegible]
ہی لعبد البی خرد مندون سی لعنی یہ سخن

۳۵
[illegible]
عشق مین کسکی نہین بہا ہی سیر گلشن

۳۶
[illegible]
اپنی قابو مین ہی جو ہو کرین رنج و محن

۳۷
[illegible]
جلیو یہ تن کہ جو آوی سی خوش بہ آن

۳۸
[illegible]
کون جا کر کہین بہر نہیں مون کی یہ وطن

۳۹
[illegible]
سیہ سمجہا ہی مجہی اسکا ہی دیوانہ بن

۴۰
[illegible]
دیکہہ بیتہی ہیون ہر اک شخص کو حیران بن

[illegible]
ڈوب کر مری بھون لب گنگ او جمن

[illegible]
عرش سی فرش تلک حال ہی [illegible] روشن

[illegible]
جو قدم رنجہ کرو اور مجھی دو درشن

[illegible]
دیکھی ملک آنکی تو بھی تو میرا جوگن بن

[illegible]
ہی جدا انکی بنت مجھپہ مصیبت کٹھن

[illegible]
من حزین در غم او خلق حزین در غم من

[illegible]
بجلی مری ہین سب یہ دکھاتی ہین وہ دن

[illegible]
سو سو طرح کی دھوم مچاتی ہین وہ دن

[illegible]
اس نور کی سب نظر آتی ہین وہ دن

[illegible]
بجلی نہین مگلون مین آتی ہین روشنیان

[illegible]
اس آگ کو نگہ یہ بجھاتی ہین روشان

[illegible]
[illegible] ہو نظر آتی ہین [illegible]

٧

[illegible]

جتنی ہیں کشف یہ سب دکھاتی ہیں وٹیان

٨

[illegible]

یہ کشف اور کمال دکھاتی ہیں وٹیان

٩

[illegible]

اللہ کی بھی یاد دلاتی ہیں وٹیان

١٠

[illegible]

نیکی بکالی جنہیں آتی ہیں وٹیان

١١

[illegible]

جتنی ہیں وہ سب یہ دکھاتی ہیں وٹیان

١٢

[illegible]

سو سو طرح کی ناچ نچاتی ہیں وٹیان

١٣

[illegible]

اس کے وہ میں یہ بھی دکھاتی ہیں وٹیان

١٤

[illegible]

یہ آن یہ جھمک تو دکھاتی ہیں وٹیان

١٥

[illegible]

جسکی دوکان سے ہر کہیں جاتی ہیں وٹیان

١٦

[illegible]

١٧

[illegible]

١٨

[illegible]

... آتی ہیں وٹیان

بنجارہ نامہ

۱

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
کیا بدھیا بھینسا بیل شتر کیا گونی پلا سر بھارا
کیا گیہوں چانول موٹھ مٹر کیا آگ دھواں اور انگارا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

۲

گر تو ہے لکھی بنجارا اور کھیپ بھی تیری بھاری ہے
اے غافل تجھ سے بھی چڑھتا اک اور بڑا بیوپاری ہے
کیا شکر مصری قند گری کیا سانبھر میٹھا کھاری ہے
کیا داکھ منقیٰ سونٹھ مرچ کیا کیسر لونگ سپاری ہے
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

۳

یہ کھیپ بھرے جو جاتا ہے یہ کھیپ میاں مت گن اپنی
اب کوئی گھڑی پل ساعت میں یہ کھیپ بدن کی ہے کفنی
کیا تھال کٹوری چاندی کی کیا پیتل کی ڈبیا ڈھکنی
کیا برتن سونے روپے کے کیا مٹی کی ہنڈیا چپنی
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

۴

تو بدھیا لادے بیل بھرے جو پورب پچھم جاوے گا
یا سود بڑھا کر لاوے گا یا ٹوٹا گھاٹا پاوے گا
قزاق اجل کا رستے میں جب بھالا مار گراوے گا
دھن دولت ناتی پوتا کیا اک کنبہ کام نہ آوے گا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

۵

ہر منزل میں اب ساتھ ترے یہ جتنا ڈیرا ڈانڈا ہے
زر دام درم کا بھانڈا ہے بندوق سپر اور کھانڈا ہے
جب نایک تن کا نکل گیا جو ملکوں ملکوں ہانڈا ہے
پھر ہانڈا ہے نہ بھانڈا ہے نہ حلوا ہے نہ مانڈا ہے
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

۶

یہ دھوم دھڑکا ساتھ لیے کیوں پھرتا ہے جنگل جنگل
اک تنکا ساتھ نہ جاوے گا موقوف ہوا جب ان اور جل
گھر بار اٹاری چوپاری کیا خاصا نین سکھ اور ململ
کیا چلمن پردے فرش نئے کیا لال پلنگ اور رنگ محل
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

۷

کچھ کام نہ آوے گا تیرے یہ لعل زمرد سیم و زر
جب پونجی باٹ میں بکھرے گی ہر آن بنے گی جان اوپر
نوبت نقارے بان نشان دولت حشمت فوجیں لشکر
کیا مسند تکیہ ملک مکاں کیا چوکی کرسی تخت چھپر
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

۸

کیا سخت مکاں بنواتا ہے خم تیرے تن کا ہے پولا
تو اونچے کوٹ اٹھاتا ہے واں گور گڑھے نے منہ کھولا
کیا رینی خندق رند بڑے کیا برج کنگورا انمولا
گڑھ کوٹ رہکلا توپ قلعہ کیا شیشہ دارو اور گولا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

۹

مغرور نہ ہو تلواروں پر مت پھول بھروسے ڈھالوں کے
سب پٹا توڑ کے بھاگیں گے منہ دیکھ اجل کے بھالوں کے
کیا ڈبے موتی ہیروں کے کیا ڈھیر خزانے مالوں کے
کیا بغچے تاش مشجر کے کیا تختے شال دوشالوں کے
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

۱۰

کیوں جی پر بوجھ اٹھاتا ہے ان گونوں بھاری بھاری کے
جب موت کا ڈیرا آن پڑا پھر دونے ہیں بیوپاری کے
کیا ساز جڑاؤ زر زیور کیا گوٹے تھان کناری کے
کیا گھوڑے زین سنہری کے کیا ہاتھی لال عماری کے
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

۱۱

ہر آن نفع اور ٹوٹے میں کیوں مرتا پھرتا ہے بن بن
ٹک غافل دل میں سوچ ذرا ہے ساتھ لگا تیرے دشمن
کیا لونڈی باندی دائی دوا کیا بندا چیلا نیک چلن
کیا مندر مسجد تال کنواں کیا گھاٹ سرا کیا باغ چمن
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

۱۲

جب چلتے چلتے رستے میں یہ گون تری ڈھل جاوے گی
اک بدھیا تیری مٹی پر پھر گھاس نہ چرنے آوے گی
یہ کھیپ جو تو نے لادی ہے سب حصوں میں بٹ جاوے گی
دھی پوت جنوائی بیٹا کیا بنجارن پاس نہ آوے گی
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

نظم

کوئی جادو تاثیری سے [illegible] کوئی [illegible] اور کمال ہی
جب سی موت [illegible] آسمانی [illegible] معنی
خزینہ [illegible] جنگل میں [illegible] نظر [illegible]
[illegible]
سب تھا نہتہ پرا [illegible] و گا جب لا فرق جلی گا نچا را

۱ آدمی نامہ

دنیا میں بادشاہ ہی سو ہی وہ بھی آدمی
اور مفلس و گدا ہی سو ہی وہ بھی آدمی
زردار بینوا ہی سو ہی وہ بھی آدمی
نعمت جو کھا رہا ہی سو ہی وہ بھی آدمی
ٹکڑے جو مانگتا ہی سو ہی وہ بھی آدمی

۲

ابدال و قطب و غوث و ولی آدمی ہوئے
منکر بھی آدمی ہوئے اور کفر کے بھرے
کیا کیا کرشمے کشف و کرامات کے کئے
حتیٰ کہ اپنی زہد و ریاضت کی زور سی
خالق سی جا ملا ہی سو ہی وہ بھی آدمی

۳

فرعون نے کیا تھا جو دعویٰ خدائی کا
شداد بھی بہشت بنا کر ہوا خدا
نمرود بھی خدا ہی کہاتا تھا برملا
یہ بات ہی سمجھنے کی آگے کہوں میں کیا
یہاں تک جو ہو چکا ہی سو ہی وہ بھی آدمی

۴

یاں آدمی نار ہی اور آدمی ہی نور
یاں آدمی کے پاس ہی اور آدمی ہی دور
کل آدمی کا حسن و قبح میں ہی یاں ظہور
شیطاں بھی آدمی ہی جو کرتا ہی مکر و زور
اور ہادی رہنما ہی سو ہی وہ بھی آدمی

۵

مسجد بھی آدمی نے بنائی ہی یاں میاں
بنتے ہیں آدمی ہی امام اور خطبہ خوان
پڑھتے ہیں آدمی ہی قرآن اور نماز یاں
اور آدمی ہی انکی چراتے ہیں جوتیاں
جو انکو تاڑتا ہی سو ہی وہ بھی آدمی

۶

یاں آدمی پہ جان کو وارے ہی آدمی
اور آدمی پہ تیغ کو مارے ہی آدمی
پگڑی بھی آدمی کی اتارے ہی آدمی
چلا کے آدمی کو پکارے ہی آدمی
اور سن کے دوڑتا ہی سو ہی وہ بھی آدمی

۷

ناچے ہی آدمی ہی بجا تالیوں کو یار
اور آدمی ہی ڈالے ہی اپنی ازار اتار
ننگا کھڑا اچھلتا ہی ہو کر ذلیل و خوار
سب آدمی ہی ہنستے ہیں دیکھ اسکو بار بار
اور وہ جو مسخرا ہی سو ہی وہ بھی آدمی

۸

[illegible] آدمی ہی [illegible]
اور آدمی ہی مارے ہی پھانسی گلے میں ڈال
یاں آدمی ہی صید ہی اور آدمی ہی جال
سچا بھی آدمی ہی نکلتا ہی میرے لال
اور جھوٹ کا بھرا ہی سو ہی وہ بھی آدمی

۹

یاں آدمی ہی [illegible] اور آدمی
[illegible] آدمی [illegible] اور آدمی [illegible] سوار
نامی جو [illegible] جلتے [illegible] واہ
[illegible] میں آدمی ہی [illegible]
دریا میں [illegible] جو بہرا ہی سو ہی وہ بھی آدمی

۱۰

یاں آدمی نقیب ہو بولے ہی بار بار
اور آدمی ہی پیادے ہیں اور آدمی سوار
حقہ صراحی جوتیاں دوڑیں بغل میں مار
کاندھے پہ رکھ کے پالکی ہیں دوڑتے کہار
اور اس پہ جو چڑھا ہی سو ہی وہ بھی آدمی

۱۱

بیٹھے ہیں آدمی ہی دکانیں لگا لگا
اور آدمی ہی پھرتے ہیں [illegible]
کہتا ہی کوئی [illegible]
[illegible] آدمی [illegible]
اور مول لے رہا ہی سو ہی وہ بھی آدمی

۱۴

[illegible]

اور جسمیں وہ بہرا سو ہے وہ بھی آدمی

۱۳

[illegible]

جو ناچ دیکھتا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

۱۲

[illegible]

بدشکل و بدنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

۱۵

[illegible]

اور جسنے بہری لگائی سو ہے وہ بھی آدمی

۱۶

[illegible]

اور جسمیں جو برا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

۱

[illegible]

کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہو تو کوڑی کی پھر تین تین ہیں

۳

[illegible]

کوڑی کے سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہو تو کوڑی کی پھر تین تین ہیں

۲

[illegible]

کوڑی کے سب جہان میں ... کوڑی نہو تو ...

۴

[illegible]

کوڑی کے سب جہان میں ... کوڑی نہو تو ...

۵

[illegible]

کوڑی کے سب جہان ... کوڑی نہو ...

۶

[illegible]

کوڑی کے سب جہان ... کوڑی نہو تو

۷

[illegible]

کوڑی کے سب جہان ... کوڑی نہو تو

۸

[illegible]

کوڑی کی سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہو تو کوڑی کی پھر تین تین ہیں

۹

[illegible]

کوڑی کی سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہو تو کوڑی کی پھر تین تین ہیں

۱۰

[illegible]

کوڑی کی سب جہان میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہو تو کوڑی کی پھر تین تین ہیں

۱۱

[illegible]

کوڑی کی ... کوڑی نہو تو

۱۲

[illegible]

کوڑی کی سب ... کوڑی نہو تو

۱۳

[illegible]

کوڑی کی سب ... کوڑی نہو تو

۱

[illegible]

پیسا ہی رنگ روپ ہی پیسا ہی مال ہی
پیسا نہو تو آدمی چرخی کی مال ہی

۲

[illegible]

پیسا ہی رنگ روپ ... پیسا نہو تو

۳

[illegible]

پیسا ہی رنگ ... پیسا نہو تو

۴

[illegible]

پیسا ہی رنگ روپ ... پیسا نہو تو

۵

[illegible]

پیسا ہی رنگ ... پیسا نہو تو

۶

[illegible]

پیسا ہی رنگ ... پیسا نہو

۹ [illegible] جیسا ہی رنگ روپ ہے جیسا ہو تو آدمی	۸ [illegible] جیسا ہی رنگ روپ ہے جیسا ہو تو	۷ [illegible] جیسا ہی رنگ جیسا ہو تو
۱۲ [illegible] جیسا ہی رنگ روپ ہے جیسا ہو تو	۱۱ [illegible] جیسا ہی رنگ روپ ہے جیسا ہو تو	۱۰ [illegible] جیسا ہی رنگ روپ ہے جیسا ہو تو
۱۵ [illegible] جیسا ہی رنگ روپ ہے جیسا ہو تو	۱۴ [illegible] جیسا ہی رنگ روپ ہے جیسا ہو تو	۱۳ [illegible] جیسا ہی رنگ روپ ہے جیسا ہو تو
۱۸ [illegible]	۱۷ [illegible]	۱۶ [illegible] جیسا ہی رنگ روپ ہے جیسا ہو تو

م ۳

ایک طرح کرو ... کا نقصان کر ... [illegible]

کلجگ نہیں کرجگ ہے کیا خوب سودا

م ۶

[illegible]

کلجگ نہیں کرجگ ہے کیا خوب سودا

م ۲

اما واکل ... [illegible]

سب چھوڑو بات ... بار و کچھ ایسی فکر ... [illegible]

م ۴

[illegible]

م ۴

[illegible]

کلجگ نہیں کیا خوب سودا

م ۴

[illegible]

کلجگ نہیں کیا خوب سودا

م ۳

[illegible]

سب چھوڑو بات بار و کچھ ایسی فکر

م ۵

[illegible]

م ۵

[illegible]

کلجگ نہیں کرجگ ہے کیا خوب سودا

م ۸

[illegible]

کلجگ نہیں کیا خوب سودا

م ۸

[illegible]

سب چھوڑو بات بار و کچھ ایسی فکر

م ۶

[illegible]

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و آسمان

بابت ۱۸۶۹ع

[illegible]

بمطبع نامی منشی نولکشور طبع مرغوب مقبول جہاں ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گلبن توحید ز باغ قدیم

سپاس و شکر ایزد آفتاب مطلع اقبال ایوان ہے ۔ برنگ مشرق انوار جلوۂ خوبی سے اسکی اوج عنوان ہے
عجب ہے بی نظیر و بیمثال و بیچگون بے کیف ذات اسکی ۔ وہ مالک ہی وہ خالق ہی وہ رازق ہی وہ ہادی اور رحمان ہے
جدا گانہ ہیں اسکے سب مظاہر مظہر اشیا سے کل یعنے ۔ تجلی اسکی ہر ایک جزو موجودات میں بے کیف پنہان ہے
کبھو حسنِ ازل ہی محمل آرا اور سواد قامت لیلے ۔ کبھو عشق ابد پیوند برق خرمن قیس بیابان ہے
بہر جا حسن و عشق اسکا خم صہبائے بزم مے پرستان ہے ۔ بیک آہنگ آواز الست و قلقل مینائے مستان ہے
وہی مونس وہی یاور بمحنت خانۂ شام غریبان ہے ۔ دوائی درد اہل عشق و تیمار قلوب دردمندان ہے
نہو جبتک نم سرچشمۂ انعام سے سیراب تر اسکے ۔ صدف تشنہ گہر بی آب و دریا خشک لب بی رنگ مرجان ہے
تنور آتشین اسکی بہار لطف و جوش قہرمانی سے ۔ چمن ہی مہد طفل بی زبان ہے مخرج دریا طوفان ہے
تجلی گاہ میں اسکی کرے کیا حوصلہ ہی کام موسی کا ۔ ہر اک ذرہ برنگ طور اسکی لمعۂ قدرت سے تابان ہے
منزہ ذات پاک اوسکی ہی سب سے اور سب میں ہے اسکا نمود ۔ یہان ہر خضر غرق بحر حیرت در سراغ آب حیوان ہے
سوا اسکی شناسا ہووے ہے کون اسکی ذاتِ کبریائی کا ۔ تعالی اللہ آپ ہی اپنا شناسا اور وہی اپنا ثنا خوان ہے
شناور ہو زبان خامہ کس صورت سے اسکی بحر عظمت میں ۔ دو عالم خشک لب حیرت سے مثل ساحل دریائے عمان ہے

مڑوڑی باگ میدان ثنا سے اسکی اس شاہ رسالت نے
کہ مرکب لامکان تک جسکے جاہ و قرب کا سرگرم جولان ہے

نعت رسول الکونین و سید الثقلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد نور ایزد سرور لولاک و دُر درج اکوان ہے — فروغ قلزم ذخار اعطیناک و مہر برج ایمان ہے
سعلی تارک عرش برین نقش قدم سی اسکی تابان ہے — لعمرک تاج و اوج تخت ادنی قاب قوسین اسکا ایوان ہے
جمال عالم آرا اسکاہی لامع چراغ خلوت آسرے — منور لمعۂ انوار سی جسکی قصور کشور جان ہے
ہنگام ولادت طاق کسری صدمۂ اجلاسی او سکے — بسان شمع ریزان رنگ خجلت پسا بطغار نیران ہے
ہین انگشت مبارک اسکی نباہی کی سر چشمۂ تسنیم — بہرہی خجلت سے جسکے خون بچشم تیرۂ ناک آب حیوان ہے
مجسم نور ہی بی سایہ جسم مصطفے اور اوسکی نعت کا — اجل چاک گریبان درخشان و ابد تحریر دامان ہے
بیان کس سے ہو کیا عظمت و رفعت اسکی ایوان رسالت کے — ہی درکا جسکی اک جاروب کش رضوان او جبرائیل دربان ہے
ادا مدح و ثنا ہووے ہی اسکی غیر ذات کبریا کس سے — کہ لامع نام سی جسکے بیاض لوح محفوظ اور قرآن ہے
تحیت اور صلوٰۃ اذکیٰ اسکی روح پر اور جسم و مرقد پر — کہ جس سے عالم ارواح و اجسام اور برزخ نور افشان ہے
غلامِ کمترین ہون اسکی اہل بیت و اصحاب مکرم کا — جناب کبریا سی جن پہ نازل رحمت انواع رضوان ہے

بعد حمد و صلوٰۃ کے طوطیان شکرستان سخن و عندلیبان بہارستان علم و فن کی ضمائر قدسی نظائر پر مبرہن اور روشن ہووے کہ یہ خاکسار ہیچمدان خوشہ چین خرمن دانش و ارباب ذکا محمد ابراہیم بن شہاب الدین ہوسی ایک وقت بتقریب ملاقات اس قدردان خجستہ سیرت و گوہر شناس عالی طبیعت کے محفل عشرت منازل مین وارد ہوا الحق اسکے ذکاوت و فہم و مضامین اشعار و نکات چیدہ سے متین ہے اور حسن خلق اس کا بیاض منظومات و مثنویات پسندیدہ سے رنگین ہے

بیت

گوہر بحر عطا منبع فیض عمیم — یعنے محمد حسین ابن محمد سلیم — سلمہ اللہ تعالی از اتفاق حسنہ

ایک نسخہ مجمع الاشعار قدیم کا کہ مدت سے بہ اہتمام فدوی شفقت ہراس جہکر صاحبان قدر شناس کی نظرون سے گذرا ہی اس مجمع الاشفاق و منبع اخلاق کی پیش نظر بالائی طاق و بسر آیا

تب آپ نے اونگلی سے طرف اسکے اشارہ فرما کر کہا کہ کوئی نیا نسخہ اس قدر
نسخے سے محبوب اور مرغوب چند دیوان و بیاض جدید و قدیم سے بجانمہ محنت
مشقت تحریر ہوا اور بقالب ندرت و حکمت انطباع پذیر ہو حقیقت مین ایک بیاض
عجیب و غریب منتخب پسند خاطر ارباب علم و ادب ہوگی غرض ان کی رغبت و سبقت
حسن فاقت سے یہ نسخہ خاطر خواہ مرتب ہوا فی الحقیقت مملو بانواع لطائف و ظرائف
اشعار آبدار ہے و مقرون باصناف صنائع و بدائع منظومات آبدار ہے

رباعی

اس چمن کے ہی آگی گلدستہ	ہر رگ گل بریسمان بستہ
نام اسکا ہے اور ہے تاریخ	چمن بے نظیر برجستہ

بہر کیف اگرچہ یہ نسخہ مسمے بہ چمن بے نظیر نہ از روے حسن معنی و بلندی صفات ہے
بلکہ بدیدۂ انصاف ساغر دعوے خود فروشی لبریز بادہ کنایہ و نکات ہے
یعنے بعضے اشعار آبدار فصحاے امصار و بلغاے اعصار غیرت سواد چمن
و رشک گلدستہ یاسمن رونق افزاے صفحۂ کتاب و زینت بخش بیاض انتخاب ہے

مصرع

صحبت نکند کرم فراموش	بہر کیف یہ بیت مناسب حال و شاہد مقال ہے

بیت

نہ گلگشت چمن کس نے کبھی بنجار دیکھا ہے	نہ گلدستہ تھی از برگ سر اشجار دیکھا ہے

نکتہ نوازان بیاض معنی و معنی طرازان گلدستہ سخندانی سے التماس یہ ہے کہ ہر گاہ و بیگاہ بقدوم بصارت
و نظارت جلوہ افروز بیاض عشرت قرین و سواد چمن رنگین ہون در اثناے سیر تفرح نظر بہت
گیاہ سہو و خطا نفرمادین بلکہ ہر گل برگ اشعار ہے کہ شبنم آلودہ معنی تازہ ہین حظ طراوت و تھاوت

در مطبع نامی منشی نولکشور [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

قصيدة في حمد الباري عز اسمه

الحمد لمن قدر خيرا وخبالا ... والشكر لمن صور حسنا وجمالا

فرد صمد عن صفة مخلوق بري ... رب ازلي خلق الخلق كمالا

ذو المجد وبالجود وبالحمد تجلالا ... ما مال عن العدل ولا نال ملالا

ذو القوة ذو الفضل وذو الطول مليك ... ما روح للارض جنوبا وشمالا

لا شبه ولا مثل ولا كفو لمولى ... لا ولد ولا والد لا عم وخالا

لا ضد ولا ند ولا حد لربي ... الآن كما كان ولم يلق زوالا

لا مثل لمن صور مثلا ونذيرا ... من قال سوى ذاك فقد قال محالا

لا قبل ولا بعد ولا وقت زمانا ... لا مانع لا حاجة لله تعالى

ارسلت الينا نبيا عربيا ... للخلق هداة وللنشر ازالا

يا رب انلنا وانلهم برضائي ... ما دام سفينا وبها حل حلالا

اياك طلبنا ولنعماك سألنا ... تالله وبالله لمن خاب سؤالا

بسم الله الرحمن الرحيم

قصيدة في نعت نبي الكريم صلى الله عليه وسلم

وُلِدَ الحبيبُ وخدُّه متوردٌ	والنورُ من وجناتِه يتوقدُ
وُلِدَ الذي لولاهُ ما ذُكِرَ النضا	كلّا ولو كان المحبُّ يقصدُ
جبريلُ نادوا في منصّةِ حسنِه	هذا مليحُ الكونِ هذا احمدُ
هذا جميلُ الوجهِ هذا المرتضى	هذا كريمُ النعتِ هذا الاوحدُ
هذا الذي خُلِعَتْ عليه ملابسٌ	ونفائسٌ قبطيّةٌ لا يوجدُ
هذا الذي جاءتْ اليه دوحةٌ	والنصبُ حقًّا قال انت محمدُ
هذا الذي جاءَ البعيرُ مسلّمًا	والظبيُ جاءَ لنحوِه يستنجدُ
هذا امامُ المرسلين حقيقةً	لا شكّ في هذا الحديثِ موحّدُ
هذا الذي نبعَ الزلالُ بكفّه	والجذعُ جاءَ لاجلِه يترددُ
كم بات في اولادِ آدمَ مثلُه	فيمن مضى هذا الحديثُ مسندُ

قالتْ ملئكةُ السماءِ باسرِها
وُلِدَ الحبيبُ ومثلُه لا يولدُ

رب یسر و تمم بالخیر

نورس بستان کلام قدیم — بسم الله الرحمن الرحیم

حمد خدای تعالی عز اسمه و جل ذکره

خداوندا کریما پادشاها — همه شاهان عالم را پناها
بحمد الله همه حمدے بگویم — بصد زاری ترا خوانم الها
شده وصف جلالت قل هو الله — به پیش والضحے لیس و طه
الم نشرح دگر انا فتحنا — بخوانم روز و شب اندر دعاها
پریشانے تو ے استغفر الله — پشیمانے چه گویم ماجراها
زنادانے ندانستم همه عمر — به نادانی بسے کردم خطاها
تو سلطانی ترا بس گشت حجت — تو سلطانے ترا گویم ثناها

مسلم مر ترا شد پادشاهی
گدارا کے شود چندین عطاها

غزل

محمد که آمد سراجاً منیراً بمومن و کافر بشیراً نذیراً
از و مومنان را دهد در قیامت خداوند جنت و ملکاً کبیراً
ز انکار او کافران را رساند خداوند دوزخ و ساءت مصیراً
محمد بر احوال امت نموده خدایش همیشه سمیعاً بصیراً
محمد که داده خدایش بزرگی نموده همیشه شراباً طهوراً
محمد محمد بگو اے برادر که ذکرش خدا کرده ذکراً کثیراً
کرامات احمد نبے کس نداند ولو کان بعضاً لبعض ظهیراً
هر آنکس که بر مصطفیٰ بغض ورزد فیدعو ثبوراً و یصلیٰ سعیراً
ز فضل نبی امت او به بیند پس از مرگ شمساً و لا زمهریراً
محمد زبان شفاعت کشاید چو مرسل نماید بانگ نفیراً

غزل خواجه حافظ علیه الرحمة

الا یا ایها الساقی ادر کاساً و ناولها که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها
ببوی نافه کاخر صبا زان طره بکشاید ز تاب جعد مشکینش چه خون افتاد در دلها
بمی سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید که سالک بے خبر نبود ز راه و رسم منزلها
مرا در منزل جانان چه امن و عیش چون هردم جرس فریاد می سازد که بر بندید محملها
شب تاریک بیم موج گرداب چنین هائل کجا دانند حال ما سبکساران ساحلها
همه کارم ز خود کامے به بدنامی کشید اخر نهان کی ماند آن رازی کزان سازند محفلها
حضورے گر همی خواهی ازو غائب مشو حافظ متی ما تلق من تهوی دع الدنیا و اهملها

غزل رافت علیه الرحمة

کان عرفان جان جهان درج اصطفا تخت رفعت بخت دولت مهر برج اجتبا

شاہِ عالم ماہِ اعظم نورِ انوارِ قدم — سر ابھی ابر آسنی شمع جمع انبیا
بدر ایان صدر جہان صاحبِ فضل و کرم — روحِ رحمت روحِ رحت نوح ملک ابتدا
آیۂ حق فیضِ مطلق پیشوائے انسان و جن — خلق پرور خلق گستر شافعِ روزِ جزا
شاہِ اسرٰی تا اقصیٰ آفتابِ چرخ قرب — عیش منزل عیش حاصل محفل آرائی دنی
نورِ رحمان سورِ یزدان جنت افروزِ جہان — شان شوکت آن رفعت منبعِ جود و عطا
شمسِ رافت مہرِ رحمت نیرِ برجِ شرف — نجمِ عرفان رجمِ شیطان دافعِ شرک و بلا

غزل سلیم

شستشدرم در حالِ خود حیران منم یا مصطفٰے — بہرِ خود ہم آلِ خود فریاد رس یا مصطفٰے
از بہرِ صدقِ صادقِ و از بہرِ عدلِ ما ولی — در بہرِ ذی النورینؓ عمرو از سوی حیدرم لقا
ہم بہرِ پیرِ پیرِ من کان پیرِ پیران جہان است — جملہ بہ رشد مقتدی و ہست از تو مقتدا
آوردہ ام پست شفیع نام بزرگان از یقین — از نام شان اشفع لنا و اشفع لنا یا مصطفٰے
آمد سلیم بر درت دریوزہ خواہان چون گدا — یعطی لنا من وصلک ای مالک ملک بقا

غزل جامی علیہ الرحمۃ

بیمن فروختند لالہ عذار را — خوش کن بہ نگاہی دلِ غمدیدہ ما را
این قالبِ فرسودہ کہ از کوی تو دور است — انقلب علی بابک لیلا و نہارا
آزردہ مبادا کہ شود این تنِ نازک — از بہرِ خدا چست مکن بند قبا را
من چون گذرم از سرِ کوی تو کہ آنجا — یارای گذشتن نبود بادِ صبا را
خوش آنکہ زنی مست سوی من بخرامی — پنہان ز تو من بوسہ زنم آن کفِ پا را
گر نیست چو مجمر نفسم گرم عجب نیست — نہ جنبک قدا و قدسے فی قلبے نارا
جامی نکند خیرہ ہوس بزمِ تو لیکن — در حضرتِ سلطان کہ دہد بار گدا را

غزل نظامی علیہ الرحمۃ

شدم بر صورتی عاشق که بر همه سکند غوغا چه صورت صورت دلبر چه دلبر دلبر زیبا
اگر رویش نمی بینم دو چشمم چشمه گردد چه چشمه چشمه لولو چه لولو لولوی لالا
اگر در باغ بخرامد دو صد غلغل برانگیزد چه غلغل غلغل بلبل چه بلبل بلبل شیدا
خیالی را که میدارم غمم را همدمی باشد چه همدم همدم محرم چه محرم محرم دلها
نگار من بصد خوبی دو زلفش نکهتی دارد چه نکهت نکهت عنبر چه عنبر عنبر سارا
مرا از بهر جانانی نظامی شربتی باید چه شربت شربت قابل چه قابل قابل جانا

غزل سعدی علیه الرحمة

تا جدا گشته ز ما صنما نکبت العین فی هواک دما
آن مکن کز غم تو کشته شوم لیس فی القلب ینفع الندما
گر تو لیلی بحسن در عربی انا مجنون فی الهوا عجبا
اجلم گر بدست تو باشد قد رضینا بما جری القلما
آنچه کردی باز نیک و زبد خالق الخلق بیننا حکما
خوش بگفتی تو این غزل سعدی بارک الله ایها العلما

غزل حافظ علیه الرحمة

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را دردا که راز پنهان خواهد شد آشکارا
ده روز مهر گردون افسانه است و افسون نیکی بجای یاران فرصت شمار یارا
کشتی نشستگانیم ای باد شرطه برخیز باشد که باز بینیم دیدار آشنارا
در حلقه گل و مل خوش خواند دوش بلبل هات الصبوح هبوا یا ایها السکارا
ای صاحب کرامت شکرانهٔ سلامت روزی تفقدی کن درویش بینوا را
آسایش دوگیتی تفسیر این دو حرف است با دوستان مروت با دشمنان مدارا
در کوی نیکنامی ما را گذر ندادند گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

آینه سکندر جام جم است بنگر / تا بر تو عرضه دارد احوال ملک دارا
سرکش مشو که چون شمع از غیرتت بسوزد / دلبر که در کف او موم است سنگ خارا
گر مطرب حریفان این پارسی بخواند / در رقص حالت آرد پیران پارسا را
آن تلخوش که صوفی ام الخبائثش خواند / اشهی لنا و احلی من قبلة العذارا
هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی / کین کیمیای هستی قارون کند گدا را
خوبان پارسی گو بخشندگان عمر اند / ساقی بده بشارت پیران پارسا را
حافظ بخود نپوشید این خرقهٔ می آلود / ای شیخ پاکدامن معذور دار ما را

غزل مولانا جامی رح

احن شوقا الی دیار لقیت فیها جمال سلمی / که میرساند ازان نواحی نوید وصلت بجانب ما
بوادی غم سنم فتاده زمام فکرت بدست داده / نه بخت یاور نه عقل رهبر نه تن توانا نه دل شکیبا
زهی جمالت تو قبلهٔ جان فان سجدنا الیک نسجد / حریم کویت کعبهٔ دل وان سعینا الیک نسعی
نیاز گفتی که ای کجائی چه بود دعا در این جدائی / مرضت شوقا و مت هجرا فکیف نشکوا الیک شکوی
ز سر عشقت که بود ساکن ما هم ارباب شوق لیکن / ز بی زبانی ز غم نهانی چنانکه دانی شده آشکارا
بر آستانت کمینه جامی مجال بودن ندیده زان رو / بکنج فرقت نشسته محزون بگوی محنت گزیده ما را

غزل صائب

گر نبودی در سر بسم الله تاج فرق عنوانها / نگشتی تا قیامت نو خط شیرازه دیوانها
سر شوریده آورده ام از وادی مجنون / تهی سازند از سنگ ملامت جیب دامانها
بفکر نیستی هرگز نمی افتند مغروران / اگرچه صورت مقراض لا دارد گریبانها
نمیدانی ز استغنا بزیر پا نمی بینی / که آخر میشود خار سر دیوار مژگانها
گلستان سخن را تازه رو دار و لب خشکم / که جز من میرساند در سفال خشک ریحانها
حیات جاودان خواهی بصحرای قناعت رو / که دارد ناز بهر موری ز ران وادی سلیمانها
چنان از فکر صائب تنگ افتادست در عالم / که مرغان این سخن دارند با هم در گلستانها

جنونی کو که از قید خرد بیرون کشم پا را / کشم زنجیر پای خویشتن دامان صحرا را
به بزم می پرستان محتسب خوش عزتی دارد / که چون آید بمجلس شیشه خالی میکند جا را
اگر شهرت طلب داری اسیر دام عزلت شو / که در پرواز دارد گوشه گیری نام عنقا را
شکست از هر در و دیوار می بارد دگر گردون / برنگ چهرهٔ ما ریخت رنگ خانهٔ ما را
به بزم می پرستان سرکشی بر طاق نه زاهد / که میریزد ستان بی محابا خون مینا را
ندارد ره بگردون روح تا باشد نفس در تن / رهائی نیست در پرواز مرغ رشته بر پا را
غنی روز سیاه پیر کنعان را تماشا کن / که روشن کرد نور دیده اش چشم زلیخا را

غزل امید

نصیحت به نسازد درد ما زخم جدائی را / نباشد در شکست شیشه دستی مومیائی را
بخاک و خون نشاندی همچو گل ما را درین گلشن / شعار خویش کردی تا چو شبنم بیوفائی را
حیات خویش را چون شمع صرف دیگران کردم / کسی چون من ندارد یاد رسم آشنائی را
بهر صورت بروییت چهره همچون عکس میگردد / بلی ناکس نمیداند طریق آشنائی را
امید از دست مردم چارهٔ دل برنمی آید / ز مرهم به نمی سازد کسی داغ جدائی را

غزل قدسی

برای سوختن یک شعله کافی نیست داغم را / همه آتش خانه باید تا کند روشن چراغم را
نیم سرگشتهٔ شوق چراغ آرزوی گل / چه از بلبل هم پروانه می جوئی سراغم را
ز چشمم جید جوشد خون دل چون باده ساقی / بدر غم دیدهٔ پرخون بیا پر کن ایاغم را
پریشان شد دماغم ای نسیم صبحدم برخیز / ز بوی سنبل زلفش معطر کن دماغم را
دلم را طاقت محرومی غم کی بود قدسی / فراق صحبت پروانه می سوزد چراغم را

غزل اشرف

برے فروزان دگر در بزم جانان شمع را / آتش حسرت مزن [illegible]

چون نسیمی آید از کوی تو دل از جا برود	یاد میبارد دلی خاطر پریشان شمع را
داغ دل را اصل تربت مرهم کافور نیست	به شود در صبحدم زخم نمایان شمع را
عشق او در سینهٔ پرشور میگیرد قرار	در نمک باشد مکان قیمت چراغان شمع را
نالهٔ دل میفزاید گریه کردن بیشتر	آری اشرف آب می آرد بافغان شمع را

غزل حافظ

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را	بخال هندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بده ساقی می باقی که در جنت نخواهی یافت	کنار آب رکناباد و گلگشت مصلا را
فغان کین لولیان شوخ شیرین کار شهر آشوب	چنان بردند صبر از دل که ترکان خوان یغما را
ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی است	باب و رنگ و خال و خط چه حاجت روی زیبا را
من از آن حسن روزافزون که یوسف داشت دانستم	که عشق از پردهٔ عصمت برون آرد زلیخا را
حدیث از مطرب و می گو و راز دهر کمتر جو	که کس نگشود و نگشاید بحکمت این معما را
نصیحت گوش کن جانا که از جان دوستتر دارند	جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی	جواب تلخ میزیبد لب لعل شکرخا را
غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ	که بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

غزل

بیجا بانه در آ اندر کاشانهٔ ما	که کسی نیست بجز درد تو در خانهٔ ما
فتنه انگیز مشو کاکل مشکین مگشای	تاب زنجیر ندارد دل دیوانهٔ ما
مهربانی ز خیال مه رویت آموز	که بیاید ز در گوشهٔ ویرانهٔ ما
آگه از درد دلان باش برحمی بنمود	جان ما سوخت ز بیرحمی جانانهٔ ما
گر بیاید بسر تربت ویرانهٔ من	بنهد از خون جگر پر شده پیمانهٔ ما

غزل حافظ

لطف باشد گر نمائی تا کہ اہاروت را ۔ تا بکام دل ببیند دیدہ ہاروت را
ہمچو ہاروتیم دائم در بلائے عشق تو ۔ کاشکی ہرگز ندیدی دیدہ ہاروت را
کی شدی ہاروت در چاہ زنخدانت اسیر ۔ تا نہ گفتی شمہ از حسن او ہاروت را
بوی گل بر خاک گوئی در چمن ہاروت بود ۔ بلبلان مستند گویا دیدہ ہاروت را
میکشم جور و جفاہایت ز ہجران ای صنم ۔ روی بنما تا ببیند حافظ ہاروت را

غزل جامی علیہ الرحمتہ

روحی فداک اے صنمی اے لطیف لقب ۔ آشوب ترک و شور عجم فتنہ عرب
کس نیست در جہان کہ ز حسنت عجب نماند ۔ ای در کمال حسن عجب تر ز ہر عجب
ہر کس نیافت جرعہ از جام وصل تو ۔ زین بزم گاہ تشنہ جگر رفت خشک لب
تا زلف تو شب است و رخت آفتاب حسن ۔ واللیل والضحی است بر آتو روز و شب
کامی ز لب بہ بخش کہ عشاق خستہ را ۔ صد خار خار در جگر افتاد زان طلب
رفتن بسر طریق ادب نیست در رہت ۔ ما عاشقیم و مست و نیاید ز ما ادب
دل باد منزلے غم و سر خاک مقدمت ۔ کین موجب شرف بود آن مایہ طرب
مطلوب جامے از طلبم گفتہ کہ چیست ۔ مطلوب او ہمین کہ دہد جان درین طلب

غزل حافظ

تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب ۔ کہ آمد ناگہان دلدارم امشب
چو دیدم روئی خوبش سجدہ کردم ۔ بحمد اللہ نکو کردارم امشب
نہال عیش از وصلش بر آورد ۔ ز بخت خویش برخوردارم امشب
بران عزمم اگر خود میبرد سر ۔ کہ سرپوش از طبق بردارم امشب
کشد نقش انا الحق بر زمین خون ۔ چو منصور ار کشی بر دارم امشب
براتے لیلۃ القدرسے بدستم ۔ رسید از طالع بیدارم امشب

تو صاحب نعمتی من مستحقم — زکوة حسن ده حق دارم امشب
همی ترسم که حافظ محو گردد — ازین شوری که در سر دارم امشب

غزل هلالی

سوختم تا بهم ز شمشیر حبیب — هرچه آید بر سر من یا نصیب
ایکه گوئی چون شد حال تو چیست — من نمیهم حال ما باشد غریب
تا رقیبی هست ما اینست قدر — نیستم پیش تو مقدار رقیب
زار می نالد هلالی جنت — همچنان که فرقت گل عندلیب

غزل علی حزین

عاشق مهجور وصل دلستان بیند بخواب — دیدهٔ محتاج گنج شایگان بیند بخواب
بعد از هم چشم آن سرو روان بیند بخواب — دیدهٔ عاشق مگر بخت جوان بیند بخواب
دل کجا و جرعهٔ نازک نهالان از کجا — مرغ بی بال و پر من آشیان بیند بخواب
دولت بیدار در دیده بهم خاک آستان — گر جبینم سجدهٔ آن آستان بیند بخواب
مگر هر کس در حقیقت نقش حال زندگیست — هرچه کس بیند به بیداری همان بیند بخواب
صبح محشر سرگران برخیزد از خاک لحد — گر شبی زاهد خرابات مغان بیند بخواب
وصل از رفته را دیگر کجا یابی حزین — در خزان بلبل بهار بی خزان بیند بخواب

غزل غنی

هر رگ گل رشته باشد بپای عندلیب — دام دیگر نیست حاجت از برای عندلیب
هست بر شاخ گل عشرت سرای عندلیب — بر زمین کی میرسد در باغ پای عندلیب
تا دمید از گلشن رو بتو بادی در چمن — هست هر گل آتشی در زیر پای عندلیب
از عروسان چمن مشتاق دیدار تو اند — هست در گلزار رویت گل بجای عندلیب
نیست غافل در زمین پاک عشق — خنده های گل رسید از گریهای عندلیب

غزل [illegible]

پہ دہد ساقی پیالہ گاہ راس و گاہ چپ — از شراب دیرسالہ گاہ راس و گاہ چپ
شیخ ناصح میکند از بادہ اما چہ سود — میکند ساقی حوالہ گاہ راس و گاہ چپ
پیش او گر لاف خوبی گل زند باد افگند — از خجالت این رسالہ گاہ راس و گاہ چپ
پاکبازان راست چپ استادہ اند عشق تو — رونمای ہمچو لالہ گاہ راس و گاہ چپ
پر تو حسن تو ما را مزرع امید ہست — لیک ہجرت ہمچو ژالہ گاہ راس و گاہ چپ
پیر و برنا سر بسر دیدہ عاشق شد بجان — صف زدہ گرد رخت چو ہالہ گاہ راس و گاہ چپ
پارسائی تا کسے محمود را سے چون دہد — ساقی مشکین کلالہ گاہ راس و گاہ چپ

غزل صائب

درون گنبد گردون فتنہ بار مخسپ — بزیر سایہ گل موسم بہار مخسپ
صفای چہرہ شبنم گل سحر خیز است — برکید گر نکشا چشم اعتبار مخسپ
زچشم دام بہ ذوق شکار خوابی رفت — اگر تو یافتہ لذت شکار مخسپ
بآیین امید کہ سررشتہ بدست افتد — شو چو سوزن اگر بیکار مخسپ
زحرف تلخ دریجا زبان خویش نگر — سحر اگاہ بہ عہد ور دہان مار مخسپ
جواب این غزل مولویست الصائب — از عمر یکشبہ گم گیر و زندہ دار مخسپ

غزل بہلول

الف اندر غم عشق تو قد لام شدہ است — ب بر و بی تو کہ روزم زغمت شام شدہ است
ت ترا دیدم و از ہر دو جہان بگذشتم — ث ثنا خوان تو گر خاص و گر عام شدہ است
ج در جملہ جہان کردہ جمال تو ظہور — ح جنبش جملہ جہان از تو الہام شدہ است
ح بحال من دل سوختہ انداز نظر — خ خیالم بوصالت طمع خام شدہ است
د دل ور دولت غم را کہ دوا لیش بنود — ذ ذوق ذقنت لذت ہر کام شدہ است
ر ربودہ است دلم صبر و قرار و ہوشم — ز زلف تو دلم بستہ اندام شدہ است

س سعادت بود آمدم که نهم پای تو سر — ش شرابم ز غم ساقی انجام شده است
ص صبرم بدهی تا بغنمت صبر کنم — ض ضائع نه کنی چون کرمت عام شده است
ط طلبگار وصال تو دلِ من همه وقت — ظ ظهور تو بهر ذرهٔ اعلام شده است
ع عقل دو جهان در صفتت حیران است — غ غمخوارے واز غم دلم ابرام شده است
ف فراق است که جز وصل تو درمانش نیست — ق قبله رخ تو کعبهٔ اسلام شده است
ک کفر است همه قهر جلالیت از و است — ل لبیک ابد جانب اسلام شده است
م ملک همه عالم ز ملک تا ملکوت — پیش نهان نکمل حبیکے گام شده است
ن نهایت بنه و حسن جهان گیر ترا — ماه و خورشید ز حسن تو برین بام شده است
و واویل کنان خلق جهان در عرصات — ه همه هیبت حیران که چه الهام شده است
لام الف وار به بهلول به پیچیده است عشق — ی یکی بین و یکی دان چو الف لام شده است

غزل شمس الدین

دلم کز بادهٔ جبار شد مست — تنم از صحبت دلدار شد مست
نه من تنها درین میخانه مستم — ازین می همچو من بسیار شد مست
بمیخانه گذر کردم چو دیدم — خطیب و قاضی و خمار شد مست
ازین مے جرعهٔ پاکان چشیدند — جنید و شبلی و عطار شد مست
تو با حسن و جمال خویش مستے — علی با تیغ ذو الفقار شد مست
گلستانِ ارم را سیر کردم — چو دیدم سر بسر گلزار شد مست
ازین می جرعهٔ دادند به منصور — انا الحق میزد و بر دار شد مست

بروح پاک شمس الدین تبریز
که ملا بر سرِ بازار شد مست

غزل جامی رح

باز هوای چمنم آرزوست	جلوهٔ سرو سمنم آرزوست
نکهت گل را چکنم ای نسیم	بوی ازان پیرهنم آرزوست
از دو روبذان تو اے نازنین	همچو عقیق یمنم آرزوست
گرچه بهندم دل و جانم بسوخت	جنت کابل وطنم آرزوست
شیشه بدست شب ماهتاب	در بغلم گلبدنم آرزوست
توبه ز مے کردم و آمد بهار	ساقیا توبه شکنم آرزوست
باز نگر جامے ازان لب سخن	کین سخن زان دهنم آرزوست

غزل خاقانی

رخ تو رونق قمر شکست	لب تو قیمت شکر شکست
من ز اول شکسته پا بودم	عشقت اندر مرا بسر بشکست
ترک چشمت مرا به نیزه بزد	نوک آن نیزه در جگر بشکست
بر در دل رسید و حلقه بزد	پاسبان خفته بود در بشکست
غزلے این نوشت خاقانی	قلم اینجا رسید و سر بشکست

غزل سعدی علیه الرحمة

ای که میگوئی بجو با آن آشنائی مشکل است	آشنائی میتوان کردن جدائی مشکل است
پیش بیدردان گریبان پاره کردن مشکلست	دل که شد بیچاره اورا چاره کردن مشکلست
زندگانی در جهان بی یار کردن مشکلست	راز دل با هر کسی اظهار کردن مشکلست
دل کر رنجیده از کسے خورسند کردن مشکلست	شیشهٔ بشکسته را پیوند کردن مشکلست
سعدیا سهل است با هر کس گرفتن دوستی	لیک چون پیوند کردی بازگشتن مشکلست
کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست	هر رگ من تار گشته حاجت زنار نیست
از سر بالین من برخیز ای نادان طبیب	دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

شاد باش ایدل که فردا بر سر بازار عشق — وعدهٔ قتل ست گرچه وعدهٔ دیدار نیست

ما غریبانرا تماشای چمن درکار نیست — داغهای سینه ما کمتر از گلزار نیست

ناخدای کشتی ما گر نباشد گو مباش — ناخدا داریم ما را ناخدا در کار نیست

خلق میگوید که خسرو بت پرستی میکند — آری آری میکنم با خلق و عالم کار نیست

غزل سعدی رح

خوش بدیدم صوفیان را صحبت خمار مست — عاشقان با صدق مانده وعدهٔ دیدار مست

مست عاشق مست معشوق هم باندر راز خود — پیر مست و میر مست و شیخ در اسرار مست

محتسب را مست دیدم درمیان میکده — صحن مست و خلق مست و جملگی بازار مست

هر کرا در باغ دیدم مست بود و بیخبر — زاغ مست و بلبل مست و غنچه و گلزار مست

بادشاهان مال مست و ما غریبان حال مست — خوبرویان ناز مست و طرهٔ طرار مست

یار من مست آمد و خون از لبهامی چکید — زلف مست و خال مست و عاشقان دیدار مست

ساقیا باقی نمانده از شراب عشق فصل — سال مست و ماه مست و روز و شب هموار مست

غزل نعمت خان عالی

آن بیوفا که آمد و یکدم نشست و رفت — پرسید دل کجاست بگفتم شکست از

تا چشم او فتاد بمن کرد رو بغیر — گویا غزال بود که فی الحال جست و رفت

هر نفس حیات موجهٔ دریای نیستی است — نقش وجود خویش برین آب بست و

همیان پر فلوس درین عهد بے ثبات — مانند ماهی ایست که آمد بدست و رفت

خونش حلال شد عوض بادهٔ حرام — یعنی که محتسب خم مے راشکست

شوخ چنانکه یاد توام در دلم نشاند — از خاطرم خیال که چون برق جست

دل بستگی حلقهٔ زنجیر زندگی — عالی خوش آن کسیکه ازین قید جست

غزل واله

دوست را گر دل ز سنگ د وست ما دانیم دوست   ور برنگ شیشه نازک دوست ما دانیم دوست

نیست ناصح عاشقان را از جفای دوست باک   اسد اسد این چه گفت و گوست ما دانیم دوست

خون ما را گر بہ تیغ ناز ریزد هر نفس   اختیار ما بدست اوست ما دانیم دوست

منصب ما عاشقان بنود بجز پروانگی   شمع سان گر دوست آتش روست ما دانیم دوست

زاهدان را اگر عشاق را گویند بد   ده چه غم از گفته بدگوست ما دانیم دوست

غزل بیدل

باز سر گرمی نظاره لبابان شده است   شعلهٔ آتش دیدار گل افشان شده است

زین چراغی که طرب جوشی انجم دارد   آفتاب دگر از آب نمایان شده است

صلح کل نذر حریفان که درین عشرت گاه   آتش و آب بهم دست و گریبان شده است

آب را این کیفیت رعنائی نیست   مگر از سیر توفیض قدم جان شده است

بیدل آن شعله کز و بزم چراغان گرم است   یک حقیقت بهزار آئینه تابان شده است

غزل حافظ

ساقیا آمدن عید مبارک بادت   وان مواعید که کردی نرود از یادت

در شگفتم که درین مدت ایام فراق   برگرفتی ز حریفان دل و دین میدادت

برسان بندگی دختر رز گو بدر آی   که دم همت ما کرد ز بند آزادت

شکر ایزد که ازین باد خزان رخنه نیافت   بوستان سمن و سرو گل و شمشادت

شادی مجلسیان در قدم مقدم تست   جای غم باد هر آن دل که نخواهد شادت

چشم بد دور کزین تفرقه خوش باز آورد   طالع نامور و دولت مادر زادت

حافظ از دست مده صحبت آن کشتی نوح   ورنه طوفان حوادث ببرد بنیادت

غزل حافظ

درد ما را نیست درمان الغیاث   هجر ما را نیست پایان الغیاث

درین دو دل بروند قصد جان کشند	الغیاث از جور خوبان الغیاث
در بهای بوسهٔ جانی طلب	میکنند این دلستانان الغیاث
داد مسکینان بده ای روز وصل	از شب یلدای هجران الغیاث
خون ما خوردند این کافردلان	ای مسلمانان چه درمان الغیاث
هر زمانم درد دیگر میرسد	زین حریفان بر دل و جان الغیاث
همچو حافظ روز و شب بیخویشتن	گفته ام سوزان و گریان الغیاث

غزل محمود

ثابت نشد بوعدهٔ خود یار الغیاث	زین گشت رنج جان و دلم زار الغیاث
ثور است و شیر جان من و محنت فراق	با شیر و گاو در شده پیکار الغیاث
ثالث میان ما و تو پیدا شده رقیب	این از کجا رسید دگر بار الغیاث
ثمن مئی مغانه دهیم نقد جان اگر	مردم بدور چشم تو بیمار الغیاث
ثالث پیاله ساقی اگر بخشدم تمام	گردم ز بار درد سبکسار الغیاث
ثوب از تن ایاز چو بگرفت کام دل	محمود شد بغصه گرفتار الغیاث

حافظ

سرد زفرق همه دلبران ستانی تاج	چراکه بر سر خوبان عالمی چون تاج
دو چشم مست تو برهم زده خطا و ختن	بچین زلف تو ماچین و هند داده خراج
بیاض روی تو روشن چو عارض خورشید	سواد زلف تو تاریک تر ز ظلمت داج
لب تو خضر و دهان تو آب حیوانست	قد تو سرو و میان تو موی گردن عاج
ازین مرض بحقیقت کجا شفا یابم	که از تو درد دل من نمی رسد بعلاج
دهان تنگ تو داده بآب خضر بقا	لب چو قند تو برد از نبات مصر رواج
چرا همی شکنی جان من بسنگ دلی	دلی ضعیف که آید بنازکی چو زجاج

فتاده در سر حافظ هوای چون تو شهی ‎ کمینه بندهٔ خاک در تو بودی کاج

غزل محمود

جمالت را هزاران صاحب تاج ‎ بیک دیدن بجان هستند محتاج
چنان هجر تو مارا ساخت عاجز ‎ که در ماند بچنگ باز دراج
چو جا بر بام وصلت یافت عاشق ‎ شد او را گوئیا بر چرخ معراج
جهان شد تیره بر من چون شفقی ‎ زمن آن ساعد صافی تر از عاج
جگر خون کرد زلفت مشک چین را ‎ گرفت از قند مصری شکرت باج
جدا از آفتاب عارض تو ‎ سیه شد روز بر من چون شب داج
جمال خود ایاز از وی نهان داشت ‎ بماهی بیندش محمود ای کاج

غزل محمود

چو می بینم ترا ای مه دهان هیچ ‎ ز وصفت می نیارم بر زبان هیچ
چه گویم وصف آن موی میان را ‎ که عقل آگه نه گشته زان میان هیچ
چرا یارب ندارد مهربانی ‎ بعاشق آن مه نامهربان هیچ
چگونه گل بود چون روی آن ماه ‎ که نبود گل چو او در بوستان هیچ
چنان مائل شدم بر حسن جانان ‎ که جز ذکرش ندارم بر زبان هیچ
چه دانستی از ان دلبر تو چندان ‎ نشان شوخی دیگر از ان هیچ
چمن گل گل شده محمود اما ‎ دلم نشگفته بی روی شان ای هیچ

غزل آصفی

بگذران غم که همیشه خاطر هیچ ‎ سالها منظر و جا ساخته در خاطر هیچ
آنکه مهمان می هست شدی همچو شراب ‎ خاطری میطلبی نیست مرا خاطر هیچ
گفتگوئی در میخانه لبی هست و لیکی ‎ مصلحتهاست درین باب بجز خاطر هیچ

پیش من از همه حرفی سخن جام به است	سحر بردوخته باشد سخن ساحر هیچ
می خور امروز بفردا غم فردا بگذار	غم فردای قیامت نخورد کافر هیچ

غزل نظیری

ای کعبه که گردت ننشستند بجا هیچ	جائیکه عطای تو بود کفر خطا هیچ
با مهر تو علت نشود با قصد بهانه	آن را که مراد تو بلا خواست دعا هیچ
کونین چه کار آیدم ار با تو نباشم	بی دولت وصل تو نعیم دو سرا هیچ
کم حوصلگی از طرف ماست وگرنه	از مهر تو علت نشود کم بعطا هیچ
زشت است که این زمزمه با طبع نظیری است	با نی که نباشد نکند کوه صدا هیچ

غزل حافظ

ردیف ح

اگر به مذهب تو خون عاشق است مباح	صلاح ما همه آنست کان تراست صلاح
سواد زلف تو تفسیر جاعل الظلمات	بیاض روی تو تبیان فالق الاصباح
ز دیده ام شده یک چشمه در کنار روان	که آشنا نکند در میان آن ملاح
لب چو آب حیات تو هست قوت روح	وجود خاکی ما را ازوست قوت رواح
ز چنگ زلف کمندت کسی نیافت خلاص	نه از کمانچهٔ ابرو و تیر غمزه نجاح
بیا که خون دل خویشتن بحل کردم	اگر به مذهب تو خون عاشق است مباح
بداد لعل لبش بوسهٔ بصد تلبیس	نیافت کام دل من ازو بصد الحاح
صلاح و توبه و تقوی ز ما مجو واعظ	ز رند و عاشق و مجنون کسی نیافت صلاح
پیاله چیست که باید بتو کشیم مدام	و نحن نشرب شربا کذلک الاقداح
دعای جان تو ورد زبان حافظ باد	مدام تا که بود گردش مسا و صباح

غزل محمود

حرام باد بجز یار گلعذار قدح	فدای بادهٔ لعلش کنم هزار قدح

حبیب من چو شود ساقی و قدح گیرد	روان بچرخ درآید هزار بار قدح
حسود از حسد خون دل بجوشش آید	چو پُر ز باده بدستم دهد نگار قدح
حلال نیست مئی لعل بی لب ساقی	بود حرام چو نوشند خوشگوار قدح
حکایت از خم و جام گذشته دارد یاد	میان خلق ازان دارد اعتبار قدح
حریف باده کشانست آنکه از ره شوق	بنقد جان بستاند ز دست یار قدح
حدیث توبه و تقوی مپرس از محمود	دهد ایاز چو او را دم دو چار قدح

غزل حافظ

ردیف خ

دل من در هوای روی فرخ	شده آشفته همچو روی فرخ
بجز هندوی زلفش هیچ کس نیست	که برخوردار شد از موی فرخ
همانا نیکبخت است آنکه دائم	بود همراز و همزانوی فرخ
شود چون بید لرزان سرو آزاد	اگر بیند قد دلجوی فرخ
بده ساقی شراب ارغوانی	بیاد نرگس جادوی فرخ
دوتا شد قامتم همچو کمانی	ز غم پیوسته چون ابروی فرخ
نسیم مشک تاتاری خجل کرد	شمیم زلف عنبربوی فرخ
اگر میل دل هر کس بجائیست	بود میل دل من سوی فرخ
غلام خاطر آنم که باشد	چو حافظ چاکر هندوی فرخ

غزل محمود

خبر از حال ما نگرفت آن شوخ	چو او دیگر ندیدم دلستان شوخ
خروشش از دست او دارند پیران	کسی کم دید مثل آن جوان شوخ
خرابی کرد در هر گوشه چشمش	نباشد کس سیه دل تر ازان شوخ
خدا پاینده دارد خوبی او	اگرچه نیست چون او در جهان شوخ

خدارا خندہ خواہے کرد شوخے	نہ باید بود زینان جاودان شوخ
خرد حیران کان شوخ است آمد	لعاشق آشکارا و نهان شوخ
خراب عشق او محمود شد زانکہ	ایاز او ست لیس نامهربان شوخ

غزل ولی

ردیف د

سر سلسلۂ اہل جنون موی محمدؐ	محراب عبادت خم ابروے محمدؐ
خورشید سپہر احدی روے محمدؐ	سر چشمۂ صفائی صباحی روی محمدؐ
خورشید بزیر زمین از شرم رود زود	چون جلوہ دہد روشنی روسے محمدؐ
ہرگز نہ ہراسیم زخورشید قیامت	چون سایۂ داریم زگیسوسے محمدؐ
والشمس کنایہ بود از روی محمدؐ	واللیل اشارت کند از موسے محمدؐ
برباد دہد خرمن صد طبلۂ عنبر	یک نفخہ رسد گر ز دو گیسوسے محمدؐ
تا گل بچکد از عرق روسے محمدؐ	شد بلبل جان شیفتۂ روی محمدؐ
صد شوکت جمشید سلیمانی و داؤد	آن کس کہ بجان گشتہ سگ کوی محمدؐ
در عالم لاہوت تماشائی جمالش	در کشور ناسوت ہمیا ہوسے محمدؐ

بیچارہ ولی کیست کہ مدح تو بگوید
چون ہست خدا مدح و ثناگوسے محمدؐ

غزل حسن

ای طالب فردوس برو سوی محمدؐ	چون خلد برین آمدہ در کوی محمدؐ
ای کعبہ طلب چند سکنی قطع بیابان	چون کعبۂ عشاق بود روسے محمدؐ
والشمس چہ باشد صفت وجہ شریفش	واللیل چہ باشد صفت موی محمدؐ
طہٰ ز صفتش آمدہ از حضرت بارے	یس بخدا گشتہ کنہ سوی محمدؐ
نون والقلم از فضل خداوند تعالیٰ	معلوم شودہ بہ ہمہ خوسے محمدؐ

طس و حم معماے قرآنی	رمزیست عیان بر دل حق جوی محمد
ای کعبۂ عشاق خداوند تعالی	می باش بهر حال ثناگوی محمد
شنید حسن اینست اگر گوش بداری	ای طالب فردوس برو سوی محمد

غزل حافظ

غلام نرگس مست تو تاجدارانند	خراب بادهٔ لعل تو هوشیارانند
ترا صبا و مرا آب دیده شد غماز	وگرنه عاشق و معشوق رازدارانند
بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر	که از یمین و یسارت چه بیقرارانند
گذار کن چو صبا بر بنفشه زار و ببین	که از تطاول زلفت چه سوگوارانند
رقیب درگذر و بیش ازین مکن نخوت	که ساکنان در دوست خاکسارانند
نصیب ماست بهشت ای خداشناس برو	که مستحق کرامت گناهکارانند
نه من بران گل عارض غزل سرایم و بس	که عندلیب تو از هر طرف هزارانند
تو دستگیر شو ای خضر پی خجسته که من	پیاده میروم و همرهان سوارانند
برو بمیکده و چهره ارغوانی کن	مرو بصومعه کانجا سیاه کارانند
خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد	که بستگان کمند تو رستگارانند

غزل عشرتی

از پنجۂ من چاک گریبان گله دارد	وز گریه من گوشهٔ دامان گله دارد
گه بت شکنم گاه بمسجد زنم آتش	از مذهب من گبر و مسلمان گله دارد
از بسکه بزندان غمت دیر بماندم	زنجیر به تنگ آمد و زندان گله دارد
دامان نگه تنگ و گل حسن تو بسیار	گلچین بهار تو ز دامان گله دارد
در بزم وصال تو بهنگام تماشا	نظاره ز جنبیدن مژگان گله دارد
گه گریه و گه خنده و گاه آه جگرسوز	ای عشرتی از وضع تو جانان گله دارد

غزل حافظ

حسب حالی نہ نوشتی شد ایامے چند
محرمے کو کہ فرستم بتو پیغامے چند

ما بدان مقصد عالے نتوانیم رسید
ہان مگر لطف شما نیز نہد گامے چند

چون مے از خم بسبو رفت و گل افگند نقاب
فرصت عیش نگہدار و بزن گامے چند

قند آمیختہ با گل نہ علاج دل ماست
بوسۂ چند بہ آمیز بدشنامے چند

ای گدایان خرابات خدا یار شماست
چشم انعام مدارید ز انعامے چند

زاہد از کوچۂ رندان بسلامت بگذر
تا خرابت نکند صحبت بدنامے چند

عیب مے جملہ بگفتے ہنرش نیز بگو
نفیٔ حکمت مکن از بہر دل عامے چند

پیر میخانہ چہ خوش گفت بہ دردی کش خویش
کہ مگو حال دل سوختہ با خامے چند

حافظ از تاب رخ مہر فروغ تو بسوخت
کامگارا نظرے کن سوی ناکامی چند

غزل محمود

امروز بگیرم لفراق تو شام شد
در آرزوی وصل تو عمری تمام شد

آمد نماز شام و نیامد نگار من
ای دیدہ پاس دار کہ خوابم حرام شد

بستم بہ بے خیال کہ بینیم جمال دوست
آنہم نشد میسر سودای خام شد

خال تو دانہ دانہ و زلف تو دام دام
مرغی کہ دانہ دید گرفتار دام شد

محمود غزنوی کہ ہزاران غلام داشت
عشقش چنان گرفت غلامان غلام شد

غزل حافظ

دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند
گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

ساکنان حرم ستر عفاف ملکوت
با من راہ نشین بادۂ مستانہ زدند

شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد
حوریان رقص کنان ساغر شکرانہ زدند

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چون نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعهٔ فال بنام من دیوانه زدند

قصهٔ عشق دل گوشه نشینان خون کرد
همچو آن خال که بر عارض جانانه زدند

ما بدان خرمن پندار ز ره چون نرویم
چون ره آدم بیدار بیک دانه زدند

آتش آن نیست که بر شعلهٔ او خندد شمع
آتش آنست که در خرمن پروانه زدند

کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشه نقاب
تا سر زلف سخن را بقلم شانه زدند

غزل مغربی

ز دریا موج گوناگون بر آمد
ز بیچونی برنگ چون بر آمد

چو نیل از بهر قوم آب گردید
برای دیگران چون خون بر آمد

چو این دریای بیچون موج زن شد
حباب آسمان بیرون بر آمد

گهی در کسوت لیلی فرو شد
گهی از صورت مجنون بر آمد

چو باز آمد ز خلوتگاه بیرون
همان نقش درون بیرون بر آمد

ازین دریای بی امواج هر دم
هزاران گوهر مکنون بر آمد

اگر انسان نگردی آشکارا
کلام کنت کنزا چون بر آمد

چو شعر مغربی در هر لباسی
بغایت دلبر و موزون بر آمد

غزل حافظ

آنانکه خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود که گوشهٔ چشمی بما کنند

دردم نهفته به ز طبیبان مدعی
باشد که از خزانهٔ غیبم دوا کنند

معشوق چون نقاب ز رخ بر نمیکشد
هر کس حکایتی بتصور چرا کنند

چون حسن عاقبت نه برندی و زاهدیست
آن به که کار خود بعنایت رها کنند

حالی درون پرده بسی نکته میرود
تا آن زمان که پرده برافتد چها کنند

پنهان ز حاسدان بخورم مے که منعمان
خیر نهان ز بهر رضائی خدا کنند

همیرفت مباش که زمن مزید عشق — اهل نظر معامله با آشنا کنند
گرسنگ از حدیث بنالد عجب مدار — صاحب‌دلان حکایت دلخوش ادا کنند
پیراهنی که آید ازو بوی یوسفم — ترسم برادران غیورش قبا کنند
می خور که صد گناه ز اغیار در حجاب — بهتر ز طاعتی که بروی و ریا کنند
بگذر بکوی میکده تا زمرهٔ حضور — اوقات خود ز بهر تصرف دعا کنند
حافظ مدام وصل میسر نمی‌شود — شاهان کم التفات بحال گدا کنند

غزل عرفی

در چمن خوشان انجمنی ساخته اند — چشم بد دور بهشتی چمنی ساخته اند
نشنید دل این طایفه در قصر بهشت — که بمجموری دلها وطنی ساخته اند
تیر آن غمزه حلالست ولی جمعی را — که ولی جامه و از جا بدنی ساخته اند
لذت شعر تو عرفی بهمه عالم رفت — که ترا بلبل شیرین دهنی ساخته اند

غزل قاسم

این همه از عکس روی یار آن گلنار شد — بوستان شد باغ شد فردوس شد گ...
آن خط مشکین که آمد بر رخ آن آفتاب — فتنهٔ آشوب دل شد مکر شد عیار...
تا زلف عنبر بیزش بهر صید جان و دل — طوق شد زنجیر شد هم حلقه شد ز...
هر کسی در دور لعل میگونِ شیرین او — بیخبر شد پر نشئه شد مست شد سر...
شاد شو قاسم که آن سرکش صنم هر دم بتو — آشنا شد دوست شد محبوب شد...

غزل ناصر علی

شمع رخسار تو تا روشن در این کاشانه بود — چشم ما پروانه و مژگان پر پروانه...
امتیاز شهر و صحرا داشت از فیض جنون — ورنه مجنون را خرابی های دل ویرانه...
جوهر زاهد بیک پیمانهٔ می یافتم — دیدهٔ جوهرشناس ما همین پیمانه...

از نصیحتهاے ناصح بے خبر افتادہ ام — این حدیث بے اثر در گوش ما افسانہ بود
از سخن ہرگز علے ور مدح کس نہ گریختیم — اختیار ما بدست ہمت مردانہ بود

غزل سنا

در شب ہجر تو شرمندۂ احسانم کرد — دیدہ از بس گہر اشک چراغانم کرد
شمہ از گل روی تو بہ بلبل گفتم — آن تنک حوصلہ رسوائی گلستانم کرد
سرگذشت از شب ہجران تو گفتم با شمع — آنقدر سوخت کہ از گفتہ پشیمانم کرد
زلف او بود سخا حاصل سرمایۂ عمر — شانہ آخر ز کفم برد و پریشانم کرد

غزل مردانہ

مسند شوکت شاہانہ مبارک باشد — شادی حسن وزیرخانہ مبارک باشد
گل گلزار زری پوش طرب ساز ہمین — بسر انیکہ جانانہ مبارک باشد
شیشہ سبز چو خوش آویزہ گل ز آتشین — خوش نما ہمچو پریخانہ مبارک باشد
پاندان چو گہروار گجرہ و عطر گلاب — رونق بزم امیرانہ مبارک باشد
غزل طرفہ و تازہ بتلاش آوردے — طلب ہمت مردانہ مبارک باشد

غزل حافظ

ردیف دو

بنویس دلا بیار کاغذ — بفرست بآن نگار کاغذ
اے باد صبا ببر بآن شوخ — از عاشق دلفگار کاغذ
ہرگز نہ نویسد او جوابم — بنویسم اگر ہزار کاغذ
تا نام تو نقش شد بر او ماند — بر صفحۂ روزگار کاغذ
بنویس ز روے مہربانی — بر حافظ دلفگار کاغذ

غزل

حسن تو وا ردوار حیا التعویذ — عشق راہم بود وفا التعویذ

آفت حسن و عشق و چون هوس است	هر دو را باید از حیا تعویذ
دم عیسے بمن نمود مگر	زلف آموخت بر صبا تعویذ
خاکسارے پناه ماشده است	داده عشقت به باد پا تعویذ
بهر دل به ز داغ چیزے نیست	مکن از جان خود جدا تعویذ
چیز خواہے فسون یار بلاست	این بود این بلا زهر تعویذ
باد عا یار کن تصدق را	تا شود چهره با قضا تعویذ
بهتر از راستی پناہے نیست	این بود این بود خدا تعویذ

غزل عطائی

تتاب زلف آن خورشید رخسار	گرفتارم گرفتارم گرفتار
چو مجنون در طریق عشق لیلے	خبر دارم خبر دارم خبر دار
زلیخا وار بہر عشق یوسف	خریدارم خریدارم خریدار
لبش گوی که با ما در تبسم	پرستارم پرستارم پرستار
تمتع گویم از کویت نه گردید	وفادارم وفادارم وفادار
ز دوست دوست چون چشم عطائی	گهربارم گهربارم گهربار

غزل حضرت امیر خسرو رح

نگارا مرا ده بوقت سحر	شرابیکه باشم ازان بیخبر
تو خوش خفته بودی و من کرده ام	دعا و ثناها بوقت سحر
ترا میکنم هم زینت را کنم	چنان خدمت مادران را پسر
مراد تو هم گهر ان را بدع	کلاه و قبا و کمر بند زر
بسیان دوران تو خواهم نهاد	یکے اسپ تازے و دگر زین زر
چنان سینه ام تا بجلقت رسد	عدوے ترا تیر اندر جگر

چرا ای زبانی تو از هندگان	چنین شاعری خسروی راز در

غزل مسعود

دل خون نشدی چشم تو خنجر نشدی گر	ره گم نشدی زلف تو ابتر نشدی گر
پرکار قضا دائره بر مه نه کشیدی	خط بر رخت از مشک مدور نشدی گر
هندوی بچه ملک خراسان نه گرفتی	یاری ده وی غمزهٔ کافر نشدی گر
در جنت فردوس کسی پا ننهادی	کان چاه زنخدان تو کوثر نشدی گر
مسعود یک از باده چنان مست نگشتی	کان جام دلاویز تو ساغر نشدی گر

غزل

ردیف ز

ای برادر جهد کن تا تو نباشی بی نماز	روز و شب پرهیز کن از صحبت آن بی نماز
بی نمازان بت پرستان هر دو در دوزخ برند	در شریعت واجب آید کشتن آن بی نماز
زن مخواه از نسل بی نمازان پیر و برنا زن مده	تا نگردی دوزخی از شومی آن بی نماز
میشود لعنت شب و روز از خدا و از رسول	هم ملائک هم زمین هم آسمان بر بی نماز
بی نمازی خفته باشد تو مرو پرسش مکن	گر بمیرد بی نمازی تو مکن بر او نماز

غزل حافظ

روز عیش و طرب عید و صیام است امروز	کام دل حاصل و ایام بکام ست امروز
ای عروس فلکی رخ منما از مشرق	که مرا دیدن آن ماه تمام ست امروز
محتسب بیهده گوید مده رندان را	کان که با شاهدی او نیست کدام ست امروز
شیخ و واعظ که مرا منع ز زلفش کردند	دیدمش باز که چون مرغ بدام ست امروز
گر بگویند خلائق که کنون حافظ را	چشم بر روی نگار و لب جام ست امروز

غزل نجات

خط سبز رنگ برو لیش ندمیدست هنوز	دام نظاره ز سنبل نکشیدست هنوز

نشنیدست اذانی زبلال خط سبز — بانگ اسلام بگوش شمش نرسیدست هنوز
نام خضرش نشده گوش زد آبحیات — شکریش قصهٔ طوطے نشنیدست هنوز
روی دستی زخط سبز نخوردست لبش — پس دست زندامت نگزیدست هنوز
نشنیدست نواخانی بلبل زنجات — همچو گل رنگ زردیش نپریدست هنوز

غزل امیر خسرو رح

جان زتن بردی و در جا سنی هنوز — درد ها دادی و درما سنی هنوز
آشکارا سینه را بشگافتی — همچنان در سینه پنها سنی هنوز
ملک دل کردی خراب از تیغ ناز — کاندرین ویرانه سلطا سنی هنوز
باز گریه چون نمک بگداختیم — تو بخنده شکر افشا سنی هنوز
جور کردی سالها بر کافران — بهر رحمت با مسلما سنی هنوز
هر دو عالم قیمت خود گفتهٔ — نرخ بالا کن که ارزا سنی هنوز
پیر گشتی و شاهد پرستی هم خوش است — خسروا تا کے پریشا سنی هنوز

ردیف سین

نفس نفس مکن ای بوالهوس هوس بهوس — غزل سعید: مرد چو مرغ اسیر از قفس قفس بقفس
بغیر یاد خدا هر نفس که میگذرد — نه راحت است دران یکنفس نفس بنفس
گذشت فیس غزین و هنوز میگوید — حدیث او زربان جرس جرس بجرس
رموز بزم نشینان برش نگو وانند — کنند سخن بزبان مگس مگس بمگس
بهم لبنج سعیدا سخن که می نازند — تا زیبو دن گام فرس فرس بفرس

غزل ناصر علی

تا کجا رفتی که با من آه حسرت ماند و بس — هر نگه گردید هر آئینه چشم در نفس
حسرتم با قیمت از شوق گرفتاری بس — الغرض بر خویش بالیدم که خالی شد قفس
ره بپای رهنما رفتن محال آمد محال — قیضها دیدند مگر ایمان نفریاد جرس

ردیف ش

غزل حزین

آمد شبی بخوابم آن ماه پرنیان پوش — چون صبح پیرهن چاک چون شمع طره بردوش
از تاب باده چون گل شبنم فشان زعارض — وز لعل ساده چون مل سیلاب طاقت هوش
از تیر غمزه او بسمل جگر پر آزار — وز باده جلوه او بلبل چمن فراموش
گیسوی مشک فامش پیوند جان نازک — شمشاد خوش خرامش باشور حشر همدوش
طغرای خط سبزش کان مصحفی است ناطق — پیدا چو عکس طوطی ز آئینه بناگوش
از تاب جعد پر فن دام بت برهمن — خون وفا بگردن زنار زلف بردوش
پروای دل نداری خون شد ز بیقراری — دستی نمی گذاری بر شیشهای بیهوش
گفتا حزین نه ای آئین جان فشانی — در کوی بی نشانی بنشین و سر زه مخروش

غزل

ای دل مسکین من سخت چو سندان مباش — در پی دنیا مرو طالب خندان مباش
راه سلامت برو کوی ملامت مرو — کبر ز سر دور کن محرم رندان مباش
گرچه گنه کرده بهر خدا توبه کن — باز گناهی مکن دشمن ایمان مباش
انچه بود رزق تو بیش نه یابی نه کم — خاطر خود جمع دار هیچ پریشان مباش

غزل ناصر علی

خوشا رندی جدا گردیدن از خود دید ناموسش — دو عالم گر شود برهم نجنبد دست افسوسش
عرق شد پرتو حسنش خجالتها چه حسن است این — بهر محفل که باشد خوشه تاکست فانوسش
بدر داند دل از بیدردی این خلوت آرایان — من و دیری که خون شد از لب با نگ ناقوسش
مپرس از خوبی رعنا گلستانی که میدارم — خط نه بست بر رخسار خوبان پای طاوسش
نفس نذر وفا کردم غبار کوی او رفتم — علی قالب تهی کردم زلبس گردم زمین بوسش

غزل حافظ رح

ردیف ص

از رقیب دلم نه یافت خلاص — مثل القاص لا یحب القاص
محتسب خم شکست و بنده سرش — سن بالسن والجروح قصاص

همچو عیسی است جام مے کہ مدام	مردہ را زندہ میکند بہ خواص
مطرب و ماهی بنزد کہ بچہ رخ	مشتری همچو زہرہ شد رقاص
مطلب از عشق جوے نہ از عقل	تا کہ خالص شوی چو زر خلاص
گوهر از بحر کسے برون آرد	ترک سر تا نمیکند غواص
حافظا دل ز مصحف رخ دوست	خواند الحمد و سورۂ اخلاص

غزل حزین

ردیف ض

هجران رسید کی برد از روزگار فیض	شاخ بریدہ را ندہد از بہار فیض
مستان اگر برند ز ابر بہار فیض	ما میبریم از قطرۂ اشکبار فیض
بی زخم ناوکے چہ کشی صید عشق را	دل می برد ز غمزۂ عاشق شکار فیض
می پرورد نگاہ تو هر ذرہ را چو مهر	عالمست دور چشم تو در روزگار فیض
ورزم بہ تیرہ بختی خود عشق در نهان	تا بردہ ام ز ساقی مشکین عذار فیض
اقلیم بیخودے همہ فصل است خوش بہار	دیوانہ مے برد ز خزان و بہار فیض
بنود حزین ز بروزنہ صبح چشم ما	ایجاد میکند دل شب زندہ دار فیض

غزل والہ

هیچ دانی چہ ازین جلوہ گری بود غرض	خود نمائی بہ لباس بشری بود غرض
از خرام قد و رفتار بلا انگیزش	رشک سرو چمن و کبک دری بود غرض
ارچہ میکرد چنین تیغ ستم را عریان	گرنہ ابروے ترا فتنہ گری بود غرض
رفتہ ام تا ز درت در بدرم پندارے	رفتن از کوے توام در بدری بود غرض
از رہ آمدہ والہ چون نظر سوکرد	کز آوردن ما جلوہ گرے بود غرض

غزل حزین

ردیف ط

ای تاب سنبلت زدہ بر مشک ناب خط	حسنت کشید بر ورق آفتاب خط

چشمم آن عذار ساده نیارست زچشم دید — شاید برآورد گل رویش حجاب خط
محروم هم ز روی تو بسیار دور بود — جائی که شد ز لعل لبت کامیاب خط
رسم است موی را رسد از شعله پیچ و تاب — زان رو نمیشود بخورد پیچ و تاب خط
شب پرده پوش شمع کجا میشود حزین — آن حسن شوخ را نکند در نقاب خط

غزل حافظ

ردیف ظ

ز چشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ — که کرد جمله نکوئی بجای ما حافظ
بیا که نوبت صلحست و دوستی و وفا — که نیست با تو مرا جنگ و ماجرا حافظ
اگر چه خون دل لت خورد لعل من لبتان — بجان و دل زلبم بوسه خون بها حافظ
چه ذوق یافت دل من که گفته از لطف — مراست تحفه جان بخش و دلربا حافظ
تو از کجا و امید وصال تو بکجا — بدامنش نرسد دست هر گدا حافظ
بزلف و قد بتان دل مبند دیگر باز — اگر بجستی ازان بند و آن بلا حافظ
بیا بخوان غزل خوب تازه شیرین — که شعر تست فرح بخش و غمزدا حافظ

غزل حزین

ردیف ع

رخ بر فروختی ز دوسے آتش بجان شمع — گل کرد در حضور تو سوز نهان شمع
ب التفات گرم نمودے و سوختیم — پروانه پیش ازین نبود میهمان شمع
شق ز بیم قتل هراسان نمے شود — هرگز کسے نکرد به تیغ امتحان شمع
تیغ مجلس از من و پروانه گرم بود — میسوخت از حکایت هجران زبان شمع
ے روشناس مجلس روشن دلان شود — تا جسم تیره را نه گداز د زجان شمع

غزل حافظ

ردیف غ

سحر به بوی گلستان می شدم در باغ — که تا چو بلبل بیدل کنم علاج دماغ
بچهره گل سوری نگاه میکردم — که بود در شب تاری بروشنی چو چراغ

گشاده نرگس رعنا بحسرت آب زچشم — نهاده لاله حمرا بجان و دل صد داغ
زبان کشیده بتیغ چو سبزه لش سوسن — دهان گشاده شقایق چو مردم الفاغ
یکے چو باده پرستان صراحی اندر دست — یکی چو ساقی مستان بکف گرفته ایاغ
چنان بحسن و جوانی خویشتن مغرور — که داشت از دل بلبل هزار گونه فراغ
نشاط و عیش و جوانی چو گل غنیمت دان — که حافظا نبود بر رسول غیر بلاغ

غزل حزین

ردیف ف

زندگی در جمع سامان رفت حیف — صبح در خواب پریشان رفت حیف
دانهٔ اشکے نبفشت ندیم ما — عمر چون سیل بهاران رفت حیف
نور جان در ظلمت آباد بدن — چون چراغ زیر دامان رفت حیف
از بیابان رفت تا مجنون ما — شوخے از چشم غزالان رفت حیف
دل بامید درین وحشت سرا — از پئے آهو نگاهان رفت حیف
بوی عشق از جیب مجنون بر نخاست — این سفال کهنه ریحان رفت حیف
شیشها شد از مے روشن تهی — نور چشم مے پرستان رفت حیف
نالهٔ عاشق نمے آید بگوش — از چمن مرغ خوش الحان رفت حیف
اول شب دل گداز و دل حزین — شمع بزم ما بپایان رفت حیف

غزل حافظ رح

ردیف ق

مباد کس چو من خسته مبتلای فراق — که عمر ما همه بگذشت در بلای فراق
غریب و عاشق و مسکین فقیر و سرگردان — کشیده محنت اندوه و دردهای فراق
کجا روم چه کنم حال دل کرا گویم — که داد من بستاند دهد سزای فراق
اگر بچنگ من افتد فراق را بکشم — ز آب دیده دهیم باز خون بهای فراق
فراق را بفراق تو مبتلا سازم — چنانکه خون بچکانم ز دیدهای فراق

من از کجا فراق از کجا و غمزه کجا	چو بلبل سحری میزنم نوای فراق
مرا کشت فراق وصال او حافظ	شکسته باد به سنگ فراق پای فراق

غزل حزین

ای نمک حسن تو شور نمکدان عشق	زلف خم اندر خمت سلسله جنبان عشق
تار رگ گیسو فگند پرده اسرار را	میچکد از دامنت خون شهیدان عشق
شورش محشر دمید از دل دیوانه ام	صبح قیامت بود چاک گریبان عشق
در دل تفتیده ام آئینه باشد خیال	گرم تر از اخگر است ریگ بیابان عشق
رنگ پرافشان من هدهد شهر سبا است	آه فلک سیر من تخت سلیمان عشق
هر نفس از گلبنی ست شور صفیر بلند	نغمه پریشان زند مرغ گلستان عشق
بلبل طبع مرا بیهده گویا مکن	این من و دستان من گیست باندان عشق
شکر چه گویم حزین دولت دیدار را	دیده گهر سنج حسن لب شکر افشان عشق

غزل طالب

ردیف ک

کرشمه نازک و لب نازک و سخن نازک	ز فرق تا بقدم همچو طبع من نازک
کسی که دید نیاگوشش او شبی در خواب	نیامدش به نظر برگ و یاسمن نازک
بعهد نازکی لاله زار عارض او	گمان مبر که گلی روید از چمن نازک
هزار سوزن اشکم فشرده بر مژگان	کسی که بر تن او دوخت پیرهن نازک
نکرد غمزه شیرین به تیشه داد الماس	که بود فتنه تراشیده کوهکن نازک
زبان گداخته جوشش جمال طالب را	که سو بموشده چون طبع خویشتن نازک

غزل قوچ

ردیف گ

صحن چمن مست ز بوی گل صد برگ	نرگس قدحی خورده ز بوی گل صد برگ
داغ جگرم تازه ز جام می مرد است	این لاله خورد آب ز جوی گل صد برگ

آگاه نباشد ز شکست قدحی من بو رنگ نخورده ست سبوی گل صدبرگ
رنگ از رخ خورشید پریده ست همانا پنهان نظری کرده لبسوی گل صدبرگ
قوچی دم صبح است تماشای چمن کن بگشا چو قدح دیده بروی گل صدبرگ

غزل قدسی

ردیف لام

دارم دلی اما چه دل صدگونه حرمان در بغل چشمی و خون در آستین اشکی و طوفان در بغل
یارب مرا ثابت قدم از کوی قاتل بگذران من سر بجیب انداخته او تیغ عریان در بغل
کو قاصدی از کوی تو بهر نثار مقدمش صد طفل اشک از دیده ام آمد برون جان در بغل
بوی ترا یک صبحدم گر باد آرد در چمن گل غنچه گردد تا کند بوی تو پنهان در بغل
تا زم خدنگ غمزه را کز لذت دیدار او هر دم ز راحتهای دل زد دیده پیکان در بغل
روز قیامت هر کسی در دست گیرد نامه را من نیز حاضر می‌شوم تصویر جانان در بغل
برقع ز عارض برفکن یک صبحدم تا از صبا گردد فراموشش از صبح خورشید تابان در بغل
قدسی ندانم چون شود سودای بازار جزا او نقد آمرزش بکف من جنس عصیان در بغل

غزل ناصرعلی

از حیرت جمال تو ای آرزوی گل هر شبنمی است چشم پر آبی بروی گل
چون کاروان نالهٔ بلبل روان شود شبنم فغان کند چو جرس بر گلوی گل
بلبل بنو بهار کند ترک آشیان آتش فروز خانه خرابی است خوی گل
از رشتهٔ مژه سوزن دل چاک دوختیم گردم تبار بخیهٔ شبنم رفوی گل
از تاب آفتاب رخش در چمن علی هر شبنمی است چشم پر آبی بروی گل

غزل اسیر

تمنا سوئی لبت پیمانهٔ دل نگاه گریست آتش خانهٔ دل
بیاد مست سیر دم صبحی بگلزار که بلبل را کنم پروانهٔ دل

شب از سودای زلفت میگریزم — جنون در نالهٔ مستانهٔ دل
اگر بر دیدهٔ الفت نشیند — نگردد آشنا بیگانهٔ دل
ز زخم و داغ اسیر بزم حیرت — کشد تصویرها در خانهٔ دل

غزل قدسی

ردیف م

من لذت درد تو بدرمان نفروشم — کفر سر زلف تو بایمان نفروشم
در دل نه خیال گل روی تو خلیده — خاری که بصد گلشن رضوان نفروشم
صد جان بستانم که دهد آمدنت از دست — دشوار بدست آمد و آسان نفروشم
صد خار خلد در جگر و لب نگشایم — در باغ چو بلبل گل افغان نفروشم
کام دو جهان در عوض غم نستانم — این جنس گرامی بکس ارزان نفروشم
قدسی من و تردامنی عشق چو زاهد — هرگز بکسی پاکی دامان نفروشم

غزل کلیم

آتش دیگ هوس از دل سوزان گیرم — آب لب تشنگی از آهن و پیکان گیرم
خوابم اینست که از دیدنت از هوش روم — خودم اینکه سر انگشت بدندان گیرم
عرق خجلت من سیل وجودم گیرد — فقر را گر دهد و ملک سلیمان گیرم
روشن سوختن از داغ زدام آموزم — دل بجای دهم و زلف پریشان گیرم
دادهٔ خویش ز ایام چه میگیرد باز — حیف باشد که بخر بند ز دوران گیرم
نتوان بود کلیم این همه در بند لباس — مهر اطفال سرشکی که بدامان گیرم

غزل مخلص

ما چون قلم سخن بزبان دگر کنیم — چون کار ما بحرف رسد گریه سر کنیم
این خواری که بر سر کوی تو میکشیم — هرگز نشد که نقل بجای دگر کنیم
از ناکسان بغیر سرافگندگی خطاست — باید با صل خویشتن چو نرگس نظر کنیم

پیش کسی بخاک نریزیم آبرو
ما نان خشک خویش بدین آب تر کنیم

دیدیم بس خلاف توقع ز دوستان
از صندل ار سخن بگذرد درد سر کنیم

مخلص بکار عیب بیداد مشکل است
گر در دمد عا بنو و ترک سر کنیم

غزل شفائی

امشب که در حضور تو مردانه سوختیم
صد داغ رشک بر دل پروانه سوختیم

از بادهٔ نگار تو بیرون ز بزم وصل
رفتیم سرخوش و در میخانه سوختیم

آن لب گذشت در سر مستی بخاطرم
آهی زدیم ساغر و پیمانه سوختیم

غمهای او که بر در دل حلقه میزند
اکنون کجا روند که ما خانه سوختیم

در عاشقی جنون شفائی زیاده شد
حیف آنکه داغ بر سر دیوانه سوختیم

غزل حافظ رح

این چه شوریست که در دور قمر می بینم
همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم

هیچ شفقت نه برادر به برادر دارد
هیچ مهری نه پدر را به پسر می بینم

مردمان روز بهی می طلبند از ایام
مشکل اینست که هر روز بتر می بینم

دختران را همه جنگ است و جدل با مادر
پسران را همه بدخواه پدر می بینم

ابلهان را همه شربت ز گلاب و قند است
قوت دانا همه از خون جگر می بینم

اسپ تازی شده مجروح بزیر پالان
طوق زرین همه در گردن خر می بینم

پند حافظ شنو اخواجه برو نیکی کن
که من این پند به از گنج گهر می بینم

غزل شمس الدین تبریزی رح

چه تدبیر ای مسلمانان که من خود را نمیدانم
نه ترسا و یهودیم نه گبرم نه مسلمانم

نه شرقیم نه غربیم نه بحریم نه بریم
نه از ملک عراقیم نه از خاک خراسانم

نه از خاکم نه از آبم نه از بادم نه از آتش
نه از آدم نه از حوا نه از فردوس رضوانم

مکانم لامکان باشد نشانم بے نشان باشد — نه تن باشد نه جان باشد نباشد عشق جانانم
هو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن — بجز یا هو و یا من هو دگر چیزے نمیدانم
دوئی را چون بدر کردم یکے دیدم دو عالم را — یکی بینم یکے جویم یکے خوانم یکے دانم
الا یا شمس تبریزی چرا مستی درین عالم — بجز مستی و مدهوشی دگر چیزے نمیدانم

غزل فخرے

گفت جانان سوی ما بگذر دلیر گفتم بچشم — گفت ترک جان کن و در پا نگر گفتم بچشم
گفت بنما چیست چشمت گفت ابر نو بهار — گفت آبی زن بخاک رهگذر گفتم بچشم
گفت بر بیمار رحم از رخ پرده گفتم لطف تست — گفت چشم خویش را گو این خبر گفتم بچشم
گفت جای من کجا لائق بود گفتم بدل — گفت خواهم غیر ازین جای دگر گفتم بچشم

غزل شمس الدین تبریز

ما در دو جهان غیر خدا یار نداریم — جز یاد خدا هیچ دگر کار نداریم
درویش و فقیریم درین گوشهٔ دنیا — با نیک و بد خلق جهان کار نداریم
ما مست صبوحیم ز میخانهٔ توحید — حاجت بمے و باده و خمار نداریم
با جامهٔ صد پاره و با خرقهٔ پشمین — بر خاک نشینیم و ازین عار نداریم
گر یار وفادار نداریم عجب نیست — ما یار بجز حضرت جبار نداریم
ما شاخ درختیم پر از میوهٔ توحید — هر رهگذر سنگ زند عار نداریم
ما تم زدگانیم درین گوشهٔ دنیا — چون زاغ گذر بر سر مردار نداریم
بنگر تو دل خستهٔ شمس الحق تبریز — ما جز هوس دیدهٔ دیدار نداریم

غزل شرف بو علی قلندر

غیرت از چشم برم روی تو دیدن ندهم — گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندهم
بدیهٔ زلف تو گر ملک دو عالم بدهند — یعلم الله که سر موی تو دیدن ندهم

گر بشنی دست وهد وصل تو از جانب شوق — تا قیامت نشود صبح دمیدن ندهم
شرف گر یاد و زد کوی ز زلفش برد — باد را نیز درین دیر وزیدن ندهم

غزل مولانا روم علیه الرحمة

بسم الله ابتدای کلام من الیقین — رحمن و الرحیم ترحم لخاطبین
الحمد مستلاله باو جهک الکریم — لله لیس غیرک یا رب العالمین
دارند هر کسی بتو چشم ترحمی — رحمن الرحیم بخش و خطا ببین
ایاک نعبد از سر صدق و صفا بجوان — فی اللیل و النهار و ایاک نستعین
در دار ملک حسن توئی مالک الرقاب — در معرض خطاب توئی شاه یوم دین
داریم رو بجانب درت اهدنا الصراط — المستقیم من هویدا کسی الیقین
راه که ره روان طریق تو رفته اند — ما را در آن صراط بده راه الذین
انعمت منک مالک فضل علیهم و ان — غیر غضب که هست مغضوب لخزین
آه از عتاب گر تو نباشی شفیع ما — ما جمله گشته در صدد مسلک ضالین
یا رب بحق احمد و اولاد پاک او — یا رب بحق حیدر کرار تابعین
گر حاضران دریغ ندارند لطف خویش — یاران مستمع همه گویند آمین
مولانا روم گفت ز مدح کلام حق — شعری که شد زجمله اشعار ها گزین

غزل خسرو

توئی در ملک جان خسرو چه خسرو خسرو خوبان — بود نخل قدت فتنه چه فتنه فتنهٔ دوران
جمالت مجمع باشد چه مجمع مجمع خوبی — چه خوبی خوبی یوسف چه یوسف یوسف کنعان
دهانت غنچه باشد چه غنچه غنچه دلکش — چه دلکش دلکش خورم چه خورم خورم خندان
سر زلفت یکی هندو چه هندو هندوی کافر — چه کافر کافر رهزن چه رهزن رهزن ایمان
چو خسرو بنده باشد چه بنده بندهٔ عاشق — چه عاشق عاشق بیدل چه بیدل بیدل حیران

غزل مولانا جامی علیه الرحمه

عارض است این یا قمر یا لالهٔ حمراست این
یا شعاع شمس یا آئینهٔ دلهاست این

قامت است این یا الف یا سرو یا نخل مراد
یا مگر گلدستهٔ باغ جنان آراست این

چشم تو جادوست یا آهوست یا صیاد خلق
یا دو بادام سیه یا نرگس شهلاست این

زلف تو زنجیر یا قلاب یا مشک ختن
سنبل تر یا سمن یا عنبر ساراست این

یارب این طاق است یا محراب یا قوس قزح
یا هلال عید یا ابروی یار ماست این

یارب این خورشید تابان است یا ماه تمام
یا فرشته یا پری یا شوخ بی پرواست این

حقهٔ لعل است یا سرچشمهٔ آبحیات ؞
یا دهن یا میم یا طوطی شکرخاست این

کوی تو کعبه است یا خلد برین یا بوستان
یا گلستان یا ارم یا جنت الماواست این

قمری باغ جنان یا بلبل بی خانمان
طوطی شکرزبان یا جامی شیداست این

غزل مسیح

طاق محراب دعا یا خود خم ابروست این
قبلهٔ حاجات عالم یا رخ نیکوست این

یا قیامت یا بلا یا فتنهٔ آشوب شهر
یا نهال باغ جان یا قامت دلجوست این

پرتو نور تجلی یا شعاع اقدس است
خندهٔ صبح قیامت یا فروغ روست این

کافر و مومن گداز و ظالم و مظلوم کش
ساحر سحر آفرین یا نرگس جادوست این

حلقهٔ فتراک چشمش دام چین دلفریب
یا کمند عنبرین یا پیچش جادوست این

نسخهٔ خواب پریشان رشتهٔ عمر مسیح
چتر یا طول امل یا کاکل خوشبوست این

غزل حزین

کوتاه ماند دست تمنا در آستین
داریم گریه بی تو چو مینا در آستین

تا صبح حشر پرده نشین است همچنان
از شرم ساعد ید بیضا در آستین

روشن چراغ مسجد و میخانه از من است
در دست سبحه دارم و مینا در آستین

نازند عالمی چو حزین نیازمند
در راه تیغ ناز تو دامنها در آستین

غزل برہمن

چمن بے نظیر

بہار آمد نظر بر سبزه و گل میتوان کردن　　بگلشن آشیان مانند بلبل میتوان کردن

دو روزی داد عیش و کامرانی میتوان دادن　　ز فکر دور بینی روزے تغافل میتوان کردن

ہمین حسن عمل زاد طریق سالکان باشد　　فراغتہا باسباب توکل میتوان کردن

نظر بر حاصل ہر چیزی بباید مرد عارف را　　ز ہر جزوی نظر بر رشتۂ کل میتوان کردن

ز ناہمواری دنیا گذر کردن بود اولے　　برہمن ہر چه پیش آید تحمل میتوان کردن

غزل کلیم

ہر دم مشو سوار بقصد شکار من　　آتش مزن بخانه ازین شہسوار من

کوتاه گشته از ہمه جا رشتۂ امید　　از بسکه روزگار گره زد بکار من

شد سینه چاک و سوزن مژگان بود تہے　　چون رشتۂ سر اشک نیاید بکار من

زنگار گیر آئنه گرد و بغل بهم　　از بس مقدس است دل پر غبار من

گر مست لبسکه بر تنم از سوز دل کلیم　　شمع از دو سو گداختۂ بر مزار من

غزل شمس الدین تبریز رح

مالک الملک لا شریک لہٗ　　وحده لا اله الا ہو ✣

عاشقان جان و دل نثار کنند　　بر در لا اله الا ہو ✣

مصطفےٰ یافت در شب معراج　　خلعت لا اله الا ہو ✣

صوفیان گر بہشت میطلبند　　ذکر شان لا اله الا ہو ✣

باغبان قدیم لم یزلے　　صنعتش لا اله الا ہو ✣

طوق لعنت فگند بر ابلیس　　حیرتش لا اله الا ہو ✣

مومنان را نعیم شد روزے　　برکتش لا اله الا ہو ✣

خوش درختے ست در میان جنت　　میوه داریش لا اله الا ہو ✣

شمس تبریزی گرغذا اطلبی — خوش بخوان لا الٰه الا هو

غزل جامی علیه الرحمه

ای دل من صید دام زلف تو — دام دلها گشت دام زلف تو
زلف تو بالای سرد ارو مقام — پس بلند آمد مقام زلف تو
بند شد در زلف تو دلها تمام — دام بند آمد تمام زلف تو
داد تشریف غلامی بنده را — زلف تو ای من غلام زلف تو
لائق رخسار گلرنگ تو نیست — جز نقاب مشک فام زلف تو
رم کنند از دام مرغان دین عجب — جانب آرام رام زلف تو
صبح اقبال است طالع هر نفس — بنده جامی راز شام زلف تو

غزل حافظ رح

مطرب خوش نوا بگو تازه بتازه نو بنو — باده دلکشا بجو تازه بتازه نو بنو
با صنمی چو لعبتی خوش بنشین بخلوتی — بوسه ستان بکام از و تازه بتازه نو بنو
بر ز حیات کی خوری ار نه مدام می خوری — باده بخور بیاد او تازه بتازه نو بنو
ساقی سیم ساق من مست منم بیار پیش — زود که بر کنم سبو تازه بتازه نو بنو
شاهد دلربای من میکند از برای من — نقش و نگار رنگ و بو تازه بتازه نو بنو
باد صبا چو بگذری بر سر کوی آن پری — قصهٔ حافظش بگو تازه بتازه نو بنو

غزل حافظ رح

این نه ابروست نوشته ست خدا بسم الله — که سر نامه نویسد همه جا بسم الله
بس هلاکست دلم بهر تجلی رخت — یک دم از بهر خدا روی نما بسم الله
هر که دیده ست رخت را چه ملایک چه بشر — همه خوانند بروی تو دعا بسم الله
هر که بی عشق بمیرد بیقین مردار است — نیست بر مردهٔ مردار روا بسم الله

گشته مست و دیده بیرون همه ابواب نشاط	شد قیامت به در تو بیا بسم الله
چند از خشم کنی با من دلخسته ستیز	که چو ابرو سر صلحست بیا بسم الله
صحبت یار با اغیار چو دیدم خواندم	لفظ لا حول با اغیار روا بسم الله
عاقبت هست محمد چو شفیعم یا رب	حافظم سازد بدنیا همه جا بسم الله

غزل پیر انصار تبریز

ای ز درد تو بیدلان را بوی رمان آمده	یاد تو مر عاشقان را مونس جان آمده
صد هزاران همچو موسی هست در هر گوشهٔ	رب ارنی گو شده دیدار جویان آمده
سینها بینم ز سوز هجر تو بریان شده	دیده ها بینم ز درد عشق گریان آمده
عاشقان نعره الفقر فخری میزنند	بر سر کوی ملامت پای کوبان آمده
صد هزاران عاشق سرگشته بینم از امید	در بیابان غمت الله گویان آمده
پیر انصار از شراب شوق خورده جرعهٔ	همچو مجنون گرد عالم مست حیران آمده

غزل سعدی

ای ماه عالم سوز من از من چرا رنجیده	ای شمع شب افروز من از من چرا رنجیده
یکشب ترا مهمان کنم تا جان دل قربان کنم	جا می تو در چشمان کنم از من چرا رنجیده
ای جان من جانان من بر من نگر سلطان من	یکشب بیا مهمان من از من چرا رنجیده
من عاشق زار توام از جان وفادار توام	تا زنده ام یار توام از من چرا رنجیده
من عاشق دیوانه ام اندر جهان فرزانه ام	تو شمع و من پروانه ام از من چرا رنجیده
رنجیده رنجیده از من گشته چه دیده	دانم تو گشته بخشیده از من چرا رنجیده
بنگر ز عشقت چون شدم سرگشته و مجنون شدم	چون لاله دل پر خون شدم از من چرا رنجیده
گر من بمیرم در غمت خونم نشسته در گردنت	فردا بگیرم دامنت از من چرا رنجیده
ای سرو خوش بالای من ای دلبر رعنای من	لعل لبت حلوای من از من چرا رنجیده

من سعدی: نخواه تو ابروی تو چون ماه نو	من یار بنگو خواه تو از من چرا رنجیده

غزل حزین

صبوحی از چمن مستانه پیراهن قبا کرده | چو بوی گل گذشتی تکیه بر باد صبا کرده
بمغز نوبهار از عطر گیسو عطسه افکنده | دماغ غنچه را از بوی سنبل مشک سا کرده
غزالان حرم را سر بصحرا داده از وحشت | نگاه سرمه سا را آهوی دشت خطا کرده
نوی موج تبسم در لبت رشک شفق گشته | صبوحی زن برنگ صبح پیراهن قبا کرده
زخط عنبرین خورشید را در مشک تر بسته | ز زلف پرشکن صد عقده در کار صبا کرده
گریبان چاک سرخوش همچو نرگس جام می بر کف | چو گل بی پیرهن بند قبائی ناز وا کرده
کباب از شور گفتگویت در نمک خفته | تبسم را چو موج نکهت می نشه را کرده
بکف تیغ تغافل طرفه دامن بر میان بسته | زخون بیگناهان کوی خود را کربلا کرده
دهن را در لطافت موج گرداب بقا گفته | کمر معنی به باریکی دیوان ادا کرده
زابرو زخمها بر تارک تیغ قدر رانده | بمژگان رخنها در سینهٔ تیر قضا کرده
کمند ناز در گردن زکاکل مست رعنائی | بتقریب نگه چشم سیه را فتنه زا کرده
حرامم باد بی لعل تو ذوق میگساریها | بجای باده خون در ساغرم ساقی بجا کرده
حزین از هر سر موی روان دارد شفا خو | نمیدانی که مژگان تو با جانش جفا کرده

غزل شهرت

خدایا دیده ام را آبروی ابر نیسان ده | سرشکم را گهر کن گریه ام را موج عمان ده
گهرها از چشم ابر نیسان آبرو دادی | باطفال سرشکم طالع اشک یتیمان ده
سواد دیده را آئینهٔ گیتی نما کردی | سویدای دلم را روشنی از نور عرفان ده
مرا از بیوجودی یکجهان گم گشتگی دارم | اگر خواهی که پیدائی دهی از لطف پنهان ده
چو شهرت کی دماغ سایهٔ بال هما دارم | سر شوریده ام از هوای خویش سامان ده

غزل حافظ علیہ الرحمہ

از خون دل نوشتم نزدیک یار نامه	انی رایت دهرا من هجرک القیامه
هر چند کازمودم از وی نبود سودم	من جرب المجرب حلت به الندامه
دارم من از فراقت در دیده صد علامت	لیس الدموع عینی هذا لنا العلامه
پرسیدم از طبیبی احوال عشق گفتا	فی قربها عذابا من بعدها سلامه
گفتم ملامت آید گر گرد دوست گشتم	والله ما رأینا حبا بلا ملامه
باد صبا ز راهم ناگه نقاب برداشت	کالشمس فی الضحیها اطلع من غمامه

حافظ چو طالب آمد جامی بجان شیرین
حتی یذوق منه کاسا من الکرامه

غزل عرفی رح

کردم ز شراب ناب توبه	وز کرده ناصواب توبه
می ساختمش بباده ممزوج	بی خستگی از گلاب توبه
در لفظ شراب چون بود آب	با تشنه لبی ز آب توبه
در نفس بباده چون شریک است	صد بار ز شهد ناب توبه
مستانه اگر رود سمندم	پایم کند از رکاب توبه
گر غرض کنم زبان مستی	از تشنه کند شراب توبه
گرداد ندامتم بسنجند	ز آسیب کند عذاب توبه
می دیدم پیچ و تاب خوردم	از خوردن پیچ و تاب توبه
تا باده بخواب هم نه بینم	شاید که کند ز خواب توبه
هر دم ز شتاب گناهم	صد بره کند کباب توبه
صد فوج کند که به یکدم	چون تیغ کند قراب توبه

دل توبه کنان ز نفس گوید — از توبهٔ نا صواب توبه
در عهد شباب توبه کردم — ایمن بود از شباب توبه
در کشور هند عشرت انگیز — کے دیدہ کسے بخواب توبه
میلم بفغان و شیون اولیست — ز آهنگ نے و رباب توبه
لب زهر ترانه چند ریزد — از ریزش این لعاب توبه
حسن تنک تبان چو بینم — از دیدن آفتاب توبه
از درگه مرگ باز گشتم — تا گفت عنان متاب توبه
در حالت بیم موت کاندم — بیدار شود ز خواب توبه
ز اندیشهٔ مرگ توبه کردم — وان را کنم حساب توبه
چون صحت یافتم ز تشویش — کز صحبت بے صواب توبه
نو توبه شدم که خانهٔ عشق — بے شبهه کند خراب توبه
زین پس من و عزلت عبادت — وز صحبت شیخ و شاب توبه
از هر که نه اهل شهر پرهیز — وز هرچه نه در کتاب توبه
گردت همه گوش و لب ببندد — با هر که کند خطاب توبه
کز حور و ملک سوال مسکین — من کرده ام از جواب توبه
عرفی چه کنے بتوبه نازش — هشدار که شد خراب توبه
مخروش که تائب از شرابم — تا که شود و شراب توبه
از توبه منال تا نه گردد — بے مغز تر از حباب توبه
منت به کرمی نهی که کردے — ز آب و دهن گلاب توبه
سی سال ز نفس معصیت زا — اکنون دهدش ثواب توبه
برگیسه مدد ز کینهٔ اجر — تا نگسلد از طناب توبه

این بسکه باستین رحمت — راند ز رخت آب توبه
ما توبه بهجر دوست کردیم — از ما کند اجتناب توبه
این بسکه وبال ما نه گردد — در کشش کشش حساب توبه

غزل حافظ رح

ردیف ی

احدا سامع المناجاتی — صمدا کافی المهماتی
زیر و بالا نمیتوانم گفت — خالق الارض والسمواتی
حاجت خویش از تو میخواهم — زانکه قاضی جمله حاجاتی
هیچ پوشیده از تو پنهان نیست — عالم السر والخفیاتی
شکر فضل تو کی توانم گفت — حافظا فی جمیع حالاتی

غزل شمس تبریز رح

یا رسول الله حبیب خالق یکتا توئی — برگزیده ذو الجلال پاک بی همتا توئی
نازنین حضرت حق صدر بدر کائنات — نور چشم انبیا چشم چراغ ما توئی
در شب معراج بودی جبرئیل اندر رکاب — پا نهاده بر سر گنبد خضرا توئی
یا رسول الله تو دانی هتانت عاجز اند — عاجزان را رهنمائی جمله سامان توئی
شمس تبریزی چه داند نعت پیغمبر سری — مصطفی و مجتبی و سید اعلا توئی

غزل مولوی جامی رح

یا رسول عربی شاه سوار مدنی — بلبل مکه و بطحا و سهیل یمنی
در حریم حرم خاص تو جبریل امین است — کمترین بنده درگاه اویس قرنی
تو که در باغ رسالت چو قدرت سرو قدی — سر در باغ ملکوتی و گل یاسمنی
رخ بران روضه کنم خاک درت شد جامی — زانکه تو بلبل آن باغ وفائی چمنی

غزل قدسی

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت که عجب خوش لقبی

من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
الله الله چه جمالست بدین بوالعجبی

نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را
بهتر از عالم و آدم تو چه عالی نسبی

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکه نسبت بسگ کوی تو شد بی ادبی

ذات پاک تو در ملک عرب کرد ظهور
زان سبب آمده قرآن بزبان عربی

چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر
ای قریشی لقبی هاشمی و مطلبی

نخل بستان مدینه ز تو سرسبز مدام
زان شده شهرهٔ آفاق بشیرین رطبی

ما همه تشنه لبانیم تو آب حیات
لطف فرما که ز حد میگذرد تشنه لبی

شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت
بمقامیکه رسیدی نرسد هیچ نبی

سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمده سوی تو قدسی پی درمان طلبی

غزل خاقانی

لاله رخا سمن برا سرو روان کیستی
سنگدلا ستمگرا آفت جان کیستی

هر چمنی که رسته نرگس و دسته بسته
قدر شکر شکسته غنچه دهان کیستی

دام نهاده میروی مست ز باده میروی
شست گشاده میروی سخت کمان کیستی

ابروی تو چو ماه نو برده ز ماه نو گرو
آفت جان من شوی فتنه جان کیستی

خاقانی غلام تو مست شده ز جام تو
جام مئی بده بما روح روان کیستی

غزل حضرت امیر خسرو رح

ای چهرهٔ زیبای تو رشک بتان آذری
هر چند وصفت میکنم لیکن از ان بالاتری

آفاق را گردیده ام مهر بتان ورزیده ام
بسیار خوبان دیده ام اما تو چیزی دیگری

تا نقش می بندد فلک کس را نداده این نمک
حوری ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری

هرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر
شمسی ندانم یا قمر یا زهره یا مشتری

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

تو از پری چابک تری وز برگ گل نازک تری
وز هر چه گویم بهتری حقا عجائب دلبری

عزم تماشا کردهٔ آهنگ صحرا کردهٔ
این جان و دل تو بردهٔ نیست رسم کافری

لعل بدخشان دیده ام الماس را سنجیده ام
در عدن افسرده ام یکتا تو درج گوهری

خسرو غریبست و گدا افتاده در شهر شما
باشد که از بهر خدا سوی غریبان بنگری

غزل

شاه یکی سپاه یکی یار یکی سخن یکی
مهر یکی ماه یکی یار یکی سخن یکی

دلبر جادوان یکی جلوه گرنان یکی
مخفی و هم عیان یکی یار یکی سخن یکی

فائض جمله تن یکی حامل مرد و زن یکی
انهمه پیش من یکی یار یکی سخن یکی

منعم و بے نوا یکی بادشه و گدا یکی
بیدل و دلربا یکی یار یکی سخن یکی

ملت و مذهبم یکی با همه مشربم یکی
نالهٔ زار هم یکی یار یکی سخن یکی

سرور اولیا یکی خاتم انبیا یکی
در همه جا خدا یکی یار یکی سخن یکی

نغمه ساز ما یکی با همه راز ما یکی
راز یکی نیاز یکی یار یکی سخن یکی

فخر همه جهان یکی روز و شب و مکان یکی
همدم و دلستان یکی یار یکی سخن یکی

خواجهٔ دوسرا یکی مقصد اصفیا یکی
حضرت مصطفی یکی یار یکی سخن یکی

صدر شریعتم یکی قطب طریقتم یکی
سر حقیقتم یکی یار یکی سخن یکی

غزل رنجوری

نو بهار است جنون چاک گریبان مددی
آتش افتاد بجان خیش داماں مددی

گرمی عشق ستبی در جگر آتش افروخت
تشنگی سوخت مرا ای لب جانان مددی

راه گم گشته بپا آبله و منزل دور
خار صحرا مدوی خضر بیابان مددی

جام مے ناب بدست تو تغافل تا چند
گشت مخمور سے می ساقی مستان مددی

بہر تفریح دل و ضعف جگر مے باید		پستہ لب مدد سیب زنخدان مدد	
مطرب بے ساختہ بیدار ترانہ سنجو رے		فخر دین فخر جہان مرشد پاکان مدد	

مستزاد رومی

ہر لحظہ بشکل آن بت عیار بر آمد	دل برد و نہان شد	ہر دم بلباس دگر آن یار بر آمد	گہ پیر و جوان شد
آن یار ہمون بود کہ میکرد شبانے	اندر ید بیضا	در خوب شدہ بصفت یار بر آمد	زان سحر کنان شد
گہ نوح شد و کرد جہان را بدعا غرق	خود رفت بکشتی	گہ گشت خلیل و ز دل نار بر آمد	آتش گل ازان شد
یوسف شدہ از مصر فرستاد قمیصی	آن جلوہ گر عالم	در دیدۂ یعقوب چو انوار بر آمد	با دیدہ عیان شد
یونس شد و در بطن سمک رفت بدریا	از بہر طہارت	موسی شد و خورشیدہ انوار بر آمد	بر طور روان شد
خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ	خود رند سبوکش	خود بر سر آن کوزہ خریدار بر آمد	بشکست و روان شد
خود گشت صراحی و می و ساغر و ساقی	خود بزم نشین شد	خود آن می سرمست ببازار بر آمد	شور دل و جان شد
نی نی کہ ہمین بود کہ میگفت انا الحق	در صورت الٰہی	منصور نبود آنکہ بر آن دار بر آمد	نادان بگمان شد
این جا ہمین بود کہ می آمد و میرفت	ہر قرن کہ دیدی	تا عاقبت آن شکل عرب وار بر آمد	دارای جہان شد
رومی سخن کفر نگفتہ است نہ گوید	منکر مشویدش	منکر شدہ آنکس کہ بانکار بر آمد	مردود جہان شد

مستزاد

خود نقد شد از مخزن اسرار بر آمد	خود گنج عیان شد	خود بود کہ خود بر سر بازار بر آمد	بر خود نگران شد
در کسوت ابریشم و پشم آمد و پنبہ	تا خلق بپوشد	خود بصفت جبہ و دستار بر آمد	لبس ہمگان شد
در عین تبان خواست کہ خود را بپرستد	خود را بپرستید	خود گشت بت و گاہ پرستار بر آمد	خود عین جہان شد
در موسم نیسان ز سما شد سوی دریا	در ہیئت قطرہ	از بحر بشکل در شہوار بر آمد	در گوش شہان شد
خود بزم شد و میکدہ و خود ساغر و ساقی	خود پیر خرابات	خود می شد و از خم خمار بر آمد	خود کوزہ کشان شد
خود بر تن خود تیغ بیہازد ز سر قہر	خود مرہم او گشت	خود بصفت مردم بیمار بر آمد	خود فاتحہ خوان شد

مستزاد قاسم

چون خسرو خوبان سوی بازار برآمد	انوار دو کان شد	بر هر سر صراف خرید ار برآمد	نقد نگران شد
با ناز و نزاکت بجهان کرد نگاهی	از دیدهٔ جادو	تسخیر جهان کرد با نگار برآمد	با ناز روان شد
خود خواست که هر باغ بر از شور نماید	از بهر تماشا	خود گل شد و بلبل شد و گلزار برآمد	خود باد خزان شد
خود کرد بنا مسجد و از بهر عبادت	خود گشت مؤذن	خود صورت میخانه و خمار برآمد	خود جام کشان شد
از بهر نفع خواست سفر کردن دریا	کشتی خطر ساخت	خود در لب کشتی شد و بنجار برآمد	خود باد طوفان شد
خود بود که می آمد و میرفت بهر باب	در پردهٔ مخفی	گاهی بجهان محرم اسرار برآمد	بنگر که عیان شد
خود خواست که از دار شفا خلق بیاید	خود گشت طبیبی	خود گشت سقیم و تن بیمار برآمد	خود ناله کنان شد
خود روح شد و جان به تن خاک نمود	خود قالب انسان گشت	خود مادر و دختر شد و دل زار برآمد	خود گور کنان شد
گه روی خود آراست و شد یوسف کنعان	محبوب دو عالم	خود گشت زلیخا و طلبگار برآمد	خود طعنه زنان شد
خود می شد و خود ساغر و خود قاضی و مفتی	خود پیر خرابات	خود مست شد از ساغر سرشار برآمد	خود درّه زنان شد
داند به سخن گفتن قاسم نه مجاز است	از دیدهٔ جانان بین	منصور حیبان بر سر آن دار برآمد	سالار جهان شد

مستزاد حسام

آن کیست که تقریر کند حال گدا را	در حضرت شاهی	کز غلغل بلبل چه خبر باد صبا را	غیر ناله و آهی
هر چند نیم لایق درگاه سلاطین	نومید نیم نیز	شاهان چه عجب گر بنوازند گدا را	گاهی به نگاهی
بر خرمن گل مار سیه خفته که دیدست	لیکن که دو زلف شب	حیفست که همخوابه بود ترک خطا را	هندوی سیاهی
تا چاه زنخدان تو شد مسکن دلها	ای یوسف ثانی	صد یوسف گم گشته فزونست شمارا	در هر یک چاهی
اندام تو در سینه قبا شرط نباشد	لالا که بدوزند	از لالهٔ سیراب بقد تو قبا را	در غنچه کلاهی
بر شعر من حسن تو گر سینه نخواهند	از ابن حسام است	بر معجز عیسی نبود دست قضا را	حاجت بگواهی

بحر طویل

دوش رفتم سوی بازار بتی دیدم و خونخوار	دو گیسو چو سیه مار زده حلقه بر خسار رخش
چون رخ مهتاب بدن صاف چو سیماب	دو ابروی چو محراب پر پیروی عطر بوی کم

سوی نکوگوی دلم برد بجادوی من سبب سرو یارا ناگهان سوی من آن دید بخندید درخشید مرا گفت کجای و چرائی تو جگر ریش نکو دار دل خویش نهم مرهم بر ریش کنم چاره شما را گفتم ای دلبر جانی بخدا جان جهانی تا ابد باد جوانی سرخوش باش زمانی گویمت راز نهانی که کنی گوش ز سر هوش بکن بزم چو فردوس مرا گیر در آغوش شوم از بیخودی بیهوش شو و عقل شمارا آن پریچهره بصد مهر مرا برد بخانه بزم آراست شهانه همه چنگ و چغانه شیشه را روی کشاده بمن دل شده داده دست بدست نهاده چون شده چاک ز ماغم ز امیان رفت بجانم از دو پا جامه کشیدم بر سر گنج رسیدم قفلش وا شد بکلیدم تازگی یافته جانم بیش ازین قصه چه خوانم لذت یار وفا را

مخمس خواجه حافظ علیه الرحمة

در عشق تو ای صنم چنانم — کز هستی خویش در گمانم
هر چند که زار و ناتوانم — گر دست دهد هزار جانم
در پای مبارکت فشانم

ای بسته کمر ز دور نزدیک — بر غون تمام ترک تاجیک
در مسکن اخلص ممالیک — گر خانه محقرست و تاریک
بر دیدهٔ روشنت نشانم

گفتم که چو گشتیم نزاری — زین پس چو مرحمت سپاری
بر دل قلم وفا نگاری — تو خود سر وصل ما نداری
من عادت بخت خویش دانم

گر غمزهٔ تو زند به تیرم — گر ترک فلک کند اسیرم
یکدم نبود ز تو گزیرم — من ترک وصال تو نگویم
الا بفراق جسم و جانم

تو بخت کار سر نیاری — در حضرت چو هستو دلنوازی

معروض کنم نهفته رازی — هیهات که چو تو عشوه بازی
تشریف دهد در آشیانم

هر چند ستمگری ترا خوست — گر کین تو جفا که این نیکوست
گیرم که دولت ز آهن و روست — آخر بسرم گذر کن ای دوست
انگار که خاک آستانم

من از تو بجز وفا نه جویم — بیرون ز گل وفا نه بویم
الا ره بندگی نه پویم — اسرار تو پیش کس نگویم
اوصاف تو پیش کس نخوانم

گیرم ز ره وفا کشودم — تا مهر بمهر بر فزودم
بیخود سر آنچه می نمودم — آخر نه من و تو دوست بودم
عهد تو شکست من همانم

گر سر به برم به تیغ تیزم — از کوی وفات بر نخیزم
در زانکه گیتی تو ز ریز ریزم — من مهرهٔ مهر تو نه ریزم

الا یا که بریزد استخوانم

گر گنبد دم بپیش خیلی ... هر یک بصفا به از سهیلی
جز تو نکنم تغیر میلی ... مجنون نیم از بهای لیلی

با کس عرب و عجم ستانم

می وصل تو وصل شاد کامی ... دانم بمراد دل بیابی
با حافظ خود بگو عیاشی ... دانم بمراد دل بیابی

سهل است ز خویشتن صرانم

آنانکه نشان همه جو بینید ... خیز راه مزار من ببوئید
خاک من زار چون ببوئید ... گر نام تو بر سرم بگوئید

فریاد برآید از روانم

گفتم صنما در آرزو هست ... آشفته و تیره دل چو مویت
هر چند نمی رسم بکویت ... ثبت است که از فراق رویت

زاری بفلک نمی رسانم

مقطعات

مقطعات

با ساز فرم و کوثر سفینه منوران کرد
در گلم بجنت کسی که با فتنه بساد
روح القدس لسروش فرح
از قسط رم زرجب
میگفت سحرگهان که یا رب
در دولت عشمت مخلد
بر مسند خسروسی بماند
منصور مظفر و محمد

ای کریمی که از خزانهٔ غیب
دوستان را کجا کنی محروم
مجازی قلمش را چو پیش لب بردم
لبی بر و نه نهادم ز غایت تعظیم
چشم عبرت بگشاده حال شاهان زانکه
پرده داری میکند بر طاق کسری عنکبوت
ای که از روزگار می طلبی
نکر مال و منال حشمت و جاه
سال و فال و مال و حال و اصل و نسل و تخت و بخت
سال خرم فال نیکو مال وافر حال خوش
ز گوش هوش شبی منهی ندا در داد
که الغرض کسی را که خالیست نصیب

گبر و ترسا وظیفه خور داری
تو که با دشمنان نظر داری
برای بوسه ز ترک ادب بترسیدم
برابرش بنهادم زمین ببوسیدم
تا چه سان از گردش گردون گردانند
چند نوبت میزند بر گنبد افراسیاب
فرح و عیش و خورمی و طرب
همه بگذار و ساغری بطلب
یا رب اندر هر دو گیتی بر قرار دار
اصل ثابت نسل باقی تخت عالی بخت
ز حضرت احدی لا اله الا
یقین بدانکه نیاید بروز منصب

بلبل اندر ناله و گل خندهٔ خوش میزند	چون نسوزد دل که دلبر در دل آتش میزند
تا خوشیها دیده ام زان ہاپشمینه پوش	من غلام مطربم کابریشم خوش میزند
زاہدا از تیر مژگانش حذر کردن چه سود	زخم پنهان چون بر ابروی کمانش میزند
ای باد صبا اگر توانی	از روی وفا و مهربانی
از من خبری به یار بیارم	کو سوخت تو در جفانی
می مرد ز اشتیاق میگفت	ای بی تو حرام زندگانی

رباعیات

ای آنکه بملک خویش پاینده توئی		وز دامن شب صبح نماینده توئی
کار من بیچاره قوی بسته شده است		بکشای خدایا که کشاینده توئی
یارب بسالت رسول الثقلین	〃	یارب بغزا کننده بدر و حنین
عصیان مرا دو حصه کن بر عرصات		نیمی بحسن بخش و نیمی به حسین
گل گفت که من مذهب نبی دارم	〃	با روح رسول همنشینی دارم
رنگم ز محمد است بویم ز علی		خلق حسن و خوی حسینی دارم
یارب بکمالات شه جیلانی	〃	کاندر کرم و فضل ندارد ثانی
کن باطن ما پاک بصد جلوهٔ او		آلوده مکن بغرض نفسانی
یارب تو چنان کن که پریشان نشوم	〃	محتاج برادران و خویشان نشوم
بی منت مخلوق مرا روزی ده		تا از در تو بر در ایشان نشوم
ای خالق هر بلند و پستی	〃	شش چیز عطا بکن ز هستی
ایمان و امان و تندرستی		علم و عمل و فراخ دستی
شاها ز کرم بر من درویش نگر	〃	بر حال من خسته و دلریش نگر
هرچند نیم لائق بخشایش تو		بر من منگر بر کرم خویش نگر

گفتم که اگر باتفاق صحاب
در موسم گل نرگس که بادهٔ ناب
بلبل ز چمن نعره زنان داد جواب
گاهی بخزان فصل و گلی ز شراب

ترا بعالم عزت اگر نظر بخشند
ازان بهشت که صلح گه کرم بخشند
با مرحمت دریا هم شود عجب
که قطرهٔ من آتشین جگر بخشند

با دوست نشین و باده جام طلب
بوس از لب آن سرو گل اندام طلب
مجروح جراحت جراحت طلبد
قوت ز سرور ز عیش جام طلب

تا حکم قضای آسمانی باشد
گر جام جمی از دست تو نوش کنم
در مسلخ عشق جز نکو را نکشند
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز
زان نامهٔ نازنین بسی دلشادم
از هر لفظی جلوهٔ دیگر دیدم
لاله را گفت که این رنگ چه اسپید بد است
گفت این خال عجب بر جگرت می بینم
مستم ز غم عشق تو مستم مستم
گویند مرا عاشق بدنام توئی
به بستان میرود دلبر و با ناز قه قه
خرامان و از کب کب ...

کار تو همیشه شادمانی بادا
سرمایهٔ عمر جاودانی بادا
لاغر صفتان زشت خو را نکشند
مردار بود هر آنکه او را نکشند
گر محنت روزگار گرد آزاد
هر ... بوسهٔ دیگر داد
گفت با آل نبی بودم ...
گفت این خال ... زاغ حسین ...
دل در طلب وصل تو بستم ...
منکر نتوان بود که هستم ...
لبش قه قه زخش مه قه قهش ...
دو دیدم در طلب لب لب شکر ...

سوال شاه جهان بچهار وزیران خود که زاغ از دهان پرید و هر چهار وزیر جواب ...

نیلوفری بدوش دهن گرد آورید
چون آفتاب دید دهن خنده و گشاد
گر به گرسنه بود بصحرا اسپی درید
چون زاغ را گرفت نظر در مشکی فتاد
خالیکه بود بر لب آن شهد می چکید
صورت چو دید آئینه آن خال ماند دید
شاهین گرفت زاغ به چنگال می پرید
تا که رسید باز قضای خنده اگر

زنبور مست بود که آمد دران ...
در عین خنده بود که زاغ از ...
زاغی نشسته بر ... عجب ...
خواهد که موش گیرد و زاغ از ...
هنگام بوسه دادن آن خال ...
حیرت چنان بماند که زاغ از ...
بحری چو دید صید به بال ...
این هر سه در تحیر زاغ از د...

شاه جهان آمد مغموم شد و سه چهار بیگمات جواب دادند او را

تو بادشاه جهانی جهان ز دست بده
اگر حیات نباشد جهان چه کار آید
شاها دو رخ بده و دلارام را مده
از دوست یک اشاره و از ما بسر دویدن
ای باصبا این همه آورده تست
باد ر کسی رسد که درو بوی دارد
بر رسولان بلاغ باشد و بس
چه خوش بود که بر آید بیک کرشمه دو کار
راستی موجب رضای خدا است
شنیده کی بود مانند دیده

ابیات مفردات

بسم الله الرحمن الرحیم
زینت قرآن بخدای عظیم
برگ درختان سبز در نظر هوشیار
قسیم جسیم نسیم وسیم
عاشق شده ام بر رخ زیبای محمد
شد زان سر من خاک کف پای محمد
اندر دو جهان قبلهٔ ما کوی محمد
ما را بنود کعبه بجز کوی محمد
هر کس بآرزوی خیال محمد است

که بادشاه جهان را جهان بکار آید
جهان و حیات و همه بیوفاست
پیل و پیاده پیش کن و اسپ گشت مات
اگر ساقی تو باشی میتوان خورد
برات عاشقان بر شاخ آهو
بود هم پیشه با هم پیشه دشمن
تصنیف را مصنف نیکو کند بیان
چه نسبت خاک را با عالم پاک
رموز عاشقان عاشق بداند
عاقلان در پی نقطه نشوند

بسم الله الرحمن الرحیم
اعظم اسم است علیم و حکیم
بسم الله الرحمن الرحیم
هر ورقی دفتریست معرفت کردگار
مه شق بسما گشت ز ایمای محمد
سودا زده ام در غم سودای محمد
بگزیده ام از کون و مکان روی محمد
محراب دل و جان خم ابروی محمد
باغ بهشت وصف جمال محمد است
مقصود ما ز کار و آل محمد است

جهان خوش است ولیکن حیات می باید
فنا را طلب کن که آخر فنا است

مصرعهای ضرب المثل

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند
بر سر فرزند آدم هر چه آید بگذرد
باد ر و کشان هر که در افتاد ور افتاد
جواب جاهلان باشد خموشی
ذوق چمن ز خاطر بلبل نمیرود
روز پر کاله و ناله بر گردون

تمت بالخیر

هست صلای سر خوان کریم
بسم الله الرحمن الرحیم
هست کلید در گنج عظیم
شفیع مطاع نبی کریم
خورشید خجل گشت ز سیمای محمد
از روز ازل هست چو سودای محمد
مجنون جهان گشته ام از بوی محمد
ما را بنود قبله بجز روی محمد
ختم رسل صفات کمال محمد است
در سر ما همیشه خیال محمد است

امید از خدای جمال محمد است
علی امام من است و منم غلام علی
قبلهٔ دین مرد کعبهٔ ایمان مرد
ز آب چشمم چون گل شد براه عشق منزلها
تا ز دل بیرون کنم غیر خیال یار را
ای سیه از رخ بنگین طره طرار را
همچنین آشفته و درهم نبود کار ما
کوه گناه گرچه بود سد راه ما
از میان خانهٔ زین بر سر آرد آفتاب
در صحن باغ ابغیه سرخ نه از گل است
هر جای هیچ ما به سفینه غزل است
غرض از عشق تو ام چاشنی درد و غم است
غیبت ما نم کده گر همه باغ ارم است

چراغ مسجد و محراب منبر
هزار جان گرامی فدای نام علی
شب غم آمد الیسا او در کاسه او ناولها
ندانم تا چه گلها بشگفد آخر ازین گلها
دادیم بدست تو عنان دل جان را
تا بکی سر روی مصحف نهی زنار را
ای باد پریشان مکن آن زلف دو تا را
کاه نیست پیش لطف تو کوه گناه ما
آن یکی در روش دیگر پادشاه کشور است
آتش فتاده در چمن از آه بلبل است
دریا ز نم دیده ما معدن در است
ورنه در زیر فلک سهاب تنعم چه کم است
کذب و ریا و غیبت یال هیچیم و وقت

ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر
غوث الاعظم نمی بی سر و سا
منور باده روشن کن چراغ
هر دم از ناخن جراحتم سینه
ای ترک پریچهره نگهدار
گر گشاد کار ما بودی ز زلف
آشفته مکن حال من
ماه من هنگام جولان چو نهد
وقت مردن گر دو در آ خشت
درین بانه رفیقی که خالی از
گر دست ما تهی لی چشم ما پر
بوستانی که در روز مرهٔ عشق
این جمله شد حلال گر می حرا

غزلها در صنائع عجیب و لطائف غریب

ز حسن بر دند صبر و دل المونس ۲ دلبر
چه ق ق ا رعنا چه ع س ع انور
دهان و چشم آن مه و ا غنچه ۲ جادو
چه س ه مشکین چه ن ان عنبر
شرا صبر و مه لند از جان احاکر ۲ شبه
چه ۱۱ سبه عد چه ف ف بی صر
غزل سعدی علیه الرحمه

چه م م جانها چه د د شکر
بود چشم دهان او از نرگس ۲ چشمه
چه غ غ گویا چه ج ج کافر
ز درد هجر او دارم احالت ۲ خاطر
چه چ چ دیرین چه ب ب کمتر
ز حق لطفی همی خواهد ا ساقی ۲ باده
ای ببالا چو صنوبر و رخت چون مه

عار
دلم بردند جانم نیم ا اقامت
چه ن ن شهلا چه ج ج گو
خط و خال نگارینش ا سنبل ۲ الله
چه ح ح غمگین چه خ خ
ز زلفانت شده پیدا آفت
چه س س گل رخ چه ب ب ا
زلف دارے همچو عنبر لب چو

آفتابی عاشقانی ماهتاب دلبران
دردمندم مستمندم تن گرفته تب و تب
ل و تب برل و تب بنهاده با شب تا سحر
نقل خواهم از لب دوست لب و ده
غزل سعدی علیه الرحمه
زلف و خال و خطت گویم ایا خوبان
بدور خال و خطت
فتاده در کویت
هم از تو میخواهم
بده تو سعدی را

نقش سنبل و ریحان بدور خال و خطت

قبلهٔ آزادگانی الصنم یا روح
ت و تب و آب نگارین مرا در عشق تو
هم و غم و درد پرستش با شب بسته باشد در
شاعران بسیار گفته شعرهای پر رنگ
یکی بنفشه دوم سنبل سوم ریحان
ا بنفشه ۲ سنبل ۳ ریحان
ا شکسته ۲ بسته ۳ حیران
اقباد ۲ قیصر ۳ نعمان
الواله ۲ ناله ۳ افغان
بحق سید کونین جمله اصحابان

درمیان روح اندر کشیدی نخ وطی
داری درد و غم تو دادی درمیان آتش
ای نگار اگر تو مار الکشی بیمان کنی
کشی نگفته شعر چون من نرع و دی
مبالغه شاعر
منم رسول که یعنی پیغمبر کلام منم و دو بسخن ...
جواب خواجه حافظ
پروردگار تازه سخن ... منم | ادعای ... لا تقنطوا ...
نگفته ام نفرستاده ایم ترا | دعوی پیغمبری ...
فرد | کند بشد و دندان دار نگاه ... | خنده زد ...

اشعار متفرقات در صنایع و معمات و لطائف و چیستانها وغیره

غیر منقوط: خدا الیمین همین میم لا تنقط علی آمری
از دو حرف علی عالی جاه
نام بت من زغایت لطف
جا بتو این نیست بالا تر نشین
بیبیمیشلشکلنقشپچیے
منقوط: دارم آرام ز دل در و رد ا
فوق النقط: تا دشنه غمزه راند در دل
پری روی چو او کم بود بسیار
محمد سرور سردار عالم
غیر منقوط: در عدم گرد و سرا سر دردها

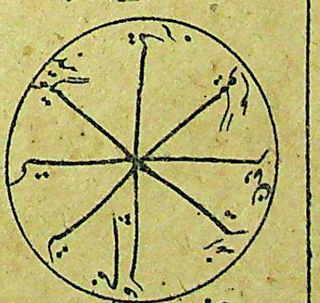
محمد: فادر حبابکبن اسماالمن کان به فخر فی قاسم
صنعت ببینه اگر دانی
آبیست میان گل چکیده
نام یارم سر حرف دان پنج
سیلحمشمعمبحیے
پیش شفقت زیب جنت
تحت النقط: زخمش در خون نشاند در دل
لا اله الا الله محمد رسول الله
لا دوا دارد دلم درد الم
حاصل ار گردد وصال او مرا

قاسم: از دو میم محمد عربی
نام قاسم بر از هوش ناگاه
امین: از میان بر خیزای سرو روان
هر یکی در حساب پنجه و پنج
واغ در درد آور دل را
بطن بنقیض زیب جنت
بدیر و کعبه سیرم بود بسیار
محمد احمد و محمود عالم
گردم سور و سرور آرام هم
همشکل قطعه از امیر خسرو دهلوی

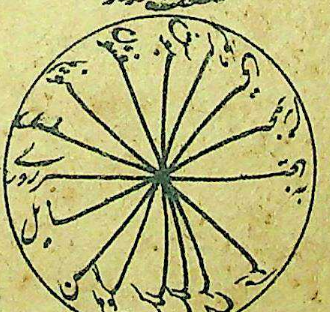
سیدا سید الملکہ ملکہ محبوبان محبوبان رسید رسید بی حیران از حسرت عسرت بدل بدل شود شود
مینویسید می نویسند صحیح صحیح جانہ گرامی رخسار رخسار الست الست اسلے حکیم مدرم مدرم میکید و عمیم و عمیم سحور دگر جادو
در رہے گر ترا گذار شد مربع سر راہ تو سر نثار شدہ بشناسن دمیدم فریب
بلب من لب با دہ بند مقلوب شکر بتر از وی وزارت بر کشش شنو بجہرہ بلبل بلب بر

ندیدم	بہ از تو	نگار	لطیف		بہ از تو	نہ باشد	بعالم	ظریف
نگاری	بعالم	ندیدم	ظریف		لطیف	ظریف	حریف	ظریف
از فرقت	ان دلبر	من ج ایم	بیمارم		ان دلبر	کز عشقش	بیمارم	بی یارم
من ج ایم	بیمارم	بیمونس	بی یارم		بیدارم	بیمارم	بی یارم	عجزوار
نام جوی	جہان [illegible]	حق گزار	رافع العلم	۱۱۵۶	مجاہد ظاہر	پسندیدہ ہنجار	جم مقدار	
والا گہر	ممالک گیر	اسکندر جاہ	محامد انجام	۱۱۵۶	آزمودہ کار	سپہ سالار	دارا وقار	۱۱۵۶
فیروزی حال	عدل کیش	جہد اندوز	موید اسلام	۱۱۵۶	نادر دلاور	کامل الاخیار	والا اطوار	۱۱۵۶
کوکب حشام ۱۱۵۶	ہمایون نام ۱۱۵۶	سلیمان مقام ۱۱۵۶	محمود الانام ۱۱۵۶	۱۱۵۶	۱۱۵۶	۱۱۵۶	۱۱۵۶	۱۱۵۶

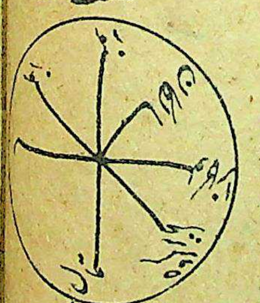
صنعت مدور



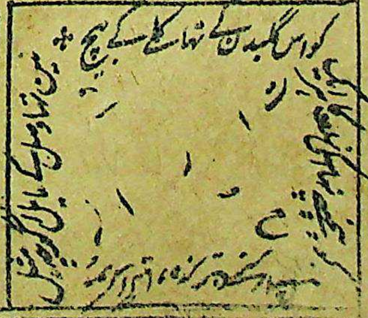
صنعت مدور



صنعت مدور



صنعت مربع



صنعت مربع



صنعت مربع



چیستان

بی سر کلنگ دیدم نی جو خورد نه گندم	قلم	آبی خورد نه دریا فیضش رسد بمردم	چشم	چیست آن گل که در چمن نبود
با همین شکل یاسمن نبود		شگفد روز و شب شود غنچه		قابل این بغیر من نبود
رود تا آسمان نبیندش دیده	نگاه	ولیکن هیچکس او را ندیده	ترازو	یکی اسپی عجب دیدم که شش پا و دو چشم دارد
عجائب تر اینکه شوهر میان شکم دارد		تر دماغی خوش مذاق سبز پوش	تربوز	سبز که او را نیش نر داد و داد نوش
چه چیز است آنکه باشد گرد و غلطان	خربزه	دو نام از زنده دارد لیک بیجان		خر آن باشد که این معنی نه فهمد
ز عنبر کمتر بود آن مرد نادان		آن چیست که از برگ پناهی دارد	بادنجان	جامه سیه و سبز کلاهی دارد
سرش سبز پهلویش چاک کنند		من در عجبم این چه گناهی دارد		عجب دیدم دو شوهر یک نسائی
میان هر دو شوهر خوش وفائی	رنبائی	ولیکن هر دو شوهر زاده زن		روا باشد بهر مذهب نکاحی
آن چیست که مانند پری ناز کند	تفنگ	بی سر و بی دهن آواز کند	کتهل	صوفی صومت پوشش پر پایه
یک نرگ دارد دو صد خانه		صاحب من بگو چه چیز است آن	کسم	مادرش در شکم پسر بد کان
چیست آن یک درخت شاخ چهار	چوسر	میوه بر شاخ رنگ برنگ بهار		گاه باشد که آن شود پخته
پخته را خام میکند هشیار		چیست آن جانور صد انگشتان	جنازه	پای ده دارد بهشت روان
پنج سر دارد و بالشش چار		این عجائب که دیده ام بجهان		چیست آن گنبد که دارد دو منار
درمیان هر منار خفته مار		قوت آن ها از آن گنبد بود		وقت خفتیدن در او استار
نهنگی اندر قعر دریا	چراغ	گرفته در دهان یکدانه گوهر		عجب آنست که او را خود شکم نیست
ولیکن میخورد دریا سراسر		گلی دیدم که او بیخار باشد		نه از بوئی نه از گلزار باشد
نه او را کس خریدی کس فروشد	شمع	ولی بر تخته بازار باشد	پان	زاغ و قاز و تدرو طوطے را
دوش دیدم بمجلس احباب		در گرفتیم و در قفس کردیم		گشت این چار مرغ یکسر آب
حوضی که در آن بگنجد بمیان		نوشند از آن آب همه جانوران	پستان	نه آن جانوران که بر جا می برند
آهوی و شتر و پیل گر آدمیان		چیست آن لعبتی که جانش نیست	ابر	خنده میکند دهانش نیست

گریہا میکند ندارد چشم نہ از شکم مادر نہ پشت پدر لگ لگ کہون تو ناسے لگے پیاسے ہو کر ہیتہ چاٹے بالا تہا تو سبکو بہایا ارتہ کہو یا چہوڑو گا نون ہر کہ بگشود این معما را رنگ آن پر خون شود نبود دو رنگ پا دارد و پر ہم بدان	فکر لب دیا از نیند	سخنہا میکند زبانش نیست نہ بر آسمان و نہ زیر زمین اور بن سے کہے لگ باوے دہیر تیر کی کن بہر اور بن چلے شہوے بڑا ہوا تو کام نہ آیا چیست آن اژدہا دو سر دارد دانم از عاشقے خبر دارد رنگش چو رنگ زعفران پاپڑ	نہرنی موزہ پان	یکے مرغ دیدم نہ پا و نہ پر ہمیشہ خورد گوشت آدمے ہاتہ سے بیسے دس بیس کو کاٹے سونہاری جیتا تہ میں آئی بچہری کے ہین کہ دیا اس کا ناون کہ دو سوراخ سر بدر دارد چار کس کردند جنگ بریان چو جان عاشقان جانان من کہو چیست آن

قطعات تاریخ در رحلت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از منشی اخی بلگرامی

احمد مختار چو اے دوستان
احمد پاک آہ دنیا را گذاشت ۱۱ھ
گفتند جہانیان کہ گردید
جا بہ عدل رفت از عالم
ہاتفم سال رحلتش از غیب
ملائک از خلائق سوی خالق
چون بحکم خدا امام حسن
رحلتش کرد ملک از بے سر
گفت سال شہادتش ہر یک
آہ بیرون آمد از اسم ذات اللہ
گفت تاریخ شاہ مسکینے

عازم عقبے شدہ دنیا گذاشت
شد عازم خلد چون تہ صدیق
صدیق جہان زسوی عالم ۱۳ھ
کردیوان روح حضرت عثمان
گفت بی آب شد وجود حیا ۳۵ھ
رقم کردند سال انتقالش
زین سرای سپنج کرد سفر
بر سر حضرت امام حسین
کہ شہادت او ملک بیدل ۶۰ھ
آندم کہ بر حسینا تیغ جفا کشیدند
سر دین را بریدہ بی دینے

گفت سال رحلتش ہاتف ز غیب
صدیق از این جہان پر غم
بر زبانم گذشت تاریخش
عزم دار البقا نہ دار فنا
رسانیدند چون روح علی را
زفوتش بی سر و پا شد خلائق
سال فوتش بچشم تر گفتہ
چون روان گشت خنجر قاتل
من چگویم کربلا را واقعات
روح الامین بگفتا قلب نبی
سال ہفتاد بو حنیفہ

در جهان داد علم فقه بداد
امام فاضل و عالم محمد ادریس
وفات یافت ز هجرت دویست بود و چهار

وفات مولانا جامی رح کاشت اسرار
ز خامیان بود از ان تاریخ خاص شد

وفات ٹیپو سلطان شمشیر گم شد
ز زخم اهل بدعت شد جگر شق
یکی ز اهل ارادت این گهر سفت
گذشت از دار دنیا مظهر کل
طبع من چون الم کشید کمال
هر گوشه بود در همه هندوستان عاد
تاریخ رحلتش بدر آورد مصحفی
چو کرد سال وفاتش ز دل طلب منبت
آن مخزن علم دین که نامند
شد حازم خلد روی اطهر
چو با شعر سن وفاتش
دریای شریعت پیمبر ۱۲۲۸
ازین دار الفنا تشریف فرما
ریاض شرع بی رونق شدی آه
روح قدس بعرش گفت آه
که نفر وزارت بر او ختم بود

۱۲۰۶ هجری

سال عمرش رسید تا هشتاد
که در فنون شریعت کسی نبود نظیر
سنفیتش کامل و عاشق تولد

وفات خواجه حافظ رح خاک مصلا

وفات خواجه بنده نواز مخدوم دین پناه

وفات عرفی شیرازی میوه فردوس
محترم بود کز دار المشقت
که فایق سال تاریخش توان گفت
از وفاتش دلم بسوخت چو شمع
گفت تاریخ سوز سوخت دلم
ناگه چو درنوشت بساط حیات را
سودا کجا و آن سخن دلفریب او
که او بهار سخن بود حاسد آتش زبان
عبد العلیش بهفت کشور
شد ماتم جهان که گردید
پرسید کسی ز دیده تر
در دریای علمیت مبین کوه
سوی دار الفنا گردید هرگاه
ٹیپو سلطان بملک بهتر شد
نسل حیدر شهید اکبر شد
زمانیکه رفت از تنش جان پاک

در صد و پنجه و شش وفات قبا
ولادتش صد و پنجاه عمر پنجاه و چهار
وصالش در آن معشوق الهی

وفات امیر خسرو دهلوی طوطی شیرین مقال

وفات مخدوم صاحب جنة الفردوس

چو مرزا جان جانان مظهر حق
شهادت برد و آسود جنت
باندک فکر گفتم بی تامل
سودا — الفتش بود چو آب و گلم
مرزا رفیع آنکه ز اشعار شند هست
سودا — گردید بعد فوتش ز تقضا خاک لکهنو
رفیع مرتبت ملک شاعری سودا
بگفت گوهر معنی یتیم شد هی هی
هرگاه که از تنش نباگاه
برپا همه جا فغان محشر
گفتند که تهی شد زیب در
شه ملک شریعت بود و اسد
خرد گفتا که از سال وفاتش
حاضر مجلس پیمبر شد
سعادت علیخان والا گهر
مرا فکر تاریخ او در ربود

دل از یاس چون فتد برلب گذشت
افگنده بخلق آه وزاری
چون بوقت کسوف ناصر جنگ
قرص خورشید در سیاهی شد
شد پسر و پا زفوت نواب زیر
برایوانش انا فتحنا نوشت
چه محرابی سجود خاص و عام است
خوانند با وضو همه اشخاص فاتحه
شد فدا در مسجد الله اکبر با جنگ
شد زین عابدین گذشته بکائنات
فائق دوگانه کرد بمحراب او ادا
پس از زوال بر همه حق پرستان
پے تاریخ آن بیت المقدس
که تاریخ بنائی اوست تاریخ
مسجد قبرستان بمبئی رحمة الله

جمعه

که گوئی سعادت زگیتی ربود
۱۲۴۶
یکبارگی شد ندبه بر سر و پا
از جهان سوی خلد راهی شد
تاریخ وفات عالی شان
عیش و اکرام بخش و امن و امان
کرد تعمیر سبط پیغمبر
فلک گفتا که این بیت الحرام است
زین مصرع عجب تاریخ بر خوان
مسجد جامع بمبئی جهان آفرین شد
تعمیر کرده برلب دریا چو درنظر
تاریخ گفت خضر که قد قامت الصلوة
بنا این مسجد عالی نمودند
نشستم چون بمحرابی مقدس
سر آمد در این تاریخ بنگر
بارک الله عوض به پاکیزه بنا هی

امجد الدوله بهادر

روزیکه وفات ناصر جنگ
فیاض و خیر بر زبار
بر ز بانم گذشت بی سار
حسینم چو از خرد چنین کرد
بنا کرده مسجد بجای گذشت
چاه زمزم ز چشمه کوثر
بروح پاک میر نظام شاه
مستوجب بهشت با خلاص فائق
آن سید زمانه که نام شه
گردون شکوه مسجد عالی
چون فرزندان زین العابدین
در رحمت ابر وی خود گشود
شنیدیم فائق از خورشید
بود جاوید فیض عام

تمت

بعون صانع مکین و مکان وفضل خلاق زمین و آسمان

۱۸۶۹ء

[illegible]

بمطبع نامی منشی نولکشور طبع رزین مقبول جہانیان

ہو الغنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خازن گنجینۂ گنج عظیم

توحید باری تعالی عز اسمہ

غزل خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ

مقدور ہمین کب تیرے وصفونکی رقم کا
حقا کہ خداوند ہے تو لوح و قلم کا

اس مسند عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہے
کیا تاب گذر ہووے تعقل کی قدم کا

بستے ہین تیرے سایہ مین سب شیخ و برہمن
آباد ہے تجھہ سے ہی تو گھر دیر و حرم کا

ہی خوف اگر جیمین تو ہی تیری غضب سے
ہر دل مین بھروسا بھی تو ہی تیرے کرم کا

مانند حباب آنکھہ تو اے درد کھلی تھی
کھینچا نہ پر اس بحر مین عرصہ کوئی دم کا

غزل شاہ ظفر خلد اللہ ملکہ

مقدور کسکو حمد خدائے جلیل کا
اس جا پہ بے زبان ہین قال و قیل کا

پانین اوسنی راہبر کی کلیم کے
آتش مین وہ ہوا چمن آرا خلیل کا

اسکے مدد سے فوج ابابیل نے کیا
لشکر تباہ کعبہ پہ اصحاب فیل کا

پھرتا ہی اسکی حکم سے گردونیہ رات دن
چلتا ہی یہان عمل کوئی جر ثقیل کا

پیدا کیا وہ اوسنی لشکر عوج بن عنق
پل جسکے ساق پا سے بنا رود نیل کا

بلوایا اپنی دوست کو اوسنی وہان جہان
مقدور پر زدن نہوا جبرئیل کا

کیا پائی کنہ ذات کو اسکی کوئی ظفر
وہان عقل کا ہی دخل نہ ہرگز دلیل کا

غزل یقین علیہ الرحمۃ

کون کرسکتا ہی اس خلاق اکبر کے ثنا
نارسا ہے شان مین جسکے پیمبر کے ثنا

سر براہ اس منہ سی ہو سکتی ہی کب نعت رسولؐ
یا ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ حیدرؓ کے ثنا

یہ زبان قابل ہے کب اس بات کے جو کیجیے
حضرت زہراؓ کی اور شبیرؓ و شبرؓ کے ثنا

نام احمد کا بھی انصاف سے لینا نہین
کی ہی ساری عمر ترکان ستمگر کے ثنا

جون نماز اپنے پہ شام و صبح لازم ہے یقین
حضرت استاد اپنے شاہ مظہر کے ثنا

غزل میر تقی

کیا مستعار حسن سے اسکی جو نور تھا
خورشید مین بھی اس ہی کا ذرا ظہور تھا

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا
پیدا ہر ایک نالے سے شور نشور تھا

پہنچا جو آپکو تو مین پہنچا خدا کی تئین
معلوم اب ہوا کہ بہت مین بھی دور تھا

آتش بلند دل کی نہ تھی ورنہ ای کلیم
یک شعلہ برق خرمن صد کوہ طور تھا

مجلس مین رات ایک ترے پرتو بغیر
کیا شمع کیا پتنگ ہر ایک بی حضور تھا

منعم کے پاس قاقم وسنجاب تھا تو کیا — اس رندگی بھی رات گذر گئی جو عور تھا
ہم خاک مین ملی تو ملی لیکن ای سپہر — اس شوخکو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

غزل میرزا رفیع السودا

مقدور نہین اوسکے تجلے کے بیان کا — جون شمع سراپا ہوا اگر حرف زبان کا
پردے کو تعین کے در دل سے اوٹھا دے — کھلتا ہے ابھی پل مین طلسمات جہان کا
ٹک دیکھہ صنم خانۂ عشق آن کے ای شیخ — جون شمع حرم رنگ جھمکتا ہے بتان کا
اس گلشن ہستی مین عجب دید ہے لیکن — جب چشم کھلی گل کے تو موسم ہے خزان کا
دکھلایے لیجا کے تجھے مصر کا بازار — لیکن نہین خواہان کوئی وہان جنس گران کا
سودا جو کبھو گوش سے ہمت کی سنے تو — مضمون یہی ہی جرس دل کے فغان کا
ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ — دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہان کا

غزل سوز

جبر شکر قلم صفحہ پہ خلاق جہان کا — چاہی جو کری وصف تو منہ کیا ہی زبان کا
پہنچے ہی خیال اسکی کوئی وصف تلک پا — وہان دخل فرشتے کی نہین وہم گمان کا
یک نسخہ نویس اسکی مطب کا ہی مسیحا — ہی علم مداوا کی اسے سود وزیان کا
ای شخص کسیکا دہن ایسا نہین جس سے — جھٹ اوسکے ادا شکر ہو بخشندۂ جان کا
ہر مو بہ تن خلقت خاکی جو زبان ہو — مقدور کسی ہے تری احسانکی بیان کا

غزل جرأت

نالۂ موزون سے مصرع آہ کا چسپان ہوا — روز یہ پر درد اپنا مطلع دیوان
جسنے دیکھا آسکے یہ آئینہ خانہ دہر کا — فے الحقیقۃ بس وہ اپنا آپ ہی حیران
کاش دل ہی چشم تک آنے نہ پایا لخت لخت — رفتہ رفتہ اب تو یہ لڑکا کوئے ہو نادان
[illegible] سے ہو گئے — خاک ہو کر سب بنے غبار خاطر یاران

اشک رنگین نے جو اپنی کر دیا یہان فرش گل
رشک صد گلشن ہمارا گوشۂ زندان ہوا

گرچہ ہر قالب مین چراغ صورتین جلتی رہین
پر بنا جو درد کا پتلا وہی انسان ہوا

غزل انشا

صنما برب کریم یہان تیری ہین ہر ایک یہ مبتلا
کہ اگر الست بربکم تو اسے کہی تو کہین بلی

ہوس جمال حبیب ہو تجھے کچھ دلا تو کلیم وش
نہ وہ لن ترانی ادہر کی سن ارنی ہی کہی یہ جی چلا

وہ جو محو دشت نظارہ ہین یہی آہ بہر کی کہین ہین وہ
کہ اسی تجلی نور نے ہمین مثل طور دیا جلا

بمحمد عربی تو وہی دو دستہ جام بادہ نور دہ
کہ نہ سوجھے سکر مین ساقیا مجھے کچھ جہان کا برا بھلا

یہ روان ساقی کوثر آسر خسم کو پیر مغان پلا +
سبھی اہل وجد کو مے پلا کہ تو شیخ و شاب کو دی صلا

یہ جو کہتے کعبہ ہین ہی فقط سو غلط ہے محض اسی غلط
جدہر آنکھ اوٹھا کے نظر کرون نظر آوی مجکو وہ برملا

تجھے انشا اور تو کیا کہون دو جہان مین کوئی بھی فرق ہے
جو خدا کی نور سے پر نہو کہ مجال دہر مین ہے خلا

غزل ناسخ

میر اسینہ ہی مشرق آفتاب داغ ہجران کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

کسی خورشید رو کے جذب دل نی آج کھینچا ہے
کہ نور صبح صادق ہے غبار اپنی بیابان کا

چمکنا برق کا لازم پڑا ہے آب باران مین
تصور چاہیے رونے مین اسکی روے خندان کا

کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون کنج مرقد مین
تو عالم یاد آتا ہی شب مہتاب ہجران کا

تصور مین جنون آنکھون کی جو اک ماہ رہتا ہے
مری زندان مین عالم ہو گیا یوسف کے زندان کا

کوئی مضمون اگر لکھتا ہون اس حال پریشان کا
کبھی بندہتا نہ شیرازہ میرے اوراق دیوان کا

یہ عشق ایسی بلا کب سے ہے جسکے نام کی دولت
درختون کو سکھاتا ہی لپٹنا عشق پیچان کا

دیا میرے جنازی کو جو کاندہا اوس پریرونے
گمان ہی تختۂ تابوت پر تخت سلیمان کا

وہ شوخ فتنہ انگیز اپنی خاطر مین سمایا ہے
کہ اک گوشہ ہے صحراے قیامت جسکی دامان کا

اثر بعد از فنا میرے سیہ بختی کا باقی ہے
ہوا پر خاک انداز اپنی ہی دود پریشان کا

نه شمشیر قاتل کسقدر بشاش تھا نا سخ
که تا لم ہر دہان زخم پر ہی ہی ارو کے خندان کا

غزل جوان

دیکهه داغ عشق دل مین فکر نے دیوان کیا
سمجھے وه خورشید تابان مطلع دیوان کیا

سوز ہے سینه مین اسکا مین نے ابراہیم سے
آتش نمرود لاله دود نافرمان کیا

کشته اوس تیغ کا ہون جسپر اسماعیل نے
جان کر عید اسکو کس شوق سے قربان کیا

گرمی بازار حسن اسکی مه کنعان نے دیکهه
سود سودا جان کر بیعانه نقد جان کیا

کوئی بیخود کوئی دیوانه کوئی مجذوب ہے
عشق نے اوسکے یه رنگ عالم امکان کیا

ہی عیان ہر شے مین تو ہی حیرت آئی برق نگار
منفعل جلوه دکھا کیون آپ کو پنہان کیا

خون بہا دل کا مری اس چشم گوہر بار نے
پنجه مژگان کو رشک پنجه مرجان کیا

وجه حیرانی کہون تجھسے کیا ہی عکس یار
سیر سے اس آئینه دل نی ہی مجهی حیران کیا

شیخ اپنے پاک دامانی کو ترک کر کہه مجھے
ساقی دوران نے مست باده عرفان کیا

جا خدا کو مان ہردم بحث کرلو ہو نه سے پے
مشرب اپنا باده خواری کا تو مین نے ہان کیا

ای جوان تو عندلیب گلشن توحید ہے
کیون برنگ گل گریبان چاک تا دامان کیا

غزل ولی موجد شعر ہندی

کیتا ہون تیری نام کو مین ورد زبان کا
کیتا ہون تیرے شکر کو عنوان بیان کا

جس گرد اوپر پاؤن رکھین تیری سولان
اوس گرد کو مین کحل کرون دیده جان کا

مجهه صدق طرف مدعی ای اہل حیا دیکهه
تجهه علم کے چہره په نہین رنگ گمان کا

ہر ذره عالم مین ہی خورشید حقیقی
یون بوجهه کے بلبل ہے ہر اک غنچه دہان کا

کیا بیم ہے آفات قیامت سیتی اوسکو
کھایا ہی جو کوئی تیر تجهه ابروے کمان کا

جاری ہوئے آنکھون سیتی یون سبزه خط دیکهه
ای خضر قدم سیر کر اس آب روان کا

کہتا ہی ولی دل سیتی یہ مصرع رنگین
ہے یاد ترے مجھکو سبب راحت جان کا

غزل سراج

نام تیرا ابجد افہرست ہے دیوان کا
ہے زبان کا ورد خاصہ اور وظیفہ جان کا

جیو سے بیتے وجہ ربک کی سدا سمرن کو بہر
ورد کر من سے خیال من علیہا فان کا

یا محمد تجہ کرم سون ہون سدا امیدوار
تکمہ و کہا ایمان کا اور بہید کہہ انسان کا

گر شراب شوق سے بیہوش مجھکو یا حبیب
دی مجھی بہر کر پیالہ نشۂ عرفان کا

تو احد ہے نام تیرا احمد سبب میم ہے
زیب پایا تجہ صفت سی ہر ورق قرآن کا

جان جانی بن نہین ہے جان جانان کا خیال
سر کو وہ پایا جو سر غازی ہی اس میدان کا

ای سراج اپنی خودی کو بیخودی مین محو کر
شغل جاری رکھہ ہر اکدم مین ہوالرحمان کا

غزل عاشق

اللہ ری قدرت تری اور اسکا تماشا
کیا مین ہی کیا لطف ہی کیا عیش اہاہا

ای گلشن دنیا تری قربان گیا مین
تونی تو عجب طرحکا ہی رنگ دکہایا

ہی آئنہ مظہر حق تو ہے تو واللہ
برعکس سمجھتے مین جو ہین کہتی بری جا

آباد کیا خانۂ دل عیش و طرب سے
اور غم کے تئین جیسے بہت دور بہیجایا

عاشق ہون ترے نام کا مین دلسی کہ تونی
ہر رنگ مین ہی جلوہ معشوق دکہایا

غزل شادان

چہرا اسکا کیا کہون ہین سب ہے وہ شعلہ نور کا
مین تو عاشق ہون اسی معشوق رشک حور کا

نور تھا یا شعلہ تھا یا برق یا خورشید تھا
کچھ تو اے موسےٰ کہو کیا تھا وہ جلوہ طور کا

نحن اقرب کہہ گئے قرآن کی آیت جبرئیل
ہی ترے نزدیک اندیشہ نہ کرنا دور کا

جسکے پینے سے ہے خمار آنکھوں مین اپنی آگیا
جرعہ دیتا ہے نشان خوشتر اُس انگور کا

خوش نہین آتا ہے مجھکو راگ سنا غیر کا
کان مین نغمہ بھرا ہے بس اُسی طنبور کا

بانکل ہے سرو جسکے خوش خرامی دیکھکر
مین ہون دیوانہ اوسیکے نرگس مخمور کا

اسکے آنیکی خبر سن کیونکہ شادان شاد ہو
آج ہے کچھ اور ہے عالم دل مسرور کا

غزل کنور

تقریر کرے وصف کو خلاق جہان کا
مقدور کہان نطق کو کیا منہ ہی زبان کا

خارج ہی تخیل سے توہم سے گمان سے
ذات اوسکے جو واقف ہی سب اسرار نہان کا

حامد ہے سبھی ذرہ سے خورشید تک اوسکے
حقا کہ خداوند ہے وہ کون و مکان کا

ادراک کو درگاہ تلک اوسکے نہین بار
قاصر ہے بیان مدرکہ ہر خورد و کلان کا

ممکن نہین ٹک اوسکے تجلے کے بیان ہو
اس جا ہے تعقل کا گذارا نہ گمان کا

ہر رنگ مین ہے جلوہ کنان رنگ اوسیکا
ناحق ہے تناقض حرم و دیر مغان کا

رہتا نہین دائم کنور ایک طرز پہ عالم
گذرے جو بہاران وہی موسم ہی خزان کا

غزل میر تقی در نعت حضرت سرور کائنات
محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جلوہ نہین ہے نظم مین حسن قبول کا
دیوان مین شعر گر نہین نعت رسول کا

حق کی طلب ہے کچھ تو محمد پرست ہو
ایسا وسیلہ ہے یہ خدا کی وصول کا

مطلوب ہے زمان و مکان و جہان سے
محبوب ہے خدا کا فلک کا عقول کا

احمد کو ہمنے جان رکھا ہی وہی احد
مذہب کچھ اور ہوگا کسی بو الفضول کا

جن مردمان کو آنکھین دیان ہین خدا نے دی
سرمہ کرین ہین رہ کی تری خاک و دھول کا

مقصود ہے علی کا ولی کا سبھے کا تو	ہی قصد سب کو تیری رضا کی حصول کا

غزل سودا

ہر رنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا	موسیٰ نہین جو سیر کرون کوہ طور کا
ہر شے مین درد حسن صبیح و ملیح دیکھ	جلوہ ہر ایک پر ہے محمد کے نور کا
توڑون یہ آئینہ کہ ہم آغوش عکس ہے	ہووے نہ مجھکو پاس جو تیرے حضور کا
بیکس کوئی مرے تو جلے اوسپہ دل مرا	گویا یہ ہے چراغ غریبان کی گور کا
ہم تو قفس مین آنکے خاموش ہو رہے	ای ہم صفیر فائدہ ناحق کے شور کا
سودا کبھی نہ مانیو واعظ کی گفتگو	آوازۂ دہل ہے خوش آیندہ دور کا
ساقی سے کہہ کہ ہے شب مہتاب جلوہ گر	دے بسمہ پوش ہو کے تو ساغر بلور کا

غزل انشا

ای عشق مجھے شاہد اصلی کو دکھا لا	قم خذ بیدے وفقک اللہ تعالیٰ
ہے تجھکو جنون کی قسم ای جذب محبت	اس نور تجلی کی جھلک مجھکو دکھا لا
انشا تو پھرا وادی وحشت مین ترے مین	ہر پائی نظر مین ہی پڑا اشک کا چھالا
سوجھے ہے مجھے عالم اطلاق کی منزل	الفت نے جو تقیید کے جھگڑے سے نکالا
ہرچند کہ عاصی ہون پہ ہمت مین ہون اوسکے	جسکا ہے قدم عرش معلیٰ سے بھی بالا
مولائے جہان رہبر عشاق محمد	صدقہ مشکل کا مرے کھولنے والا
بھیجے مجھے ساقی کوثر ہی جبھی سے	ہے جام تولا سے مرا نشہ دوبالا
قنبر کو کرے حکم کہ جلدی سے خبر لے	انشا ہے غلامون مین مرا اسکو چھڑا لا

زنہار نہ پہنچے کہین آسیب جہنم
اولاد سے علیؑ کے اسے سایہ مین بلا لا

سب اوسکے تصدق سے حسینؑ ابن علیؑ کی
بخشا کی عفو اپنے سے تو جرم و خطا لا

غزل جرات

محمدؐ ہے سنے ممدوح ذات کبریائی کا
کرے بندہ گر اسکے مدح دعوی ہے خدائی

گروہ انبیا مین وہی حق کا برگزیدہ ہے
سوا اسکے لقب کسکو ملا ہے مصطفائی

دلیل اسکی ہے یکتائی کے یہ لاریب ہے جرات
کہ تھا سایہ نہ اس محبوب ذات کبریائی

قطعہ قاسم

جہان مین اگر یار و زمین و آسمان دیکھا
وہی آیا نظر ہمکو غرض ہمنے جہان

تماشا ہے یہی قاسم کبھی یون خلق لعنت ہے
جہان سے کس ضرر سے یہ محمدؐ کو اوٹھا

غزل رافت

ہر نام پاک یہ ہے تعویذ میرے جی کا
صدیقؓ کا عمرؓ کا عثمانؓ کا علیؓ

یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر
چارون طرف نہ سکے کیونکہ ہو پھر

سایہ ہو جن پہ انکا ان کو نہین خطر ہے
کچھ انس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری

رافت بچار یار اب وابستہ رکہہ دل اپنا
گر تجہہ پہ کھل گیا ہی عقدہ

غزل مومن خان

قابو مین نہین ہے دل کم حوصلہ اپنا
اس جور پہ جب کرتے ہین سب

لبیک حرم ہم ہین نہ ناقوس کلیسا
پہر شیخ و برہمن ہین جب کیون

بلجاتے ہین اغیار نکل آتے ہین باہر
زنجیر در یار سے ہے

تھے دشت مین ہمراہ مرے آبلہ جند
سو آپ سے ہے پامال کیا تا

اس حال کو پہنچے تیرے قصے سے کہ اب ہم
راضی ہین کہ اعدا بھے کرین فیصلہ اپنا

زندہ ہمنوا ہاے دل مردہ اگرچہ
تھا شور قیامت سے فزون ولولہ اپنا

صورت وہی غفلت وہے گردش وہی گیتی
حیران سب ہے کہ یہ چرخ ہی یا آبلہ اپنا

انصاف کے خواہان ہین نہین طالب زرہم
تحسین سخن فہم ہے مومن صلہ اپنا

غزل ذوق

شوق نظارہ ہے جب سے اوس رخ پرنور کا
ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا

گر لکھون مضمون اپنے نالۂ پرشور کا
لون صریر خامہ سے مین کام بانگ صور کا

نزع مین بھی دھیان تھا اس نرگس مخمور کا
مجھکو شربت مین مزہ آیا ہے انگور کا

تیرے کوچے مین تن لاغر تیری رنجور کا
یک غبار ناتوان ہے کاروان مور کا

باندہون مین مضمون جو اپنی شوربختی کا کوئے
ہوز مین شعر مین عالم زمین شور کا

تیرے قامت سے جو ہو برپا قیامت سرو پر
کام لے منقار سے فریاد قمری صور کا

تفتہ دل وہ ہون کہ میرے داغ سوزان کی لپٹ
گر سے مرہم سے اوڑ جاوے اثر کافور کا

حق تو یون ہے یہ انانیت عجب غماز ہے
قصہ پہنچا یا زبان دار پر منصور کا

عشق کے مکتب مین ہو فریادی تیری فہمین
تین دن جائے اگر تعویذ میرے گور کا

جا نکلتے تھے وہ جہین جب روزن دیوار سے
وای قسمت ہوا ہی روزن ہین گھر زنبور کا

دفن ہے جس جا پہ کشتہ سرد مہری کا تیرے
بیشتر ہوتا ہے پیدا واہان شجر کافور کا

بل بے وحشت اب تلک بھی شاخ آہو کیطرح
پیچ رکھتا ہے وہوان میرے چراغ گور کا

دیکھنا زہر آب پیکان محبت کا اثر
چشم افعی بن گیا روزن مرے ناسور کا

ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہی جسکے خاک مین
ہے درتاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا

غزل معروف

جبتک کہ مین جیتا ہون طلبگار رہون تیرا
تو ہیچ سجھے ڈارے تو خریدار ہون تیرا

ظاہر مین حضور سے تری گرچہ ہون غائب — پوشیدہ وسے محرم اسرار ہون میں
سو بار مین اس روز کے قربان ہو ہر بار — جس روز کہ قربان مین یکبار ہون میں
جون نقش قدم وا نہ ہے کیون کہ مری چشم — حیرت زدۂ جلوۂ رفتار ہون میں
سایہ کی طرح جا ملے اپنے سے مجھے ہمراہ — تو یار مرا ہو نہو مین یار ہون تیرا
اظہار محبت تو ہوا واقعی مجھ سے — جو چاہے سو کر مجھکو گنہگار ہون میں
کس شکل سے عالم کو نہ ہو میرا تماشا — مین محو تماشا سر بازار ہون میں
جو بندۂ پابند وسے ہے معروف جہان مین — جبتک کہ مین جیتا ہون طلبگار ہون میں
مرہم کا وہ خواہان ہو جو ہو تیغ کا گھایل — ای ابروے جانان مین دل افگار ہون میں

غزل اثیم

جو کہ دریاے محبت کا شناور ہوگا — سب بے بہا خلق کے آنکھون مین وہ گوہر ہوگا
وصل مہ رو ہمین کب دیکھیئے میسر ہوگا — کب مرا خانۂ تاریک منور ہوگا
چشم نرگس سے تو رخسارۂ گل تر ہوگا — رشک سنبل ترا گیسوے معنبر ہوگا
دم خنجر مین اگر اوسکے دم عیسیٰ ہے — خضر کیون کر نہ بھلا کشتۂ خنجر ہوگا
یاد مین ماہ رخون کے دل سوزان سے مرے — جو شرر آہ کا نکلے گا سو اختر ہوگا
پاے بت سے نہ اوٹھا سر تو ہوا مجھکو یقین — کسی محبوب کی جو کھٹ کا یہ پتھر ہوگا
دیکھا اس دست حنائی کو منجم نے کہا — خون عشاق کا ان ہاتھون سے اکثر ہوگا
دیکھ لے اسکو رگ جان مین لگا کر فصاد — خون سے میرے کبھی تر ترا نشتر ہوگا
یار کے پاس جو نامہ مرا پہنچا دیگا — مجھ پہ احسان بہت تیرا کبوتر ہوگا
تیغ ابرو سے کیا ہے مجھے کافر نے شہید — یہی کہتا ہوا اوٹھون گا جو محشر ہوگا
طامع بوسہ نے چھیڑا ہے اثیم اب اوسے — پھر بھی مل لینگے اگر وصل مقدر ہوگا

وہ صنم جب سے بسا دیدۂ حیران مین آ
آتش عشق پڑی عقل کے سامان مین آ

یار دیتا نہین گر جنت گلگشت چمن
ای چمن زار حیا دلکے گلستان مین آ

دیکھ اے اہل نظر سبزۂ خط مین لب لعل
رنگ یعقوت چھپا ہے خط ریحان مین آ

حسن تھا پردۂ تجرید مین سب سے آزاد
طالب عشق ہوا صورت انسان مین آ

حاکم وقت ہی تجھ گھر مین رقیب بد خو
دیو مختار ہوا ملک سلیمان مین آ

بسکہ مجھ حال سے ہمراہ ہے پریشانی مین
درد کہتی ہے مرا زلف ترے کان مین آ

غم سے تیرے ہے ترحم کا محل حال ولی
ظلم کو چھوڑ سخن شیوۂ احسان مین آ

غزل نصیر

دل کو ایسا ہے معنی جو مصفا کرتا
تو اس آئینہ مین صورت تیری دیکھا کرتا

دست پر نور جو تیرا یہ ارادہ کرتا
پنجۂ مہر کا کیا منہ ہے جو پنجہ کرتا

نہ بہاتا جو سرشک آنکھہ تو کیا کرتا
بند کوزے مین بھلا کیون کہ یہ دریا کرتا

می پرستی جو وہ مہ پارہ ہمارا کرتا
جام خورشید کو اور چرخ کو مینا کرتا

قطرۂ تر سے مرے اشکی نہ کے ہیں چشمے
ورنہ پانے سے رگ ابر کو پتلا کرتا

دیکھتا تاب فلک گر ترے رخسار سیکے
تو شب و روز مہ و مہر کو وارا کرتا

جام مے ساقی کم ظرف نے بھر کر نہ دیا
ورنہ پائے خم صہبا نہ نہ لوٹا کرتا

چشم حیران سے بجھے آتش دل یار و غلط
ابر تصویر سے پانی نہین برسا کرتا

آتش عشق کے شعلے کو یہ بھڑکاتا ہے
پر پروانہ نہین شمع کو پنکھا کرتا

گر نہ ہوتے طلب بوسہ تو زلفون سے ترے
جنس دل کا نہ گلے پڑ کے مین سودا کرتا

ساتھ اشکون کے نہ خون ہو کے بہا دل ورنہ
صورت ایک اور ہے پیدا یہ ہیولا کرتا

کشتۂ ناز کو کرتے ہے ترے چشم احیا
یہ فرنگی تو ہے اعجاز مسیحا کرتا

غزل ظفر شاہ دہلی

گشتہ ہوں کسکے طرۂ عنبر شمیم کا	خوشبو ہی مرے خاک ہی امن نسیم کا
گلشن ہو خلد کا کہ چمن ہو نعیم کا	کیا دل لگی ہے تیری گلی کے مقیم کا
دولت سی عشق کے میرا ہر قطرۂ سرشک	تکیہ ہے میری جیب میں دُرِ یتیم کا
دکھلائیں سوزش دل بیتاب ہم اگر	کانپ اوٹھے شعلہ خوف سے نار جحیم کا
آتی ہیں یاد جب کہ ہمکو اذیتیں	واعظ سے ذکر سنکے عذاب الیم کا
آنکھوں میں اپنی نور اسی سے ہی ظفر	یہ مردمک ہے سایہ محمد کے میم کا

غزل رمز

دل مرے سینہ میں یہ کوئی ستم پیدا ہوا	جب سے دل پیدا ہوا ساتھ اسکی غم پیدا ہوا
دل میں آتی ہی نظر اپنے مجھے تصویر یار	کیا تماشا ہے کہ کعبہ میں صنم پیدا ہوا
مجھ سے کی بیدردی نے بہاو تھی جس روز سے	درد پہلو میں ہمارے دمبدم پیدا ہوا
دیکھتے ہیں سارے عالم کا تماشا میں ہم	ساغر دل اپنا رشک جام جم پیدا ہوا
اپنی صورت آئینہ میں دیکھکر کہتا ہے وہ	کوئی دنیا میں حسین مجھسا بھی کم پیدا ہوا
ہی مرا سینہ کہ یارب کوئی دار الضرب عشق	داغ جو پیدا ہوا اس شکل درم پیدا ہوا
میں وہ مجنون ہوں کہ جسکے باغ جنت میں ہی رمز	خار صحرائی جنون زیر قدم پیدا ہوا

غزل خواجہ میر درد رح

قتل عاشق کسکے معشوق سی کچھ دور نہ تھا	پر ترے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا
رات مجلس میں ترے حسن کے شعلے کی حضور	شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
ذکر میرا سے وہ کرتا تھا صریحاً لیکن	میں نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا
باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے	وہاں پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا
پرورش غم کی تری ہاں سے صنم کر دیکھا	کوئی بھی داغ تھا سینہ پہ کہ ناسور نہ تھا
محتسب آج ترے ہاتھوں سے میخانہ میں	دل نہ تھا کوئی کہ شیشے کی طرح چور نہ تھا

درد کے ملنے سے ای یار برا کیون مانا
اسکو کچھ اور سوا دید کے منظور نہ تھا

غزل احسان

سنگ بیقدر سے دل میرا جو یکسر توڑا
مول اس لعل کا تو نے بت کافر توڑا

تیرے دیوار سے سر اپنا سراسر توڑا
نخل الفت سے ثمر ہمنے یہ دلبر توڑا

دل صد چاک کی پوچھی خبر اس سے تو آہ
گل صد برگ مرے سامنے لاکر توڑا

نالہ و آہ بھی اب تو نہ نکلنے سے رہی
خانہ دل پہ لگا تیر ستمگر توڑا

غزل ممنون

گمان نہ تجھہ پہ کرون کیون کہ دل چرانیکا
جھپکا کے آنکھہ سبب کیا ہے مسکرانیکا

یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہی بسم اللہ
اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا

کسیکے ہونٹھ کے ہلتے ہی یہ تمام ہوئے
ضرا ملا نہ ہمین گالیان بھی کھانیکا

مجھے یہ درد ہے معلوم حکم بلبل کو ہی
نہ میری خاک پہ گر قصد پھول لانے کا

کیا فریفتہ کہکے حال دل کو مرے
اثر فسون سے نہین کچھ کم اس فسانیکا

غمون کی گرہی بالیدگے ہے تو آخر
دل گرفتہ نہین سینہ مین سمانیکا

جھلکے نگہ مین ہے ڈھب پرسش نہانی کا
حنا مین زور دیا رنگ سحر پانے کا

اسے مین گرم نفس سوز سے کہ پھر چراغ
کرے ہے شعلہ کا کام آب زندگانے کا

کہان سے زور دل و سینہ و جگر لاؤن
تمہین لگانا ہے یہ ہات تیغ رانے کا

الٰہی جیب کی دامن سے آستین دھوون
فرہ نے سیکھہ لیا شغل خون فشانیکا

نہین بچا مرض عشق سے کوئے ممنون
ہمین دریغ بہت ہے تیرے جوانی کا

غزل مومن خان

لگے خدنگ جب اس نالۂ سحر کا سا
فلک کا حال نہو گیا مرے جگر کا سا

نہ جاؤن گا کبھو جنت کو مین نجاؤن گا
اگر نہو گیا نقشہ تمہارے گھر کا سا

گر نہ خانہ خراب بے ترے ندامت جبر — کہ آب شرم مین ہے جوش چشم تر کا

یہ جوش یاس تو دیکھو تو اپنے قتل کیوقت — دعاء وصل نہ کے وقت تھا عصر کا

لگی ان آنکھون سے ہر وقت ابدل صد چاک — تیرا نہ رتبہ ہوا کیون شگاف در کا

فدا ہو گر سے صحبت تو خاک کردی چرخ — مرا سرور ہے گل خندۂ شرر کا

یہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا — مرا سبھے حال ہوا تیر سے ہی کمر کا

جنون کے جوش سے بیگانہ وار ہین احباب — ہمارا حال وطن مین ہوا سفر کا

خبر نہین کہ اسے کیا ہوا پہ اس در پر — نشان پا نظر آتا ہے نامہ بر کا

دل ایسے شوخ کو مومن نے دیدیا کہ وہی — محب حسین کا اور دل رکھے شمر کا

غزل ذوق

پہنچا آب تیغ قاتل تا لب اچھا ہوا — اے دل مجروح سے تو غسل گر اچھا ہوا

ایک دن بالکل زمین ای چارہ گر اچھا ہوا — داغ ادھر تازہ ہوا گر زخم ادھر اچھا ہوا

آب خنجر کے ترے جو ہو زیادہ آبرو — آج مدت مین ہمارا حلق گر اچھا ہوا

آ رہیگا وشت مین لیلی تیری ناقی کی کام — ہو گیا مجنون جو کانٹا سوکھکر اچھا ہوا

روز کہتا تھا مرا مجکو چکھا دے عشق کا — پھر دیا یون اس نے دل کو چیر کر اچھا ہوا

سنکے مجنون نے مرے سوز جنونکو یہ کہا — واقعی مجھسے بھی یہ شوریدہ سر اچھا ہوا

بند ہوگیا اس مو کمر کا جب کہ مضمون کمر — ہو گئی معنے مین دقت شعر پر اچھا ہوا

مجکو صدقہ کر اگر ہے بد مزہ تیرا مزاج — یہ ادھر صدقہ دیا تو نے ادھر اچھا ہوا

ہاتھ تو ہلکا پڑا تھا یار کے شمشیر کا — زخم پر قسمت سے میرے کارگر اچھا ہوا

کھنچ گیا میری طرف سے اور اب دلبر کا دل — واہ واہ جذب محبت کا اثر اچھا ہوا

قتل کرتا ہے ترا بسمل سے یہ کہتا کہ لو — اب تو دامن بھی ہوا لوہو سے تر اچھا ہوا

ذوق مرجاتا ہے جلدی تو بھی چل جان حزین — دیر مت کر ساتھ تیرے ہمسفر اچھا ہوا

آئینہ خانہ مین عالم کی سمجھ سے یہ مثال
تا مجھے جانین کہ یہ صاحب نظر اچھا ہوا

ہے برا تو بھی اگر آیا نظر تجھکو برا
تو ہے اچھا ہے تجھے معلوم گر اچھا ہوا

ذوق کے مرنے کی سنکر پہلے وہ کچھ رک گئی
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا

غزل میر تقی

چمن مین گل نے جو کل دعوی جمال کیا
جمال یار نے منہ اسکا خوب لال کیا

بہار رفتہ پھر آئے ترے تماشے کو
چمن کو یمن قدم نے ترے نہال کیا

فلک نے عشق کی اب رہ مین ہمکو پیدا کر
لبان سبزہ نورستہ پایمال کیا

رہی تھے دم کے کشاکش لگی ہین کچھ باقی
سوا اسکے تیغ نے جھگڑا ہی انفصال کیا

لگا نہ دل کو کہین کیا سنا نہین تو نے
جو کچھ کہ میر کا اس عاشقی نے حال کیا

غزل حیدر کے

برابری کا ترے گل نے جب خیال کیا
صبا نے مار طمانچے منہ اوسکا لال کیا

وہین ہو چین بجبین غصہ سے کہا مت بک
کبھی جو بوسے کا اوس سے مین نے سوال کیا

نہ آئی کچھ بھی مسیحائی تیرے کام مرے
بدن سے روح نے آخر کو انتقال کیا

گرا تھا کٹ کے زمین پر کبھی ترا ناخن
فلک نے اوسکو اوٹھا کر وہین ہلال کیا

ادا اوسکی نہ کہا مین حیدری محبوب
خدائی اوسکو زمانے مین بیمثال کیا

غزل فردوسے

تماشا ہے اگر آئینہ بے زنگار ہو پیدا
تحیر کے مکان سے عکس عمری یار ہو پیدا

تڑپتی کیون ارے بلبل کمال اتنا تو کر پیدا
گرے جس جا پہ اشک اپنا گل گلزار ہو پیدا

ترے زیب قبا سے گر کھلے یاقوت کا تکمہ
گریبان سحر سے مطلع انوار ہو پیدا

اگر اس مصحف رو پہ کناری کا کھلے آنچل
طلائی رنگ کے تحریر سے تلوار ہو پیدا

کھلے بالون مین یون چمکے تری یہ عارض تابان
کہ جیون ابر سیہ مین برق سو سو بار ہو پیدا

میری اس دلکی وحشت ہی کبی منصور ہو جاوین
کرین دعوی انا الحق کا کہ سودا اُسکو پیدا ہو

کہیں گے نکتہ تحقیق کی ہو وے خبر فدوی
کہ جیسے عشق مین ہی حیدر گرا ہو پیدا

غزل انشا

جگر کی آگ بجھے جب سے جلد وہ شے لا
لگا کے برف مین ساقی صراحی مے لا

قدم کو ہاتھ لگاتا ہون اُٹھ کہین گہر چل
خدا کی واسطے استنے تو پاؤن مت پھیلا

نکل کے وادی وحشت سے دیکھ اے مجنون
کہ روز دھوم سے آتا ہی ناقہ لیلا

گرا جو ہاتھ سے فرہاد کی کہین تیشہ
درون کوہ سے نکلے صدای واویلا

نزاکت اوسکی مین پکھڑیسے گیا کہو انشا
نسیم صبح جو چھو جای رنگ ہو میلا

غزل سودا

سودا غزل چمن مین تو ایسی ہی کہکے لا
گل سنکے پھاڑین جیب کو مین بلبلان ...

حکاک کا لیپر بھی مسیحا سے کم نہین
فیروزہ بھی ہو مردہ تو دیتا ہے وہ جلا

فی چھوڑتا ہے اشک مرا دامن و کنار
یہ طفل بد سرشت نہ گھوارے سے ...

شاکی نہین خدا سے بنی گریہ شکل زیست
ممکن نہین کہ ہار جو بانی کرے گلا

غم سے خزان کے خون جگر پیتے ہین نسیم
غنچے گلو کچھ نہین کہاتے نہین کہا

دیکھے ہے اسقدر تو مجھے دیکھکر رقیب
چھپے کی بہانت جاہی نظرون سے دو ...

اسلوب شعر کہنے کا میرے نہین ہے یہ
مضمون آبرو کا ہے سودا یہ سلسلا

غزل نظیر

ملا آج مجھکو وہ چنچل چھبیلا
ہوا رنگ سنکر رقیبون کا نیلا

کیا جسنے مجھسے عداوت کا پنجہ
سنلقے علیھم عذابا ثقیلا

نکل اوسکے زلفون کی کوچی سی ایدل
تو پڑھنا قم اللیل الا قلیلا

کہستان مین مارون اگر آہ کا دم
وکانت جبالا کثیبا مہیلا

نظیر اوسکے فضل و کرم پر نظر رکھ — فقل حسبی اللہ نعم الوکیلا

غزل خواجہ میر درد علیہ الرحمہ

مدرسہ یا دیر تھا یا کعبہ یا بتخانہ تھا — ہم سبھی مہمان تھے وہان توہی صاحب خانہ تھا
وای نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا — خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا
حیف کہتے ہین ہوا تاراج گلزار خزان — آشنا بھی اپنا اک سبزہ بیگانہ تھا
ہوگیا مہمان سرائے کثرت موہوم آہ — وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوت خانہ تھا
بھول جا خوش رہ عبث وہ سابقے مت یاد کر — درد یہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا

غزل ناسخ

مرغ دل کوچہ سفاک کو گلشن سمجھا — تیغ کو طائر جان شاخ نشیمن سمجھا
چھوڑنا اسکا گوارا جو نہین ہے شاید — دامن دشت کو مین یار کا دامن سمجھا
بعد مرگ آیا جو دھیان اپنے ستمگاری کا — لحد تیرہ کو مین اپنے ہی روشن سمجھا
خوب دہوکا مجھے مسے کے اوداہٹ نے دیا — دہن یار کو مین غنچہ سوسن سمجھا
بیگمان مو جو خط کا اسے سہے ہے وفور — مین ترا چاہ ذقن گور کا روزن سمجھا
کسنے انگلے یہ رکھے فاتحہ کو فندق بند — شمع معکوس لحد پر جو مین روشن سمجھا
بن گیا جوش تصور سے بتون کا مسکن — معبدہ کو نہ مرے کوئی برہمن سمجھا
کاٹے کہاتے ہے مجھے فکر سخن اے ناسخ — دو زبان کے قلم اپنے کو مین ناگن سمجھا

غزل نظیر

میرا دل ہے مشتاق اوس گلبدن کا — کہ یہ باغ اک گل ہے جسکے چمن کا
وہی زلف ہے جسکے نگہت سی اتنک — پڑا خون سوکھے ہے مشک ختن کا
قطعہ
وہی لعل لب ہے کہ حسرت سے جسکے — جگر آجتک خون ہے لعل یمن کا
عجب سیر دیکھی نظیر اس چمن کے — ابھی دمل تھا نرگس و نسترن کا

غزل شیخ عطاء اللہ واد متخلص فقیر

مائل اب دل زلف خوبان ہوگیا

آشیان پریشان ہوگیا

دام میں پھنس کے اب یہ دل

زلف پیچک چمن سے ہوگیا

شہر گلشن میں ... بیابان ہوگیا

آہ دنیا سے گلستان ہوگیا

نعرہ ان ... دیوانہ ہوا

دست وحشت سے جیب و دامان ہوگیا

... اس کا ... ہوگیا

... پیدا ... ہوگیا

آئینہ رخسار تھا ... حیران ہوگیا

دیکھ ... فقیر

... دامان ہوگیا

ابھی یکبد گر جمع تھی سنبل گل

ابھی چہچہے بلبلون کے عیان تھے

گھڑے بھر تھے بعد دیکھا یہ عالم

ابھی تھا ہم جوش سرو سمن کا

ابھی شور تھا قمرے نعرہ زن کا

کہ نام و نشان بھی نہ وہان تھا چمن کا

غزل امید

ہزار شکر کہ خط صبح یار کا پہنچا

دل شگفتہ کو پیغام یار کا پہنچا

اوگی یقین ہی وہان سے ہزار لالہ و گل

تم اسکو رنگ حنا خاص مت شمار کرو

ہماری دیکھیے اس ع دلکو اے صیاد

جہان کو مست کیا یک نگاہ نے تیرے

امید اپنی طبیعت تو باغ باغ ہوئی

اسی سے کے ہاتھ ہی وار و مدار کا پہنچا

گل فسردہ کو مژدہ بہار کا پہنچا

قدم جہان پہ مرے گلعذار کا پہنچا

ہی قتل عام سی رنگین نگار کا پہنچا

خیال کیا تیری جبین شکار کا پہنچا

ادہر بھی دیکھ کہ عالم خمار کا پہنچا

پیام جبکہ بت گلعذار کا پہنچا

غزل فدوی

دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا

گو نہ لیوے تو نام عاشق کا

جان سے ہوگیا بدن خالی

قابل بند گے نہین تو نہین

یار ایسا نہ پاو یگا فدوی

یا الٰہی یہ کس سے کام پڑا

اب تو منہ مین یہ سب کے نام پڑا

جسم رہجا ویگا تمام پڑا

کب لگے آکے یہ غلام پڑا

دیکھ لینا گر اوسکو کام پڑا

غزل منصور

دل گرفتار کیا کس نے کیا یار کیا

ہم جو رہتے تھے سدا گوشۂ تنہائی مین

اب کثرت مین گیا گوشۂ وحدت سی نکل

اب مجھے بیار کیا کس نے کیا یار کیا

سر بازار کیا کس نے کیا یار کیا

عشق اظہار کیا کس نے کیا یار کیا

کسنے آگ میں ڈالا تھا خلیل اللہ کو
نار گلزار کیا کسنے کیا یار کیا

کون منصور تھا وہ جس سے انا الحق بولا
بر سر دار کیا کسنے کیا یار کیا

غزل جہانگیر شہزادہ

گر یار ہو سامنے پیمانہ ہوا تو کیا
معمور شرابوں سے میخانہ ہوا تو کیا

ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف
گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

جب درد نہ ہو دل مین کیا عشق مزا دیوے
کہنے کو بھلا کوئی دیوانہ ہوا تو کیا

جس عشق کی آتش سے جلتے ہین سبھی کوئی
گر شمع ہوئے تو کیا پروانہ ہوا تو کیا

معشوق کے کانون سے اشک ہین پہنچا ہین
یہ اشک ہرا یار دُردانہ ہوا تو کیا

جہانگیر سا شہزادہ تھا عشق مین وہ غافل
آباد ہوا تو کیا ویرانہ ہوا تو کیا

غزل میر تقی

غم رہا جب تک کہ دم مین دم رہا
دل کے جانے کا نہایت غم رہا

حسن تھا تیرا بہت عالم فریب
خط کے آنے پر بھی یک عالم رہا

دل نہ پہنچا گوشۂ داماں تلک
قطرۂ خون تھا مژہ پر جم رہا

سنتے ہین لیلے کے خیمے کو سیاہ
اوسمین مجنون کا مگر ماتم رہا

زلفین کو دو لین تو تو تک آیا نظر
عمر بھر یہان کام دل برہم رہا

اسکے لب سے تلخ ہم سنتے رہے
اپنے حق مین آب حیوان سم رہا

جا ہے احرام زاہد پر نہ جا
تھا حرم مین لیک نامحرم رہا

میرے رونے کی حقیقت جس مین تھی
ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا

دیکھ میرا رونا اوس نے ہنس دیا
برق چمکی ابر باران تھم رہا

صبح تیرے شام ہونے آئی میر
تو نہ چیتا یہان بہت دن کم رہا

غزل رمضان علی

پھر دوبارہ عشق کا دل پر اثر پیدا ہوا — باغ مین تیرے محبت کا شجر پیدا ہوا
اشک جاری رات دن ہی چشم گریان ہی مری — اسقدر رویا کہ اشکون سے گہر پیدا ہوا
دیکھکر گلشن مین کہتی بلبلین اُس ماہ سے — کیا چمن مین دوسرا رشک قمر پیدا ہوا
اب مجھے تیرے بغیر آتا نہین آرام و چین — پھر مجھے کیونکر جدائی سے صبر پیدا ہوا
زخم آسے ہو گئے چھیلا جنکی ساری جسم کے — درد دل رمضان علی شام و سحر پیدا ہوا

غزل کنور

آتش دل کا جو آنکھون سے شرارا چمکا — لوگ سمجھے کہ فلک پر سے ستارا چمکا
درد فرقت مین جو شب دلکو ہوئی بیتابی — رات رونی مین کٹے صبح کا تارا چمکا
چہرہ ازبسکہ بھبھوکا سا نظر آتا ہی — ان دنون نام خدا رنگ تمہارا چمکا
صحن خانہ مین جو دلدار ہوا خوش رفتار — آسمان نور سے اوس ماہ کی سارا چمکا
زرد رو عشق کی دولت سی ہوئے ہم ہمدم — زعفران زار یہ چہرہ سے ہمارا چمکا
برق چمکی ہے ہوا عاشق بیدل کو سمجھ — چق کے اندر سے جو آنچل کا کنارا چمکا
دل مین آتش جو کنور غم سی تو بہر کا تا ہے — خوب چمکا نہین پہر اسکو دوبارا چمکا

غزل ظفر

باغ گلزار سے صیاد پہر آیا اولٹا — کیا نصیبا ہے ترا بلبل شیدا اولٹا
تن عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس — یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدہا اولٹا
گالیان دیتی ہین اونسے تو خفا ہوتی ہین — میرے یار وکن ہے وہ کرتے ہین جو شکوہ اولٹا
نام اوسنے جو سنا عشق مین بیماری کا — میرے در پر سے جو پہر آیا مسیحا اولٹا
یاد آیا جو مجھے کوئی صنم حشر کے دن — در فردوس تلک جا کے پہر آیا اولٹا
قیس کے طرح سے ہو جاتی ہزارون مجنون — پردہ محمل کا جو رکھتے کبھو لیلے اولٹا
نالہ کرنے سے مرا یار خفا ہوتا ہے — رحم کے جا اسے آجاتا ہے غصہ اولٹا

غزل آتش

خدا نے برق تجلی سے تجھے جمال دیا — ہمارے آنکھون کو دیدار کا خیال دیا
کسیکو ملک دیا ہے کسیکو مال دیا — فقیر ہون مجھے اللہ نے یہ حال دیا
چلا تو بتکدہ کی سیر کو مؤذن ہے — ہلا دیا جو بتون کو پہاڑ ٹال دیا
شراب ابر مین کیون کر سینچ ایسا ہے — تری کرم سا ہے ہمکو شفیق حال دیا
شرف سے دستخط یار کے پھرا محروم — جواب صاف ملا لکھ کے جب سوال دیا
سرور یار سے حاصل ہوا سرور مجھے — ملال دوست نے دل کو مری ملال دیا
شب وصال مین اوس چہرۂ منور سے — ہٹا کے زلف کو آتش بلا کو ٹال دیا

غزل فرخ

صبح آتا ہے چلا عید مین سرشار جھکا — نظر آتا ہے مجھے مطلع انوار جھکا
دل جھکا دید جھکا ہاتھ جھکا پیرون پر — کچھ ذرا مین ہے جھکا پھر تو مرا یار جھکا
کوئی تھا پیچ گلے مین کوئی تھا سر کے اوپر — یک بیک آن کے وہ لٹ پٹے دستار جھکا
مچگئے دھوم چمن مین جو پکارین بلبل — آج گلشن کے طرف وہ گل گلزار جھکا
جب چلا جھکتا ہوا حسن کی بازار کے بیچ — ایک یوسف کی لیے لاکھ خریدار جھکا
تیغ ابرو کے لیے شوخ اکڑتا ہے کھڑا — دیکھیے کسکو کرے قتل ستمگار جھکا
حسن تو بہت سے دیکھے پہ کہین دل نہ لگا — دیکھ صورت کو ترے فرخ لاچار جھکا

غزل فقیہ

شوخ کے پان سے جب لال ہین دندان دیکھا — اسطرح کا نہین مین لعل بدخشان دیکھا
قوس ابرو سے جو گردون پہ گیا تیر نظر — ای میان کا دفلک کو وہین قربان دیکھا
بہ روز ہی کے تو دنیا مین نہ مضطر ہو کبھو — مین نے دانے گہر آب مین غلطان دیکھا
کیا کرون یار کے ہین رنگ حنا کی تعریف — ہمنے ایسا نہ کہین غنچۂ مرجان دیکھا

اے فقیہ باغ میں جانے کی یہاں کچھ جا ہے ۔ ہم نے اُڑکون کی بغل میں بہی گلستان

غزل میر تقی

صحرا میں سیل اشک مرا جا بجا پھرا ۔ مجنون بہی اوسکی موج میں مدت
طالع جو خوب تھے نہ ہوا جاہ کچہ نصیب ۔ سر پہ میرے گرد برس تک ہما
آنکہیں بہ رنگ نقش قدم ہوگئیں سفید ۔ نامے کے انتظار میں قاصد نہ
تک بہی نہ مڑ کے میری طرف تو نے کی نگاہ ۔ ایک عمر تیرے پیچہے میں ظالم لگا
دیر و حرم میں کیونکہ قدم رکھ سکیگا میر ۔ ایدہر تو اس سے بت پہری ادہر

غزل صادق

فرط شوق اس بت کی کوچے دل لگا لیجائیگا ۔ کعبۂ مقصود تک مجہکو خدا لیج
بازو میرا توڑ کے صیاد تو قابو نہ چھوڑ ۔ ناتوان ہو باد کا جھوکا اوڑا لیج
بعد مرنے کے مرے کچہ خاک بہی بچتی نہیں ۔ سحر جانے کو مرے ہڈے ہما لیج
اس سحر کو دیکہتے ہے دل مرا الجہا گیا ۔ چھوڑ دے دنیا کو بہی میرا خدا
اے مرے مشکلکشا مشکلکشائی کیجیے ۔ تم بغیر از کون میرے التجا لیج
وعدۂ صادق بہی عزرائیل ہی لیجائیگا ۔ اس سرا سے اوس سرا تک کب خدا

غزل مستان

آہ وہ گل جب تلک میرے گلے کا ہار تھا ۔ رات دن حسرتون میں غیرون کی
کب خوش آتا تھا نگہ میں اوسکی سرا گلبدن ۔ نرگسی آنکہو تنا ترے جو کو نے
آج گل کا رسے کا جامہ دیکہکر اس شوخ کا ۔ ہر چمن میں گل پہ گل کہانے کو گل
یاد کر کل شب کو پروانیکا رونا بزم میں ۔ شمع نے تا صبح تک رونیکا باندہا
منتظر وقت صبح تھی آسمان پروین تک ۔ کتنے گل اسکو دکہایا ابر و
انگلیان دانتون میں دیتی تہی سبہی پیر و جوان ۔ گل جو دیوانہ ترا رسوا سر با

کب اوسے پڑتے تھے گل جو ان کا غ بسمل رشتہ
تیر مژگان جسکے سینے میں مع سوفار تھا

زلف کے چھتے ہے غل چار و نظر فتنہ تھا مار بار
رخ تلک بوسہ کے خاطر پہنچنا دشوار تھا

گل کسو نے جا کیا اوس سے گلستان گیا
رو دیا سنکر کہا افسوس کیا آزار تھا

غزل واحد علی

کر کے تنہا مجھے اے دوستو گلفام گیا
غم الم سونپ گیا طاقت و آرام گیا

کیا اوسے خط میں لکھون کیا منہ زبانی بولون
قاصد اب تک نہ پھرا ایسا لیکے وہ پیغام گیا

وعدہ کر کر جو گیا شب کو نہ آیا ہرگز
انتظاری میں تری مجھکو صبح و شام گیا

کب نوش آتا ہے مجھے باغ و بہار گلشن
گل تو سب خار ہوے جبکا گل اندام گیا

جسم لاغر کو مرے دیکھ کے کہتے ہیں طبیب
زندگے اسکی کہان جسکا دلارام گیا

مین نے دیکھا جو وہین رشک قمر کو تہی پر
مین دو بارا وہین فی الفور لب بام گیا

نعرہ کھینچون ہون تصور مین شب و روز مدام
رونا ان جشنون کا ہرگز نہ صبح شام گیا

ذکر واحد علی کر رب سے کے لادے گا وہی
دام میں سے کے مجھے وہ بت خودکام گیا

غزل تبسم

جھک تاب کے مجھے دلربا نے لوٹ لیا
بچا نگہہ سے تو شرم و حیا نے لوٹ لیا

ہزارون میں صف مژگان تیر کے گھایل
مجھے تو ابرو کمان کے ادا نے لوٹ لیا

خدا کے واسطے کر رحم اے بت سنگدل
ترے تو روز کے جور و جفا نے لوٹ لیا

نگاہ شوخ نے کی خانمان سبکے برباد
مجھے سبکے کافر زلف دوتا نے لوٹ لیا

جہان میں جیتے ہیں معشوق بیوفائی سے
پہ عاشقون کو تو یار وفا نے لوٹ لیا

نہیں ہے شکوہ رقیبون سے کچھ مجھے ہمدم
کہ دل لگاتے ہی اوس آشنائی لوٹ لیا

روان تھا قافلہ اشکون کا جو مرے یارو
ہوا ستم تبسم غارت ربا نے لوٹ لیا

غزل آشفتہ

آہ جبتک مرے پہلو مین وہ دلدار نہ تھا ۔ آہ کا بھرنا میرا نالے نا ہموار نہ تھا

رات کیا بات تھی نہ بلا تو مجھی ای ظالم ۔ ایسا اقرار ہی کرنا مجھے درکار نہ تھا

کرکے وعدہ تیغ زنے مجھپہ ہوا جبین بچین ۔ لیکن ہین قتل ہی کرنیکی سزاوار نہ تھا

کل جو دیکھا ترے بستر پہ وہ بیمار پڑا ۔ آج بستر سے فقط اور وہ بیمار نہ تھا

اسکی جانے سے ہیجی موت نہ آئی آشفتہ ۔ اسیے رسوائی کسیے تجھے درکار نہ تھا

غزل علی

کہو بلبل کو لیجاوے چمن سے آشیان اپنا ۔ ثمر سے گر صد ہزار افسون نہو گا باغبان اپنا

اوٹھا کر بیجلی بلبل چمن سے آشیان اپنا ۔ کہا گل سے کہ اے بیوفا ہے مکان اپنا

ہوے جب باغ سے رخصت کہا رو رو کے یا قسمت ۔ لکھا تھا یون کہ فصل گل مین چھوڑون خانمان اپنا

اری صیاد یون چاہے تو جی اور جان سے حاضر ہون ۔ ولیکن طوق قمری کی طرح کرکے نشان اپنا

مرا جلتا ہی جی اس بلبل مسکین کے غربت پہ ۔ کہ گل کے آسرے پہ یون لٹایا خانمان اپنا

چلے جب باغ سے بلبل لٹا کر خانمان اپنا ۔ نچھوڑا ہاے بلبل نے چمن مین کچھ نشان اپنا

نہ تو نے گل کیا اپنا نہ بلبل باغبان اپنا ۔ چمن مین کس بھروسے پہ بنایا آشیان اپنا

یہ حسرت رہگئی کس کس مزے سے زندگی کرتے ۔ اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغبان اپنا

الم کرا سطرح روئی کہ رسوا ہوگئی بلبل ۔ ڈبایا ہاے آنکھون نے تمامے خانمان اپنا

مگر دل سے تبار کہتا علی گو ہے بیاری کو ۔ وہ حکم شاہ رکھتا تھا وسے تھا مہربان اپنا

غزل انشا

کیا خدا سے عشق کی مین روشنائی مانگتا ۔ مانگتا جو اس سے تو سارے خدائی مانگتا

ہر جبی لیکر آہ سے کہتا ہی یون دل چرخ سی ۔ تم نسے دل بدکر پڑا صاحب لڑائی مانگتا

اسمان سے خلوت کی ٹھہر جاتی تو مین لیکر ۔ و اسطے دو دن کے عرش کبریائی مانگتا

یون کہا رندون نے جٹ پٹ شیخ کی پگڑی اوتار — دو ہرائی ہے یہ اسکا ہرا سے ناگتا
دادرسی کوئی جو لیجاتا تو انشا عشق سے — الامان مین بادشاہ سے دو ہائی ناگتا

غزل قیس

علاج درد کا اینی بہت کیا نہ گیا — طبیب سے مجھے کیا کیا نہ کچھ دیا نہ گیا
کیا جنون نے یہ کچھ میری نبض پر غلبہ — اگرچہ خون بہی فصاد سے لیا نہ گیا
بہائی بہوت سے کہ خونناب چشم سے آخر — تری جدائی مین خون جگر پیا نہ گیا
ہماری چاک گریبان کا نامعا تجہسے — ہزار شکر کہ اک تار بہی سیا نہ گیا
وہ ذائقہ لب لیلا کے لوبہ کا ای قیس — مثال شیرین کی لذت کو تو چکہا نہ گیا

غزل سراج

قد ترا سرو روان تھا مجھے معلوم نہ تھا — گلشن دل مین عیان تھا مجھے معلوم نہ تھا
دہوپ مین غم کے عبث جیکو جلایا افسوس — ہمی کی سایہ مین امان تھا مجھے معلوم نہ تھا
خاک تیرے قدم پاک کی ای نور عین — سرمہ دیدہ جان تھا مجھے معلوم نہ تھا
شب ہجرت کے اندہیری سی ہنگ آیا تھا — رخ ترا نور فشان تھا مجھے معلوم نہ تھا
یار نے ابرو مژگان سے مجھے صید کیا — اوس کنے تیر و کمان تھا مجھے معلوم نہ تھا
سب جگت ڈہونڈ پہرا بہید کو نہ پایا ہرگز — دل کے گوشے مین مکان تھا مجھے معلوم نہ تھا
روزہ داران جدائی کو خم ابرو سے یار — ماہ عید رمضان تھا مجھے معلوم نہ تھا
مین نے سمجھا تھا کہ اس یار کو ہی نام و نشان — یار بے نام و نشان تھا مجھے معلوم نہ تھا
دل بیدل نے کہا تھا سو ہوا آج سراج — کیا بلا سیف زبان تھا مجھی معلوم نہ تھا

غزل آتش شیدا

ڈوب کر دل مین میرے تیر کا پیکان رہا — او کمان دار ترا مجہپہ یہ احسان رہا
نکسے دوست نے پوچھا نہ کسے دشمن نے — مدتون شہر مین اپنا یہی سامان رہا

ای جنون ہاتھ سے تیرے نہ تری حد جاودان
کوئی باقی نہ مرا تار گریبان رہا

بستر خاک سے ہے اور پیرہن عمر یاد
بے رفو ہو ان مرا چاک گریبان رہا

آفرین ہے ترے ہمت کو تراب شیدا
عشق کا فر کا کیا آپ مسلمان رہا

غزل نثار

اوسکے قدموں سے لگی رہتی ہی دن رات حنا
خوب دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا

دست رس ہمکو نہین جسکے قدم تک پہنچے
تو ترے ہاتھوں نہین سیکھی تری کیا بات حنا

غرض کیجو جو ہمارے بھی قدم بوسے تک
اوسکے قدموں سے لگے اب جو کسی رات حنا

تو بھی اسطرح لگیگا مرے چھاتی سی کبھو
شوخ جسطرح سی لگتی ہے تری ہات حنا

ہم تو مایوس رہے اسکی قدمبوسی سے
جا کے قدموں سے لگی یار کے ہیہات حنا

فندقین یار کے مشاطہ لگائی ہین نثار
گل مہندی پہ نہ لاوے کبھی آفات حنا

غزل نظیر

نظر پڑا اک بت پری وش نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو دس برس کی پہ قہر آفت غضب خدا کا

جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو باتین سنیئے تو میٹھی میٹھی
یہ دل دھڑکتا ہے سر اوڑادی جو نام لیجی کبھی وفا کا

جو گھر سے نکلی تو یہ قیامت کہ چلتی چلتی قدم قدم پر
کسیکو ٹھوکر کسی کو جھڑکی کسیکو گالی نیت لڑا کا

یہ راہ چلنی مین چلبلاہٹ کہ دل کہین ہے نظر کہین ہے
کہاں کا اونچا کہاں کا نیچا خیال کسکو قدم کی جا کا

ذرا سی آنکھیں وہ بیحجابی کہ پھر ملک سی پلک نہ مارے
نظر جو نیچے کرے تو گویا کھلا سراپا چمن حیا کا

یہ چلبلاہٹ یہ چلبلاہٹ خبر نہ سر کی نہ تن کی بدہ
جو چیر اکبھر ابلا سی بکھرا نہ بند باندھا کبھو قبا کا

لگے لپٹنے مین بیقراری کہ مثل بجلی کی اضطرابی
کہین جو چمکا جھمک جھمک کر کہین چلیگا تو جا چھپا کا

وہ سنبھالا کب کسیکے سنبھالے نہ وہ منایا منی کسیکے
جو قتل عاشق پہ آکے مچلے تو غیر کا پھر نہ انتہا کا

نظیر ہٹ جا پرے سرک جا بلا سے ستم سے منہ چھپا کے
جو دیکھ لیویگا وہ ستمگر تو یار ہوگا ابھی ...

غزل نثار

یار کو ہمنے جا بجا دیکھا — کہین ظاہر کہین چھپا دیکھا
کہین ہو بادشاہ تخت نشین — کہین کاسہ لیے گدا دیکھا
کہین بولا بھلا وہ کہیے الست — کہین وہ بندۂ خدا دیکھا
کہین واجب بنا کہین ممکن — کہین فانی کہین بقا دیکھا
کہین زاہد بنا کہین عابد — کہین رندون کا پیشوا دیکھا
کہین عاشق نیاز کے صورت — سینہ بریان و دل جلا دیکھا

غزل سوز

محبت کو وہم بلا جانتا تھا — پہنسا مین تو ایدل کیا جانتا تھا
چلا تھی بہی جتا کر بہلا دل — تجھے مین بڑا آشنا جانتا تھا
بڑی گرم جوشی ہی تھا ہی مجہی ڈر — کہ آخر کری گا دغا جانتا تھا
دغا کہائی آخر دغا کہائی آخر — مین کیا جانتا تھا مین کیا جانتا تھا
دلاسا تو دی سوز کو چلتی چلتی — مگر تو بگر ہے جلا جانتا تھا

غزل ولی

تجھ لب کی صفت لعل بدخشان سے کہونگا — جادو ہین تیری نین غزالان سے کہونگا
دی حق نے مجہے بادشہی حسن نگر کے — یا کشور ایران مین سلیمان سے کہونگا
مین جب سے دیکہا خواب ہے ایا یہ خوبی — اس خواب کو مین یوسف کنعان سے کہونگا
تعریف ترے قد کے الف وار اے ساجن — جا سرو گلستان کو خوش الحان سے کہونگا
مجہپر نہ کرو ظلم تو اسے لیلے آفاق — مجنون ہو تیرے غم کا بیابان سی کہونگا
بیتاب ہو شور سے تو اے ولی ہرگز — اس درد کے دارو کسی درمان سے کہونگا

غزل ملنگ شاہ

میرا درد غم تجھپہ یہ اظہار ہوگا — ادہر منزل عشق لبیار ہوگا

اودہر تو جگر میرا ہے پارہ پارہ | اودہر ہم وصل طیار ہوگا
وہ پل ہے تو چہوٹا جو رستہ ہی باریک | یہ شیدہ گنہگار کیا پار ہوگا
ملنگ شاہ سائین تو ہین جگ مین روشن | اودہر لعل و گوہر کا بازار ہوگا

غزل سودا

جب وہ گلشن کیطرف یار طرحدار جہکا | محو سب ہوکے چمن غنچہ گلزار جہکا
نرگس مست ترے آئین جو تل در گلشن | گل مخمور جہکا بلبل بیمار جہکا
آسمان سے کے نیچے جو نکلے ہی تری سنبل زلف | جیسا پانی سے نکل مار طرحدار جہکا
شب مہتاب مین بیٹہا تہا جو وہ سیمین تن | قرص الماس یہ وہ چہرہ پلدار جہکا
عرق آلودہ وہ بلور جبین اوسکے دیکہہ | لے ستارون کو زمین پر مہ انوار جہکا
بس شرابی کو ترے دیکہکے میخانی مین | شیشہ پیالے پہ جہکا پیالے پہ وہ یار جہکا
شوخ اس مے مین تری کیا ہی بلا کی آتش | پیتے ہی سے کے ہوا مست وہ سرشار جہکا
تیر ناوک ترے مژگان کی اے ابرو کمان | ہدف دل پہ میرے جب کہ وہ سوفار جہکا
حسن کے تیر سے جو دوکان مین عجب ہی سودا | جو اوسے جنس گران پوچہ خریدار جہکا

غزل اکرم

دم کو سمجہ غنیمت واقف ہو دم کی دم کا | یہ کون ہی دمیدہ دم مارتا ہے دم
قرآن مین لکہا ہے کل من علیہا فان | ہستی سو عبر کیا ہے جسکو ڈر عدم
جسکو پیا جو چاہے کہلادی وہ سہاگن | پہر جستجو مین کیون کر دہرنا کہو قدم
کہتے ہین لوگ سارے کچہ نین اوٹہا گیا تہا | اوڑ فاختہ گیا ہے فہمید [illegible]
کن سے ہوا ہی فیکون ہین کن کا کون کن ہے | لکہنے کا تاب نہ لایا سینہ بہٹا قلم
ہے فاعل حقیقی ہر چند کا وہی رب | کیونکر ہوا ہے جگمین دوزخ بہشت کا [illegible]
اکرم تو عبدالحق کے رہ بندگی مین دائم | ہووے کا دور تجہسے پردہ جو ہے [illegible]

غزل اشفاق

دل مرا نور تجلے سے جو معمور ہوا
شعلہ جو آہ کا نکلا شرر طور ہوا

کیا خوشی رہتا تھا گلزار عدم میں آدم
آکے سہتے میں غم و دردسی رنجور ہوا

کبریا حق کے ہین از بسکہ جہان مین معمور
جو کہ پیدا ہوا عالم مین سو مغرور ہوا

سخن اقرب جو کہا حق نے بیان کیا کیجے
آپ کو بھول کے مین اس سے بہت دور ہوا

دم دیا حق نے نفخت کا تن آدم کو
جس سے ہے پارۂ گل جوہر پر نور ہوا

چونکہ جسوقت کہ ہم خواب علم سی اشفاق
وہی موسے تھا وہی نور وہی طور ہوا

غزل شیدا

اجل کے کوچے مین جب گذار ہووے گا
تیرا قرار بدار القرار ہووے گا

دہر ینگے تجھکو جنازے مین تخت شاہی سے
اگر خزانہ و لشکر ہزار ہووے گا

لحد کے گوشے مین تجھکو زمین پہ سوتا ہے
بدن ترا خورش مور و مار ہووے گا

نکر تو فخر یہان اپنے شہ سوار سے کا
عمل سے پیادہ وہان شہسوار ہووے گا

اگرچہ باغ جہان مین تو مثل گل ہوگا
پہ تیرے خاک پہ آخر کو خار ہووے گا

نڈر خدا سے تو ہو کر گناہ کرتا ہے
بجا نون کیا ترا انجام کار ہووے گا

طمع کسے سے نہ رکھ اس جہان فانی مین
سوا عمل کے ترا کون یار ہووے گا

نکر کسے پہ ستم سوچ یہ کہ آخر مین
خدا ہی سے ترا دار و مدار ہووے گا

اگر چہپائے کسے طرح سے تو اپنا کیا
پر ایک دن کو وہ سب آشکار ہووے گا

ہر اک حلال سے تیرے حساب لیوینگے
ہر اک حرام کا تیرے شمار ہووے گا

تو اپنے کوچ کے کچھ فکر کر یہان شیدا
کلام سعد سے تیرے یادگار ہووے گا

غزل معروف

آہ وہ کون تھا خدا مارا
جس نے اس سے مجھے لگا مارا

ایک ہی تو ہے بد بلا ای چشم — دلکو پھر زلف مین پھنسا مارا
کیا غضب سے وہ جنبش ابرو — صاف جسنے کہ تیغ مارا
مین جو بولا کہ سنگدل ہے تو — اوسنے پتھر سے مجھے اوٹھا مارا
بعد مدت ملے تھے کل اُن سے — آج لوگون سنے پھر لڑا مارا
وصل کی شب بھی مین نہ سویا آہ — روز ہجران کے خوف کا مارا
پا کے مرسنے کہلا جو باتون مین — یہ ہنسا یا کہ بس لٹا مارا
خنس صبر وخرد دیے معروف — ملک دل فوج غم لب مارا

غزل سلیمان

غم سے ہوکر برق وش کڑکا کڑک کر رہ گیا — بس مرا سینے مین دل دہڑکا دہڑک کر رہ گیا
سینے جانا آپ آئے ہو جو کچہ کہڑ کا ہوا — یار سے دیکھا تو در کھڑ کا کھڑک کر رہ گیا
توڑ کرنا گر تجھے منظور تھا تو کس لیے — تیغ کو میان سے سر کا سرک کر رہ گیا
طائر دل کو ہوا کیا اس قفس کے قید سے — چھوڑ کر طفل چمن پہڑ کا پھڑک کر رہ گیا
اے سلیمان عشق کی آتش ہی مجھہ دل مین پڑے — آگ کا شعلہ سا کچہ بھڑ کا بھڑک کر رہ گیا

غزل طور

کبھو وہ سرو قد آیا تو ہوتا — کبھی دم گور پر سایہ تو ہوتا
یہ بیضا کو ہوتا داغ حسرت — حنا کا چور دکھلایا تو ہوتا
رخ مصحف پہ مین قربان ہوا ہون — کوئی قرآن پڑھوا یا تو ہوتا
گیا تنہا ترے کشتہ کا لاشہ — لحد تک اسکو پہنچا یا تو ہوتا
کھڑا ہون کب سے تیرے زیر دیوار — تو اپنے بام پر آیا تو ہوتا
غرور عاشقے سے ہے نعرہ بلبل — ہماری طرح گل کھایا تو ہوتا

غش آتا طور کو موسیٰ کی مانند — رخ پر نور و کھلایا تو ہوتا

غزل سکندر

کیا کمان ابرو نے تک تیر نظارا مارا — جب سے لگتے ہے جگر ہو گیا پارا پارا

کیا تجھے اور تھا ہتے نہ کی جنگل مین شکار — مرغ دل تو نے جو صیاد ہمارا مارا

رات تنہائی مین آیا تھا تصور تیرا — ذکر تیرا ہے کیا آہ کا نعرہ مارا

ہینے پہنیکے تھے گل اوسکی طرف لا کے — اوسنے شوخی سے ہمین پھول ہزارا مارا

غیر کیا چیز ہے محفل سے اوٹھا دون یلمبیر — کیا کہون کہہ نہین سکتا مین تمہارا مارا

عشق باز سے کچے ہیں ہینے بچھائے چوسر — پانسا گرتی ہے گویا رنگ ہمارا مارا

ہیچ دنیا کے لیے کچھ نہ سکندر نے کیا — آپ کے روز جیا کے لیے دارا مارا

غزل نظیر

ہوئی صبح جب گھر سے وہ یار نکلا — کہا خلق نے رشک گلزار نکلا

کئی آ گئے بیچ مین زلف کی وہان — مری چشمون سے جو گہر بار نکلا

قضا تیرے کافر اودھر آ گئے جو — پھلے لٹ پٹی باندہ دستار نکلا

عجب پھیر قسمت کا ہی میرے یارو — جسے یار سمجھا سو اغیار نکلا

خفا ہمسے جسکو صنم ہو نشے مین — مرہٹہ کو لیکر وہ بازار نکلا

بہت چاہا دل بیچ دیجے صنم کو — میرے دل کا وہ نا خریدار نکلا

صراحے سے ساقی نے مے جو بلایا — نظیر اسقدر ہوکے سرشار نکلا

غزل نسیم

گر ہینے دل صنم کو دیا پھر کسیکو کیا — اسلام چھوڑ کفر لیا پھر کسیکو کیا

ہینے تو اپنا آپ گریبان کیا ہی چاک — اچھی سیا سیا نہ سیا پھر کسیکو کیا

اپنی تو زندگی میان مثل حباب ہے — گو خضر لاکھ برس جیا پھر کسیکو کیا

آنکھین تمھارے لال صنم کچھ نشہ پیا — ابھی پیا پیا نہ پیا پھر کسی کو کیا
دنیا مین جینے آکے بھلایا بڑا نسیم — جو کچھ کیا سو جینے کیا پھر کسی کو کیا

غزل سوز

قضارا وہ قاتل ادھر آن نکلا — تو لینے کو اوسکے میرا جان نکلا
کھڑا نعش پر ہوکے بولا کہ ہی ہی — یہ کشتہ تو کچھ جان پہچان نکلا
چھری اسکے من بعد سینے کو چیرا — تو دل اسکے جگہ خشک پیکان نکلا
ٹپک سر کہا ہای مین نے کیا کیا — مین سمجھا تھا کچھ یہ مرا جان نکلا
کھڑے رہنے والون گر سوز ہی تی — بھلا اسکے دل کا تو ارمان نکلا
بھلا سوز اپنا تباہ جسکے خاطر — یہ غور شنید ہاتھ سے گریبان نکلا

غزل مست

آج دلبر کو خواب مین دیکھا — نور حق کا حجاب مین دیکھا
خود فنا ہو کی ذات مین ملنا — یہ تماشا حباب مین دیکھا
آنکو سوخت غیر کو لذت — یہ مزا ہم کباب مین دیکھا
بیٹھکر سیر ملک کی کرنا — یہ تماشا کتاب مین دیکھا
اک پیالی مین مست ہو جانا — یہ تماشا شراب مین دیکھا

نہ ملتا گل بخون سے دل امسرور کیون ہوتا — جو دیکھا حسن جانان کج تو پھر رنجور کیون ہوتا
خدا پیدا انکو تا جگ مین گر ذات محمد کو — تو یون معراج موسی کو یہ کوہ طور کیون ہوتا
لکھا تھا طوق لعنت کا پڑھا تھا سب فرشتون نے — اگر وہ جانتا شیطان تو پھر مغرور کیون ہوتا
نہ پڑتا پرتو حق کا اگر رخسار خوبان پہ — تو ہر عاشق کی آنکھون مین حسن منظور کیون ہوتا
کیا دعوی انا الحق کا ہوا سردار عالم کا — اگر سولے پہ نہ چڑھتا تو وہ منصور کیون ہوتا

غزل سودا

ہین دشمن جان ڈھونڈھنے کے اپنا جو نکالا
وہ حضرت دل سلمک اللہ تعالیٰ نے

جب ست چمن سے ہو چلا گھر کو وہ لالا
غنچے نے صراحی سے اوٹھا گل نے پیالا

کہتا ہی نرگس ہے یہ تیرا گوشۂ ابرو
دیکھے جو کوئی غور گرفتہ تو لگا لا

مانگا جو مین دل کو تو کہا بس ہی یہ کپ دل
غنچے سے ہے تو چاہے ہے گر کوچہ سے اوٹھا لا

ای غنچہ سبب کیا ہے کہ آتی ہے چمن مین
گل جھاڑی ہی دامن تو نے غنچے کو سنبھالا

اتنا ہی تو یوسف سے مشابہ کہ عدم سے
پردے مین چھپا اسکے تئین تجھکو نکالا

اس آنکھ لڑانے سے یہ دل کیونکہ برآوے
نی تیغ ہے اس پاس غنچے ہے نہ بھالا

فتنے ہے اوٹھاتے ہو گئی پشت فلک خم
ہرگز نہ کسے گرتے کو ظالم نے سنبھالا

سودا تجھے کہتا ہون نہ خوبون سے دل اٹکا
تو اپنا غریب عاجزہ دل بیچنے والا

غزل

جب حسن ازل پردۂ امکان مین آیا
ہر رنگ میں ہر رنگ ہر اک شان مین آیا

حیرت سے ملا ایک نے جسے سجدہ کیا ہے
جس وقت کہ وہ صورت انسان مین آیا

گل ہی وہی بلبل ہی وہی نرگس حیران
اپنی ہی تماشے کو گلستان مین آیا

اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
مذکور سے جسے آیت قرآن مین آیا

قانون وہی ساز وہی طبلہ وہی ہے
ہر تار مین بولا کہ ہر اک تان مین آیا

غزل عمر

عشق نے تیرے مجھکو دل کیا کیا ستم دکھا دیا
عیش و خوشی و زندگی سارا جہان بھلا دیا

موت سے آگے مر چکا تیغ بے ہستی گیا غرض
ہستی سے لیکے تا عدم جام بقا پلا دیا

ڈھونڈھتا ہون پھرون مین یار کو اپنی فکر مین ہر طرف
آپ مین آپ مل گیا پردہ مین جا وہ چھپا دیا

یہ سخن کو سمجھو تم اسمین نہین ہے کچھ غلط
آپ ہی مدعا ہوا یہ دم جبکہ خودی مٹا دیا

عمر مین اپنے آپ مین آئی سمجھ کے چپ رہا
جبکہ ملا وہ مجھ سے تین ہنسکی مجھے رلا دیا

غزل خورشید

مطرب سے کہہ شروع کرے گا نا بسنت کا / فرخندہ ساقیا ہے یہ آنا بسنت کا
تیغ بہار چل گئی ملک خزان پہ جب / بیٹھا ہے شاخسار پہ تھانا بسنت کا
گل کہوے کان سنتا ہی دیتا ہی غنچہ تال / گاتے ہے عندلیب ترانا بسنت کا
خورشید نے لباس کیا تجھ بغیر زرد / کرتا ہے جس سبب سے ترانا بسنت کا

غزل حیدر

وہ چاند سا کھڑا امام خدا وہ رنگ سنہرا اصل علی / وہ گول ہاتھ سانچہین ڈھلا وہ میگا سراپا اصل
وہ گھنگر والی بال سیاہ وہ نینین اسکی ہرن گرہ / وہ سحر مجسم چشم نگاہ وہ دیدہ حور اصل
تھی ہو ہو یہ یون سمکی دستہری وہ جیسی ہین نیلم ساگی / تھی وہ ہنت کہ جون ہو تیکی ٹری پر اسکا جگمانا اصل
وہ ابھری او بھرے سینے کچھین جو دیکھی انکو ہاتھ ملی / وہ بیٹھے حورین رشک کرین وہ ناف کا نقشا اصل
گو ہر ہر یہ ہو جاوے زبان تو بھی نہ ہووے محبت اسکا بیان / ای حیدر کے وہ محبوب جہان وہ دلبر غیا اصل

غزل مومن خان

کیسا ہوا آج کل تھا کسیکا / نہ سہے تو کسیکا نہ ہوگا کسیکا
کیا تمنے قتل جہان یک نظر مین / کسی نے نہ دیکھا تماشا کسیکا
نہ میرے سنے وہ نہ مین ناصحون کے / نہین مانتا کوئے کہنا کسیکا
مجھے مار ڈالا ہے انکار نے پھر / نہ کہنا کہ کیا مجہ پہ دعوی کسیکا
جو پھر جائے اس بیوفا کے تو جانون / کہ دلپر نہین زور چلتا کسیکا
صبا نکہت یار لائے کہان سے / اسے دخل کیا گو ہین ہوگا کسیکا
وہ کرتے ہین بیباک عاشق کشی یون / نہین کوئی دنیا مین گویا کسیکا
دم الحذر از عشق تبان سے / مجھے ڈر ہے ای مومن ایسا کسیکا

غزل شاہ ظفر شاہ دہلی

کسی نے اسکو سمجھایا تو ہوتا
کوئی یہان تک اسے لایا تو ہوتا

ہزار کہتا ہے زخم خنجر عشق
کبھی اے بوالہوس کہایا تو ہوتا

نہ بھیجا لکھکے تو نے ایک پرچہ
ہمارے دل کو پرچایا تو ہوتا

کہا عیسے نے تم کشتی کو تیرے
کچھ ابتک بھے نہ فرمایا تو ہوتا

نہ بولا ہمنے کھٹکا یا بہت در
ذرا دربان کو کھٹکایا تو ہوتا

یہ نخل آہ ہوتا بید ہے کاش
نہوتا کو ثمر سایہ تو ہوتا

جو کچھ ہوتا سو ہوتا تو نے تقدیر
وہانتک ہمکو پہنچایا تو ہوتا

کیا کس جرم پر تو نے مجھے قتل
ذرا تو دل مین شرمایا تو ہوتا

کیا جیسا مریض عشق مجھکو
عیادت کو کبھے آیا تو ہوتا

دل اوسکے زلف مین الجھا ہی کب سے
ظفر ایک روز سلجھایا تو ہوتا

غزل دارا

سحاب پارہ ہے دامن ہے آب دیدون کا
نمود برق طپیدہ ہے دل طپیدون کا

چراغ صبح کے مانند کوئے دم کی ہین
بیان حال ہوا جان بلب رسیدون کا

جہان ہوے ہین گل سرخ خاک سی پیدا
اسی زمین مین ہے مدفن ترے شہیدون کا

اثر رسا نہین ہے یہ فریاد دردمندون کے
بُرا ہے صبر ستمگر ستم رسیدون کا

عجب شجر ہین ثمر جنکے پارہ یاقوت
یہ رنگ دیکھ لے مژگان خونچکیدون کا

کھلا کسے پہ نہ آسودگان خاک کا حال
ہجوم مہد زمین مین ہے آرمیدون کا

کوئی بھی ساتھ کسے کے گیا نہ اے دارا
عدم کو جاتا ہے کیا قافلہ جریدون کا

غزل خواجہ میر درد

جگ مین کوئی نہ ٹک ہنسا ہوگا
کہ نہ ہنستے ہی رو دیا ہوگا

اس نے قصدا بھی میرے نالون کو
نہ سنا ہوگا گر سنا ہوگا

دیکھیے غم سے اب کے جی میرا
نہ بچیگا بچے گا کیا ہوگا

دل زمانے کے ہاتھ سے سالم
کوئی ہوگا کہ رہ گیا ہوگا

حال مجھ غمزدے کا جس تس نے
جب سنا ہوگا رو دیا ہوگا

قتل سے میرے وہ جو باز رہا
کسی بدخواہ نے کہا ہوگا

دل بھی اے درد قطرۂ خون تھا
آنسوؤن مین کہین گرا ہوگا

غزل میر تقی ملک الشعراء

اس عہد مین الٰہی محبت کو کیا ہوا
چھوڑا وفا کو اُن نے مروت کو کیا ہوا

امیدوار وعدۂ دیدار مر چلے
آتے ہی آتے میر قیامت کو کیا ہوا

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف
اے کشتۂ ستم ترے غیرت کو کیا ہوا

بخشش نے مجھکو ابر کرم کے کیا خجل
اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا

تھے صعب عاشقی کی بدایت ہی میر پر
کیا جانیے کہ حال نہایت کو کیا ہوا

غزل جرأت

جو دم لب پہ گھبرا کے آنے لگا
تو شاید میرا دل ٹھکانے لگا

نہ اُسنے کا جب مین سنانے لگا
وہ آئینہ مجھکو دکھانے لگا

وہ دلبر کسی سے ہوا ہمکنار
کہ دل ہی مین کچھ تلملانے لگا

کیا اسنے جو سیر دریا کا عزم
ہین آنکھون سے دریا بہانے لگا

کہا طبع نے اور لکھہ یک غزل
قلم جب مین جرأت اوٹھانے لگا

اسے رحم جب مجھپہ آنے لگا
تو صحبت پہ گردون چڑہانے لگا

کسی نے جو پوچھا خفا کس سے ہو
اشارے سے مجھکو بتانے لگا

مزاج آیا ہنسنے پہ تو غیر سے
لڑا آنکہہ مجھکو لڑانے لگا

منانا پڑا اور اولٹا مجھے
محبت جو مین آزمانے لگا

غرض دل کے لگ جاتی ہی عشق آہ
عجائب تماشا دکھانے لگا

دیا اوسکے در پر جو جرأت نی جی
تو الحمد للہ ٹھکانے لگا

غزل ناسخ

ساتھ اپنی جو مجھی یار نے سونے نہ دیا
رات بھر مجھکو دل زار نے سونے ندیا

خواب ہی مین نظر آیا وہ شب ہجر کہین
سو مجھے حسرت دیدار نے سونے ندیا

خفتگی بخت کی کیا کہیے کہ خر خواب عدم
عمر بھر دیدۂ بیدار نے سونے ندیا

رات بھر درد جدائی سے کراہا ایسا
کہ جہان کو ترے بیمار نے سونے ندیا

یاد اوس زلف کی رہ رہکی مجھی دلوائے
ہجر مین مجھکو شب تار نے سونے ندیا

یہی صیاد گلہ کرتا ہی میرا ہر صبح
نالۂ مرغ گرفتار نے سونے ندیا

سمجھے تھے بعد فنا پاوینگے راحت ناسخ
حشر تک وعدۂ دیدار نے سونے ندیا

غزل لطیف

جو شب کو رویا مین مینے یار و جمال فخر عرب کو دیکھا
اوٹھایا پردہ جو عین کی جب تو عین انوار رب کو دیکھا

عجب تھے احمد کی میم روشن وہ صرف آدم صفی کیجا
وگرنہ نور احد مین مینے نہ کوئی حسب و نسب کو دیکھا

سرای تحت الثری سی لیکر مقام محمود لامکان تک
مین انبیا رنگ دوئی جدا کر جمال احمد مین سبکو دیکھا

بیان شکر اسکا کیا رقم ہو شمار انعام کیا بہم ہو
کہ جسکے رحم و کرم کے اوپر کبھی نہ غالب غضب کو دیکھا

جہان عقبی مین یا الٰہی ہمیشہ رویت ہے مصطفےٰ کی
ہر ایک مومن کر تو روزی لطیف نی ہی جو شبکو دیکھا

غزل رفیع السودا الملک الشعراء

زخم کا دل کے ترو تازہ ہے انگور سدا
جاری رہتا ہے مری چشم سے ناسور سدا

جبکہ ہم تیغ نگہ سے ہوے گھایل یارب
چشم زخم اس سے زمانے مین رہے دور سدا

ہے اونہین شوق کسی دل کے لہو پینے کا
دیکھتا ہون تری آنکھون کو مین مخمور سدا

گو نہ دے شیشۂ گردون مئی گلرنگ مجھے
خون دل سے تو مرا جام ہی معمور سدا

یار کے دیکھے تجلا جو تو موسےٰ کے طرح
سنگ رہ سے ترے نکلی شرر طور سدا

ایک شب آکوئی دلسوز نہ رویا او سپہ
شمع بھی گور ہمارے سے جلی دور سدا

دوستو سنتے ہو سودا کا خدا حافظ ہے
عشق کے ہاتہ سے رہتا ہی یہ رنجور سدا

غزل ہدایت

دشت سے قیس گیا کوہ سے فرہاد گیا
کارخانہ ہے سبہی عشق کا برباد گیا

چشم الفت مین مجھے تجھسے تو اطفل شکر
ہا ہی دنیا سے تو لڑکے یونہین ناشاد گیا

یاد گر سبزہ خط اشک جگر سے نکلا
رو تھکر گہر سے یہ لڑکا خضر آیا دگیا

یہ ہدایت سے بنا ریختہ کے تھے قائم
حیف صد حیف کہ دنیا سے وہ استاد گیا

غزل انشا

ای عشق جلوہ گر ہے تجہہ مین یہ ذات مولا
والسابحات سبحا فالسابقات سبقا

تمنے سکھا دیا کیا جبریل کو نجانے
جہٹ ٹپ رسد رہ ادس نے جو لستر اجابا

جو شخص جبہہ سا ہو خدمت مین یہان تمہارے
کیونکر نہ پہر وہ دیکھے لاہوت کا تماشا

فرما دین آپ جو کچہ حقا وہی ہے سچ ہے
ای میرے پیر مرشد ہان بادشاہ دانا

گر حکم ہو تو سائین سلفے کا دم لگاکر
پہنکاؤن اور بہی مین سنبر کا ایک کوزا

ہے یاد مین تمہارے بیٹھا ہوا مراقب
چارم فلک پہ عیسےٰ کہینچے ہوے ادا

گروبیان تمہین سب کیون پیشوا نہ سمجھین
روح القدس ہے ادنی اک بالکا تمہارا

سبزہ اگر چڑہا نا منظور صبح دم ہو
تو لیجیے برگ کوئی والناشطات نشطا

اتنا نہ بہکے پہر لیے تشریف لایئے بہی
حضرت سلامت انشا ہی آپ کا یہ چیلا

غزل ذوق

بعد مردن بہی خیال چشم فتان ہی رہا
سبزۂ تربت مراد قف غزالان ہے

مین ہمیشہ عاشق بچیدہ مویان ہی رہا
خاک پر روئیدہ میرے عشق پیچان ہی

بندہ سکا ہے نہ مضمون اس دہان تنگ کا
ہاتہ اپنا فکر مین زیر زنخدان ہے رہا

جاہل منکر نہ آئے معجزہ سے راہ پر
جہل ہے بوجہل اپنے نا مسلمان ہے رہا

پانون کب نکلا رکاب حلقۂ زنجیر سے
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہے رہا

کب لباس دنیوی مین چہپتے ہین روشن ضمیر
جامۂ فانوس مین بہی شعلہ عریان ہے رہا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچہ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑہایا پر وہ حیوان ہے رہا

حلقۂ گیسو مین دیکہی کسکے رخسار کی تاب
شب مہ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا

مدتون دل اور پیکان دونون سینے مین رہے
آخرش دل بہ گیا خون ہو کے پیکان ہے رہا

سبکو دیکہا اس سے اور اسکو نہ دیکہا جون نگاہ
وہ رہا آنکہون مین اور آنکہون سے پنہان ہے رہا

دین ایمان ڈہونڈہتا ہے فوق کیا اسوقت میر
اب نہ کچہ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہے رہا

غزل سوز

یہ تیرا عشق کب کا آشنا تہا
کہان کا جان کو میرے دہرا تہا

وہ ساعت کون سی تہی یا الٰہی
کہ جس ساعت دوچار اس سے ہوا تہا

مین کاش اوسوقت آنکہین موند لیتا
کہ میرا دیکہنا مجہپر بلا تہا

مین اپنے ہاتہ اپنے دلکو کہویا
خداوندا مین کیون عاشق ہوا تہا

دلا کیا آن تہے اللہ اللہ
کہ جس غمزے سے چہاتی پر چڑہا تہا

وہ مجکو ذبح کرتا تہا چہرے سے
مین اوسکی تیز دستی تک رہا تہا

نہ تہا اوسوقت جز اللہ کوئے
ولی یہ سوز پہلو مین کہڑا تہا

غزل حضرت عشق

یہ کیا غضب ہی یہ کیا ستم ہی کہ ہای اب تک نہ یار آیا
ادہر وہ ساقی شراب لایا ادہر وہ ابر بہار آیا

مین اسکی تیغ نگہ کی برش کا کیا کرون بیان تمہسے
کہ ایک پل مین ہزار ہمسی ستم رسیدہ وہ مار آیا

کسو کو چٹکی کسو کو گالی کسو کو غصہ ہو مار بیٹہا
غضب ہوا یہ جب اسکو یارو نشے کا اپنی خمار آیا

خدا سی ڈر تنگ مجھی تبا دی کسی کر کیا تو قتل ظالم
جو آج باندہی کٹار آیا جو آج باندہی کٹار آیا

تری محبت میں اون دن ہم بھی رو یا کیے برا کرم
ہمارے رونی پہ تجھکو ظالم نہ رحم آیا نہ پیار آیا

میں دین و ایمان و جان و دل کو کرونگا یار و تصدق اوسپر
اگر وہ رشک بہار آیا اگر وہ رشک بہار آیا

غزل پڑہیو ہیں عشق ایسی اک ایک مصرع ہو موزون جسکا
کہ اس غزل میں تو طبع اپنی سے گرمیں قرار

غزل مومن خان

مین نے تمکو دل دیا تمنے مجھے رسوا کیا
مین نے تمسے کیا کیا اور تمنی مجھسے کیا کیا

کشتۂ ناز بتان روز ازل سے ہون مجھے
جان کہونے کے لیے اللہ نے پیدا کیا

روز کہتا تھا کہین مرتا نہین ہم مر گئے
اب تو خوش ہو بیوفا تیرا ہی کہنا کیا

سر سے شعلے اوٹھتے ہین آنکھوں سے دریا جاری ہے
شمع سے یہ کس نے ذکر اوس محفل آرا کا کیا

روئی کیا بخت خفتہ کو کہ آدہی رات سے
مین یہان رویا کیا اور وہ وہان سویا کیا

آتش الفت بجھا دی داغہائے رشک نے
مدعی کی گرمی صحبت نے جی ٹھنڈا کیا

آنکھ معشوق کی کوئی پہرتی ہی اے ہمدم خلاف
دیکھنے مین مرتے مرتے سوی در دیکھا کیا

دہر مین اے بیوفا میرے وفا کی ہوم ہے
بوالہوس سے کیا کہون تھا راز جو افشا کیا

کیا خلش تھی رات دل مین آرزوی قتل کے
ناخن شمشیر سے مین سینہ کہجلایا کیا

کیا خجل ہون اب علاج بیقراری کیا کرون
دہر دیا ہاتھ اوسنی دلپر تو بہی دل دہڑکا کیا

غرض ایمان سے ضد اس نماز نگر دین کو پڑے
سجھسے ای مومن خدا سمجھی یہ تو نے کیا کیا

غزل ذوقی شاہ

نگر سے ناقۂ لیلی کو لے جب ساربان نکلا
نوائی عشق سے مجنون کے غم کا کاروان نکلا

یہ دل سے آہ گل سے رنگ بلبل سے فغان نکلا
چمن سے جمع ہو حسرت نمودون کا کاروان نکلا

خبر کر دیجیو غماز خسرو سے کہ ای نادان
یہان فرہاد کا مرنا وہان شیرین کا جان نکلا

توانائی نہ اک ساعت نہ سیر ضعف مستی کے
حباب آسا جو ہم سا ایک جسم ناتوان نکلا

جسا موسی کالبس ہے صوفی وجال مذہب کو
صنم خانہ سے مہدی ہادی صاحب مانی نکلا

غزل جرأت

غم زدہ کیا کہون رونا مین اپنے چشم گریان کا
بہین سکتے ہی دریا گر نچوڑون پاوا مان کا

جنون مین دیکھیو یہ تبہ مرے حال پریشان کا
قدمبوسی کو آیا چاک تا دامن گریبان کا

دل پر داغ کی حالت خرابی سی یہ پہنچی ہے
نشان رہجاے جون بکسے اُجڑی گلستان کا

نہ آیا اس فلک کو اور کچھ آیا تو یہ آیا
گہٹانا وصل کے شب کا بڑہانا روز ہجران کا

تنگ آئین ہین ہم وحشی کہان دل کہولکر روئین
کہ وحشت پر ہماری تنگ ہے عرصہ بیابان کا

ہوا رخوش تو اب لوگون نے اسکے یہ منادی کی
نہ وہان جاوے کوئی یہان نکا نہ یہان آوے کوئی وہان کا

کیا اس عشق کی وحشت نے کیا دیوانہ جرأت کو
عجب احوال دیکہا ہمنے کل اس خانہ ویران کا

غزل لطیف

شکر اللہ کو جسنے کہ مسلمان کیا
دین احمد کا ہمین تابع فرمان کیا

کون سا شکر کرین ہم ترا ای رب شکور
تونے امت پہ محمد کے جو احسان کیا

غیر عیسی نہ کوئی حاوی انجیل ہوا
تونے ہر فرد کو یہان حافظ قرآن کیا

گرچہ ہے خلقت عالم مین سگ و خوک شغال
مین نہ حیوان ہوا تونے مجھے انسان کیا

جستجو رزق کی کرنا ہی عبث اہی رازق
جتنے مرزوق ہین تونے اونہین مہمان کیا

جب نہ تھی وانت ہمین آپ نے تب یا رازق
خون مادر کے تئین قوت رگ جان کیا

بندگی پر نہین موقوف ترا لطف لطیف
تونے جب چاہا تو درویش کو سلطان کیا

غزل میر تقی

اے دوست کوئی مجھسا رسوا نہ ہوا ہوگا
دشمن کی بہی دشمن پر ایسا نہوا ہوگا

ٹک گور غریبان کے کر سیر کہ دنیا مین
ان ظلم رسیدون پر کیا کیا نہوا ہوگا

انکھون سے تری ہمکو ہی چشم کہ اب ہووے
جو فتنہ کہ دنیا مین برپا نہوا ہوگا

صد نشتر مژگان خوبان سے نہ نکلا خون
آ گئے سب تجھے میر الیسا سودا نہ ہوا ہو گا

غزل ظفر

دیکھ مجھ کو بت بے پیر نے منہ پھیر لیا
آج مجھ سے مری تقدیر نے منہ پھیر لیا

عقل نے ہوش نے تقدیر نے منہ پھیر لیا
بس مری آہ سے تاثیر نے منہ پھیر لیا

ہیں تو تڑپا ہی دم قتل نہیں اے قاتل
کیا سبب جو ترے شمشیر نے منہ پھیر لیا

اسکا نقشہ جو ہیں چھاتی سے لگایا ہیں نے
مہ و خور سے فلک پیر نے منہ پھیر لیا

ہے ظفر چہرہ تابان صنم دیکھتی ہے
مہ و خور سے فلک پیر نے منہ پھیر لیا

غزل ذوق

وہ کون ہے جو مجھ پہ تاسف نہیں کرتا
پر میرا جگر دیکھ کہ ہیں اف نہیں کرتا

کیا قہر ہے وقفہ ہی ابھی آئیں اوسکی
اور دم میرا جانیں توقف نہیں کرتا

کچھ اور گمان گذرہی نہ دل میں تری کا فر
اس سے لیے ہیں سورۂ یوسف نہیں کرتا

پڑہتا نہیں خط غیر مرا وہاں کسی عنوان
جب تک کہ وہ مضمون ہیں تصرف نہیں کرتا

دل فقر کی دولت سے مرا اتنا غنی ہے
دنیا کے زر و مال پہ ہیں تف نہیں کرتا

تا دل نکرے رشتہ مئی صافی ہو نے
کچھ سود و صفا علم تصوف نہیں کرتا

ای ذوق تکلف ہیں ہی تکلیف سراسر
آرام ہیں ہے وہ جو تکلف نہیں کرتا

غزل معروف

عشق کا سا کہیں آزار نہ دیکھا نہ سنا
اسکا جیتا کوئی بیمار نہ دیکھا نہ سنا

تجھکو جس بزم ہیں زنہار نہ دیکھا نہ سنا
ناچ اور راگ وہاں یار نہ دیکھا نہ سنا

ہم موہین نے کہیں رند کلام واعظ
اوسکی خبر مصحف رخسار نہ دیکھا نہ سنا

عشق کی راہ ہیں نقش قدم و شور جرس
گاہ و بیشے وہ رفتار نہ دیکھا نہ سنا

نرگس و گل نے اسے باغ جہان ہیں تجھسا
چشم اور گوش سے ای یار نہ دیکھا نہ سنا

چشم وا رہتے ہین اور گوش بر آواز قدم
عاشقون کو کبھی بیکار نہ دیکھا نہ سنا

یہ غزل جسنے سنے دیکھ کے بولا معروف
کہین ہمین نہین بے کار نہ دیکھا نہ سنا

غزل زنگ

انس اور جن کی تھی خلقت سب جہان فسانہ تھا
کوئی تنہا اوس وقت پر مین جب ترا دیوانہ تھا

ماسوا اللہ مین نہ تھا کچھ کام میرے ذات کا
مین نہ تھا ہمین وہ مجھ مین حق سے میرا آشنا نہ تھا

آنکھ لاگی آپ سے بدنام مجھ ناحق کرے
اسکی کیا تقصیر کہنا دل مرا بیگانہ تھا

جو کیا مجھ ساتھ میرے دل نے سو مین کیا کہون
کچھ کہا جاتا نہین دشمن مرا ہمخانہ تھا

مصرع سودا پہ شاید زنگ کیا بر جا ہوا
سنگ مین آتش تھی جب شمع کا پروانہ تھا

غزل ممنون

تجھے نقش ہستی مٹایا تو دیکھا
جو پردہ تھا حائل اوٹھایا تو دیکھا

یہ سب تیری ہی حسن کا پرتو ہے
نہ دیکھا سب تجھے تیرا سا پایا تو دیکھا

برا مانیے مت مرے دیکھنے سے
تمھین حق نے ایسا بنایا تو دیکھا

نہ ہو کیون کہ ممنون پیر مغان کا
یہ عالم جو ساغر پلایا تو دیکھا

غزل انشا

اچھا جو خفا ہمسے ہو تم اے صنم اچھا
تو ہم بھی نہ بولین گے خدا کی قسم اچھا

مشغول کیا چاہیے اس دل کو کسی طور
لے لیوین گے ڈھونڈ اور کوئی یار ہم اچھا

گرمی نے کچھ آگ اور ہی سینہ مین لگائی
ہر طور غرض آپ سے ملنا ہے کم اچھا

اغیار سے کرتے ہو مرے سامنے باتین
مجھپر یہ لگے کرنے نیا تم ستم اچھا

ہم معتکف خلوت بتخانہ ہین اے شیخ
جاتا ہے تو جا تو بھی طواف حرم اچھا

جو شخص مقیم رہ دلدار ہین زاہد
فردوس لگے انکو نہ باغ ارم اچھا

کہکر گئے آتا ہون کوئی دم مین تم پاس
پھر دیجے کل کی طرح مجھکو دم اچھا

اس ہستی موہوم سے مین تنگ ہون انشا ۔ واللہ کہ اس سے بمراتب عدم اچھا

غزل حسن

وہ جب تک کہ زلفین سنوارا کیا ۔ کہڑا اسپہ مین جان وارا کیا
ابہی دل کو لپک گیا میرے آہ ۔ وہ چلتا رہا مین پکارا کیا
قمار محبت مین بازے سدا ۔ وہ جیتا کیا اور مین ہارا کیا
کیا قتل اور جان بخشی بہی کے ۔ حسن اوسنی احسان دوبارا کیا

غزل نظیر

گلزار ہے داغون سے یہان تن بدن اپنا ۔ کچہ خوف خزان کا نہین رکھتا چمن اپنا
اشکون کے تسلسل نے چھپایا تن عریان ۔ یہ آب روان کا ہے نیا پیرہن اپنا
کسطرح بنے ایسے سے انصاف تو ہی شرط ۔ یہ وضع مرے دیکھو وہ دیکھو چلن اپنا
انکار نہین آپکے گہر جانے سے مجہکو ۔ مین چلنے کو موجود جو چھوڑو چلن اپنا
مسکن کا پتا خانہ بدوشون سے نہ پوچھو ۔ جس جا پہ کہ بس گر رہے وہ ہی وطن اپنا

غزل منیر

ہر گھڑی رہتا ہے مجہکو ڈر ترے تلوار کا ۔ روز ہوتا ہے تصدق جس پہ سر دو چار کا
ہاتہ ہی اسکو لگاتا ہے کوئی اب یا نصیب ۔ دن بدن بدتر ہے احوال اس ترے بیمار کا
موتیون کا ہار تو پہنا کرے ہے تو سدا ۔ دیکھ یہان اگر تماشا آنسوون کے تار کا
دیکھکر صورت مرے حسرت زدہ ایدوستو ۔ اک تحیر کا سا عالم ہے در و دیوار کا
اشک کے بدلے لہو آنکھون سے آتا ہی مرا ۔ روتی روتی حال ہی دیدۂ خونبار کا

غزل الفت

ہے نہ بہانہ کے تار کا جہولا ۔ کمیون گئے جہوٹے یار کا جہولا
ہوگی کس دن کو قطرہ افشانے ۔ منتظر ہے بہار کا جہولا

گانا ای مطرب آگئی ہے مشتاق
مینہ کا اور ملار کا جھولا

ای صبا باغ مین جھلایا کر
تو مرے گلعذار کا جھولا

رونق افزا ہے عکس سی تیرے
نہر اور آبشار کا جھولا

تیرے ہاتھون مین کیون نہ گری
رسن تاب دار کا جھولا

تجھے نازک ہے چاہئے گو ہو
صرف پھولون کے ہار کا جھولا

نکہت گل کے جھولنے کی لیے
ہے نسیم بہار کا جھولا

چاہیے طفل اشک کو انشا
شرۂ قطرہ بار کا جھولا

غزل حضرت عشق

لیا جو ایک مین بوسہ تو کیا ای یار ہوا
خفا نہو ترے صدقے گیا نثار ہوا

جنون ضرور ہے اب مجھسے دست بردارے
کہ ایک جیب رہا تھا سو تار تار ہوا

تمام قصۂ غم تجھکو مین سناؤن گا
کبھو جو ٹک دل بیتاب کو قرار ہوا

ترے گلی سے تو رہتا لگا ہوا اگل رو
مجھے یہ غم ہے کہ پہلو تکا کیون نہ ہار ہوا

اب ایک بوسہ کے دینے پہ منہ بناتے ہو
ادہر تو دیکھو وہ کیا رات کا قرار ہوا

ہمارے سینہ پہ داغون ہی ہی وہ گلکارے
کہ داغ داغ جسے دیکھہ لالہ زار ہوا

مین تیرے عشق مین صبر و قرار کھو بیٹھا
ہزار حیف تو جیبر نہ دوستدار ہوا

غزل عاجز

سجن کا آنا ..... سجن کا جانا
سجن کا روٹھنا ..... سجن کا ہنسنا

بہار گلشن ..... نپٹ قیامت
غضب خدا کا ..... کلی کا کھلنا

سجن کی انکھین ..... سجن کی پلکین
سجن کی زلفین ..... سجن کے باتین

سدا ہین کیفی ..... سدا ہین برچھے
سدا ہین خونی ..... سدا ہین برجا

تری اگر کو ..... تری ہین کو
تری لبون کو ..... تری سخن کو

وہم سا سمجھا ۔۔۔ عدم ہو دیکھا ۔۔۔ عتیق پایا ۔۔۔ مین خوب سمجھا
سخنوروں مین ۔۔۔ قلندروں مین ۔۔۔ مدبروں مین ۔۔۔ جنونیون مین
مین ہون سخنور ۔۔۔ مین ہون قلندر ۔۔۔ مین ہون سیانا ۔۔۔ مین ہون دیوانا
مری رباعی ۔۔۔ مرا مخمس ۔۔۔ مرا تخلص ۔۔۔ خیال میرا
ہی ربع مسکون ۔۔۔ ہی غمکا پنجہ ۔۔۔ ہے زور عاجز ۔۔۔ ہی نقش دریا

غزل اثیم

پھر ہمارے آہ و نالے مین اثر پیدا ہوا ۔۔۔ پھر نہال سرو سے گویا ثمر پیدا ہوا
پھر کسی کے کان کے موتی ہمین یاد آ گئی ۔۔۔ پھر ہمارا اشک مانند گہر پیدا ہوا
بن کے اختر آسمان پر جلوہ آرا ہو گیا ۔۔۔ سینہ سوزان سے ہر جو شرر پیدا ہوا
ہو گا دل مائل کسی کے صندلی پوشاک پہ ۔۔۔ اسطرح پھر اندنون کچھ درد سر پیدا ہوا
بے پری مین بھاگتا تھا دیکھکر صیاد کو ۔۔۔ طائر دل پھنس گیا جب بال و پر پیدا ہوا
پھر دُر دندان کا ان آنکھون مین عکس آنی لگا ۔۔۔ قطرہ اشکون سے پھر سلک گہر پیدا ہوا
سرو نے دعوی ترے قد سے کیا کیا پائمال ۔۔۔ گلشن ہستی مین آخر بے ثمر پیدا ہوا
کان سے لگنے کو اثیم اب اوس دُر نایاب کے ۔۔۔ اندنون پھر ایک رقیب بد گہر پیدا ہوا

غزل سودا

تجھ قید سے دل ہو کر آزاد بہت رویا ۔۔۔ لذت کو اسیری کے کر یاد بہت رویا
تصویر مرے تجھ بن نالے نے جو کھینچے تھے ۔۔۔ انداز سمجھ اسکا بہزاد بہت رویا
نالے سے ترے بلبل نم چشم نہ کی گل کے ۔۔۔ فریاد مری سنکر صیاد بہت رویا
یہاں تک مری کدورت سے ہے تشنہ لبی پیدا ۔۔۔ اسطرف جو ہو گذر جلاد بہت رویا
جو مین پڑے بہتی ہین جا دیکھ گلستان مین ۔۔۔ تجھ قد سے خجل ہو کر شمشاد بہت رویا
آئینہ جو پانی مین ہے غرق یہ کیا باعث ۔۔۔ تجھ سنگدل کی آگے فولاد بہت رویا

سودا سی مین یہ پوچھا دل مین ہی کسیکو دون
وہ کرکے بیان اپنی روداد بہت رویا

غزل احسان

ملی خاک تو پیغام ایصبا میرا
ہوا ہے یار مین دم ہے ہوا ہوا میرا

جو مر بھی جاؤن نہ کیجو میری وفات کا ذکر
وفا کے نام سے چڑہتا ہے بیوفا میرا

عزیزو دون کو کھلایا تو کب ہوا ہے عشق
ذرا تو اور کہ پورا ہو ناشتا میرا

یہ سیل گریہ ہے ہرگز نہو گی بند سے بند
بکا ہے ناصح تو دو گنا ہوا بکا میرا

جو بوسہ دیجے مزہ کا مزا بدل جاوے
کہ اندنون ہین بہت منہ سے بیمزا میرا

اندھیری رات کو مین روز عیش سمجھا تھا
چراغ تو نے جلایا تو دل بجھا میرا

کہین نہو خفگی تیرے دلمین فکر ہے یہ
کہ خود بخود ہے کچھ اسوقت جی خفا میرا

دو چند حسن ترا فرط چشم سے چمکا
بگڑ کے کام سخن اییہ سنور گیا میرا

نہ درد سر نہ دوا سے مدام ہیدرد
دوا پذیر نہین درد ہیدوا میرا

تمہارے زلف کا شامت زدونکو سودا ہے
بلاے عشق مین دل ناگہان پھنسا میرا

نہ کیون کہ روؤن کہی حال جانکنی مین آہ
رفیق میرا جگر میرا لاڈلا میرا

کسی نے پوچھا کہ احسان غلام کسکا ہی
لبون پہ لا کے تبسم کو یہ کہا میرا

غزل تازہ از جوش

دیکھ وہ زلف پریشان مین پریشان ہوا
فرقت یار مین گمشتہ و حیران ہوا

نہ ملا ناقہ اگرچہ دل مجنون میرا
بہت آوارہ صحرا و بیابان ہوا

ایک جھلک دیکھی جانان کے ہوا غش مجکو
دل حیرت زدہ مژگان کا پیکان ہوا

ساتھ غیرون کے وہ جاتا تھا جو کل سر راہ
مجکو بس دیکھکی پہچان کے انجان ہوا

جوش کس سطرح آتا ہے مرے دلمین خیال
بعد مدت کے جواب وصل کا سامان ہوا

غزل خواجہ میر درد

دنیا مین کون کون نہ یکبارہ ہوگیا
پہر منہ کو اسطرف نہ کیا اوسنے جو گیا

پہرتے ہی میرے خاک صبا در بدر لیے
اے چشم اشکبار یہ کیا تجھکو ہوگیا

آگاہ اس جہان مین نہین غیر بیخودان
جاگا وہی اودہر سے جو موندہ آنکھہ سوگیا

طوفان نوح نے تو ڈبائے زمین فقط
مین تنگ خلق سارے خدائی ڈبو گیا

برہم نہو کہین گل وبلبل کے راستی
ڈرتا ہون آج باغ مین وہ تندخو گیا

واعظ کسے ڈراتا ہے یوم الحساب سے
گریان مرا تو نامۂ اعمال دہو گیا

بوئے گے اس زبان مین گلزار معرفت
یہان بہی زمین شعر مین یہ تخم بوگیا

آیا نہ اعتدال پہ ہرگز مزاج دہر
وسے گرچہ گرم و سرد زمانہ سمو گیا

اے درد جسکے آنکھہ کہلی اس جہان مین
شبنم کی طرح جان کو اپنے وہ رو گیا

غزل ناسخ

ہجر کے خس نے مجہے کو جہان سے پاک کیا
ہزار طور کو اوسنے جلاکے خاک کیا

ہوئی جو صبح شب وصل جان ڈوب گئی
قضا نے چشمۂ خورشید کو ہلاک کیا

گلہ نہ یار کا باقی رہا نہ شکوۂ غیر
اجل نے خوب مرے مجہلے کو پاک کیا

عوض شراب کے انگور سے لہو ٹپکا
جو بعد مرگ مجہے دفن زیر تاک کیا

بخط جادہ مجہے اسکو مین نے وحشت مین
برنگ جیب یہ دامان دشت چاک کیا

ترے جلانے کو ای سنگدل صنم ہم نے
اک اور صاعقہ مستور سے تپاک کیا

ہنر کمال کو سرگشتگی ہے اے ناسخ
جو کیمیا خاک سے تیار نے جاک کیا

غزل سودا

ہوتے تیرے نگہ سے اگر دل حباب کا
پانی کے بدلے بہر پیتین تو مزاہی شراب

دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب

زاہد سبہی ہے نعمت حق جو ہی اکل و شرب
لیکن عجب مزا ہے شراب و کباب

کہاں غضب ہے جو کے گرم پر نہ رکھے نقطہ
پر سے ہے شرار برق سے دامن سحاب کا

قطرہ گرا تھا جو کہ مرے اشک گرم سے
دریا میں ہے ہنوز پھپھولا حباب کا

ای برق کس طرح سے میں حیران ہوں تجھہ سمجھنے
نقشہ سے ہے ٹھیک دل کے مرے اضطراب کا

سودا نگاہ دیدۂ تحقیق کے حضور
جلوہ ہر ایک ذرہ میں ہے آفتاب کا

ردیف با

غزل آتش

ہر حال میں ہی اپنے مرا یار دلفریب
گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب

مژگان کی طرح گرد ہوں کہیں اگر طبیب
اتنی تو ہے وہ نرگس بیمار دلفریب

مژگان چشم یار کی تعریف کیا کروں
جانکاہ جان خراش دل آزار دلفریب

انداز حسن یار میں اک ایک خوشنما
کہتا ہے ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب

مشتاق زخم کے رہیں اسے ترک کشتنے
ابرو سے تیر سے ہو ترے تلوار دلفریب

دیوانہ گرد رہتے ہیں گھر میں ہیں یار کے
چشم پری سے روزن دیوار دلفریب

دنیا میں آگے ہے نہیں جانے کو چاہتا
دلکش ہر ایک دوکان ہی بازار دلفریب

سودا و عشق کے لیے ہی خوش جمال شرط
یہ جنس چاہتے ہے خریدار دلفریب

عالم میں مجھکو قاتل خوش رو کی ہی تلاش
جلاد ڈھونڈھتا ہے گنہگار دلفریب

دیوان حسن میں سے ہے اک بیت انتخاب
کیونکہ نہ ہو وہ ابروے خمدار دلفریب

اس گل نے گوش دل سے سنا ایکدن تو حیف
آتش یہ کیسے ہیں ترے اشعار دلفریب

غزل سودا

کھولی گرہ جو غنچہ کے تو نے تو کیا غضب
یہ دل کھلے جو تجھسے تو ہو ایسا عجب

گل داد عندلیب کو پہنچا تو کیا ہوا
فریاد کو مرے ہی ترا پہنچنا عجب

اسلام چھوڑ ہمنے کیا کفر اختیار
تو سے ہے وہ بت نہ رام ہوا اے خدا عجب

بیگانہ وار آکے نہ پوچھا کبھی ہمیں
تم بھی تو ہو کوئی مرے جان آشنا عجب

کی سیر ملک ملک کی سودا نے بھی ولے
ای شیخ میکدہ سے کہے آب رو گئی

غزل سودا

نالہ سینے سے کرے عزم سفر آخر شب
راہرو چلنے پہ باندھے ہے کمر آخر شب

سانس ٹھنڈی کسے مایوس کے ہی رنہ نسیم
کر سکا ہے ترے کوچے سے گذر آخر شب

مژدۂ وصل ترا یار مجھے یون پہنچا
جون مہ عید کے صائم کو خبر آخر شب

دوست ہر چند ہمارا ہے مؤذن لیکن
دشمن خواب ہے جون مرغ سحر آخر شب

اسقدر شیفتہ ہے شکل کا اپنے کہ سدا
آئینہ ہاتھ مین مشرق کو نظر آخر شب

انتہا عیش جہان کا جو تو دیکھا چاہے
بزم مستان پہ نظر غور سے کر آخر شب

صورت ماہ شب بیست و پنجم سودا
کچھ ڈھلا دور سے آیا وہ نظر آخر شب

غزل سوز

ہمارے پاس بھی گاہے نہ گاہے آئیے صاحب
نہین کچھ راہ ملنے کی مجھے بتلائیے صاحب

کسی کے لینے دینے مین نہین کو نہین بیٹھی ہین
تمہارا غم ستاتا ہے اوسے سمجھائیے صاحب

پڑے تھے دل کی پیچھے سو تو اسکو لیچلے اب کیا
اگر یہ جان بھی درکار ہے ستائیے صاحب

یہ لیجئے جان بھی اللہ اکبر تم ہوئے رخصت
تمہارا کام پورا ہو چکا اب جائیے صاحب

قیامت تک رہینگے کہنے سننے کو وفا تیرے
کھڑے رہکر بھلا اس سوز کو گڑوائیے صاحب

غزل تابان

نہ کر فغان تو باغ مین زنہار عندلیب
صیاد ہو ہو مبادا خبردار عندلیب

سیر چمن کو چھوڑ مرے گلبدن کو دیکھ
تو کس بلا مین ہیگی گرفتار عندلیب

اتنا ہی رحم مجکو گر گلچین کے ہاتھ سے
تو کھینچتی ہے تخت پہ آزار عندلیب

تنہا تو ہی خراب نہین گلرخون کی ہاتھ
تابان بھی ہے اسیطرح سن خوار عندلیب

غزل نور

کہے ہے تو تو کسیکو صنم عجیب و غریب
ولی ہے تو بھی خدا کی قسم عجیب و غریب

ہلال عید مین ہے خم یہ غیرت خورشید
یہ تیغ ہے ترے ابرو کا خم عجیب و غریب

شفاے چشم مین ہو جسکو مہر پانے مین
نہووے کیونکہ پہر اسکا ستم عجیب و غریب

بیاض کیونہ جلے میرے سرد نالے سے
مین نور سوز کرون ہون رقم عجیب و غریب

غزل

دربان نے وہان تو نہ رکہے پٹ تمام شب
یہان سر تہا اور تہی تری چوکہٹ تمام شب

خانہ خراب جیسے ہی زلفون مین تیری دل
روح اپنے گہٹ سے رہتی ہی پرگہٹ تمام شب

چہاتی پہ مثل مار سیاہ لوٹتے رہے
اوس زلف عنبرین کے ہر لٹ تمام شب

محفل مین ڈر کے ضبط سے ساقی کی روبرو
آنسو پیا کیا جو مین غٹ غٹ تمام شب

قطرے تہی یا تہی ریزہ الماس جس سے آہ
لخت جگر بہا کیے کٹ کٹ تمام شب

لگ لگنی ہی دیا نہ مجہے عزم وصل مین
مچلا کیو نسے اوسنے کیا ہٹ تمام شب

غزل میر

کیسے مسجد کیا میخانہ کہان کے شیخ و شاب
ایک گردش مین تری چشم سیہ کے سب خراب

تو کہان اسکے کمر کید ہر نہ کریو اضطراب
ای رگ گل دیکہیے کہاتی ہی جو تو پیچ و تاب

مو ندر کہنا چشم کا ہستی مین عین دید ہے
کچہہ نہین آتا نظر جب آنکہہ کہولے ہے حباب

تو ہوا در دنیا ہو ساقی سے ہو مستی ہو مدام
بیربط صہبا نکالے اڑ چلے رنگ شراب

ہا قامت تیرے باعث شور پر تجہسے نمک
ٹک تو رہ بیرے چلی آتی ہی اے عہد شباب

بے خرابی کب سے تہی شایان آہو سے حرم
ذبح ہوتا تیغ سے یا آگ سے ہوتا کباب

کیا ہو رنگ رفتہ کیا قاصد ہو جسکو خط دیا
خیر جواب صاف آسے کب تئی لایا جواب

وای اس جینے پر ای مستی دور چرخ مین
جام پر گردش آوے اور میخانہ خراب

خوب حرف بن الف بی کے نہین پہچانتا
ہون مین ابجد خوان شناسائی کو مجہسے کیا حساب

مت ڈھلک مژگان سے تو اب اے سرشک آبدار
مفت مین جاتی رہیگی تیری موتی کی سی آب

کیہ سمین بحر جہان کی موج پرست بھول میر
دور سے دریا نظر آتا ہے لیکن ہی سراب

غزل سراج

یا الٰہی گر نظر آوے مرا محبوب خوب
ہوش کے لشکر کو کر اکر سے مغلوب خوب

بلبل گلشن غزل خوان ہی فراق گل ستے
گر ملین آپس مین دونون طالب و مطلوب خوب

آتر و غم گر چلے سر پر مثال ذکریا
یار کے جور و جفا پر صبر جیون ایوب خوب

آزماتا ہون کہ درد سر نے فکر دیو سے
سب سے بے پروا ہوا ہے عالم مجذوب خوب

دل کے سیپارے کو ہیکل کر کے پہنا ہی ہم
صید دل زخم جفا سے ہی اسی اسلوب خوب

سبز ہے خط خوشنما ہی تجہ لبون کے آس پاس
جونکہ پانی کے کنارے پر لگی ہی دوب خوب

یوسف مصر سے کب آوے گی گا مری پاس اے سراج
از سر نو ہو وے نور دیدہ یعقوب خوب

غزل فاضل

اس خوب رو کے آگے اگر آئے آفتاب
خجلت سے پھر زمین مین سما جائے آفتاب

گر وقت شام اس مہ تابان کو دیکھلے
تا صبح پیچ و تاب بڑا کھائے آفتاب

اس شمع رو کے روبرو کب تاب لا سکے
سو سو طرح سے بن کے اگر آئے آفتاب

کب سرخ رو ہو روبرو اس سرخ رنگ کے
رنگ شفق ہزار بنا لائے آفتاب

اس مہ جبین کے جلوہ پر نور کو اگر
ذرہ بھی دیکھ لیوے تو گھبرائے آفتاب

فاضل تو اس کے آتش ہجران مین خود بجھا
ڈرتا ہون اس طرح سے نہ جل جائے آفتاب

غزل آتش

روشنی اس گل کی کرجاتی ہی کار آفتاب
حسن سے پیدا کیا ہے اعتبار آفتاب

سامنا اس آتشین رخسار کا اندھیر ہے
رات بھر رہتے ہین آنکھین انتظار آفتاب

ہجر کے شب مین زبس ہے اشتیاق روز وصل
ہم سے کہے رکھتی ہین آگے اختیار آفتاب

نقش کس دل مین نہین رخسار روشن کا رہتے
کون سا گھر ہے نہین جسمین گذار آفتاب

منہ ملاتا ہے تمہارے چہرۂ پر نور سے
کیجیے اپنے کف پا کو دو چار آفتاب

حسن مخلوقات سے اشرف جمال یار ہے
بے حساب ان عارضون مین ہی نہار آفتاب

یہ دعا کرتے ہین اس رخ کو ترقی خواہ حسن
روشنی طور دے پروردگار آفتاب

کیف مے سے رخ جو وہ چہرہ روشن ہوا
ہم بہار باغ لوٹے ہم بہار آفتاب

خانۂ دل مین جگہ دیجے خیال یار کو
دیکھیے برج شرف مین اقتدار آفتاب

دم فنا اس روی روشن کی نظارے نے کیا
طائر جان ہوگیا اپنا شکار آفتاب

روتے روتے پہلوی گل مین گذر جاتی ہی رات
یاد آتا ہی جو شبنم کو کنار آفتاب

پاؤن تیری آہین اے محبوب ہم وہ پا کرین
ہاتہ آ جاوے جو طشت زرنگار آفتاب

صبح محشر کا ہے آنکھون مین ہون کی اشتیاق
ہجر کے شب مین ہین جو امیدوار آفتاب

غور رہتے ہین تصور سے شب سرما مین گرم
روی روشن یار کا ہی یادگار آفتاب

مر گئے پر بھی نہ ہوے گا رخ زیبا سے یار
ذرے اپنی خاک کے ہون گی نثار آفتاب

دل جلا ہے گرمیون سے اسلیے بی یار اب
بھاگ جاؤن وہان نہو جسجا گذار آفتاب

روئے یار اپنے طرف ہے پہرنے اے آتش نہ دین
ہو جو ہاتہ اپنے عنان اختیار آفتاب

غزل شادان

بہار آئی ہے اب لمین ہی ہوای شراب
صنم کے ساتہ مزا ہی نہین سوائے شراب

عجب مزا ہے کہ اوسنے قبول کر کے لیا
جو اپنے ہاتھون سے اپنے ہمین پلائے شراب

سبو سبو جو خدا چاہے ہی سو پیوین گے
بہار عیش مین ساقی اگر سے آئے شراب

ہمارے نشہ مین آتی ہے یاد دلبر کے
تو صاف کہتا ہے ساقی نہین بہاے شراب

کہان شراب حقیقی مین درد رہتے ہے
نہین ہے درد یہان دیکھہ اب صفاے شراب

نہین سماتے ہین پہولے ہوئی جو شادان ہم
گلاب پیتے ہین اس گل سے ہم بجاے شراب

غزل ناسخ

گر دہان تنگ تیرا دیکھہ پائے عندلیب
غنچۂ گل سے چمن مین تنگ آئے عندلیب

گر تیرے دست حنائی دیکھہ پائے عندلیب
شاخ گل کو آہ سوزان سی جلائے عندلیب

پیرہن مین نے کیا پہنے تو پھر دیکہ گل
نوچکر سب بال و پر اپنے اوڑائے عندلیب

ذبح کر اُس غیرت گلشن پہ مجکو وار کر
بس یہی صیاد سے ہے التجائی عندلیب

عاشقون کے قدر معشوقون سی ہوتی ہی سوا
دیکھہ لو گل زیادہ ہے بہائی عندلیب

شمع کے شعلے کو گر تشبیہ دون گلگیر سے
بزم مین گلگیر سے نکلے صدائے عندلیب

کب قفس مین صحن گلشن یاد آتا ہی اسے
عارض صیاد ہے حاجت روائے عندلیب

جام مے لبریز ہین ساقی فقط مطرب نہین
گل کھلی ہین باغ مین خالی ہی جائے عندلیب

جاسے گل دیکھون الٰہی منہ اوسی محبوب کا
ہی یہی ہر صبح گلشن مین دعائے عندلیب

نقش پا تیرا جو ہے یک گل ہی وہ اے خوشخرام
ہر صدا آپا ہی رشک نغمہائی عندلیب

نالۂ موزون یہ کہتے ہین آواز بلند
آج ہم باطل کرینگے دعوائے عندلیب

موسم گل ہو چکا آئے خزان مرجائین گے
کھینچ گلشن مین شبیہ اپنی برائے عندلیب

بعد مردن اوڑتے پہرتے ہین چمن مین بال و پر
عشق گل مین دیکھہ اے ناسخ وفائے عندلیب

غزل ذوق

پہلے بھی جا ذوق کر پیش و پس جام شراب
لب پہ توبہ تیرے دلمین ہو ہوس جام شراب

بازگشت اپنی ہی یون جانب قسام روان
جیسے ساقی طرف باز پس جام شراب

جوش مستی ہے عجب قافلہ جسمین کہ بنین
نہ شکست ایک صدائے جرس جام شراب

محتسب شعلۂ آواز سے جل جاؤن گا
گرچہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب

رات میخانہ مین ساقی جو لنشیمن پہکا
خس کے شیشے کو لگا کہنے خس جام شراب

مرغ دل نرگس میگون کے ہے مژگان بنا اسیر
تازہ مضمون ہی جو باندھون نفس جام شراب

دل شکستہ ہوں میں وہ ٹوٹ کی ہو سو ٹکڑے
ساقی اس دور میں کب آنکھہ چرا سکتا ہے
دوش دارو سے بھی بہتر ہے دم فیج خمار
بے خبر قافلہ عیش گذر جاتا ہے
بلقے چشم سیہ مست کو تیرے دیکھا
قلقل مینا سے خدا جانے کہ ساقی کسکو
مجکو اس بوسہ دندان پس از بوسہ لب
رنگ جلدے سے گلرنگ سے ہی ساغر گل
وہ صاف میں آیا ہے کہاں ستی تنکا

نام لکھہ دے جو کوئی میرا بس جام شراب
رات بھر گشت کری عکس جام شراب
ساقیا شربت فریاد رس جام شراب
بے زبان ہے جو دہان جرس جام شراب
ورنہ اتنک تو ترستا فرس جام شراب
پہلے پہنچائے ثمر پیش رس جام شراب
نقل نمکین ہے دی خندہ لپس جام شراب
لب نازک کو ہی اسکی ہوس جام شراب
عکس مژگان ہی ترامی مین خس جام شراب

غزل سلیمے

اثر رنگ قمر ناز سے آنا کیا خوب
بے بیگانہ سمجھ مجکو بٹھایا ہے دور
کاکل مین مرا دل تو ہوا ہے نخچیر
پروانے کے اس دل کو جلاتا ہوں سدا
مژگان کا سے کے دہڑے پر آفت
کی جب مانگ نکالو ہو صنم
سلیمی کو صنم مہر و وفا سے ہر دم

دل عشاق کو غمزہ میں لے جانا کیا خوب
اپنے خلوت میں رقیبوں کا بلانا کیا خوب
لشتہ ای رشک پری مجکو ستانا کیا خوب
شمع رو تیرے سبب جان کا جانا کیا خوب
لعل لب کہول کے دانتوں کا دکہانا کیا خوب
دل زخمی کا مرے شانہ بنانا کیا خوب
رات دن اپنے چپرکھٹ پہ سلانا کیا خوب

غزل ناسخ

ہے مستی کو عشق ساقی کوثر شراب
دور اسکی چشم مست کا جوان دنون
نظر آتا ہی صاف اوسکی تن نازک سی یون

راتدن پیتا ہوں میں لے شیشہ و ساغر شراب
جای اشک آنکھوں سے جاری ہوتی ہی اکثر شراب
جسطرح مینائے بلوریں میں ہو احمر شراب

چمن بے نظیر

ہے دل مجروح کی اس چشم میگون پر شفا — کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر …
گرچہ ہون میکش نہ اے زاہد مگر غیبت مری — گوشت کہانے سے برادر کے بری ہی …
کلپتے ہین اہل عصیان وحشت تقدیر سے — رعشہ دار انسان کو کردیتی ہی اکثر …
گرمی خورشید محشر سے نہ کیجے نا گریز — اسلیے کرتا ہے واعظ مجہکو دامن …
لذت عشرت ہوئی بے تلخکامی کب حصول — ذائقے مین دیکہ تو رکہتے ہی تلخی …
میکشی سے زاہدون کو اسلیے انکار ہے — تا کرین بد طینتون کے کہول …
ہین جو بالے ہمت انکو میکشی ہی شوق ہے — آدمی کو عرش پر واز کو ہی شہپر …
ہون نجس ہر چند لیکن پاک کردیگا وہی — جسکے نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہی اظہر …

غزل سودا

گرچہ ہون زیر فلک نارسا تیر نصیب — پر ادہر سے کیا کرون یارو نہین …
جبتلک سکو ہے تری زلف گرہ گیر سے کام — کسقدر یہ دل دیوانہ ہے زنجیر …
ٹوٹے دل کو نہ بناتے ہین کسیکو دیکہا — ظاہر ادہر ہین یہ گہر نہین تعمیر …
جرم گو غیر کرے تو بہی معاف ہون مین — بیگنہ مجہسا کوئی دیکہا ہے تقصیر …
کوئی تو گوشہ ابرو ہی کوئی نشتر مژگان کا — تیغ قسمت مین کسیکے ہے کوئی تیر …
کیمیا خاک در شاہ نجف ہے سودا — حق تعالے کرے اصلاح کے اکثر …

غزل شاہ ظفر شاہ دہلی

ردیف پ

کیا ہوا مجہسے کشیدہ ہی وہ گر آپ سے آپ — کشش دل سے کہینچیگے ادہر آپ …
اس دل آزار کا کیا جانی ہے کیا خوف مجہے — دل دہڑکتا ہے میرا دو دو …
ہی ابہی رات کہان جاتے ہے ای ماہ لقا — بول اوٹہا یہ یونہین مرغ سحر آپ …
بخت برگشتہ جو ہو جائینگے میرے سیدہے — وہ چلے آئینگے سیدہے مرے گہر …
گل بہی دیوانی ہین تیرے جو کر آتی ہی بہار — ٹکڑے کر ڈالتی ہین جیب و جگر …

آتشِ شوق سے اوڑتا ہی برنگ سیماب
لگ گئی ہین دل بیتاب کو پر آپ ہی آپ

دل سے ہی راہ اگر دل کو تو ہو جاویگے
بے خبر تجھکو محبت کی خبر آپ سے آپ

دلکی آئینہ کو تو صاف تو کر دیکھہ ذرا
اسکی صورت تجھے آویگی نظر آپ ہی آپ

جب کہ ہو جائیگا اِس زلف سی دل کا سودا
ہمپہ کہل جائیگا اب سود و ضرر آپ ہی آپ

اے پری وش تری آنکھین وہ بلا ہے جسکو
دیکھکر ہوتا ہے دیوانہ بشر آپ ہی آپ

فکر و تدبیر سے کیا ہوگا کہ جو ہوتا ہے
وہی ہوتا ہی جو قسمت سی ظفر آپ ہی آپ

غزل ناسخ

تیرے کوچہ مین کہڑا رہتا ہون نہین آیار چپ
رات دن جس شکل سے ہو صورت دیوار چپ

کاروان شہر خاموشون کی ہین ہر خدنگ
اسلیے رہتی ہین اے قاتل لب سوفار چپ

قیمت اس شیرین زبانی سی بیان یوسف کی کی
رہگیا حیرت سے سارا مصر کا بازار چپ

فاش ہوتے ہین کمال عشق مین اسرار عشق
ہوش مستی مین نہین ممکن کہ ہو میخوار چپ

ہین یہ بنت واللہ جبہ دران کوہی کسکا خیال
سمجھین صحت مر کے ہو جاوے اگر بیمار چپ

تیرے کوچے مین جو کرتا ہون فغان معذور ہون
کسطرح گلزار مین ہو بلبل گلزار چپ

ہے قیامت صحبت ارباب غفلت کا اثر
پاس سوتا ہی جو کوئی رہتے ہین بیدار چپ

خواب مین بھی یار کے شکوے کا گر آیا خیال
بول اوٹھا پاسِ ادب ہان اے لب اظہار چپ

روندنے والے نہ ہرگز درد سی ہون نعرہ زن
صبر سے گر پائمالی مین نہو ہر خار چپ

خوش کلامی اسکی ہے جس بزم مین حیرت فزا
ہون وہین انسان کی مثل روزن دیوار چپ

کیون نہین دیتا کسیکو تو جواب اے سنگدل
سنکے جب آواز کو رہتے نہین کہسار چپ

لال ہوتی ہین زبانین ناسخ اپنی سامنے
بغض سے دشمن ہین لب سنکی یہ اشعار چپ

غزل آتش

دل کہان سکے بصورت گیسوے یار سانپ
توڑے مروڑے اپنی بدن کو ہزار سانپ

اہل دل کی آنکھ سے ہوں میں سودائی دیکھنا
دو زلفیں یار کی نظر آتی ہیں چار سانپ

کیونکہ نہ چار یار کے پہلوؤں میں سر ہیں
سودے زلف یار میں ہی تار تار سانپ

افشان چھڑک کے یار نے زلف سیاہ پر
دکھلا دیا وہ سینے تھے جو مالدار سانپ

موذی ہی متفق اثر حسن سے ہوئے
کرتے ہیں گنج یار کے اوپر نثار سانپ

ہر عقدہ گانٹھ زہر کے موذی کے ہی بال بال
کاکل ہے ایک یار کی کالی ہزار سانپ

اسیر زلف میں ہے جب سے مرا داغدار دل
طاؤس کو سمجھتی ہیں اپنا شکار سانپ

سودائی زلف میں ہے جو کچھ حال کیا ہوں
رہتا ہی رات دن مرے سر پر سوار سانپ

روئی پیچ پر انہیں لہرا رہے وہ زلف
بو پا کے یاسمین کی ہے بی اختیار سانپ

موذی کو چاہتا ہی سدا آسمان دون
اکثر بنا یا کرتا ہے یہ بدشعار سانپ

آتش یہ شاعروں کا فقط اختراع ہی
رخسار گنج ہیں نہ تو گیسوی یار سانپ

غزل انشا

پھرا جو آنکھ میں اس زلف عنبریں کا سانپ
کہ موج مشک ہوا اپنے آستین کا سانپ

گیسوے چوٹی پہ سکتی تھی جسکے دھوکی میں
جگر کو کاٹ گیا شوخ یاسمین کا سانپ

لٹ اسکے بالوں کی غصہ میں ٹک جبیں پہ دیکھ
نہ ایسا ہو ویگا صحرا کے ملک چین کا سانپ

مگر دو زلف مددگار چشم تھے کہ مرے
ڈسے ہے دل نگہ سحر آفرین کا سانپ

عمامہ والے سے آدل تعجبکے نکلا گر
کہ ہے یہ زاہد مکار راہ دین کا سانپ

شب فراق تو اک ہی تھی اژدہا تمثال
کہ تھا خیال میں اس جعد عنبریں کا سانپ

صباح کفچہ زرین آفتاب کو دیکھ
کہا یہ میں نے یہ کافر نہیں ہیں کا سانپ

نکل ہی لینے کو نکلا ہے نار مشرق سے
وہ پھن نکالے ہوئے چرخ چارمیں کا سانپ

عصای حضرت موسے ہوا ہے آہ انشا
کبھی کہیں جو کرے سر فصد کین کا سانپ

غزل آتش

دکھلاتے ہے رنگینی رخسار عجب روپ
رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار عجب روپ

کہتا ہے گل و لالہ کو سے مہ و مہر
لایا ہے ترا جلوۂ دیدار عجب روپ

نظارۂ یوسف ہو زلیخا کو مبارک
بدلی ہوئی ہے مصر کا بازار عجب روپ

مشتاق نہ کیونکر ہون تری دید کی آنکھین
دیکھا نہین سنتے ہین مگر یار عجب روپ

دلالون کی قیمت کا یقین آتا ہی کسکو
پاتے ہین ترا تیرے خریدار عجب روپ

اس رشک مسیحا کا جو کرتا ہے کوئی ذکر
ہوتا ہے مرا صورت بیمار عجب روپ

جب دیکھیے کچھ اور سے عالم ہے تمہارا
ہر بار عجب رنگ ہے ہر بار عجب روپ

چلتے ہو جو تم ناز سے اٹھکیلے کی چالین
ہر گام نہ دکھا دیتے ہی رفتار عجب روپ

کھل جائین سمجھے معنی توحید اگر آتش
پھر دیکھیے تو دکھلائین گل و خار عجب روپ

غزل ناسخ

اس چمن مین ہین بیشمار درخت
پر کہان مثل قد یار درخت

وہ ترا سرو قد ہے بے سایہ
صدقے ہین لاکھ سایہ دار درخت

تیرے سوز دروں سے کیا نسبت
مین ہون انسان اور چنار درخت

ہر روش پر ترے ہین مجرے کو
ہین کھڑے باندھکر قطار درخت

آنکھین بادام ہین زنخدان سیب
قد جانان ہے میوہ دار درخت

سرو شمشاد صدرہ و طوبے
صدقے اس قد پہ ہین یہ چار درخت

ہین وہ دیوانی جو ہین اہل متاع
سنگ کھاتی ہین باردار درخت

سوز دل سے زمین جلتی ہے
سبز کیا ہو سر مزار درخت

فندقے میوہ ہاتھ مین شاخین
گل ہین رخسار قد یار درخت

لیک مجھ دل جلے کی تربت پر
سبز ہوگا نہ جز چنار درخت

ہون مین عاشق انارستان کا
ہو نہ تربت پہ جز انار درخت

آدمی کیا کہ تیرے قربان سے / دو پڑے آسکے ہین لاکہ بار درخت
تا قیامت خلل نہین ناسخ / نخل غم کا ہے پائدار درخت

غزل شاہ نصیر

چل دل اس کوچہ مین فوج اشک چشم تر سمیت / بادشاہ ملک تن سے ہے تو نکل لشکر سمیت
کیون نہ ہم شیشہ کو ٹپکین باغبین ساغر سمیت / توڑتا گلچین ہے غنچہ کو گل احمر سمیت
دیکہی آدہی رات کو مانگ اسکی جیب جوہر سمیت / کٹ گئی تب کہکشان دنبالہ دار اختر سمیت
چشم وہ کیا ہے کہ جسمین ایک ہی آنسو نہین / آبرو تب ہے صدف کے جبکہ ہو گوہر سمیت
قشقہ اس بت کی جبین پر جب لگا یارو نہین / دیکہ لو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت
آنسوؤن کے بوجہ کی لائی نہ مژگان تاب ہائے / عاقبت ٹوٹے رسن طفلان بازیگر سمیت
اب وہ پیر غم کے پہلو مین بنا کاکل کا خال / ای قمر طلعت نکلتا ہے ہلال اختر سمیت
ناف کے حلقے سے بچ اس بحر خوبی کی ولا / ڈوبتی کشتی ہے اس گرداب مین لنگر سمیت
حسن سے آگاہ گر مغرور نخوت کیا / گاڑ ہی دیتا تہا آئینہ کو اسکندر سمیت
ہی نمود سے خط تری زینی اوٹہاوی رخ سی زلف / رات کو خوب ہے لالہ کے مہ انور سمیت
گو ہین یار و پیر ہم پر عشق سے عاری نہین / رکہتے ہین خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت
ذرکے جامہ زیبی کا چمن مین ہی ہے سیبا / کی جو سو ٹکڑے قبا ہر گل نے بالا تر سمیت
مین خط پشت لب دلبر کے ہو ادبنا پہ پوشش / زہر ہے اسنے دیا یارو تو وہان شکر سمیت
تو نے کیون صیاد پہینکا لاشۂ بلبل کو آہ / داب دینا تہا کہین گلشن مین بال و پر سمیت
موجہائے بحر کے ہو عشق بے تابی دو چند / گر بناؤن تا بسینہ مین دل مضطر سمیت
ابروے پر چین پہ آنکی دل نظر رکہتا ہے / دیکہتے ہین اصفہانی تیغ کو جوہر سمیت
حشر کو چاہینگے تجہسے خون بہائے دل ستم / ساتہ اسنے تجہکو لیکر تیغ اور خنجر سمیت
مہرہ ہائے داغ سے معمور ہے سینہ تمام / روبرو اسکے جائینگے ہم محضر سمیت

شوق گر قلیان کشی کا ہے تو مہتابی پہ بیٹھ ای مری سلطان خوبان شکوہ کر و فر سمیت
ق
پیچوان نیچہ ہے ہالہ حقہ سیمین ہے ماہ عقد پروین کی چلم گردون کی ہی اختر سمیت
ہے تپ ہجران لکھہ نسخے مین میرا ای طبیب خرفہ و کشنیز تو رُبِ انار تر سمیت
ق
یار کے خال و لب و رنگِ مسی کا ہی خیال تخم ریحان دے مجھے عناب نیلوفر سمیت
ہمکو ترغیبِ طوافِ کعبہ مت کر زاہدا زادِ راہ تو لے کے جا احرام کی چادر سمیت
ابرو و بینی سے اپنے رخ پہ دکھلاتا ہی یار نقشۂ محراب بیت اللہ کو منبر سمیت
پان کی سرخی دکھا مت کر مسی سی لب سیاہ لعل کو رکھتا ہی ہان کوئی بھی خاکستر سمیت
پڑھ بہ تبدیلِ قوافی اس زمین مین اے نصیر دوسرے بھی وہ غزل مضمون تازہ تر سمیت

غزل آتش

قامت سی دکھا یار تماشای قیامت ہو آج ہی ہونا ہی جو فردا کے قیامت
دونون سے علاقہ نہ رہا چاہ کی تمکو جنت کی نہ دوزخ کی ہوئی وای قیامت
واعظ سی تری جلوہ نمائی جو سنی ہے دیدار کی بہو کونکو ہی سودای قیامت
اس مرحلہ مین خون جگر کہانا پڑیگا بے دانہ و بی آب ہی سودا کے قیامت
شاعر ہون ہی عرصۂ محشر مین کہونگا کیا مصرعۂ برجستہ ہی بالای قیامت
رحمت سے تری ڈر نہین ہر چند کہ ہووے فردای قیامت پس فردا کے قیامت
کشتی تری خلخال کی آواز کے ہین ہم ہمسے نہ سنا جائیگا غوغای قیامت
دو گام جو محشر مین چلی تم روشِ ناز پامال ہوے فتنۂ صحرای قیامت
اس قد کشیدہ کا نہ مشتاق ہوا دل اللہ نہ دکھلائی تماشای قیامت
ای داغ جنون حشر کا خورشید ہی تو بھی گرمے سے ترے ہوتی ہی پیدای قیامت
آتش نہین بچ رہنے کی تمکو بھی کریگا صحبت مین شریک انجمن آرای قیامت

غزل سودا

ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست ‏ ہم پوجتے ہین اوسکو جو ہو آشنا پرست

اس دور مین گئی ہی مروت کی آنکھہ پھوٹ ‏ معدوم ہی جہان مین چشم حیا پرست

دیکھا ہی جب سے رنگ کفک تیری پاؤن مین ‏ آتش کو چھوڑ گبر ہوسے ہین حنا پرست

چاہے ہے کہ عکس دوست رہی تجھہ مین جلوہ گر ‏ آئینہ وار دل کو رکھہ اپنے صفا پرست

اور رگ سے خوش ہون مین اتنا کہ بعد مرگ ‏ ہر ذرہ میری خاک کا ہووی ہوا پرست

سودا اسے شخص کے تئین آرزو ہے کیجیے ‏ ای خود پرست حیف نہین تو وفا پرست

غزل میر

وصل دلبر نہ ٹک ہوا قسمت ‏ مرچکے ہجر مین ہے یا قسمت

ایک بوسہ پہ سبھے نہ صلح ہوئے ‏ ہمنے دیکھے بہت لڑا قسمت

شیخ جنت تجھے مجھے دیدار ‏ وہان بھی ہر ایک ہی جدا قسمت

پھول چن ہاتھون سے سبھونکو دے ‏ زخم تیغ اون سے اپنے تہا قسمت

کیا ازل مین ملا نہ لوگون کو ‏ تھی ہمارے بھی میر کیا قسمت

غزل آتش

ہونٹ ہے لال ہوئے دست و پای دوست ‏ خون شہید ناز ہوا ہے حنای دوست

جسے ہین دوستونکی ہین جور و جفای دوست ‏ دشمن خدا نخواستہ ہون خاکپای دوست

دل کو ہوئی ہین معنی توحید منکشف ‏ آنکھون کو کچھ نظر نہین آتا سوای دوست

لاتین چلین گے سینہ پہ اپنے شب وصال ‏ کیا کیا نہ غل مچائینگے خلخال پای دوست

کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو ‏ ہم بھی ہین سائل در دولت سرای دوست

زندہ دلی سے تو مردہ ہو جائے دم فنا ‏ مردہ کو زندہ کرتے ہین آواز پای دوست

غزل سلیم

نہ مہیے کیونکہ خزان رشک سی بہار پہ دانت ‏ جو ہو تیا سے گلے دیکھے روی یار پہ دانت

کہین ہے خار مغیلان مزار مجنون پر
زمین سے کہوسے ہین لیلی کی خاکسار پہ دامن

ٹھہر گیا وہین شب بے تکلفی کی سبب
لگی جو عالم مستی مین گلعذار پہ دامن

کہ بیوفائی قسمت سے خلق عالم سے
تمام عمر سے ہین جانب مزار پہ دامن

یہ بخت اوٹ گئے اکدن بھی کچہ اثر نہ ہوا
مین پہیتا رہا رات اپنی تیرہ تار پہ دامن

مراد دل کی عذار پر رہے تو سے ملے ہی سگے
ہی کوہ کن سے لگایا یہ کوہسار پہ دامن

شب وصال سلیمے کو جو نہ دیکہ سکے
اٹھی اوسکے لگین وصل اور یار پہ دامن

غزل سلیمے

یہ وہ فلک ہی کہ ہین اسکی ہر بہار پہ دامن
مدام پہیتا رہتا ہی لالہ زار پہ دامن

فلک پہ چاند نی حسرت سی پہیتے ہی سدا
ہماری رشک قمر کے گلے کے ہار پہ دامن

شب وصال پہ اسکے خدنگ آہ لگے
رکہے جو اپنی کوئی روز انتظار پہ دامن

غضب ہی سر گہڑے جراح بیوفا ظالم
رکہی ہی نشتر و سوزن کے دلفگار پہ دامن

الٰہی کیونکہ ہون بوس و کنار اوس بت سے
رکہون ہون عمر سی جس شوخ کی بہار پہ دامن

مساس خون شہیدان سی شکل نشتر کی
یہ دیکہ لو جو نہ دیکہی ہون تیغ یار پہ دامن

سحر کو اٹھے نالہ رقیب کا ای جان
نکالتا ہی ترے زلف تابدار پہ دامن

یہ وہ فلک ۔ ہے کہ جا سا ہی ہر جسم کا
مدام کہوسے رہتا ہی تو رونما پہ دامن

سلیمے غم کی پیالی پڑی ہے آہ ہمدم
ہماری جان و دل عجز و انکسار پہ دامن

غزل جرأت

بلائین ہاتھون نے میری جو لین تمہاری رات
بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات

پڑے ترپتے ہین بستر پہ آہین بہر بہر کے
جو یاد آتی ہی صورت پیاری پیاری رات

پلک نہ رات جہپکتی تہی دل دہڑکتا تہا
کسیکے وعدہ پہ حالت تہی یہ ہماری رات

اگرچہ دن بہی کٹے ہی بری طرح سی ولے
تیرے مریض پہ لاتی ہی سخت خواری رات

سحر کو پارهٔ بستر نظر پڑا نہ کہین
تڑپ تڑپ کی یہ کے ہمنے بیقراری رات

اب اسکے وعدے پہ یون روز شب کٹی ہی ہمین
قدم شمار سے ہے دیکھو تو دم شماری رات

صدائے شب ہنین بیوجہ تیرے عاشق کے
کرے ہے حال یون پر یہ آہ و زاری رات

تیرے مریض پہ کیا جانے کیا ہوا تا صبح
کہ لوگ کرتے تھے گرد اوسکے اشکباری رات

الٰہی پہلے مرے تن سے جی روانہ ہو
کہ تا کبھی نہ کوئی وصل کے سدھاری رات

جدا ہوسبھی ہون جو اس لب سے لب تا دم صبح
میسر آئی ہے ایسی بھی لاکھہ باری رات

یہ ہای ابتو وہ صحبت نہین ہے خواہین بھی
اسی خیال سے ہم جاگتے ہین ساری رات

شب فراق کٹے کسطرح سے ای جرأت
یہ رات وہ ہی کہ کہتے ہین جسکو بھاری رات

غزل مسافر

ہای کس سے کہون مین دل کی بات
روتی روتی گئی ہے ساری رات

پر نہ رحم آیا ہے تجھے ہر چند
سنکے احوال کو مرے ہیہات

تجھسے گالی وہ جھڑکیان کھائین
الغرض لے گیا سب اوقات

کیا بھلا ہو گیا ترے دل کو
چھوڑ دے ہمسے تو نی رمز و نکات

نہ کبھی خط نہ گاہ پیغام
کب تلک اسطرح ہماری سات

ابتو آ مجھ طرف ارے قاتل
جان جاتی ہے وقت ہی سکرات

ہر دو عالم سے کچھ نہین مطلب
بس مسافر کو ایک تیری رات

غزل اختر

عجب ابکے آئے بہار بسنت
جدہر دیکھو ہی وہان نگار بسنت

نشے مین ہی سرمست آئے بسنت
کھلا اس سبب لالہ زار بسنت

پلا ہمکو ساقی تو بستی صبوح
ہی آنکھون مین ابتک خمار بسنت

میان قطب دین کو مبارک ہو یہ
کہ اس سے ہے ہیگا وقار بسنت

تماشا بھلا دیکھ لے تو یہ اختر
کہاں ہم کہاں پھر بہار بسنت

غزل سودا

نگار سطر ابرو یار بسم اللہ کی صورت
قد رعنا سراپا ہی الف اللہ کی صورت

زلف واللیل رخ والضحٰی نرگس چشمہ کوثر
نمایاں ہی سواد خط کلام اللہ کی صورت

زلیخا کی نمط کر ورد دل مین سورۂ یوسف
جو تجھکو چاہ سے اگر ملے دلخواہ کی صورت

ہی شکر الحمد اللہ بعد مدت سیر منزل نے
دکھائی عشق کی صحرا مین ہمکو راہ کی صورت

الم نشرح ہوا عالم مین تیرا عشق اے سودا
نہ پنہان ہو سکے دریا دل مین ماہ کی صورت

غزل سراج

ادا ہے دلفریب و قامت
قیامت ہے قیامت ہے قیامت

شہید خنجر الفت ہوا ہون
سلامت ہی سلامت ہے سلامت

نہ کرتا جیکو قربان تجہ قدم پر
ندامت ہی ندامت ہی ندامت

جماعت مین پریرویون کی تجھکو
امامت ہی امامت ہی امامت

سراج اے عشق کی درپن کا صیقل
ملامت ہے ملامت ہی ملامت

ردیف ٹ

غزل آتش

وصل کی شب نہین عاشق سے سزاوار لپیٹ
نیند کا حیلہ نہ کر منہ کو نہ اے یار لپیٹ

مثل گل تو نے جو پہنی ہے قبا اے محبوب
لالہ کی طرح سے بہی لت پتی دستار لپیٹ

جان پر بنتی ہے ہو جاتا ہی ایک سودا سا
دلکو لیتے ہین ترے گیسوے خمدار لپیٹ

قتل پر میرے اوٹھایا ہے جو بیڑا تمنے
خوب کسکر کمر اے ترک جفا کار لپیٹ

داغ عشق آپ سے کہتا اوسکو نہ کہلوا صنم
ساتھ اپنی ہی جگر کو نہ دل آزار لپیٹ

چاند سے منہ کو دکھا ابر سیہ زلفین
کبک و طاؤس کو بہی اپنی طرف یار لپیٹ

مدتون سے بہٹر رہا کرتی ہے دروازے پر
رشک ہے کس کو تری قصر کی دیوار لپیٹ

خط مشکین سے رخ یار کی منہ پر یہ کھلا
روز روشن کو بھی لیتی ہی شب تار لپیٹ

شان مریخ یہی دکھلا چکی قاتل مجھکو
ای خوش اندام ابس جامہ گلنار لپیٹ

آمد آمد کی اطبا کے جو سنتی ہین خبر
منہ کو لیتے ہین کفن سے ترے بیمار لپیٹ

کافی ابرو کا اشارہ ہی بہت اسے قاتل
خون ناحق مین میر اپنے نہ تلوار لپیٹ

ابھی بازار جہان مین ہے تمنا آتش
جنس دل لی کوئی خوشرو سا خریدار لپیٹ

غزل میر

نہ پایا دل ہوا روز سیہ سے جسکا جا ٹوٹ
کسو کی زلف ڈھونڈی مو بمو کاکل کو سب لوٹ…

تو کیون نیند ون پڑا سوتا تھا دروازے کو ہوئی شب
مین جو کھٹ پر تری کرتا رہا سر کو پٹک کر…

چھٹین لگتی ہین دلپر بلبلون کی باغبان تیغ جو
چمن مین توڑتا ہی ہر سحر کلیون کے تئین جب…

تری ہجران کی بیماری مین میر ناتوان کو شب
ہوا ہی خواب سونا آہ اس کروٹ سی اس…

غزل سلیمی

بوسے کا خیال آیا جو دل مین یکے بیک
تو آکے صبا فی لین بلائین مر جیت…

ہنستے ہوئے بولی سے کچھون پر جو گرا ہاتھ
جھنجھلا کی لگا کہنے کہ چل دور ہو…

کل تیری رقیبون نے جھڑک کر کہا تجھسے
آنے سے لگی رہتی ہی ہر روز کی کھٹ…

ہرچند کہ مین عجز و تملق سے رجھا یا
بولا ہمین بھاتی نہین یہ آپ کی سٹ…

کھینچا جو غم ہجر سلیمی نے بیک عمر
تو خوب ہوئی وصل کے شب یار سے لپٹ…

غزل انشا

آج کیا ٹھہر گئی ہاں یا کہ نہین منہ سی تو پھوٹ
ہو گی وہ بات وہاں یا کہ نہین منہ سی تو…

کو ٹھی پہ ٹھہرون مین یا آنکہ منڈیری ہی اودھر
صحن ہین ڈیوڑھی مین یا اور کہین منہ سی تو…

سر ہلانے سے بھروسا نہین پڑتا کسوقت
کس جگہ کب وہ کدہر ہیان کر وہین منہ سی…

لوگون کے چرچے کا انشا جو تجھی ڈر ہوتا
تیری کیون آنکھین بھلا ہوٹ بہین منہ سی…

غزل آتش

دولت حسن کی بھی ہی کیا لوٹ
آنکھوں کی پڑ گئی ہے نوٹا لوٹ

چل رہی ہے وہ ہوا اسے بہار
لالہ پھولا ہے داغ سودا لوٹ

سامنے تیری جو پڑے ای ترک
اسمین کعبہ ہو یا کلیسا لوٹ

چاردن ہے بہار اسے بلبل
زرگل کا ہزار توڑا لوٹ

صف مژگان سے کہہ رہی ہی چشم
دل مین جتنے ہے تماشا لوٹ

صرف بدحال دنیا کر
مرد ہے کچھ تو پھر عقبے لوٹ

صاف دل ہو تو جلوہ گر ہو یار
آئینہ ہو تو ہو تماشا لوٹ

نعت خوان حسن جو ملجائے
یہ سمجھ لے ہی من و سلوا لوٹ

کیا عجب جو وہ گیسوی سرہنگ
لین متاع دل احبا لوٹ

جانتے ہین کہ فوج سے جنگے
سہین سپر وار پھیر لیتا لوٹ

کام مردون کا ہی یہ ای آتش
رکھتے ہین جان کا بھی کشتا لوٹ

غزل سلیمی

پڑی جو کان مین میرے تری کہین آہٹ
تو فرش چشم نظر تک کردون زمین کو سمٹ

ہمارے دل پہ جو کاٹے بلا سے لہرائے
ڈسے نہ ناگنی زلف اسکی کیون الٹ اپنی اوٹ

دمیدہ سبزہ لیے سے ہے رشک باغ چہرہ یار
وہ خط حسن ہے جسکے رہی بہار لپیٹ

غم فراق مین کہائے جو ہم ہزارون داغ
ہوا ہے رشک بہار چمن جگر پہ سپٹ

کوئی ہے قبلہ کوئی بت کی سامنے مسجود
بجا ہی کعبہ سلیمی کو بس ترے چوکھٹ

غزل سلیمی

بنی لگ جب ہم سے توحید غٹاغٹ
تب رمز معانی سے کہلے راز جھٹا جھٹ

کل دیکھ شب وصل مین رندون کی ہیں افسے
ٹکرانے لگے سر کو بھی چھٹے کہٹا کہٹ

جب تیغ نگہ تیرے دے اسلام کو قوت ۔ افواج مین کفار کے پڑ جاے ہٹا ہٹ
دارا جو مین سر پر دُر نایاب سخن کو ۔ گردن مین لپٹ لینے لگے بوسی چٹا چٹ
طفلی ہے سی مکتب مین تیرے دیہیا نہین اگر ۔ کہاتا رہا آخون سے کے بید سٹا سٹ
ٹک دیکہہ خزان مرگ کی غافل نہو ہشیار ۔ جہڑتے ہین بسر و برگ شجر تر سے چٹا چٹ
دعواے سخن کا نہوش گر دسلیمے ۔ استادون سے جو باندہی مضامین چٹا چٹ

غزل سودا

جبکے خط اتری تو اس سے دل لگانا ہی عبث ۔ سیر کو وقت خزان گلشن مین جانا ہی عبث
ابر مین آیار رہ سکتا ہی کتنا آفتاب ۔ چہرہ کو اندر نقاب ہسی چہپانا ہی عبث
پوچہتے کیا ہو کہ شب کسطرح گذری مجہہ بغیر ۔ گذری سو گذری جو کچہہ سکا فسانا ہی عبث
تا صبا داغ جگر جون شمع پہنچا تا قدم ۔ جل چکا سب کچہ تب آتش کو بجہانا ہی عبث
غیرت ای سودا نہین ہے مقتضے اس بات کی ۔ جی ہی دو رہین پہر اسکو منہ دکہانا ہی عبث

غزل تمنا

زلفون کا دام پہینکا ہے ہم پر عبث عبث ۔ بل کہاے اپنے گیسوئے ہم پر عبث عبث
ہر طرح کرنا چہوٹے مرے سنا کچی بات کو ۔ سوگند کہانا میرے قسم پر عبث عبث
اصلاح پر مزاج سہنین سے ہے خفا دہ سوخ ۔ خط پر عبث عبث سے قلم پر عبث عبث
پلکون کے آستین سے کافی ہی سشیخ تو ۔ رکہتا ہی ہاتہ دیدۂ نم پہ عبث عبث
اسے اشک چشم یار کا شہرانہ کر ذرا ۔ بدنام ہے میرے شور وستم پر عبث عبث
نقشہ گلے کا اسکے تمنا ہی دل یہ نقش ۔ تہمت ہے صرف باغ ارم پر عبث عبث

غزل سلیمی

رات جانان نے کیا ہم سے یہ پیغام عبث ۔ آے کل رات مرے گہر مین سر شام عبث
فکر کرتا ہون کر آغاز محبت مین کہ ہے ۔ آخر الامر کو سہ ہے عشق کا انجام عبث

ہاتھ سے اس بت پرفن کے باامید وصال	رات صہبا کے لیے ہمنے کئے جام عبث
اہل گلشن کا یہی طور تھا کل گلشن مین	گالیان دیتا ہے بلبل کو گل اندام عبث
رات دن سر پہ سلیمے کی اظالم خونخوار	کھینچتا ہیگا سدا خنجر و صمصام عبث

غزل آتش

بنین گے حیبگا زیور چاند و سورج	گھڑا کرتے ہین زرگر چاند و سورج
چڑھین کیا تری منہ پر چاند و سورج	جوان ہے تو معمہ چاند و سورج
قسم ہے سر کے مجھکو اے رخ یار	نہین تیرے برابر چاند و سورج
جبین ہوتے ہین جب وہ دیکھتے ہین	سر آئے یار کا در چاند و سورج
وہ رخسارے جو ہوتی ہین مقابل	نکل جاتی ہین بچکر چاند و سورج
چراغون مین جو تیرے راستی کے	رہین روشن نہ کیونکر چاند و سورج
تمہارے روبرو ہوکر ہوے ہین	سفید و زرد اکثر چاند و سورج
وہ یکتا نور کا ہے تو جو دیکھے	رہین حیران ہوکر چاند و سورج
چڑھے ہے میری طرح سے جو تپ عشق	ہلال آسا ہون لاغر چاند و سورج
وہ بالون مین اگر رکھی نہ باندھے	اوڑین سیدا کرین پر چاند و سورج
ہم اس میخانہ کے ہین مست آتش	کہ جھلکے ہین دو ساغر چاند و سورج

غزل شجاعت

نہین تجھسا ہے کوئی گلستان آج	غلام آسا تیری پیر و جوان آج
یہ قد سرو سہی پر چشم نرگس	ختم بس کر گیا ہی باغبان آج
بہار بوستان گلہ وہی بر مین	نکل جل جا یہان سی اے خزان آج
مصور کھینچ سکے تصویر اسکے	کہ یکتا حسن مین ہی سو میان آج
وہین بولا ترش ہو چین جبین ہو	ہوئی دشوار تجھبیر کیا زبان آج

مرے طوطے طبع باشندہ لبتان — ذرا ہوجا تو اب شکر فشان آج
شجاعت کیا چلی اس جاد کیر کے — دلاور ہی وہی شوکت نشان آج

غزل حاتم

سرو اسکے قد سے گر دعوی کرے گلشن میں آج — چھیڑتا ہے فاختہ اڑ ر نیا شہپر سے آج
خال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان ہی تیر — دل ہمارا سہم اب کہتا ہے کار ابتر سے آج
راتدن جاری ہی عالم میں مرا فیض سخن — گو کہ ہوں محتاج پر حاتم ہوں اس جوہر سے آج
زلف چشم و خال و خط چارون ہیں دشمن دین کے — حق رکھے ایمان سلامت ایسی کفرو شر سے آج
ہاتھ مت کھینچ ای جنون تجھکو مری سر کی قسم — ایک جیب تک بھی رہی تار گریبان سر سے آج

غزل میر

حال ہاہی سکو تسی اتنی غفلت کیا ہی آج — کوئی گھڑی تو پاس ہو یہان پھر وہ فرصت کیا ہی آج
سامنی ہی وہ اٹھ پر انکہ نہین کہل سکتی ہے — دلتنگی سی کی ہی دم کیا کہی صورت کیا ہی آج
فرق و تیغ جٹے رہتی ہیں جب دونکی لاگ لگے — اس ظالم بیرحم کی سیر ایسے صحبت کیا ہی آج
شیشہ صراحی ساغر و مینا سب کچھ ٹوٹ گئی ہی جانا رہی — کوئی بادہ فروش نہین یہ پیر حرمت کیا ہی آج
میر غریب کیا عشرت ہی جو عیش تم کرنی لگی ہو — تاب نہین کیا ضعف ہے دلمین جی بیطاقت کیا ہی آج

غزل سراج

اپنا جمال مجکو دکہا نا رسول آج — عاجز کے التماس کو کرنا قبول آج
ای مہربان طبیب شتابی علاج کر — تیر نظر کے درد سی ہی دلمین سول آج
مرہم تری وصال کا لازم ہے ای صنم — دلمین لگی ہی ہجر کی برچھی کی ہول آج
سراج بزم بلبل نالان خراب ہے — سر جھار رہا ہی صحن گلستان مین پھول آج
بیکر ہوں عذاب قیامت سے ای سراج — دین محمدی کو کیا ہوں قبول آج

غزل ترقی

ہے عجب لذت شکار افگن تری تیرونکی بیچ
جسکا چرچا ہو رہا ہی سارے نخچیرونکے بیچ

کل جو دیکھے شکل مجنون جسنے تصویرونکی بیچ
ایک مشت استخوان تھی لاکھون نخچیرون کی بیچ

خون کی قطرون کا عالم تو میرے اشکو نمین دیکھہ
لعل کی ٹکڑی چمکتے ہین پڑی ہیرون کے بیچ

بلبلون تمکو مبارک ہو یہ گلگشت چمن
لالہ وگل کا نہ کہیو ذکر دلگیرون کے بیچ

آگے دل ہوتا تھا بیکل اسکا میرے آہ سے
آگیا ہی فرق اب آہون کی تاثیرون کے بیچ

گر مرقع مین کہینچے ہو اس مسیحا کے شبیہ
جان پڑجائی مصور ساری تصویرون کی بیچ

وہ خماری انکھڑیان کبہی ہوئی بالو نمین دیکھہ
جسطرح دو مست جگڑی ہووین نخچیرون کے بیچ

قاصد اکیا خط لکھون مین اسکو فرط شوق سے
فوت ہو جاتا ہے مطلب مجہسے تحریرون کے بیچ

گفتگوے یار کی کیا بات ہے کیا کہات ہے
ساری محفل کو لگا لیتا ہی تقریرون کے بیچ

اور تو صورت تمتع کوئی بخشش کے نہین
ہان مگر باعث ہو یہ تقصیر تقصیرون کے بیچ

غزل سودا

سودا گرفتہ دل کو نہ لاؤ سخن کے بیچ
جون غنچہ سو زبان ہی اسکی دہن کے بیچ

پانی ہو کر بہ گئے میرے اعضائین کی راہ
باقی ہی جون حباب نفس پیرہن کے بیچ

جن نے نہ دیکہی ہو شفق حسن کی بہار
اکر ترے شہیدون کو دیکھی کفن کی بیچ

وہ خار مرغ رو نہین اہل جنون کے پاس
پاس کو نہ میرے جو نہ پہنچا ہو بن کی بیچ

کل رخصت بہار تھی شبنم صفت کے روز
رویا ہر ایک گل سے گلے لگ چمن کے بیچ

آتشکدہ مین دیکھہ تو شعلہ سے ہے بیقرار
آرام دل جلون کو نہین ہے وطن کی بیچ

بعد از شباب ہون تری انکھیان زیادہ مست
ہوتی ہی روز کیفیت شراب کہن کی بیچ

سودا نے اپنی یار سے چاہا کہ کچھ کہے
اسپیے سے گئے نگاہ رہے من کی من کی بیچ

غزل انشا

بیگمان چاہ کے دریا کے بڑے باٹ کو سوچ
بید ہٹ کر پاؤن نہ رکھہ تو پہلے تو گہر گہاٹ کو سوچ

بے جاتے ہین پہاڑ اسمین کہان تہل بیڑا ۔ دہار تلوار سے بھی تیز ہی اس کا ٹکو سوچ
ای دوا یہان سے چلے جا تو دبے پاؤن ابھی ۔ دیکھہ کمبخت کھٹولے کو نہ کچھ کہاٹ کو سوچ
ٹاٹ کے ٹکڑے پہ کھینچا جو اونھین تو لیلین ۔ میرے کپڑونکی طرف دیکھہ اور اس ٹاٹ کو سوچ
موتیون مین اونہین آنکھون کی ترازو مین تول ۔ اری انشا نہ تو بنیونکی طرح باٹ کو سوچ

غزل آتش

بلا اس زلف پیچان کا ہے ہر پیچ ۔ خم اندر خم ہے ہر ہر پیچ در پیچ
اسے لے خیر کیجیو کہا رہی ہے ۔ اودہر وہ زلف اودہر نازک کمر پیچ
ہوئی ہین زلف پیچان سے بھی طرے ۔ ترے دستار کے سیداد گر پیچ
نہو اس زلف پیچان کا جو سودا ۔ سمجھ لے اپنے قسمت کا اثر پیچ
ہوا اب خط خبر دار سے لانا ۔ نہ پڑنے پائے کچھ اے نامہ بر پیچ
ترے زلفون کا وہو کہا ہمکو دیگا ۔ سراسر خم ہے سنبل سر بسر پیچ
نہین دم باز ہم ہمکو نہ دم دے ۔ کرے جو پیچ اے یار اوس سے کر پیچ
فراق یار سے کشتی پڑے ہے ۔ پچھاڑا چل گیا آتش کا گر پیچ

غزل میر

عشق مین اے طبیب ہان ٹک سوچ ۔ پائی جان درمیان ہے یہان ٹک سوچ
بے تامل ادا سے کیون مت کر ۔ قتل مین میرے مہربان ٹک سوچ
سر لبر یت جہان سے جا غافل ۔ پاؤن تیرا جہان پڑے ٹک سوچ
پھیل اتنا پڑا ہے کیون یہان تو ۔ یار اسکے گئے کہان ٹک سوچ
ہو نشہ اپنا ہلا نہ سمجھے ہین ۔ لیئے عیب کہو لے تو زبان ٹک سوچ
گل و رنگ و بہار پردے مین ۔ ہر عیان مین ہے وہ نہان ٹک سوچ
فائدہ سر جہکے شب مین میر ۔ پیر لیسے آگے ای جوان ٹک سوچ

غزل حسرت

گل جو پہنچے تیری آواز مری کان کے بیچ — آ گئے سنتے ہی بس جان مری جان کے بیچ

سخت ہے خوف مجھے دل کا عدا خیر کرے — آگ بھڑکے ہی اسی سینۂ سوزان کی بیچ

یہان تلک روئے ترے غم مین کہ روتے روتے — نام نم کا نہ رہا دیدۂ گریان کے بیچ

ساربان محمل لیلے کو ادھر کو لے چل — خاک مجنون کے بھٹکتے ہے بیابان کے بیچ

وای اے فصل خزان سیر نہ کیا گل کو — اور ہی رنگ ہوا باغ کا آن کی بیچ

دور و یک شاخ پہ گل بیٹھے ہو ہی بلبل زار — حسرت اس شعر کو پڑھتے تھی گلستان کے بیچ

غزل آتش

رہ الفت مین نقد عمر کر خرچ — کہین ہر چند ممسک تجھکو ور خرچ

کہان اب طاقت صبر و تحمل — یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرچ

دو کالے سانپ وہ گیسو ہین جنکے — تماشے مین ہوے ہین گنج زر خرچ

نہین یہ بار گیسو سے لچکتے — نزاکت کرتے ہے ان کی کمر خرچ

خدا دی دولت قارون تو کیجے — نہ حاتم نے کیا ہو اسقدر خرچ

وہی دیگا لب شیرین کا بوسہ — ممنون کرتا ہے جو رازق شکر خرچ

ہم اپنی نقد جان پر کھیلتے ہین — ترا ہوتا ہے کیا ای سیمبر خرچ

جنون عشق ہے غارتگر ہوش — کرے کیا عقل مند یہان شر خرچ

رہا کرتی ہے فکر شعر گوئی — کیا کرتے ہین ہم خون جگر خرچ

چلے دنیا سے داغ عشق لیکر — یہی توشہ ہے بہر سفر خرچ

ملا جو اوسکو سمجھے من و سلوے — توکل پر رہا شام و سحر خرچ

حسینون نے ہی آتش کو ہم کوٹا — رہا فرمائشون ہی خرچ پر خرچ

غزل سودا

سیر چمن ہے جگ کی جو اے عمر تو کیا ہیچ — رنگین ہے جو اسنے کا گل ہمین عہد بقا ہیچ
شیشے کو ہے توڑو تو نکلتی ہی یک آواز — عاشق کا یہ دل ہی کہ جو ٹوٹے تو صدا ہیچ
اسباب جہان دل نی کیا جب نظر انداز — پوچھا جو مین کیا دیکھی ہی دیوانہ کہا ہیچ
ناصح تو نہین جانتا ہے درد سے آگاہ — بے عشق بتان جینے کی لذت بخدا ہیچ
مانی نہ بندھے گا کبھی نقش اسکی کمر کا — فرسودہ نکر خامہ کو اب فایدہ کیا ہیچ
ہم شیخ کے سنتے تھی مریدون سے بزرگی — دیکھا جو اونہین جا کی تو عمامہ سوا ہیچ
سودا نے کہا مین جو تری شعر کو سنکر — جو دیکھا تجھے آگے تو ہے بی سروپا ہیچ
بولا کہ تجھے یاد ہے وہ مصرعۂ بیدل — عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

غزل آتش

بہار آئی چمن مین چلی ہوای قدح — پڑھی وہ مست جسے یاد ہو دعای قدح
دکھا رہا ہی عجب آئینہ صفای قدح — سرور اسی ہی جو ہی صورت آشنای قدح
زمانہ مین کوئی مجھسا نہین ہی دریا نوش — حباب وار ہے سر مین بھری ہوای قدح
شراب خوار کرے گی بہار صوفی کو — دکھائی گی لب بیگانہ آشنای قدح
صراحی وار ہی گردن نہین فقط اونکی — دو چشم مست کے گردش ہی ہین سوای قدح
پری کی ساتھ ہو تم ہو کہ اسمین شیشہ سے — مثال گریہ مینا و خندہ ہای قدح
شراب خانہ مین کرتا ہون سیر دریا کی — دکھایا کرتا ہی لہر آب باصفای قدح
بلند لغزش ہوگی قدر ستون کے — بنے گی خشت سر خم کی بنای قدح
سبو بستہ خم کے کی نہ پاتو ہے — کسی نے منہ نہ لگایا مجھی سوای قدح
جہان کی سیر دکھاتا ہی نشہ صہبا — دماغ رکھتی ہین جمشید کا گدای قدح
ان آنکھون نے نہین جو کیفیتین سرخ ڈورے ہو وہ — کھونگا نشہ دو رنگ مین طلای قدح
جواب دو رکھیا کیف می فی اس ست کا — خبر ای خیر دے ساقی تجھے خدای قدح

دو چشم مست کا ساقی کی وصف ہی مقصود
کنایہ ہی یہ جو کرتے ہین ہم ثناے قدح

شراب عشق کے پیتے ہے ہوش اوڑ ہی ایسے
کہ ابتدا مین ہوا حال انتہاے قدح

فراق یار مین دوران سے ہے دور شراب
لڑا کے شیشہ سی توڑون یہ ہے ہواے قدح

یہ جلوۂ مہ و خورشید سے کہلا آتش
ہنوز باقی ہی دور فلک مین جاے قدح

غزل ناسخ

کیون دکھائی ای فلک بے یار صبح
ہی شفق سے مجھپہ آتش بار صبح

یہان کسی خورشید رو کی یاد مین
ہوتی ہے ہر رات سو سو بار صبح

زلف سی رخسار کو ہوتا ہے ربط
کیون شب فرقت سی ہی بیزار صبح

کھینچکر فرقت مین تیغ آفتاب
ہے ہماری جان کو خونخوار صبح

وصل کا سامان ہے آج ای فلک
شام سے کر بیٹھی تیار صبح

حسن کا عالم ہی کیا عالم ہے واہ
زلف جانان شام ہی رخسار صبح

سینۂ پرداغ و چاک پیرہن
ہے وصال یار مین گلزار صبح

وصل مین تھا صبح سے بیزار مین
ہجر کے شب مجھسے ہے بیزار صبح

قہر ہو گر شعلۂ پر زر تیرا
دیکھ پائے اے پری رخسار صبح

چاک کرتے ہی گریبان دیکھکر
کارچوبے مہر کے دستار صبح

شام کیا ہو تیرے گھر مین یار جب
نور سے ہین سایۂ دیوار صبح

وصل مین حاضر تو غایب ہجر مین
دیتی ہے ہر شب نیا آزار صبح

ہے یہان کسکو شب فرقت مین ہوش
ہو چکی ہوگی ہزارون بار صبح

وصل کی شب کب ہوئے ہمکو نصیب
شام کو کرتا ہے نور یار صبح

ہی دعا اے خالق لیل و نہار
ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

غزل تابان

ابرو و تیر سے مجھکو کیا وار بے طرح
دل مین میرے لگی ہے یہ تلوار بے طرح

ممکن نہین کہ عشق کے ہاتھون سے جی بچے
پیدا ہوا ہے مجھکو یہ آزار بے طرح

عالم تمہارے پیچ مین آویگا آج جان
زاہد کے فکر مین ہے وہ میخوار بے طرح

بگڑی ہی کو پیچ اوسکے پیے کا شراب آج
تمنی سجا ہے پیچیدہ بلدار بے طرح

کیا جانیے کہ آج کس عاشق کی ہے اجل
کھینچے ہوا ہی آج تو میرا یار بے طرح

ممکن نہین قفس سے کہ گل تک پہنچ سکے
بلبل ہوئی ہی اب کے گرفتار بے طرح

غارت خدا کرے یہ ترے ملک حسن کو
ہے فوج خط کے گرد نمودار بے طرح

تاباں نہ تھا کہ یار کو کیون کر منائیے
اب کے ہوا ہے مجھسی وہ بیزار بے طرح

غزل ضیا

دلکو پسند ہی بت عیار کے طرح
اقرار وصل کرتا ہی انکار کے طرح

بارش ابھی ہے دور پر آنکھون نے اسقدر
باندھا ہے تار رونے کا بوچھار کیطرح

جیبر یکو بل جو دیکی پیچ اونسی چھوڑ
جسپر غضب ہی یہ تری رفتار کی طرح

گرچہ فراق یار مین جون دل دو نیم ہون
سنتا ہی کب وہ ایسی ستمگار کے طرح

دو دن کی زندگی پہ مناسب ہے کہ غرور
بھاتی ہی اپنی دلکو طرحدار کے طرح

تجھکو یہ کیا ہوا ہے ضیا کچھ تو حال کہہ
کل پوچھتا تھا تجھکو وہ غمخوار کیطرح

غزل ناسخ

ردیف خا

ہے نازکی سے قامت جانان چمن کی شاخ
سوز درون سے بیچ مین ہون خار کہن کی شاخ

دیکھی جو اوسکے سلسلۂ پرشکن کی شاخ
کھاتی ہے پیچ و تاب غزال ختن کی شاخ

عالم کو بعد مرگ بھی ہے ظالمون سے ربط
غنچہ کا دستہ کیون نہ بنی کر گدن کی شاخ

ہم وحشیون سے کے بخت جو برگشتہ ہین تو ہون
سینہ ہی کسطرح نہو جیسے ہرن کی شاخ

رسکے جو سرے جو نشے اوسنی تہ فن
سنتکو ہوا گمان کہ ہے سیب ذقن کی شاخ

دیکھین یہ جو چنبیلے کے کلیون سے انگلیان
وہ تیری دست و پا کو کہین کیا سمن کی شاخ

دکھلائی اپنی فندق پا کے جو تو بہار
پابوس کو چمن کے جھکی نارون کے شاخ

مرتا ہون مین کسیکی نزاکت پہ دوستو
پھر جسپہ تیغ ہو جو نازکی ہون کی شاخ

وصف صباحت رخ جانان اگر لکھون
درکار ہو ہمارے قلم نسترن کی شاخ

ای عندلیب جھڑتے ہین کیا تیری منھ سے پھول
گویا ہر ایک نالہ ہے نخل چمن کے شاخ

معنی ثمر حروف و ورق صنعتین ہین گل
ناسخ ہے کلک فکر نہال سخن کے شاخ

غزل آتش

ہوا نہ حسن سے خال سیاہ جانان سرخ
نہ کرسکا رخ کافر کو نور ایمان سرخ

حلال ہونیکو سب سے ہین پہلے ہم موجود
وہ پان کھا کے کرین تو لب و دندان سرخ

یہ اشتیاق شہادت مین خون روتا ہون
بریدہ حلق سے ہے حلقہ گریبان سرخ

ہوئی ہین غصہ سے کیا لال لال وہ آنکھین
نظر پڑا ہی کبھی جو لباس ترکان سرخ

عجب عداوت اخوان دہر سے یا بخین
کری جو خون سی یوسف کی گرگ دندان سرخ

ترا وصال ہے ای سیمبر عجب دولت
خوشی سے ہوتا ہی کندن سا رنگ انسان سرخ

ہمیشہ کرتی ہی اس بحر حسن سے پنجے
حنا کا رنگ ہو کیون کر نہ مثل مرجان سرخ

ترے شہیدون کے آگے نہ رنگ پکڑیگا
ہزار رنگ سے ہو لالۂ گلستان سرخ

سفید کپڑے نہین پہنتا وہ خسرو حسن
سنا ہی جب سے کہ تاج و قبا ہی سلطان سرخ

چمن مین لالہ و گل رہتے ہین گریبان چاک
دکھا دیا کسے رنگین ادا نے دامان سرخ

شراب دینے مین وقفہ نہ کیجیو ساقی
ہوا نہین ابھی رخسار یار چندان سرخ

اثر پذیر طبیعت بھی شرط ہی آتش
نہ کیف مے سے ہو آنکھون کی طرح مژگان سرخ

غزل سودا

یہ ہاتھ ہو سکے زلف اسکی سی کہان گستاخ
نسیم و شانہ مگر ہو تو ہو وہان گستاخ

چمن کے سیر مین ہمکو اگر سنے دم صبح
چلے نہ جاے صبا سیکو بوستان گستاخ

سبھے کے کوچہ میخانہ سے گذر زاہد
کہ رند ہوتی ہین اکثر بزاہدان گستاخ

کچھ اسکے بے ادبی کا گلہ نہین مجھکو
نظارہ بازون سے ہوتی ہین مہوشان گستاخ

نہ جائیو کبھی اے شیخ بزم خوبان مین
کہ تو وقار طلب ان کی ہی زبان گستاخ

نہین ہے میرا سخن طبع زاد ای سودا
کسے بزرگ کی خدمت مین درجہان گستاخ

غزل آتش

کرتا ہی زندگی کو تمہارا حجاب تلخ
اٹھو نہین تو ہے سینگا نقاب تلخ

آغاز تشنہ عشق کا انجام ہی بخیر
کیفیت شراب ہی شیرین شراب تلخ

شربت کی گھونٹ کافرالی لیکی پیجیے
ہر چند تیغ کا ہو تمہاری لعاب تلخ

سائل ہون بوسہ لب شیرین نگار سے
شان کریم ہی نہ اگر دی جواب تلخ

عاشق ہی ہین جو سنتے ہین ان نونہال حسن
عنقلن سے ہین بسر سخن ناصواب تلخ

بیمار کا فراق ہون مین ہجر یار مین
سم ہی طعام میرے لیے اور آب تلخ

سودا زلف یار سی نیند اوڑ گئی مرے
اس درد سر سے کر دیا آنکھونکو خواب تلخ

شیرین لبون کے کیون نہ گوارا ہون گالیان
ملتی ہی قند کی نہین مقتی گلاب تلخ

بنتا ہی جبکہ عشق کی آتش ہی دل اسرا
ٹپکے ہین اشک صورت اشک کباب تلخ

شیرین ادائیون سے جو محفوظ تو کرے
شکر کو مور شہد کو سمجھے ذباب تلخ

وصلت کی شب مین ہوتا ہے ہر بات پر ترش
عیش و نشاط کرتا ہی انکا عتاب تلخ

غافل نہو فریب محبت کے آشنا
یہ چاشنی ہی آتش خانہ خراب تلخ

غزل کنور

غمزۂ یار سے ہے میرے جگر مین سوراخ
جیسے کرتا ہو کوئی لعل وگہر مین سوراخ

تیر مژگان سی ہوا میرے نظر مین سوراخ
جیسے ہو سوزن فولاد سی زر مین سوراخ

اس دل تفتہ سے برلاؤن اگر آہ الم
چرخ پر ہووے وہین شمس و قمر مین سوراخ

تیرسے کشتہ تیر نگہ مہوش کے
یون زرہ دیکہون ہون نئی راہ گذر مین سوراخ

بن گیا نیش سے مژگان کی مرا سینہ یون
ہووے جسطرح سے زنبور کے گہر مین سوراخ

کثرت گریہ سے ڈرتا ہون مبادا ہووے
روتی روتی نہ کہین دیدۂ تر مین سوراخ

ہی کسے غمزدہ کے آگا شاید ہمہ اثر
دیکہتا ہون جو عیان گہر کی ہر در مین سوراخ

دل مشبک ہی مرا خار غم ہجر سے یون
جسطرح تیرون سے پڑجائین سپر مین سوراخ

دل مرا یون ہی کنور تیر نگاہون سی فگار
پہر ثمر ن کری کوئی تخم ثمر مین سوراخ

غزل ضیا

دلربا ہی مرا بڑا گستاخ
مین نے اتنا نہ سمجہا تہا گستاخ

ابتو وہ شوخیان لگا کرنے
یک بہ یک ایسا ہو گیا گستاخ

نازبیجا کبہی نہ کرتا تہا
کیا رقیبون نے کردیا گستاخ

جانفشانی نے ہم اسپہ کرتے ہین
رام ہرگز نہ وہ ہوا گستاخ

اے ضیا کیجیو سمجہ کے کلام
وہ صنم تو ہے بے وفا گستاخ

غزل آتش

پری پسند طبیعت پہ ہے نہ حور پسند
تمہارے سر سے ہین ہم ہکو ہین حضور پسند

ہر ایک شہر خریدار ہی دل و جان سے
وہ جنس حسن ہے تو جو ہی دور دور پسند

اتارے پر پرے اوڑ کر بہار مین اسکے
برہنگی کی قبا ہے جنون غیور پسند

نگاہ اپنی ہے وابستگی کے سودی مین
مسبرون کی نہین ہمین کچہ ضرور پسند

نگہ مین اپنے سماتا نہین ہر ایک حسین
پری کے چہرے کی اوپر ہی چشم دور پسند

ہوا ہی جب سے کہ ساقین یار کا سودا
زیادہ تر مجہے ہیرے سے ہی بلور پسند

ہوئی ہی خانہ دل مین جو روشنی منظور
کیا ہی آنکہون نے اپنے چراغ طور پسند

روشن دل

گناہ عشق کا بس جیسے کہ مرتکب دل ہے
زبان کو میرے ہے ذکر یا غفور پسند

خیال یار کا رہنے لگا ہی اسمین سبب
ہوا ہی دل کو بھی آنکھوں کی طرح نور پسند

نہ عقل ہے نہ دلا محو حسن صورت ہو
کھلونے مٹی کے کرتے ہین بی شعور پسند

دل اک نگاہ کے اوپر ہی بیچتا آتش
کرین جو آپ سے سب حرف و بی قصور پسند

غزل ناسخ

یار آیا تو ہوئے دیدۂ ناکام سفید
جیسے ہون آمد سلطان مین در و بام سفید

پڑے عکس اسکی لب سرخ کا گر ساغر مین
ہو خجالت سی وہین بادۂ گلفام سفید

دید اس چشم سیہ سے کے نہ میسر ہوا ہے
دیدۂ غزہ ہون مثل گل بادام سفید

سو جسے مضمون بیاض رخ جانان جو مجھے
ہو گیا رنگ مرکب دم ارقام سفید

سرخ پوش آئے نظر شوخ تہ رنگ بدن
پہنے پوشاک جو وہ سرو گل اندام سفید

گو پہنتا نہین جز جامۂ رنگین تو آج
کفن اک روز ملی گا تجھی خود کام سفید

غزہ کر حسن وو روزہ پہ نہ ای سیم اندام
رنگ سب رنگون مین ہوتا ہی بہت خام سفید

اسپنے رخسار پہ چھوڑے نہ کبھی تو جو نقاب
ہوئی ای صبح امید ابلق ایام سفید

حرف مطلب جو لکھون مین تو وہ دیتا ہے جواب
بھیجتا ہی مجھے کاغذ وہ دلارام سفید

تیرے محبوب کے قاصد نی کہا اے ناسخ
ہو گیا منہ جو ترا سنتے ہی پیغام سفید

غزل میر

زمین پر مین جو پہنچا خط کو کر بند
بہت تڑپا کیا چون مرغ پر بند

گرفتِ دل سے ناچار ہی یعنی
رہا ہون بیٹھ مین بھی کر کی گھر بند

پھنسا دل زلف و کاکل مین نہ پوچھو
پڑا ہی ناگہ اک سب بند پر بند

سب اسکے چشم پر نیرنگ کے محو
نگہ کے ان سے عالم کے نظر بند

چمن مین کیو نکہ ہم پیوستہ جاوین
بلند از بسکہ ہے دیوار و در بند

بہت پیکان تیر یار تو نے
تمام آہن ہے اب میرا جگر بند

ہوئیں رونیکی مانع میرے پلکیں
بندہا خاشاک سے سیلاب پر بند

کہا کیا جائے ان ہونٹون کی آگی
ہمارے لب کرے ہی یہ شکر بند

کہلے بندون نہ آیا یہان وہ اوباش
پہر اموڑ ہی پہ ڈالے بیشتر بند

یہی اوقات ہینگے دید کے میان
رکہہ اپنی چشم کو شام و سحر بند

بچا رہتا تہا چہرہ جس سے سو اب
گریبان مین ہے وہ دست ہنر بند

فن اشعار مین ہون پہلوان میر
مجہے ہے یاد اس کشتی کا ہر بند

غزل انشا

نہ لگی مجہکو جب اوس یار طرحدار سے گنبد
ان نے محرم کو سنبہال اور ہی تیار کی گنبد

دست رس ہو تو ترے سیب ذقن پر مارون
قرص خورشید کی اور لمعۂ انوار کی گنبد

جہٹ پلٹ آن لگے بیچ مین چہاتی کے مرے
تہی یہ رو کے ہوئی کس محرم اسرار کی گنبد

رکہی ہے ماہ شب چاردہم ولمین ہوس
کہ وہ قالب بنی اور ہو تیری دستار کی گنبد

لیجیے اسکے بدل آپ جو یہ نہ مین
گم ہوئی مجہسے جو کل رات کو سرکار کی گنبد

گردمقیش طلائے کے کرن ٹکوا کر
مین یہ لایا ہون نیا اطلس گلنار کی گنبد

گوکہرو لہرنت ڈانک ستارون کے سمیت
اور یک بہیجینگے زربفت نمودار کی گنبد

شالی رومال کے تو چوٹ مجہے کچہ نہ لگے
اب نیا پہینکے ہی کمخواب کی شلوار کی گنبد

لگے فرمانے وہ پڑہ پڑہ غزل انشا کو
واہ کیا خوب بنی کاغذ اشعار کے گنبد

غزل نظیر

چہوٹا بڑا نہ کم نہ مجہو لا ازار بند
ہی اوس پری کا سب سے امولا ازار بند

ہر ایک قدم پہ شوخ کے زانو کے درمیان
کہتا تہی کس جہلک سے جہکولا ازار بند

گوٹا کنارے بادلا مقیش کے سوا
تہے چار تولہ موتی جو تہولا ازار بند

ہنسنے مین ہاتھ میرا کہین لگ گیا تو وہ
لونڈے سی بولی جا میرا دھولا ازار بند

اور وہ ہو نہین تو پہنک دی ناپاک ہو گیا
وہ دوسرا جو ہے شہپرولا ازار بند

اکدن کہا یہ مین نے کہ اے جان آپ کا
پہنے کبھو نری مین نہ کھولا ازار بند

سنکر لگے یہ کہنے کہ کیا پوچھتی ہے خوش
ایسا ہی کیا مین رکھتی ہون بولا ازار بند

اک رات مرے ساتھ وہ عیار مکرباز
لیٹے چھپا کے اپنا ممولا ازار بند

جب سو گئی تو مین نی بے دہشت اوسکی آ
پہلے تو چپ سکے چپکے ٹٹولا ازار بند

آخر بڑے تلاش سے اوس شوخ کا نظیر
جب آدھی رات گذری تو کھولا ازار بند

غزل خاشاک

تھا کل یار کی دیکھی جو نہین تنویر سفید
ہو گیا سکتا مجھے بن گئی تصویر سفید

کالا منہ کرتے ہین مجرم کا یہی رسم بلاد
منہ کیا یار نے میرا دم تعذیر سفید

سادہ کاغذ عوض نامہ دیا قاصد نے
ہوئی شاید مرے تقدیر سے تحریر سفید

دونون رخسارون پہ یہ عکس نہین موتیون کا
گرد خورشید کے یہ کھینچی ہے تحریر سفید

داغ فرقت نہین جاتا کسی صورت دل سے
زنگی ہوتا نہین ہرگز کسی تدبیر سفید

لاکھ تدبیر کے کچھ بس نہین چلتا میرا
کرون کسطرح سے یار و خط تقدیر سفید

کوئی جانان کا تجسس کیا مین نے یہان تک
کوچہ گردی سے ہوئی پاؤن کی زنجیر سفید

سنکے آواز مری ہوتا ہی بجھو دالیا
جسطرح ہوتا ہے کافر دم تکبیر سفید

دم سے لیتے تو لیا پھر جو نہین تیور ہی بدلے
رنگ رو میرا ہوا باعث تقصیر سفید

رنگ مکھڑے کا مرے دیکھ کے فق ہوتا ہے
پیدا کی آہ نی شاید مرے تاثیر سفید

آسمان پہ یہ نمایان نہین سیارے ہین
دیکھو خاشاک کی ہین نالۂ شبگیر سفید

غزل خان

ہنسکے سودا وہ تشنہ قیس ہوا سیر کے بعد
نہ رہی دشت مین خالی کوئی جا تیرے بعد

کہا عجب ہے جو اوٹھے مرقد لیلے سی صدا
میرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

تیز رکہیو سر ہر خار کو اے دشت جنون
شاید آجاوے کوئی آبلہ پا میرے بعد

وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح
پہلے مین جاتا ہون اور باد صبا میرے بعد

منہ پہ رکہہ دامن گل روینگے مرغان چمن
ہر روش خاک اوڑائیگی صبا میرے بعد

اسلیے کرتا ہون مین چاک کفن کو اپنے
کون کہوےگا مرے بند قبا میرے بعد

جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے
یاد آویگی تجھے میرے وفا میرے بعد

لاش مجہہ کشتہ کاکل کی کوئی لٹکا دیجو
تا نہو وے کوئی محبوس بلا میرے بعد

دل پہ یک سانپ سا لہراتا ہی مرقد پہ صنم
کون سونگہیگا ترے زلف دوتا میرے بعد

جلکے کہدیوے کوئی خان کی زبانی اتنے
اب نہین آتے ہو پہر آوگی کیا میرے بعد

غزل رفیع السودا

اشک کو کب ہی شناسائی گہر سے پیوند
صاحب درد کی ہے اسکو نظر سی پیوند

دل کو میرے نہ جدا دل سی کر اپنی ظالم
مین کیا ہی یہ بہت خون جگر سی پیوند

دامن ابر پکڑتا ہی جو اتنا شاید
کسی عاشق کے ہو دیدہ تر سے پیوند

کون ایسا ہی جسے دست ہو وصل سازی مین
شیشہ ٹوٹے تو کرین ہم ہنر سی پیوند

کہینچتا کیون ہی عبث ناز طبیب آکے سودا
درد کو دل کے نہین درد جگر سی پیوند

غزل آتش

رتبہ رکھتے ہین ترے ابروے خمدار بلند
طاق کعبہ سے ہان طاق خوش آثار بلند

کیا کہون کہتے ہین مضمون قد یار بلند
سرو و شمشاد سی ہین مصرعہ اشعار بلند

دیکہیے کسکو شرف ہو ترے پابوس کا
رکھتی ہین دست دعا کا فرو دنیدار بلند

گوش گل تک ہو قفس مین سے رسائی ایسی
تیری آواز ہوا ے مرغ گرفتار بلند

تیری درگاہ کی اندر سے رفعت ای دوست
آستانے کسی گہر کے نہین دیوار بلند

گوش عبرت سے سنی تو تو ہر اک قمری سی حق
نعرۂ فاعتبروا یا اولی الابصار بلند

سیکڑون مصر بستے ہین مہ کنعان سے
چاہیے اختر اقبال خریدار بلند

تخت پر بیٹھ کے کر سیر چمن ای محبوب
پایہ رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار بلند

شمع رویا شب ہجر مین جو یاد آیا
شعلے صبح ہوئے آہ شرربار بلند

تشنۂ زخم ہے دل کبھی کب کرتی ہے
پانی اپنا ہی سے سر سے تری تلوار بلند

غزل میر

رنگ کے پھر آئے اُڑ گئے شاید
بگڑے سے تھے کچھ سنور گئے شاید

سب پریشان دلی مین شب گذری
بال اسکے بکھر گئے شاید

ہین مکان و سرا و جا خالی
یار سب کوچ کر گئے شاید

کچھ خبر ہوتے تو ہوتے خبر
صوفی سب بے خبر گئے شاید

آنکھہ آئینہ رو چھپاتے ہین
دل کو لے کر مکر گئے شاید

لوہو آنکھون مین اب نہین آتا
زخم اب دل کے بھر گئے شاید

اب کہین جنگلون مین ملتی نہین
حضرت خضر مر گئے شاید

بیکلی ہی قفس مین ہے دشوار
کام سے بال و پر گئے شاید

شور بازار سے نہین اُٹھتا
رات کو میر مر گئے شاید

غزل آتش

فروغ مہر کا سید اگر ہی ہارا چاند
ہلال سامنی سے اسکے ہو وے سارا چاند

تمام رات ہوئی گر گیا کنارا چاند
او ترے بام سے تم جیتے اور ہارا چاند

نقاب اولٹ کی رخ رشک ماہ دکھلا دو
اندھیری رات مین ہی ایک ایک تارا چاند

وہ ماہ آج جو آیا تو کل گیا غدا
نشاط عیش مین گذرا کبھی نہ سارا چاند

وہی ہی خوب جسے جو پسند خاطر ہے
نگاہ کبک مین سورج سی ہی پیارا چاند

ہلال بدر سے ہر چاند مین ہوا ہیرنہپ
نہ کر سکا ترے ابرو کا پار اشارا چاند

شراب پیکے کروگے رخ صبح کو سرخ
حرارہ لادیگا خورشید کا تمہارا چاند

فراق یار مین کوئے حسین نہین بہاتا
گران ہے مہر جہانتاب ناگوارا چاند

مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
یہ بیقرار ہو اور جاے بنکے تارا چاند

ترے غلامی کا دعوی ہے یار اسکو بھی
جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند

زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسفؑ
طلوع نیر اعظم ہوا سہارا چاند

ہمارے دل مین نہین نقش روی روشن یار
پری کے بدلے ہی اس شیشہ مین اوتارا چاند

ملاویگا ترے پاپوش کی ستارون سے
کبھی ادھر سے کریگا نہ کیا گذارا چاند

رخ حبیب سے ممکن نہین فروغ آتش
اگر وہ حسن سے شعلہ ہی تو شرارا چاند

غزل سودا

لے آئے در پہ تیرے جو ستم کشان فریاد
ہوئی کسی کے نہ اون مین ہی رائگان فریاد

کیا ہی قد کو مرے شاخ ارغوان کا رشک
تمہاری ہاتھ سے ای چشم خون فشان فریاد

مین دیکھتا ہون جسے ہی وہ آپ ہی نالان
تمہارے کیجیے کس پاس اے تبان فریاد

تم اپنے جور سے مت سمجھیو کہ نالان ہون
یہ دوستون کی ہے دوری سے دشمنان فریاد

نہ میرے دل کی خمیشے ہے ہو جب آرام
کبھو ہوا ہے کرے مرغ نیم جان فریاد

قسم ہے گل کے تجھے عندلیب سودائی
جو تو کیا نکرے ملکے ہزار مان فریاد

غزل سجاد

وارث تخت یقین عیش ہو اسیر کے بعد
صید کس اسکو کیا دام بلا میر کے بعد

دشت غربت مین مرا حال سنا ہو فرہاد
تیشہ سر اپنی پہ مارا سو پہر امیر کے بعد

خار صحرای جنون پہنیک دے جن جنگلی صبا
تا کوئی آتا نہو آبلہ پا میرے کے بعد

اسلیے سرخ مین رکہتا ہون گریبان کفن
یہ شہادت کی گواہی ہو بھلا میر کے بعد

جیتے جے آستانہ ترسا دکروگی پہر یاد
گرچہ یاد آئے وفا میرے تو کیا میرے بعد

یاد اوس کاکل زیبا کی مرے سینہ مین
سانپ سا کاٹے گی مرقد مین بہی میرے بعد

طاق ابرو مین ٹپرہو مرے جنازیکی نماز
تا کوئی بہول نہ جا دیر و حرم میرے بعد

اسکے دہلیز پہ سجاد کا کریو مدفن
تا کوئی کہا دمی نہ ٹہوکر نہ گئی میرے بعد

غزل آتش

ردیف ڈال

نہ دے سکے ہے زمستان مین مجکو ابد اٹہنڈ
لپیٹ کی سوؤ نگا وہ گل رہی کلیجا ٹہنڈ

پڑا ہے جب سے دم سرد سی مجہے پالا
بدن کو دیتا ہے لرزیکی تپ کی اید اٹہنڈ

برہنہ پہرتے ہین جاڑی مین تری دیوانے
پہٹکنے دیتے نہین گرد و داغ سودا ٹہنڈ

دکہاتی ہے مئی گلرنگ و سبزۂ مینا
شراب خوار کو ہے باعث تماشا ٹہنڈ

فراق یار مین لے ہے جو مین نے ٹہنڈی سانس
ہوئی ہی گرمی مین جاڑی کی طرح اید اٹہنڈ

غضب خدا کا صنم تیری سرد مہری سے
نہ کر سکیگا کرنہ ایسے کرکے پالا ٹہنڈ

کرون کا سوز درون سی جو اُف مین سرما مین
پہر یگی ڈہونڈہتی آتش کنار دریا ٹہنڈ

غزل نظیر

ردیف ذال

ہو کچہ آسیب تو وہان چاہیے گنڈا تعویذ
اور جو ہو عشق کا سایہ تو کری کیا تعویذ

دل کو جسوقت پری عشق کا لپٹا پہر تو
کیا کرین وہان وہ جو لکہتے ہین پلیتا تعویذ

ہم تو جب ہوش مین آوین تو کہین سی پاوین
یار کے ہاتہہ کی بازو کا گلے کا تعویذ

زور تعویذ کا چلتا تو عرب مین یارو
کیا کوئی ایک بہی مجنون کو ندیتا تعویذ

کوہکن کوہ کو کس واسطے کاٹا کرتا
دیتے غمخوار نہ کیا اسکے تئین لا تعویذ

آخر اس کی بہی گیا دل کا وہ ٹہرکنا اوس روز
قبر کا تیشے نے جب اوسکے تراشا تعویذ

ہمکو بہی کتنے ہی لوگون نی دی آہ نظیر
پر کسیکا کوئے کچہ کام نہ آیا تعویذ

غزل سودا

دفتر دہر کا ہے پیش نظر ہر کاغذ
لکھے اپنے کا نہیں علم ہی کیونکر کاغذ

لکھ رکھا ہے نہ ملی گو ترے یہاں ظلم کے داد
دون کا حاکم کو ہنگامہ محشر کاغذ

لکھنے سے وصف بنا گوش کی تیری اے یار
پاوی ہر ملک میں اب قیمت گوہر کاغذ

اسکے میں راستی قد کے ثنا لکھتے وقت
نہیں پایا کبھو محتاج یہ مسطر کاغذ

نامے اس شوخ کو میں کرکے رقم اے یارو
اتنا رویا ہوں کہ لیجاوے شناور کاغذ

وہ تو مجمر میں طرح عود کے دی ہی آتش
جب اسے بھیجوں ہوں میں کرکے معطر کاغذ

بسکہ رنگینی معنے ہیں مرے دیوان کے
ہر ورق کا ہی گلستان کے برابر کاغذ

غزل آتش

مرغوب طبع کیوں نہ ہو ایسے چٹک لذیذ
چکھا تو حسن کا ہی تمہارے نمک لذیذ

اے عزا اپنی سیب ذقن کا مزا نہ پوچھہ
جنت کا میوہ مغز سے ہی پوست تک لذیذ

مستی میں بوسے اوس لب لعلین کے لیجیے
کیفیت شراب میں ہے یہ گزک لذیذ

کس کسطرح کے ذائقے دلپذیر ہیں
کیا کیا طعام رکھتا ہے خوان فلک لذیذ

شیرین کلام کا ہے مزا جو لتا ہفین
شیر و شکر سے ہی یہ بلاشبہ و شک لذیذ

شیرین وہ لب ہی بانمکین جو ہو خوب ہے
شکر نمک سے ہو تو شکر سے نمک لذیذ

بریان ہو سوز غم سے محبت کی ساتہ دل
آتش کباب کرتا ہے دخل نمک لذیذ

غزل انشا

اکسارو آخوند سے صاحب لی ایسا تعویذ
کہ مری منہ سی لگی اوسکے گلے کا تعویذ

کچھ تو دے اپنے نشانی مجھے بند بالا
توڑ از نجیر کڑا قول کا چھلا تعویذ

دل دھڑکتا ترے عاشق کا نجاوی ہر گز
گرچہ ہو لاکھ طرح لکھدے مسیحا تعویذ

غش ہوئی گو تو اسے پھر تھا اس کافر کا
لال ناڑی میں سیند باہای وہ نیلا تعویذ

سکے باوں کے لٹک جس سے اچھا تو کہے
اب تکا مجھکو ستانی یہ نگوڑا تعویذ

خبر الشا کے جو چاہو تو پلادو دہو کر
اسکے بازو کا وہ تمنا سا رہو پہلا تعویذ

غزل مسیح

قند و نبات و شہد و شکر ہین کہان لذیذ
شیرین لبون کے جیسے کہ ہونگے لبان لذیذ

ہین سوز غم سے لیکر یہ جلتے برنگ شمع
کام آ رہا ہین میرے نہین استخوان لذیذ

ساقی ہو سیر باغ ہو اور گلعذار ہے
مشرب ہین اپنی بنت ہوئی ارغوان لذیذ

ہو کیون نہ موج شربت پیسے مرے زبان
نام اسکا لینے سے ہے ہوا میرا دہان لذیذ

ہر میوہ و مٹھائی کی لذت سے دل بھرے
لب پر ہے عام بوسہ شیرین زبان لذیذ

جب ہاتھ مین نہو وہی وہ سیب ذقن مسیح
کیونکر لگے ہین ثمر بوستان لذیذ

طرح غزل شاہ ظفر خلد اللہ ملکہ

ردیف یا

تری جو پازیب سر کا جوہر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر
ہوئی ہین جلوہ نما چمک کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

دفور اشکون کا ہی ہمارے نکلتے بالون مین ہین شرارے
کیونکہ ہون عرش پر بچھا در زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

پھپھولے پاؤن مین ہین نمایان تو سر پہ داغ جنون ہوا ان
نہ دیکھی مین دیوانے کیونکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ذرا جبین پہ عرق فشان پر تو اپنی افشان کھائی چمک کر
کہ تا بنظر آدین ماہ و پیکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

نہ سیر گل نہ جوش شبنم نہ چمکی جگنو ہوا پہ ہر دم
نظر شب آتی تھی مجھکو یکسر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ادھر تو فوارے چھوٹتی ہین ادہر ہین اشجار پر چراغان
نئی ہی سیر اک چمن کے اندر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

زمین نہایت ہی تھی یہ مشکل ظفر استاد پردہ کامل
غرض کہائی وہی بنا کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

غزل عزیز الدین

چوسر کیون نہین کھیلون پیا سنگ اری مار
اس او سر کے نیٹ سار جانو یہ دن ہین تن چار

سات پانچ کی کچی پکی باتون سی ہو وہی ہار
داؤ کہی سو رنگ ہے واکو وہی جیتے سو بار

جو جیتے سو پیا کو جیتے جو ہاری سو ہے پیالا
تیری تو سب طرح جیت ہے جیت ہی مت کر سوچ بچار

اشتوا ہی کہا نہ چلے ہی کری ہی وہاندل راز
چھپ چھپ کی چھوٹ جاوینگے تیری تن کنا گگ

آٹھ پہر یام انکی سدھ بدھ راکھیے جو کھلی دس دوار
تو نند بار اسد ہون تب جے جو نتون انکو شمار

گری گھرت مین پہلی بجھاؤن دس پنگاؤن بار
تیرا بھلا اسمین ہی پیارے کام کیلئے ہزدار

دس ہین دوار اور پانچ تت ہین ان شبد رہ کو بچار
چودہ بھون تب ہے کہین تو کو جو بجے جھنکار

اتبو دو رنگ ہے یک ہو جا اور نہ کر تکرار
جا کو ست رہی سو لے پیالو اور کرے پیا پیار

بارہ ہین باٹین اٹھارہ ہین پنتھ اور چھپن ہین ہزار
تو چل گرو کی تبا مین چالین پاتھہ اتر سنگے پار

گری گر سے پل پل چہن جیت بیری بیری پکار
لال ہری سی ملا تو جو چاہی شام صورت چت دھار

سب کچھ پانسون ہین پانسی ہاتہ مین بیکن کی مختار
چاہی کچھ آور آوین کچھو اور یا تھہ ہین لاچار

اور پروا کو خوب سو جھی ہی اسکا کہا ست تار
جگ جگ جیو عزیزالدین پر اٹھنا ہی یکبار

غزل درد

اسقدر بھتا یا کرم یا ظلم اسنے اسقدر
مہربانے اسقدر نا مہربانے اسقدر

جان کو آنی دے لب تک نزع مین کب تک رہون
دشمنی مجھسے نکر اسے ناتوانی اسقدر

کیا کہون دل کا کسے سے قصہ آوارگی
کوئی بھی بے ربط ہوتی ہے کہانی اسقدر

درد تو کرتا ہی معنی کی تئین صورت پذیر
دست رس کہتی تھی کب بہزاد مانے اسقدر

غزل آتش

دکھائی حسن کے اپنے جبے کہ یار بہار
یہ عشق ہو کی پکارا کرے ہے مجبار بہار

ظہور داغ محبت ہی یون مرے دل سے
چمن کی جیسے ہو پروردہ کنار بہار

فراق یار مبدل وصال سے ہووے
نکالے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار

چمن کی سیر مین عہد مست کو دلاتی ہے یاد
دکھاکے آتش گل آب خوشگوار بہار

شباب کا ترے اے یار رنگ لاکے ہوے
بلائے عالم آشوب روزگار بہار

شگفتہ غنچہ سے اس گل کو آتی ہے یہ صدا
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار

پیادہ پا ہون پری کے تلاش مین پھرتا
جنون کو رکھتی ہے سر پر مرے سوار بہار

نمود کی خلعت شبنم نے لالہ و رخ پر — یہ داغ چھوڑ چلے اپنا یادگار بہار
کنار جوئے چمن جھومتی ہین مست ترے — بط شراب کا کہلواتی ہے شکار بہار
وہ رنگ و بو بدن یار مین جو ہی سو کہان — شگوفے اسے کہلا یا کرے ہزار بہار
کرم سے ابر کرم کے تری یہ فیض ہی عام — ترا دیا ہوا رکھتی ہے اعتبار بہار
تصور رخ رنگین مین بند رکھتا ہون — بہار فصل مین آنکھون سے ہے ادھار بہار
شگفتہ ہوکے نسیم سحر سے غنچے ہون گل — اوٹھائی پردہ رو سے نقاب دار بہار
نظارہ دیدۂ بلبل سے کیجیے اب کے — خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار

غزل نظیر

ہرگز نہ پلاے مجھے تو آنکھہ بدل کر — ساقی ترے کوچے سے نہ جاؤنگا سنبھل کر
مین کشتۂ ابرو ہون ترا ای مرے قاتل — آئی ہو لیے ہاتھ مین کیون تیغ مچل کر
تمنے تو دل اپنے سے کیا قتل ہے مجکو — بیٹھے ہو عبث باندھکے باہر جو نکل کر
جب ہمسے خفا ہوکے وہ جاتا ہی شمع رو — خاموش ہو رہجاتا ہون پروانہ سا جل کر
مین عاشق بیدل ہون ترا ای مرے جانی — مت آنکھہ چرا ہمسے تو ایسا نہ خلل کر
کہتا ہے نظیر اسکو ذرا پیار سے سوجا — تب آپ ہی اٹھکے کھڑا ہوتا ہی وہ شوخ اوچھل کر

غزل میر تقی

دیکھا اوسکو ہنستے سب کے دم سے گئی اکھڑ کر — ٹھہرے ہی آرسے بھی دانتون مین پکڑ کر
کیا کیا نیاز طینت ای ناز پیشہ تجھ بن — مرتے ہین خاک ہی کوڑی رگڑ رگڑ کر
قد کش چمن کی اپنی خوبی کو پہونچے ہین — پایا پھل اس سے آخر کیا سرو نے اکڑ کر +
وہ سر چڑھا ہی اتنا اپنے فروتنی سے — کھویا ہمین نے اسکو ہر لحظہ پانون پڑ کر
پاے ثبات بھی ہی نام آوری کو لازم — مشہور ہی نگین جو بیٹھا ہی گھر مین گڑ کر
دوری مین دلبرون کے کٹتے ہی کیونکہ سب کے — آدھا نہین رہا ہون تجھسے تو مین بچھڑ کر

اب کیسا زہد وتقوے دارو ہے اور ہم ہین
بنت العنب کی اپنا سب کچھ گیا گھڑ کر

دیکھو نہ چشم کم سے معمورۂ جہان مین
بنتا ہی ایک گھر یہان سو صورتین بگڑ کر

اس تشنہ لب کے اوپر واسنے عرق کی یون ہین
یاقوت سی رکہی ہین جون موتیون کو جڑ کر

ناسازگار سے اپنی طالع کی کیا کہین ہم
آیا کبہو نہ یہان تک غیرون سی یار لڑ کر

اپنے مزاج مین بہی ہی میر ضد نہایت
پھر مرہی کی اوٹھینگے بیٹھین گے ہم جو اڑ کر

غزل سودا

اوٹھ جاتی مین ہی روز مزا یار سے لڑ کر
ملتے ہین تو پھر چھاتی کو چھاتی سے رگڑ کر

پوجون ہون مین جس بت کو خدا کا ہی تراشا
آذر نہین لایا وہ مرے واسطی گھڑ کر

خود کردہ کا درمان کہو اب کیا کرون یارو
دل اوسنی لیا مجہسے نہ لڑ کر نہ جہگڑ کر

کہتا تھا یہ سودا وہ نہ چاہیگا کہان تک
جا بیٹھونگا دروازے پہ اب اسکی مین گڑ کر

نادان ہے سمجھے کہ محبت نہین وہ شے
در پر کسے کے بیٹھیے جسکے لیے اڑ کر

غزل ناسخ

جیتے جی جاون مین کیونکر کوئی جانان چھوڑ کر
بلبل نالان کہان جائے گلستان چھوڑ کر

چاہیے وحشت مین جامہ چاک ہونا روح کا
دامن قاتل کو یون اپنا گریبان چھوڑ کر

وصل جانان مین نظر آیا مہ شعبان مجھے
سبزہ کیا دیکھون خط رخسار جانان چھوڑ کر

کاوش غم دور ہو میرے دل ویران سی کیا
خار اتے ہین کہین صحرا کا دامان چھوڑ کر

روح لیلے کا عبث ہی تجھکو مجنون انتظار
بوی گل کب دور گرتی ہی گلستان چھوڑ کر

وصل جانان کسکے قسمت مین ہمیشہ ہی دلا
جاتی ہی یک بار آخر جسم کو جان چھوڑ کر

مین نے جب لکھونگی مضمون کا پڑا وحشت مین شعر
کوی جانان کو چلے آہو بیابان چھوڑ کر

غور ہی ساقی مرا کیونکر ہے مے مجہپر حرام
واعظا کرتا ہی کیا باتین تو ایمان چھوڑ کر

ہو الہی وصل جنت مین سجے محتسب کو یار کا
کب وہ انسان ہی جو مانگی حور انسان چھوڑ کر

سانپ کو قابو مین لا کر چھوڑ دینا جہل ہے
سر پٹکتے پھرتے ہین ارواح سنگ وحشت سے
اعتبار اصلا نہین کرتے جہان زرنگین
زاہدا کیون کر کرون مین ترک یہ دنیا وہ ہے
آج تو پوشاک پر مرتا ہی کل تو دیکھیو
روشنی کی سیر جب مین نے شب فرقت ہین کے
دیکھیو فرقت نہ بکھے ہو جو برق دائمہ کے
عیش تنہائی ہو امردون کی کثرت سی محال
ہو وطن مین خاک سیری گوہر مضمون کی قدر
کوئی قاتل کو چلے وحشت مین یون صحرا سی ہم
ہوتی ہے غربت مین ثروت سیر سے ایذا کی بعد
اہل جوہر کو وطن مین رہنی دیتا گر فلک
مرگیا کیا ناسخ میکش جو ساری میفروش

جان سی مایوس ہو نہین لعل جانان چھوڑ کر
چل بسے ہین جسم کیا کیا قصر ایوان چھوڑ کر
اوٹھہ گیا دنیا سے خاتم کو سلیمان چھوڑ کر
سیر کو آئی تھے آدم باغ رضوان چھوڑ کر
جائیگا نباش تیری لاش عریان چھوڑ کر
شعلے آ لپٹے مجھے سرو چراغان چھوڑ کر
خندہ زن جاتا ہی ظالم مجھکو گریان چھوڑ کر
جاؤن یارب اب کہان شہر خموشان چھوڑ کر
لعل قیمت کو پہنچتا ہے بدخشان چھوڑ کر
بھاگتی ہین جسطرح سے تیر میدان چھوڑ کر
رنج اوٹھایا کسقدر یوسف نی کنعان چھوڑ کر
لعل کیون اس رنگ سی آتا بدخشان چھوڑ کر
مسجدون مین بیٹھی ہین وہ اپنی دوکان چھوڑ کر

غزل نصیر

دست انداز نہ گلچین ہو مرغان چمن
رکھتے پہلو مین ہین شاخ گل تر سے تلوار

گذری شب وصل کی گر قتل مجھے تو بیکر
نیچہ مہر گریبان سحر سے تلوار

کیا اسے تحفہ سے قابل یہ گنہگار تھا آہ
تم مرے قتل کو لائی جو سفر سے تلوار

لطف بن اسکے ہے کیا بادہ کشی کا ساقی
لب ساغر کے نہین کم یہ تبر سے تلوار

قتل ہونے کو نہ باندھے اگر عشاق کمر
قطرۂ خون کو ستمگر ترے تر سے تلوار

دیکھتا کیا ہے کہ ہی معرکہ آرا سے آج
برق چمکائے ہے انداز دگر سے تلوار

چاہتا ہون مین کہ ہی ابر مژہ سے تجھے بھی
موج ہر اشک کے تلوار یہ بر سے تلوار

امتحان کے ہوس اتنک بھی ہی اس ظالم کو
مر گیا تا بکمر کھا کے مین سر سے تلوار

دم چراُنیکا گمان ہی یہ کہ کرتا ہے تیغ
میرے تربت کی سدا لوح حجر سے تلوار

لخت دل پہنین تار مژہ پر طفل سر شک
پاؤن مین باندھ کے پھرتا ہی نہر ہی تلوار

قیس و فرہاد کہان جا ئین تری ہاتھ سی عشق
کاش لین راہ عدم یار کے سر سے تلوار

خار صحرائے جنون خنجر لیے ہی بر چہے
کمر کوہ مین ہے سبزہ تر سے تلوار

غزل بادشاہ

بلبل شیدا نے پوچھا گل سے یون روز بہار
ای گل رعنا تری دامن سے کیون لپٹے ہین خار

کیا نزاکت سے گران سر ہی چشم یار کا
بار کاکل سے کمر کیونکر نہ لچکے بار بار

مطرب و مینا و ساقی نغمہ و چنگ و رباب
سب مہیا ہین ولی تیرا فقط ہے انتظار

جو گل رخسار جانان کی نہ آئی دل کو تاب
چپ رہا غنچہ و گل غیرت سے ہوکر شرمسار

گل نے کر چاک گریبان یون کہا رو رو کے زار
چشم گل کو نوک مژگان کی جگہ ہی نوک خار

تیرے مقدم کے لیے ای سیمبر گلزار مین
گل گریبان چاک کر آیا نکل بے اختیار

تیغ ابرو دیکھکر آئے ندا ای بادشاہ
لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

غزل سودا

پھینکے جو کماندار مرا تیر ہوا پر
سیمرغ بچے پھر نہ عصافیر ہوا پر

مرقد پہ مرے اوج نسیم آوی تو یون جان
دیوانہ تہ خاک ہے زنجیر ہوا پر

کر غافل گردون پہ نظر چشم فنا سے
ہی شکل حباب اسکی ہی تعمیر ہوا پر

توسن پہ تجھے دیکھ سکے مانی و بہزاد
اللہ نے کھینچی ہی یہ تصویر ہوا پر

سودا کی در دوست جو یارب کہی خاک
اس جرم کی تو کیجیو تعزیر ہوا پر

غزل ذوق

جب چلا وہ مجھکو بسمل خون مین غلطان چھوڑ کر
کیا ہی پچھتایا تھا مین قاتل کا دامان چھوڑ کر

کیونکہ نکلے تیر اسکا دل مین پیکان چھوڑ کر
پھر نہ اوٹھا کوچۂ چاک گریبان چھوڑ کر

طفل اشک ایسا گرا دامان مژگان چھوڑ کر
جا ہی بیٹھے کو کہان یہ مرغ پر ان چھوڑ کر

کام یہ تیرا ہے تہا رحمت ہی ای ابر کرم
ورنہ جاوے داغ عصیان میرا دامان چھوڑ کر

جسکو ہو لذت اوٹھائی زخم تیغ عشق کے
کب وہ مرہم دان کو ڈہونڈہی ہی نمکدان چھوڑ کر

صید دل کو کیونکہ چھوڑے جبکہ دکھلاوے نہ تو
مچھلیان دست حنائی مین مرجان چھوڑ کر

مہر و مہ سے کیسکے آگے ہے جی سرد ہے
یہان سے ہٹ جاوہو بے آب ابر بہاران چھوڑ کر

دیکھیے کیا ہو کہ ہے ابجان کی پیچھے پڑے
دل کو ای کافر تری زلف پریشان چھوڑ کر

ای دل اسکی تیر کے ہمراہ سینے سے نکل
ورنہ پچھتائیگا تو پیا تہ نادان چھوڑ کر

کیون نہ رم کرجائین آہوا یسے وحشی ہی ترے
شیر بہاگین جسکے نالون سے نیستان چھوڑ کر

سرخی پان دیکھ لے زاہد جو دندان پر ترے
اوٹھہ کہڑا ہو ہاتہ سے تسبیح مرجان چھوڑ کر

پیش خیمہ سے کے نکلا گرد باد دو درود
ہی جو سر گرم سفر تن کو مری جان چھوڑ کر

اوٹھہ گیا وہ آج سب ہستی کا سامان چھوڑ کر
تم گئے تھے کل جسے بیمار ہجران چھوڑ کر

گر عدا دیوے قناعت ماہ یکہفتہ کی طرح
دوڑ ہی ساری کو کبھی آدہی نہ انسان چھوڑ کر

ساغر دل بیچتا آیا ہون کھوٹ ہاتہ سی
چوکتا ہی کیون یہ جنس دست گردان چھوڑ کر

پڑھ غزل ای فوق کوئی گرم ہی اتبو بجا
جانب مضمون طراز گفتہ جانان چھوڑ کر

غزل آتش

پڑ گئے آنکھہ جوان چاند سے رخساروں پر
لوٹ تی کمک نظر آ گئے انگاروں پر

ابروے یار کا سر مین ہی جنون کے سودا
رقص وہ لوگ کیا کرتے ہین تلواروں پر

روز و شب رہتی ہین بلبل کیطرح سی نالان
ٹوٹے پہولون کی چہڑی ہے ہمسے گنہگاروں پر

باد کی جھونکی سے لگنے سی ہین میلی ہوتے
نازکے ختم ہی اون پہول سی رخساروں پر

موسم گل مین جو ہوتا ہے زیادہ سودا
دوڑتے پہرتے ہین ہم باغ کی دیواروں پر

جگر مین ناوک مژگان سے ہی خلل آتش
فوق پر فوق ہے ہر آن ستمگارون پر

غزل مطلب

مارتا ہون تمہاری مین ھر بار
آشنا و ملکین سب بڑائے یار

تمکو لازم ہے پکڑوگے میرا
ہاتہ مین ہاتہ با محبت و پیار

مجھکو پیار سے لگے تمہاری آج
چال دھیمی اے سروخوش رفتار

خوب کروایا اب تو مست کروا
مجھکو رسوا کوچہ و بازار

ایکذرہ بھے تو مجھکو کرنے دی
یار من درد دل کے اب تکرار

حکم ہووے تو آج مارون مین
کھینچکر پیٹ مین عدو کے کٹار

گرچہ مطلب کا خوش لگے تمکو
تو پڑہو ریختہ سجن للکار

غزل غیور

تحسین بہی نکی شیرین نی کچہ تیشہ زنی پر
پتہر پڑین فرہاد ترے کوہکنے پر

اوس لب نے نہ اک لعل کا بازار کیا سرد
کچہ آگ سے ہے ایک عقیق یمنے پر

اون زلفون کا عنبر کے تئین دیکہہ ہوا خوار
سرپوش دہرا نافہ مشک ختنے پر

اب رامجی کے نام کے جپتا ہون مین سمرن
دل جبسی گرفتار ہے اک رامجنے پر

کیون سینہ و سر اپنا مین پتہر سی نہ پھوڑون
وہ وعدہ شکن ہے مری اب دل شکنی پر

کیون غنچے کے مانند گریبان نکرون چاک
گل کہاوے جو ہاتہون یہ وہ اس گلبدنی پر

شاباش غیور آفرین صد مرحبا تمکو
کیا خوب غزل کہتی ہو اس کم سخنی پر

غزل خلیق

ہی حسن ترا مہر درخشان کی برابر
دندان دُرّہ ولب لعل بدخشانکی برابر

کیا چاہیی عاشق کی تجہی قتل کو خنجر
ابرو ہین ترے خنجر بُرّان کی برابر

فرد

اوس دست حنائی کی تصور مین خلیق اب
جی ڈوب چلا پنجۂ مرجان کے برابر

کشت پر تخم عمل کے اپنے جتنا چاہی بو
نفع یہان رکہتی ہے سودا آبیار سے بیشتر

غزل تحسین

کس مزی کی رنگ سے بن بن کے آتی ہی بہار
حسن کو اپنے عجب سج سے دکہاتی ہی بہار

چاندنی ہی سیر ہے اور بادہ گلرنگ ہے
گر نہین ساقی تو کس کا فر کو بہاتی ہے بہار

مہتابی کے مزی مین ہای وہ مہتاب نے
حیف اسکے ہجر مین کیا مفت جاتی ہی بہار

جہومتی جہکتی جہمکتی جہنجہلاتے چاند سے
جو وہ گلرو پاس نہین کسکو خوش آتی ہے بہار

واہ واہ تحسین ہٹ پہ مصرعہ موزون ہوا
چاندنی کے رنگ مین کیا دل لبہاتی ہے بہار

غزل نشا

جا سکتے نہی جسکے چہپر کہٹ کے برابر
شب اونسے سلایا ہمین کروٹ کے برابر

اس ململی پوشاک پہ مسکی ہوئی چولے
ہی بگڑے ادا لاکہہ بناوٹ کے برابر

اس موسم برسات مین کیون گہر نہ ہین ہم
آنکہین بہی برستی ہین مہاوٹ کے برابر

وہ پردہ اوٹہا گہر سے جو باہر نکل آیا
غش کہا کے گرا ہٹ سے وہ چوکہٹ کے برابر

کب اوسکو اثر کرتے ہین نشا کی دعائین
تعویذ لٹکتا ہے پڑا لٹ کے برابر

غزل غیور

تحسین ہی نہ کی شیرین نی کچہ تیشہ زنی پر
پتہر شیرین فرہاد کے اس کوہ کنی پر

اس لب نے نہ تک لعل کا بازار کیا سرد
کچہ آگ لگی سمجہی ہی عقیق یمنی پر

ان زلفون کا عنبر کے تئین دیکہہ ہوا خواہ
سر پویش دہرا نافہ مشکِ ختنی پر

اب رام جے کی نام کی جپتا ہون مین ہمرن
دل جب سے گرفتار ہی اک رام جنی پر

کیون سینہ دہرا اپنا مین پتہر سے نہ پہوڑون
وہ وعدہ شکن ہے میرے اس دل شکنی پر

کیون غنچہ کے مانند گریبان نہ کرون چاک
گل کہاوے جو ہاتہون پہ وہ اس گلبدنی پر

شاباش غیور آفرین صد مرحبا تم کو
کیا خوب غزل کہتے ہو اس کم سخنی پر

غزل انشا

ای دل سمجھ کے اسکے زلف دوتا کو چھیڑ
کمبخت کیا کرے ہی نہ کالے بلا کو چھیڑ

غنچون کو روند گل کو مسل اور صبا کو چھیڑ
لیکن نہ اسکے عقدۂ بند قبا کو چھیڑ

مین فندقین جو اون کی رچانے لگا تو وہ
بولے کہ چل پرے ہو نہ میری حنا کو چھیڑ

نالون سے میرے بچتے جو بلبل تو بولی آپ
واہ ای اجڑ گئے نہ میری آشنا کو چھیڑ

ای ہم نشین یہ موسم ہولی ہے ان دنون
منظور ہے جو سیر تو اس خوش ادا کو چھیڑ

لیکن تو اور سانگ نہ لا سر پہ اپنے ایک
نیلا قصابہ باندھ کے انکی دوا کو چھیڑ

شوریدگان عشق سے بات تو نہین مت اولجھ
ای بے ادب پری نہ گروہ خدا کو چھیڑ

چمکا نہ میرے سامنے اسے مہر آئینہ
کہتا ہون بات مان نہ اہل صفا کو چھیڑ

اک بوالہوس نے انکے جو انا سے کچھ کہا
رستی مین اپنے توسن حرص و ہوا کو چھیڑ

برقع اولٹ کے منہ سے وہ کہنے لگے کھینچ
ہنیا کو اپنے چھیڑ اور اپنے بوا کو چھیڑ

دیکھی ہی بحی کسیکو دوانہ تو کچھ نہین
ہٹیا کسے جوان سے ساز و وفا کو چھیڑ

لجا کے چپکے چپکے دوشالے کے نیچے ہاتھ
ناخن گرد کے چٹکی لے انگشت پا کو چھیڑ

انشا جو ہونی ہووے سو ہول کہی ہی یون
تا چند ضبط آج تو اوس دلربا کو چھیڑ

غزل سودا

ہی دیکھ تحمل واد سے امین ہر ایک جھاڑ
روڑا ہے کون سا جو نہین طور کا پہاڑ

تیر نگہ نے تیرے دلون کو اولٹ دیا
مژگان تیری سنے دیے ہین صفونکی صفین بچھاڑ

کتنا شگفتہ رو ہے کہ مانند آرسی سے
چھاتی کے جسکے سامنی کھل جاتی ہین کواڑ

منعم نہ مر بنائے عمارت کے فکر مین
یہ سب حویلیان نہین جہان تک ہی اوجاڑ

بدتر ہے می کے پینے سے رشوت کلال کے
کچھ محتسب سے دختر رز کے نہ کھای بہاڑ

تنہا نہ شمع رو ہی نہ سودا کی خاک پر
گل بھی تو لوٹتے ہین گریبان کو پھاڑ پھاڑ

غزل رنگین

کرون مین کہانتک مدارات روز — بہتین چاہیے سبھے وہی بات روز

مجھے گہر کے لوگونکا ڈر ہے کمال — کرون کسطرح مین ملاقات روز

مرا تیرا چرچا ہی سب شہر مین — بھلا آؤن کیونکر مین ہر رات روز

کہانتک سنون کان تو اوڑ گئے — ترے سنتی سنتے حکایات روز

کئی ہین مرے گہر مین سب تجھکو ٹالہ — کیا کر نہ رنگین اشارات روز

ایضاً وله

نالش کر باجی نی جب میرے بڑہائی پشواز — یعنے تب پیر سے وہ نگری اوڑائی پشواز

بولے اوجلی نے اک آن کی قصہ باندھا — اوس سے بندے نے وہ دہانی جو دہلائی پشواز

کرتی جالی کی سبے بہاتی ہے ہلکے پہلکے — کیون مرے واسطے باجی نی سلائی پشواز

تو دو اایک ہے اسدرے او حرفت باز — قادرسے مانگتی تہی تو دوڑکے لائی پشواز

بوجہ سے اوسکے کمر لچکی ہی ٹرتی ہی مرے — کیون جہی گہیر کے اتنا یہ پہنائی پشواز

رشک سے منہ پہ بسنتی کی گئے پہول بسنت — مین سنے رنگین یہ بسنتی جو رنگائی پشواز

غزل مشفق

کنج تنہائی مین ہے صحبت اغیار عزیز — جیسے بیمار کو پرہیز ہو ناچار عزیز

اپنے عریانے کا یون دل کو خوش آیا خلعت — جسطرح شیخ کو ہو جبہ و دستار عزیز

دل سے تا حشر اثر اوسکی نگہہ کا نہ گیا — جان کو تہا تیر مژہ طالب سوفار عزیز

اپنے عاشق سے تکلف نہین اتنا لازم — تجھسے تو جان بہی مجھکو نہین ای یار عزیز

عشق سے مین نہ جدا کہاؤن قسم ای مشفق — ترک الفت کو نہ سمجھے کوئی دشوار عزیز

غزل سودا

بال و پر ہونے نہ پائی تھے نمود ہنوز
تب سی ہم کنج قفس مین ہین گرفتار ہنوز

ہونگی پامال نکر ہمکو رہا ای صیاد
عشق پرواز نہین تا سر دیوار ہنوز

زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام
یارو تم ڈھونڈھتی ہو مرہم زنگار ہنوز

حق تعالی اسی جتنبا رکھی اس دنیا مین
اس قیامت سے نہین ہی تو خبردار ہنوز

قیس و فرہاد کے ماتم مین تو جگ مین تب اب
دشت مین خاک بسر رونے ہین کہسار ہنوز

تیری دوری سے عجب حال ہی اس سودا کا
مین تو دیکھا نہین ایسا کوئی بیمار ہنوز

غزل یقین

خوش نہین آتا ہی بن مجنون ہمین صحرا ہنوز
ان غزالون سے ہمارا جی نہین لگتا ہنوز

اتبلک کرتا ہی تیشہ کام مین پتھر کے دخل
مانتا ہی کوہکن سے نقش کو خارا ہنوز

ہونکا لیپر بھی مستی حسن کی اوتری نہین
بھر رہا ہی می سے یہ معشوق کی مینا ہنوز

باوجود اسکے کہ ہی زخمونکے مارے خون مین غرق
آب خنجر کو ترستا ہی جگر میرا ہنوز

ہے یقین کا عشق مین ہر موزبان احتیاج
اس پہ کم ہوتی نہین اوسکی یہ استغنا ہنوز

غزل اسد

نہ گل نغمہ ہون نہ پردۂ ساز
مین ہون اپنے شکست کے آواز

تو اور آرائش خم کاکل
مین اور اندیشہای دور و دراز

لاف تمکین فریب سادہ دلی
ہم ہین اور رازہای سینہ گداز

ہون گرفتار الفت صیاد
ورنہ باقی ہے طاقت پرواز

وہ بھی دن ہو کہ اوس ستمگر سے
ناز کھینچون بجای حسرت ناز

اسے ترا غمزہ یکقلم انگیز
ای ترا ظلم سربسر انداز

اسد اللہ خان تمام ہوا
اسے دریغا وہ رند شاہد باز

غزل نشاط

اپنے آنکھون کی جھڑی ہی کم نہین برسات سے — فیض سے جسکے ہوئے ہین سیکڑون فی سنگ سبز
اشک کا قطرہ جو ٹپکا ریزۂ الماس تھا — کیا تعجب گر اثر سے اسکے ہو ہر سنگ سبز
عشق مین ہونی نہین پاتی کسی عنوان سے — غیرت و عار و حیا و شرم عار و ننگ سبز
کیون نہ ہو سرسبز انشا مثل سرو سبز آج — سبزۂ نوخیز ساقی سے ہے تیرہ بنگ سبز

غزل غالب

کب رہا ہی اب ہمین حور و بشر کا امتیاز — دیکھکر جاتا رہا تجھکو نظر کا امتیاز
اوسکا کوچہ چھوڑ کے جاوے ہے گلشن کی طرف — ہو گیا معلوم بس باد سحر کا امتیاز
نازکے جسنے رگ گل کی نہ دیکھی ہو کبھی — ہو میان کیونکر اوسی تیری کمر کا امتیاز
ہے یہ سودائے محبت ہی کہ یہان اس بات کو — کچھ نہین رہتا یہان نفع و ضرر کا امتیاز
جب نشست اغیار کے پہلو مین ٹھہری یار کے — تب ہمارا رہگیا پھر وہان کدہر کا امتیاز
اہل ہمت بوجھتے ہین خاک جب اکسیر کو — انکو کب ہوتا ہے صرف سیم و زر کا امتیاز
آگے اپنے یار کے غالب ہمین معیوب تہا — ورنہ ہے کسکے اسے عیب و ہنر کا امتیاز

غزل میر

ہوتا نہین ہے باب اجابت کا وا ہنوز — بسمل پڑے ہے چرخ پہ میرے دعا ہنوز
دن رات کو کھینچا ہے قیامت کا اور مین — پھرتا ہون منہ پہ خاک ملے جا بجا ہنوز
خط گاڑھے لاکے تم تو منڈا بھی چلے وے — ہوتی نہین ہمارے تمہارے صفا ہنوز
غنچے چمن چمن کھلے اس باغ دہر مین — دل ہی مرا ہے جو نہین ہوتا ہی وا ہنوز
احوال نامہ بر سے مرا سنکے کہہ اوٹھا — جیتا ہے وہ ستم زدہ مہجور کیا ہنوز
غنچہ نہ بوجھ دل ہے کسی محبت زار کا — کھلتا نہین جو سعے تیرے صبا ہنوز
توڑا تھا کس کا شیشۂ دل تونی سنگدل — ہی دل خراش کوچے مین تیرے صدا ہنوز
چلو مین اسکے میر لہو تہا سو پی چکا — اوڑتا نہین ہے طائر رنگ حنا ہنوز

بے بال و پر اسیر ہون کنج قفس مین میر	جاتی نہین ہے سر سے چمن کے ہوا ہنوز

غزل شہید کے

ترے پر سے جھڑنے لگی شرر نہ تڑپ تو بلبل زار بس	جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس جلیگا قفس
انہین گو کہ بارہوان سال ہی مری مجھ سے یہی مقال ہے	ابھی تو ترس ابھی ترس ابھی ترس ابھی ترس
کوئی کاروان جو نکل گیا سو لکھی تھیں یہ کول اوٹھا	وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس
تری غمزہ یکا ہون بریدہ سر آرے خنگ جو مرے قتل پر	نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس
تجلی کسی کی فسون گر ہے کہ وہ زلف سانپ سی جسکو ٹھری	گئی دل کو ڈس گئی دل کو ڈس گئی دل کو ڈس گئی دل کو
تجھے دیکھا جسنے ہی ایک بار سے بخدا کسو کو نظارہ کیے	نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس
تو شہید کے ابر سیہ ہے کہ وہ شرابی پیتی ہون جس جگہہ	وہین جا برس وہین جا برس وہین جا برس وہین جا برس

غزل محکم

مجھے حیف ہی تیرا ای صنم کہون آہ جا کی کیس ہی بار	نہ ملا درس نہ ملا درس نہ ملا درس نہ ملا درس
یون پکار اوٹھا تیری در پہ شب مجھی جو رکھی کی وہ یہ نقب	تیرا آج عس تیرا آج عس تیرا آج عس تیرا آج عس
تیری ہجر مین مجھی اے صنم یہان پورے روتی دو ماہ کم	ہوی دو برس ہوی دو برس ہوی دو برس ہوی دو برس
تب نکم آتے اوٹھا بھڑک بخدا صنم یہ جگر میرا	نہ پیا چرس نہ پیا چرس نہ پیا چرس نہ پیا چرس
مجھے برہمن محکم کہر باہین جان کر جو لپٹ گیا	ہر خار و خس ہر خار و خس ہر خار و خس ہر خار و خس

غزل ثابت

پھنس گئے عندلیب ہو بیکس	واے تنہائی اور کنج قفس
قیس لیلے سے مل گیا شاید	نہین آتے ہے آج بانگ جرس
شب جو مین اوسنے راہ مین لپٹا	خوف حاکم رہا نہ بیم عس
ہاتھہ پائی ہوئی کچھ ایسے کہ بس	اوکی انگلی کے چڑھ گئے جھٹ نس
لگے کہنے کہ میرے دامن کو	نہین اتنک کیا کسو نے مس

ہفت جل جائیگا پری بہی سرک	ارے ہین آگ ہون اور توہی خس
جب یہ سمجہے کہ چہوڑتا ہے نہین	تب تو ٹھہرے کہ دینگے بوسی دس
گن کے دس لیلے گیا رہوان نہ سہی	ہمکو پیٹے کرے جو زیادہ ہوس
ایک دو تین چار پانچ چہہ سات	آٹھہ نو دس ہوے بس انشا لبس

غزل مشفق

آپنے بہیجا تہا خط جو اپنے اس احقر کی پاس	وہ ہمیشہ رہتا ہی بالای تکیہ سر کے پاس
دور ہی سے دیکہہ کے دربان خفا ہونے لگا	ڈرتے ڈرتے پونہچی ہم جسدم تمہارے در کی پاس
کانو نہین بندے تمہارے دیکہکر کہتے ہے خلق	کیا ہی روشن دو ستارے ہین مہ انور کے پاس
اور بہی مخمور چشم یار ہو جاتی ہے مست	میکدے مین شیشہ جب آجاتا ہی ساغر کی پاس
عقدہ دل صاف کہلجائی گا ای مشفق مرے	حل مشکل کا ہی نسخہ خالق اکبر کے پاس

ردیف سین مہملہ غزل سعدیل متخلص معروف

لیچلو مجہکو اوس آئینہ رخسار کی پاس	خاک ہی زندگی جو یار نہین یار کے پاس
نرگس مست کا مت رکہہ دل بیمار خیال	یعنی بیمار کو رکہتی نہین بیمار کے پاس
ذبح کرتا ہی تو کر پر ذرا اتنا کیجو	رکہیو قاتل تو مجہے اپنی ہی دیوار کے پاس
جی مین آتا ہے کہ اب بیٹہل جگا	دہونے دی بیٹہی اب زلف دہولندار کی پاس
اب خیال اوسکا سر افراز کری ہی معروف	شہ قدر نجہ کرے جا کبہی نادار کے پاس

غزل رضا

تمنے کچہ قدر مرے آہ نجانے افسوس	قدر دانے سے کوئی بات نمانے افسوس
داستان درد کے اپنی مین کہون کس سے اجی	کوئی سنتا ہے نہین میرے کہانے افسوس

دل اگر کہتے ہیں ہوتا تو یہ دکھہ کیون ہوتا
ہے بغل میں بھی مرا دشمن جانی افسوس

چشم تر ضعف بدن خشک لب زردی رنگ
یہ ملے درد محبت کی نشانے افسوس

رحم آتا ہے رضا دیکھہ ترا حال مجھے
مفت برباد گئے تیرے جوانی افسوس

غزل میر

اے ابر تر تو اور کسی سمت کو برس
اس ملک میں ہماری ہی چشم تر ہے بس

حرمان تو دیکھہ پھول بکھیرے تھے گل صبا
یک برگ گل گرا نہ جہان تھا مرا قفس

مژگان بھی بہ گئین مری رونی سے چشم کے
سیلاب موج مارے تو ٹھہری ہی کوئی خس

مجنون کا دل ہون محمل لیلے سے ہون جدا
تنہا پھرون ہون دشت مین جون نالۂ جرس

ای گریہ اسکے دل مین اثر خوب ہے کیا
روتا ہون جب مین سامنے اسکی تو دیوی ہنس

اسکی زبان کے عہد سے کیونکر نکل سکون
کہتا ہون ایک مین تو سناتا ہی مجکو دس

حیران ہون میر نزع مین اب کیا کرون بھلا
احوال دل بہت ہے مجھے فرصت یک نفس

غزل آتش

پھر تو کہہ بھرے کے دم سرد میرے ہونٹھ نچوس
ہان وہ کسطرح کی بیدرد مرے ہونٹھ نچوس

نہر ہے لعل سے زینت سے تیرا کہنا
رنگ یاقوت ہی یہان گرد مرے ہونٹھ نچوس

رہ نصیحت نہو چلون تو مجھے چھوڑنے دے
دیکھہ جا گکہ ہے یہ بے پردہ مرے ہونٹھ نچوس

مجکو حیران نکر چھوڑ ترے دہشت سے
دیکھہ رخسار ہوی زرد مرے ہونٹھ نچوس

صدقے اس ناز کے انشا سی یہ کہنا چل بے
چوٹ لگتے ہی ہوا درد مرے ہونٹھ نچوس

غزل شہید

نہو گا مجھسا دنیا مین کوئی ناکام سو سو کوس
کہ مطلب بھاگتا ہی سنکے میرا نام سو سو کوس

ہمارے شکل سے ہین اب ناکہ اے ہمدم
بلاتے تھے ہمین جو بھیجکر پیغام سو سو کوس

مبارک ہو تمہین اے ہمصفیر و سیر گلشن کے
ہمارے راہ مین پھیلے ہوئے ہین دام سو سو کوس

نکالا آسمان نے جسگھڑی کوچے سے جانان کے
ہوا تھا ناتوان غم کو ہر ہر گام سو سو کوس

مریض عشق کی اپنی خبر لے جلد ای ظالم
ہوے ہین دور اس سے طاقت و آرام سو سو کوس

نہ اکدن خضر نے بھے آسکے پیر رہنمائی کے
بہٹکتا ہے رہا مین صبح سے تا شام سو سو کوس

غضب ہی حال سے اپنی نہین واقف ہے وہ بیتاب
شہیدی جسکے خاطر سے ہوے بدنام سو سو کوس

غزل حاجی

تم خفا ہو مجھسے تو مین بھی علی ہذا القیاس
آپ کے خو ہی وہی میرے علی ہذا القیاس

تم جو کہتے ہو کہ تجھسے کچھ غرض مجھکو نہین
ہمکو کب پرواہی اب تیری علی ہذا القیاس

کون تو میرا مین تیرا کون ہو تم کہتے ہو
کچھ مرے دلمین بہی اب سوجھی علی ہذا القیاس

کوئی امید وفا پر مت لگاؤ اوس سے دل
ہو گئی ایک مجھسی نادانی علی ہذا القیاس

بیٹھتے ہین جسطرح نزدیک تیرے آکے غیر
ہوگا میرے پاس بہی کوئی علی ہذا القیاس

کیجیے بدنام مجھکو خوب لیکن میرے ساتھ
ہوگے صاحب کی بہی رسوائی علی ہذا القیاس

پوچھتے کیا ہو کہ اس حاجی نے دلکو جسطرح
کہو دیا تہا جان بہی کھوئی علی ہذا القیاس

غزل شاہ ظفر خلد اللہ ملکہ

تضمین

جو کہ سینے مین ہی داغ دل ہو ز انکی طپش
وہ نہو حشر کے دن مہر درخشان کی طپش

خاک پر میرے خس و خار نہ کیونکر جل جائین
اتنی ہے دل مین ہی سوز غم پنہان کی طپش

بہنے گو آنکھون سے رو رو کی بہاے دریا
نہ بجھے پر نہ بجھے ہان غم جانان کی طپش

نبض پر رکہتے ہی انگشت پہپولا پڑ جاے
ای طبیبو وہ بلا ہے غم ہجران کی طپش

نہین معلوم یہ کیا عشق نے بھڑکائی آگ
پھونک دیتی ہی ہمہی میرے دل و جان کی طپش

لکھہ بہ تبدیل ردیف اور غزل گرم ظفر
جسکو ہو سنکے زیادہ دل یاران کی طپش

غزل میر

اسکا خیال آوے ہی عیار کے روش
کچھ اسکے سینے پائی نہ رفتار کے روش

کیا چال ہیگی زہر بھرے روزگار کے
سب اس گزند کے ہی سیہ مار کی روش

وہ وقت دخیز گرم تو مدت سے ہو چکے
رہتے ہین اب گرے پڑی بیمار کی روش

جاتی ہین رنگ و بوی گل و آب جو چلے
آئے نہ خوش ہمین تو یہ گلزار کی روش

مائل ہوا ہی سرو گلستان بہت ہین خراب حال
کچھ آ گئے ہے اسمین قد یار کی روش

زندان مین جہان کے بہت ہین خراب حال
کرتے ہین ہم معاش گنہگار کی روش

یون سر بکھیرے عشق مین پھرتے نہین ہین یہ
اظہار بھی کرین تو ہین انہار کی روش

غزل شاہ ظفر خلد اسد ملکہ

ساقی نہ دیکھا بزم مین تو جام کی گردش
یاد آتی ہی جنیم بہت خود کام کے گردش

پھرتے ہی مرے خاک مگو ہے مین ہمیشہ
ابتک بھی مرے ستاتی ہے ایام کی گردش

یک شب نہ مری پاس وہ آیا مہ تابان
گردون نے نہ کے ایک مرے کام کی گردش

آنکھون سے کے تصور مین تری صاف ہی لکھا
خامے نہ کے جب م ارقام کی گردش

می پھرتے ہی ساقی کی ظفر ٹوٹ گیا جام
قسمت ہی مین تھی رندمئی شام کی گردش

غزل سودا

دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش

دیکھا جو حرم کو نہین وہ دیر کے وسعت
اس گھر کے قضا کر گیا معذور فراموش

بھولے نہ مرے دل سی مرا مصرعہ جانکاہ
نالہ نکرے مرغ گرفتار فراموش

دل سے نہ گئی آہ ہوس سیر چمن کے
یا نالہ ہی کر منع تو یا گریہ کو ناصح

اور ہمنے کیا رخنہ دیوار فراموش
دو چیز نہ عاشق سے ہو یکبار فراموش

بھولا پھرون ہون آپ کو اک عمر سی لیکن
تجھکو نہ کیا دل سے مین زنہار فراموش

دل ورد سے کسطرح مرا خالی ہو سودا
وہ ناشنوا حرف مین گفتار فراموش

غزل سوز

کسکے صحبت مین تو ہوا اوباش — آفرین میرے من چلے شاباش
مین اگر جانتا کہ بانکا ہے — دل نہ دیتا تجھے مین پہلے کاش
کوئی منصف نہین کہون کس سے — کیونکہ گذرے گی اس سے میر معاش
ناخن یار نظر پڑا تھا کہین — ابتلک میرے دل مین ہے وہ خراش
جسکو دیکھا سو ہی وہ رشک پری — سوز تو دیکھ صنعت نقاش

غزل انشا

کیون ساقیا نہ لعل ہو اپنا یہ رنگ فرش — شیشے شراب سرخ کے ہین جا بجا سنگ فرش
جون آئنہ ہے اسکے جہان چاندنی تجھے — وہان عرشیون کے بالونکا ہی سایہ لنگ فرش
تم نے پلنگ دور بچھایا تو کیا ہوا — تم جانتے ہو مجھکو کہ مین ہون پلنگ فرش
شیخ دراز قد نے جو مجلس مین ڈگ دہرے — پہتے کہے سبہون نے کہ آیا کلنگ فرش
تک فربہے کو شیخ کے دیکھو کہ ہے زیاد — دریا کے بھی نہنگ سی ہی یہ نہنگ فرش
جو مجبہ مین اوران مین دہا چوکڑی مچے — فراش بولے زور ہو ہی یہ تو جنگ فرش
دہبا پڑا جو پاؤن سے مسند پہ بولی آب — کیا سخت بے لحاظ ہی ہی یہ ننگ فرش

غزل یقین

راتدن خوبان کو ہی دلہاے مفتون کا تلاش — روز و شب لیلا کو تہا دریش مجنون کا تلاش
اشک رنگین سے گلی کو تو نے مشہد کر دیا — مر گئے ہین دیکہکر اس چشم پر خونکا تلاش
جسطرح سے ڈہونڈہتے ہین لوگ خاطرہای شاد — اسطرح رہتا ہی مجھکو جان محزون کا تلاش
جیسے میر لگ رہی ہی سانورون کی جستجو — جسطرح ہوتا ہے فہونی کو افیون کا تلاش
شاعری ہی لفظ و معنی سے پرے لیکن یقین — کون سمجہی یہان تو ہی الہام مضمون کا تلاش

غزل سراج

کیا شراب محبت نی دلکی خم مین جوش — عجب نہین جو قیامت تلک رہون مدہوش

صنم کے حسن کی خورشید کی خجالت سے
ہوا ہی چاند نقاب سحاب مین روپوش

نہین علاج بجز مرہم نوازش و لطف
جفا کے زخم سے کرتا ہی دل فغان و خروش

نہووے صور قیامت کی شور سے بیدار
جو کوئی خیال مین اس چشم کی ہوا مدہوش

ترے دو ابروِ ہمسر کو دیکھ حیران ہو
سنا نہین ہون کہین دو ہلال دوش بدوش

فسردہ دل ہون زمانے کی سرد مہری سے
عجب نہین ہی اگر مثل شمع ہون خاموش

کمند عقل سے آزاد ہی مثال سراج
جو اسکے زلف کے زنار کا ہے حلقہ بگوش

غزل ناسخ

بیت میر

اسقدر زیر فلک ای سرو گل اندام رقص
کر رہا ہی تو سیئے گردون کو بے آرام رقص

سیکڑون مردے نکل پڑتے ہین ٹہوکر کی سا
فتنۂ محشر وہ ہی جسکا رکھا ہی نام رقص

مرغ خوش خوان اس چمن کا ہون کہ جسکی صحن مین
آسمان طاؤس سا کرتا ہی صبح و شام رقص

لگتی ہین مینا ہی گردون کو ہزارون ٹہوکرین
کرتی ہین مستی مین جب بزمی آشام رقص

جھکیا ہو بحال تیری رقص سے محفل مین رات
سب لگی کرنے در و دیوار سقف و بام رقص

ہوگیا پیر سے مین عیش اپنا جوانی سے و جنید
ہاتھ مین رعشہ سے کرتا ہی جوہی کا جام رقص

حالمین صوفی اگر آتا ہی ہی خامیکی و لیسل
کرتی ہین گلخن پہ جیسے وہ انہائی خام رقص

دور دامن ہوگیا ہی مجھکو مثل آسیا
پیتا ہے دلکو تیرا ای بت گلفام رقص

گرعوض ناقوس کے جا کر مین اک نالہ کرون
بتکدہ مین ہر طرف کرتے پھرین اصنام رقص

تو ہی وہ صیاد اور ظالم کہ تجھکو دیکھکر
کرتے ہین ہر سے تڑپنے کی اسیر دام رقص

جبۂ اور تجے مردے ہزارون سنکی گھنگرو کی صدا
واسطے زندون کے لاہوت کا پیغام رقص

بھی کا سنے کا کیا رتبہ ہی اسکی سامنے
ہر سخن اسکا ہے ای ناسخ غلام کام رقص

غزل سودا

آرام ہے کہان ہی جو ہو دلمین جا ہے عرس
آسودہ زیر چرخ نہین آشنا ہے عرس

ممکن نہین ہے یہ کہ بجز بے کاسۂ طمع | دن مین کروڑ گھر جو پھرا وسے گدای حرص
انسان نہو ذلیل زمانیکے ہاتہ سے | ذلت کسیکو کوئی نہ دیوے سوا کے حرص
نادان تلاش طعمۂ زر سے تو باز آ | جون شمع یہ نہو کہ ترا سر کٹائے حرص
اپنے سوا کسیکو نہ پایا حریص ہین | کی قطع روزگار نے مجھپر قبائے حرص
سودا اسیر ہو غضب سے اوقات ہر طرح | پہر درمیان نہو وہی لشکر طمعکے پاے حرص

غزل میر تقی

شاعر سے شیوہ ہی شعار اخلاص | دین و مذہب مرا ہے پیار اخلاص
اب کہان وہ مودت قلبی | ہووسے ظاہر مین یون ہزار اخلاص
سورت اخلاص کے پڑھے ہے برسون | میر رکہتا نہین ہے یار اخلاص

غزل رنگ

مرتبہ حق نے کیا خاص الخاص | تم سے رکہتا ہے دل مرا اخلاص
غیر کے بوسے دماغ نہین | الفت دل عجب ہے خاص الخاص
حال تقلید طالب دنیا | جس طرح سے بنا ہوا رقاص
آپ انا فتحنا ہووے نباہ | مصحف رو ہے سورۂ اخلاص
بحر سخن مین غرق ہو گا رنگ | ہاتھ آیا سخن کا ہو غواص

غزل کنور

مین نپٹ دل سی ہون ترا مخلص | خوب باطن سے با صفا مخلص
دلکو فرقت مین کیا ہی بیتاب ہے | غرض ست کرے وہ کیا مخلص
منتظر تیرے دیدکے ہین سب | برقع منہ سے کہین اوٹھا مخلص
بے سبب رہتے ہو خفا مجھسے | آپ کا مین ہون بے ریا مخلص
شکر حق اب کنور وہ بر آیا | جس دعا مین ہمیشہ تھا مخلص

غزل انشا

نسائم فیضان مبداء فیاض | نمو جس سے ہوئی سب جواہر و اعراض
مدام ناصیہ سا ہیں حضور میں جسکے | سواد چشم شب و گردن سحر کی بیاض
بدیع فطرت و خیاط علیت تغییر | ہو جسکے ہاتھ گریبان صبح کے مقراض
حکیم حاکم و حکام دہر جس سے ہیں | ہمیشہ خلق جہان کو عذار ہا اغراض
ریاضی اور طبیعی سے تا اصل ہے یہ | الٰہیات سے تا فہم کو ہو اعراض
کہ تیرے ذات کو مخلوق بے مواد کیا | سیاست بدنی سیکھ جاوین تا مرتاض
شفا اب اسنے تصدق سے اپنی دی مجھکو | ہزار شکر کہ سب دفع ہو گئے امراض
وگرنہ دیکھ سکے انشا کے نبض ہوتا تھا | عزیز بعیر تحیر مسیح سا نباض

غزل سودا

چشم بینا ہو تو ہے گر گل سے بھی تا خار فیض | بخشنے یارون کو ہر صورت جمال یار فیض
فیض ہے وابستہ تار عقیدت ورنہ یار | نفع نے تسبیح میں ہے اور نہ کچھ زنار فیض
بخشے ہے یون تقویت دلکو مری دشنام یار | جون دوای تلخ سے پاوے ہی کوئی بیمار فیض
مرتے جون سرکو پہنچے ہی ضیا جو خوبرو | ہیر تی شمع ہو تو پہنچاوے ترا رخسار فیض
سبحہ ہے بیجے درون ہمت ہون ہی تو غنیمت جانیو | کسکو گنج اپنے سے پہنچاوے ہی یارو مار فیض
کرکے صاف آئینۂ دل آہ میں تو دیکھ آپ کو | بخشے گا اے یار تیرا ہے تجھی دیدار فیض
تو سنے وہ سودا از زبان ریختہ ایجاد سے کے | پڑھ سکے اک عالم اوٹھاتا ہی تری اشعار فیض

غزل سراج

مائل ہون گلبدن مجھ اس گل سے ہے کیا غرض | کاکل میں اسکے بند ہون سنبل ہی کیا غرض
تو نے دلون کی قتل کو بس ہے نگاہ بس | اس تیغ کو فسان تغافل سی کیا غرض
رسوائی جہان ہی سے مجھے فکر کچھ نہین | دیوانۂ جنون کو تامل سے کیا غرض

لب سے غبار راہ لباس شتمشتہی ✣	سلطان جنجو دست کو تحمل سے کیا غرض
جام مے الست سے بیخود ہوں اے اسراج	دور شراب شیشہ پر بل سے کیا غرض

غزل یقین

کب سنے زنجیر مجھ مجروح دیوانے کی عرض	پہونچتی ہے کان تک اس لعل کی شانے کی عرض
گر مے اہل بزم سے متنکر ہوں ہوتا ہوں داغ	شمع کے غم مین ہے اپنی ہی پروانے کی عرض
شیشہ مجھ دل سا بناوی اور ترے آنکھوں سا جام	گر کرے ساقی ہزاران سال میخانے کی عرض
فصل جاتی ہے یقین اور باغبان سے ایکبار	کوئی کرتا نہیں ہے باغ مین جانے کی عرض

ہذا تبرک غزل ہمہ کو عبد اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالی

جو کری تیر نگہ سیہ نظر ہو وہ ایکہی دم مین وہ دم غلط	جیسے مار سیہ سر اثر کری کیونکہ وہ ہوش و قدم غلط
نہیں تجھکو غرض کہ ہو تیر و کمان یونہین ہین تو زہر گرفتہ جان	ترا تیر نگہ ہی اور ابرو کمان جو کری ہی عبث تیر کج غلط
نہیں ہیں اے ہتیر الگناہ ذرا مار کوئی دم ہو ن چرا	کہان اسکا قصاص ہے بیت ہے بہلا جو ہوا یہی ہے عدم غلط
دکھیو بلبل و گل کا یہ ماتم کیسے کرتی ہین ملکی یہ جلوہ ہم	ہمین کوئی ہی آئین نہیں ہے عشق ہمیں جو ہو قول و قرار قسم غلط
ذرا چشم کرم سے تو دیکھ ادھر ترے ہجر مین تڑپون ہے آٹھ پہر	جیسے بسمل مرغ ادہر سے ادہر وہ ستمگر ایسا تو اتنا ستم غلط

غزل انشا

کیا دخل تیری غم مین رہے تن مین جان غلط	حاشا غلط غلط غلط ای مہربان غلط
دو چار دن جو مجھسے نہ بولی تو کیا ہوا	پر چاہیے ہمیشہ سنے یہ کہان غلط
مین اور ترک عشق بھلا کچھ بھی ربط ہے	ای مہربان غلط غلط ایسا روان غلط
تصمیم عزم کعبہ ہو تو ہے زاہدا	گو شیخ کی ہے یہ کوئی تبان غلط
ای میر حاج چپ ہو خدا کا ہی نام لے	مجھسے ہو ترک صحبت پیر مغان غلط
آوارہ دشت شوق مین مانند گرد باد	بھٹکا پھرا ہوں کر کے رہ کاروان غلط
انشا سے اب خیال یہ فتنہ دراز کا	ہے وہ جو کچھ کہ آپکے خاطر نشان غلط

غزل میر تقی

جسکو ہوا ہے اس صنم بیوفا سے ربط — اوسکو خدا ہی ہووے تو کچھ ہو خدا سی ربط
گل ہوکے برگ برگ ہوسئے اور ہوا ہوے — رکھتے ہین اس چمن کے جو غنچے ہوا سے ربط
زنہار پشت پا سے نہین اوٹھتی اسکی آنکھ — اس چشم شرمگین کو بہت ہی حنا سی ربط
شاید اسیکے ہاتھ مین دامن ہو یار کا — ہو جس ستم رسیدہ کو دست دعا سی ربط
کرتے ہے آدمے کو وسنے صحبت فقیر — اچھا نہین ہے میر سے بے تہ گدا سی ربط

غزل سودا

تو جو ہو پاس تو ہے صبح طرب شام نشاط — دیکھنا تجکو ہے اے جان و دل آرام نشاط
فضل حق جسکے طرف ہو تو اسے بخشتے ہے — دور ساغر کے طرح گردش ایام نشاط
دل مجنون کا ہے اسیر کے فریب سے آگاہ — ہے قفس بیچ او نہین عیش و تہ دام نشاط
عکس تا اسکے نگہ کا نہ پڑے جام کے بیچ — ہو سکے نشہ مے سے نہ سر انجام نشاط
دیکھ ہوتے ہے تجھے قمرے و بلبل شادان — تو ہے اس باغ مین اے سرو گل اندام نشاط
شیشہ ہے زیر بغل آئے دل سودا — مے سے ہے ہمکو نہین بے گلفام نشاط

غزل سوز

اب ضرر کرنے لگا دل کو بتان کا اختلاط — سچ تو ہی اے بیوفایون سے کہا تھا کا اختلاط
اب کوئی دم مین مچاویگی خزان یہان آ کی لوٹ — عندلیبون چھوڑ دو تم گلستان کا اختلاط
تاکسو کے دوستی دی دین و ایمان کو اوجاڑ — پوچھلو جاکر گلستان سے خزان کا اختلاط
خاک سے جسنی نبایا حضرت انسان کو — فیض گر چاہے تو کر اس باغبان کا اختلاط
سوز سی مت دل لگاؤ مشفقو پچھتاؤ گے — کاہش جان ہی غریز و میہمان کا اختلاط

غزل رضا

ستم سہے مجسے تھا اے بیوفا شرط — مرے دل کی تو کیا لا یا بجا شرط

بھلا اب تجھسے کیا بازی لگاؤن
دیا مین ہار پہلے دل لگا شرط

نگہبانی سے کیا ہوتا ہے یارو
غرض ہے خوبرو کو کچھ بجا شرط

اگر باور نہین جانباز سے دل
تماشا یہ دکھا دین ہبھے بھلا شرط

لگا کہنے یہ باتین غیر سے کر
کرے ہی تجھسے جامیر بلا شرط

رضا اسکی رضا پر رہ تو راضی
کہ راہ عاشقی مین ہی رضا شرط

غزل سودا

ردیف ظ

رہے وہ معنی قرآن کہے جو تو واعظ
پھٹے دہن کے تئین اپنے کر رفو واعظ

بتون کے حسن پرستی سے کیا خلل مین نہ
خدا نی دوست رکھا ہی رخ نکو واعظ

ثبوت حق کے کرے سبھو نیہ ہی لیکن
ترے تو لفظ کرم پر ہے گفتگو واعظ

ڈرون ہون مین نکرین رند تیری ڈاڑھی کا
تبرکات مین داخل ہر ایک مو واعظ

سخن ہے وہ کہ مؤثر دلون کا ہو نادان
یہ پوچ گوئی ہی جس سے ہے تجھکو خو واعظ

کہا تو مان لے سودا کا توبہ کر اس سے
لب و دہن کے تئین کر کے شست و شو واعظ

غزل میرتقی

لطف جوانی کی ساتھ گئی پیری نے کیا ہی کیا محفوظ
کیونکہ جئین یارب حسرت ہی بی مزہ ایسی نامحفوظ

رونے کرنے کو عیش کہو ہو تم تو تمہارے دعاگو ہین
یونہین ہمیشہ عشق مین آنکھ رکھے ایسا خدا محفوظ

زردی منہ کی اشک کی سرخی دونون اپنا تو رنگ یہ ہین
شاید میر بہت رہتی ہی ہوا اس سے ہو کے جدا محفوظ

غزل اثر

کسکو سنا کر کہا آپ نے وہ بے لحاظ
تجھسے نہ اتنے اچھے ہوے رہو بے لحاظ

گریہ کنان دیکھکر مجھکو کہا شوخ نے
تا ڈرتے ہین لوگ سب چپ ہو نہ رو بے لحاظ

ہنستہ ہے مل ڈالتے ہی یہ ٹھنی دل مین خیر
اسکو مجھے اب کے تم کہنے تو دو بے لحاظ

آج جو کچھ دل مین ہو بار سے کہہ نہ بیٹھئے
ایک گھڑی کے لیے ہو جیے گو بے لحاظ

باؤن لگا دا سبنے مین وہ تو عصہ ہو رات
کہنے لگا چونک کر چھوڑ یہ خوب بے لحاظ

سیکھہ ادب لاکھہ بار ہنسنے کہا بات مان
پھر وہی کرنے لگا کرتے ہین جو بے لحاظ

چھوڑ سے اب انشا کوئی آپ کو کیا دخل ہے
اور سبے دو گالیان اور کہو بے لحاظ

غزل سراج

عمل سی می پرستون کی تجھی کیا کام اے واعظ
شراب شوق کا تو نی پیا نے جام اے واعظ

لگے کا سنگ خجلت شیشۂ ناموس پر تیرے
عبث ہم بے گنا ہونکو نہ کر بدنام اے واعظ

نہین ہے امتیاز نیک و بد چشم حقیقت مین
مجھے یکسان ہوا ہے کفر او ر سلام اے واعظ

نیاز بیخودی سے بہتر نماز خود نمائی سے
نکر ہم بخت مغرون کو خیال خام اے واعظ

پرت کمتب کے علم مختصر مین یہ معنے ہے
نہین ہے زہد کے طومار کو انجام ای واعظ

وہ شیرین لب کے گردی بات اثر ہین میرے حق مین
تجھے معلوم کیا ہی لذت دشنام ای واعظ

سراج اس کعبۂ جان تصور کو کیا سمرن
سبے ورد سحر ہے اور دعا شام ای واعظ

غزل حاجے

سرخ جوڑا پہنچ سکے نکلا گھر سے دلبر الحفیظ
آگ رکھتا ہے کس کس کے جگر پر الحفیظ

تیرے پہ ٹیر ہے قرہ او تیغ ابرو دیکھکر
اسپے اسپے بول او ٹھتے ہین بہادر الحفیظ

اسکے کوچے کی تو کرای دل سکونت اختیار
ساکن کوی صنم کہتے ہین اکثر الحفیظ

دیکھی ہوتا ہے کیا رہتی ہی یا جاتی ہے جان
ان دنون بگڑا ہی ہمسے کینہ پرور الحفیظ

حاجے اس ناآشناسی دیکھی کیسے بنے
آج کہتے ہین پکار سینگے بہ ہمیں الحفیظ

غزل کنور

جاتا ہے مرے بس سی دلبر کا خدا حافظ
دل لسکہ مشوش ہی مضطر کا خدا حافظ

کوچے مین ستمگر کے سر تک ہی تو ہم کھو سے
وادی طلب مین اب بے سر کا خدا حافظ

تک یہ عمر قفس مین ہون بے بال و پر ایسے
زندان غزیزو اب بے پر کا خدا حافظ

صحرای پر آفت مین ہی عشق کے جولان	کیا کیجیے اس کی دوڑ کا خدا حافظ
ہے ڈر یہ کنور نکو فور آنہ کہین ٹوٹے	ان تیر نگاہونکی خنجر کا خدا حافظ

غزل ناسخ

ایسا پروانہ زمانے مین کبھی دیکھا نہ شمع	طور کا شعلہ ہے پروانہ رخ جانانہ شمع
جل رہے ہین جوہر آئنہ پروانونکی طرح	آئینہ فانوس عکس عارض جانانہ شمع
مجھسے نفرت غیر سے اس شعلہ رو کو ہی تپاک	اس لگن سے آشنا ہی وہ اسنے سے بیگانہ شمع
بیٹھتے دیکھا نہین اسکو کسی نے ایکدم	کہتے ہی اس بزم کو ایسا مسافر خانہ شمع
گر نقاب اولٹے وہ روئے آتشین سی بایقین	ہی یقین بنجاوے بلبل شاخ گل پروانہ شمع
سر پہ سوزان داغ سودا پانوین زنجیر اشک	تیری محفل مین کھڑے ہی صورت پروانہ شمع
لگ ہی اسکو تہاتے ہین کہ تجکو دیکھکر	بھر پابوسے نہ دوڑے آئی بے تابانہ شمع
منہ دکہا دیتا ہی پروانونکو گر وہ شعلہ رو	بھول جاتی ہے ابھی سب ناز معشوقانہ شمع
شاہ ملک عشق ہون لیتا ہون سر پر بھی باج	گل چڑہا جاتی ہی بلبل قبر پر پروانہ شمع
ہی بجا دشمن اگر جلتے ہین پروانونکی طرح	جسمین ہے ہر ایک رشک عارض جانانہ شمع
کچھ فقط تو ہی نہین ناسخ دل و جان سے نثار	بزم مین پروانہ ہین سب اور صاحب خانہ شمع

غزل سودا

گو اب نہ مجھ غریب کے بالین پہ آئے شمع	دل سے کیکا مجھ سے جلے ہی بجائے شمع
پروانہ کے سن ہون اثر عشق سی خجل	کیون منفعل تجھے نہین کرتے وفائے شمع
آتا ہی جبین یہ کہ قدم تیرے چھوڑ کر	گر رہیے جون پتنگ بہم ہوکے پائے شمع
بیگانہ تیرے چشم سے مجھپر تو اشک گرم	جلنے سے اسکے آپ کو آسکے جلائے شمع

غزل میر تقی

سیلے داغ سر پر جو آئے تھی شمع	سحر تک سب اپنی ہی کھاتی تھی شمع

پتنگے کے حق مین تو پتھر ہو سے نے ‌ ‌ ‌ اگر موم کے بھی بنائے تھے شمع
نہ اس مہ سے روشن تھی شب بزم مین ‌ ‌ ‌ نکالا تھا اسکو چھپائے تھے شمع
وہی ساتھ میرے شب گیر مین ‌ ‌ ‌ کہ تاب اسکے رخ کی نہ لائی تھی شمع
پتنگ اور وہ کیون نہ باہم جلین ‌ ‌ ‌ کہین سے گر یک لگ آئی تھی شمع
فروغ اسکے چہرے کا تھا پردہ در ‌ ‌ ‌ ہوا کیا جو ہم نے بجھائی تھی شمع
تف دل سے میر ایک کف خاک ہے ‌ ‌ ‌ مرے خاک پر کیون جلائے تھے شمع

غزل انشا

بوقت صبح ہوئیون نشہ شراب طلوع ‌ ‌ ‌ کہ جیسے شرق سے کرتا ہی آفتاب طلوع
یکایک ابر سے شیشے کے ہو گیا ساقی ‌ ‌ ‌ وفور نور سے خورشید تاب طلوع
جو دیکھے اشعۂ لمعات کی جھلک اس کے ‌ ‌ ‌ شعاع شمس کے تک لا سکے نہ تاب طلوع
افق نیر طفلے کے ناگہان دھان تو ‌ ‌ ‌ لب ان نیر اعظم ہوا اشتاب طلوع
شب فراق کے ظلمت سی ہے تنگ انشا ‌ ‌ ‌ خدا کے واسطے ای مہر کر شتاب طلوع

غزل ناسخ

عریانی جنون مین میرے کام آئے داغ ‌ ‌ ‌ طاؤس کے طرح ہے بدن پر قبای داغ
سوداگران مشک کا ملتا نہین دماغ ‌ ‌ ‌ مرہم کی ہے تلاش جو ہم کو برائے داغ
جلتا ہون سر سے پاؤن تلک مثل آفتاب ‌ ‌ ‌ حاصل ہوا فلک سے نہ مجھکو سوائے داغ
ہوتا ہی گرم جو رد گل لالہ جس طرح ‌ ‌ ‌ ناسوریون ہین میرے جگر مین بجائے داغ
بے داغ آسمان نے دکھایا کسیکو یہان ‌ ‌ ‌ ہر ایک مہ جبین سے جھیک کی پای داغ
شکوہ نہین ہے جوشش سودائے عشق کا ‌ ‌ ‌ مانند شمع سر سے ہمارا برای داغ
سودائے ہین ہم ایسے کہ ہر سال لالہ سان ‌ ‌ ‌ ہوگا ہمارے خاک سے نشو نمای داغ
جراح اپنے سینہ و مرہم کو دور رکھہ ‌ ‌ ‌ بجھ کمین گے اس سے اور بھی شعلہای داغ

کیونکر گلون کے خاطر نازک کو توڑ دو
گلشن مین عندلیب سے مین نے چھپائی داغ

مرنے کا غم نہین ہمیں مگر داغ ہے مجھے
دامن سے اسنی میرے لہو کی چھڑائی داغ

جنت کو جائین گے سیلے دوزخ لعل مین ہم
نار سخ یہ نہین جو بعد فنا نے بقا سے داغ

غزل میر تقی

ہم اور تیری گلی سے سفر دروغ دروغ
کہان دماغ ہمین اسقدر دروغ دروغ

تم اور ہم سے محبت تمہین خلاف خلاف
ہم اور الفت خوب دگر دروغ دروغ

غلط غلط کہ رہین تمسے ہم تنک غافل
تم اور پوچھو ہمارے خبر دروغ دروغ

فروغ کچھ نہین دعوی کو صبح صادق کے
شب فراق کو کب ہی سحر دروغ دروغ

کسیکو کہنے سے مت بدگمان ہو میری تقی
وہ اور اوسکو کسو پر نظر دروغ دروغ

غزل انشا

اے آتش فراق مرا دل ہے سوز داغ
جھلکے ہے دلمین دور سے جون دیر کا چراغ

آنکھون مین تاکہ نشۂ وحدت کا ہو طلوع
ساقی مے مغانہ سے بھر دے مرا ایاغ

بیٹھا ہی آج مجلس رندان مین شیخ یون
طوطے کے پاس جیسے کوئی ہمقفس ہو زاغ

پیدا لگاوٹ آہ کسے سات کیجیے
لیکن دل و دماغ کہان کسکو یہ فراغ

پہنچون مین کس کے کنہ حقیقت کو آج تک
انشا مجھے ملا نہین اپنا ہی کچھ سراغ

غزل سودا

سر دھرے سے بتون کی مٹ گیا ہی سوز داغ
کر دیا ان ظالمون نے ملک دل کا بے چراغ

وا ے اس ہمیشہ پرائی بلبل کہ جسکے ہو یہ قدر
خار مین کوچہ بکوچہ تو ہے رسوا باغ باغ

مملکت سارے مین باور کر سلیمان کو نہ تھا
گوشۂ خاطر مین اپنی ہے مجھی جو کچہ فراغ

بلبل خوش نغمہ ہون لیکا اس گلستان مین جہان
نالہ مرغ چمن سے کم نہین فریاد زاغ

خوش کبھی اس بزم مین و دل نہ دیکھی ایک جا
دمبدم مینا ہے روتا ہی تو ہنستا ہی ایاغ

حیف اس گلشن مین عاشق ہر طرف ہین ناقبول | گل سدا البلبل سے ناخوش مجہسے تو ہی بید ماغ
دل اگر کہویا ہے سودا چھوڑ مت دنبال شک | شاید اسکو ہو انہیکا طفلان سی تو پاوی سراغ

غزل میر تقی

میلان دل ہی زلف سیہ فام کی طرف | جاتا ہے صید آپ سے اس دام کی طرف
دل اپنا عدل داور محشر سے جمع ہے | کرتا ہی کون عاشق بدنام کی طرف
اس پہلوے نگار کو بستر سی کام کیا | مدت ہوئی کہ چھوٹی ہی آرام کی طرف
یک شب نظر اوٹھا کہین تو سواب مدام | رہتی ہی کون چشم ترے بام کی طرف
آنکھین جہنکی زلف رخ یار سے لگین | وہ دیکھتی نہین سحر وشام کی طرف
جون چشم یار بزم مین اگلا پڑے ہی آج | ٹک دیکھہ شیخ مے کے بہری جام کیطرف
خار اشکاف سینہ خراش ایک سی نہین | لیکن نظر نہین ہی تجہی کام کی طرف
دل پک رہی ہین جنکی انہین مجہسی ہی شوق | میلان طبع کب ہے کسو خام کیطرف
دیکھی ہی جب سے اس بت کافر کی شکل میر | جاتا ہی جی نہین تنک اسلام کیطرف

غزل سوز

زندگی آخر سوے آیا نہ وہ دلدار حیف | مرتے مرتے بہی نہ دکہلایا مجہے دیدار حیف
مین بہی بندہ تہا اگر ملتے تو کیا آتا خلل | پر ترے دلمین نہ آیا حیف میرے یار حیف
لیچلے دنیا سے ہم ارمان تیرے وصل کا | گور مین نکلیگی یہ آواز اے عیار حیف
حسن صورت کو بہی لازم ہے مرے پیارے حسن خلق | یہ تیرے صورت فلانی اور یہ اطوار حیف
شعر پڑہنا بات کرنا مسکرانا اب کہان | سوز کے منہ سے یہی سنتی ہین لاکہون بار حیف

غزل سودا

دیکہون ہون یونہی اس ستم ایجاد کی طرف | جون صید وقت ذبح کی صیاد کی طرف
سب مشورت نگی ترے طبع روزگار | آوے نہ تازہ جور کے ایجاد کی طرف

نے دانہ ہم قیاس کیا نہ لحاظ دام — دہنس گئے قفس مین دیکہہ کے صیاد کی طرف
غیرون کی بات پر نہ کہون مت رکھو خیال — لیکن کبھو تو میرے بھی فریاد کی طرف
طرے کے تیرے واسطے صد چوب شانہ دار — قمری گئی ہے کاٹنے شمشاد کی طرف
جور و ستم تعدی و اندوہ و درد و غم — مائل ہوے ہین اوس دل ناشاد کی طرف
سامان نالہ سب ہین مہیا پر اے اثر — مین دیکھتا ہون تیرے ہی امداد کی طرف
ثابت ہووے خون مرا روز باز پرس — بولینگے اہل حشر بھی جلاد کی طرف
خون کر رہا ہے جوش رگ جان مین ترے — سودا نہ دیکھہ نشتر فصاد کی طرف

غزل انشا

لکھے ہے قتل کی محضر یہ وہ شنجرف کے حرف — تا وہ سب یاد رہین لوہو بھرے خنجر کی حرف
یا ملے سوزن مژگان مین ترا دلبر تو — بن گئے رشتۂ تار نگہہ ژرف کی حرف
نوش جان ہے جو تری جام بلورین پہ کھدا — ایسے گویا کہ تراشیدہ ہین سب برف کی حرف
پنجتن پاک کے جو نام ہین سب گرداگرد — زیب دہ تیرے گلے کے ہین تو دو طرف کی حرف
قَتَلَ یَقتُلُ قَتلاً ہے پڑہے ہے قاتل — کبھی دو چار وہ سنتا ہی جو کم ظرف کی حرف
تیس حرفون مین سبھی کچہ ہی پر انشا سچ ہی — بس یہی سچ نکلی ہین حرف سے یہ حرف کی حرف

غزل نصیر

ردیف ق

دیکھا جو سیمتن تری تصویر کا ورق — سمجھا دل اسکو نسخۂ اکسیر کا ورق
مضمون سر او مہرۂ جانان رقم کرون — گر ہاتہ آئے کاغذ کشمیر کا ورق
کیون سطر کہکشان سے نہین زیب فلک — ہی یہ کتاب کاتب تقدیر کا ورق
دیکھی وہ لب کو جسنے نہ دیکھا ہو اے صبا — برگ گل رخ بت بے پیر کا ورق
تعریف تیری روئے مخطط کی کس سے ہو — ہی مصحف مجید کے تفسیر کا ورق
لیلے نے خط کو کھول کی قاصد سے یون کہا — ہے یہ کسیکے عاشق دل گیر کا ورق

تب اوسنے عرض کی کہ اسی دیکھی یہ ہے
احوال قیس پای بزنجیر کا ورق

تم گنجفے کے کھیل مین خنجر بکف نہو
رکھتا ہی یہ غلام بھی شمشیر کا ورق

تو وہ ہی آج دیکھی جو چاہی یہ رخ ترا
دھو لا دے آپ شرم سے تصویر کا ورق

خط پر نظر پڑے تو زمرد رقم کرے
سو ٹکڑے اپنے ہاتھ کی تحریر کا ورق

لیلے نے جب مرقع عالم کے سیر کے
دیکھا ہے ایک عالم دلگیر کا ورق

پہچان کر لگا لیا چھاتی پہ ان نے پھر
مجنون پائی بستہ زنجیر کا ورق

سودا نے دیکھکر تری دیوان کو نصیر
پھاڑا بیاض منتخب میر کا ورق

غزل حافظ

نہ کوئی ہو جو یہان مجھسا مبتلاے فراق
گذر گئی ہے مری عمر در بلاے فراق

غریب و عاشق و بیدل فقیر و سرگردان
اوٹھا چکے ہین سبھی رنج و داغہاے فراق

ملے فراق مجھے گر تو جان سے مارون
سرشک دیدہ سے بہردون مین خونبہاے فراق

فراق تیرے کو فرقت کا مبتلا ایسے کرون
کہ صرف خون جگر رووین دیدہ ہای فراق

کدہر فراق کہان ہین کدہر گئے رنج و تعب
فلک کے ہاتہ سے اب ٹوٹ جاے پاے فراق

مین داد پاؤن کہان کیا کرون کہون کس سے
فراق کو کوئی ہیگا جو دی سزای فراق

یہ بیدلے ہے کہ حافظ کی اور میرے منہ سے
برنگ مرغ سحر نکلے ہے صداے فراق

غزل سودا

رنگ سے چہرے کے رسوا ہو وے ہے بیمار عشق
عشق کو یارو چھپا سکتا نہین انکار عشق

گاہ اشک تر کبھی خون گاہ ہے لخت جگر
اسطرح جاری ہی ان آنکھون سے کاروبار عشق

کیا کرون اسنی مجھی ہے کردیا بے خانمان
سر پہ کافر کے نہ پڑیو سایۂ دیوار عشق

تھے سکندر طالع اسدم تک کہ دل تھا میرے پاس
کھا گیا افسوس اس آئینہ کو زنگار عشق

اس چمن مین طرح بلبل کے وہ نالان کون تھا
روز و شب کھٹکا کرے سینہ مین جسکی خار عشق

غزل میر کے

گر باد میں مجھکو صبا لیکے جائی شوق
مجنون کو میرے اوسی کہیو دعا شوق

وصل و جدائی سی ہی مراد و کام جان
معلوم کچھ ہوا نہ ہمین یہان سواے شوق

ہر جا راور اوڑتی پہرتی ہی ہمارے خاک
سر سے گئے نہ جی ہی گئے پر ہوا شوق

دیر و حرم مین ہمکو پہراتا ہی دیر تک
پہر بھی ہمارے ساتھ ہی وہ ہی ادا شوق

افسوس ایسی کوچے سی تم آشنا نہین
کیا دردناک ہے بھی کوئی ہی نوا شوق

درد اور آہ نکلے ہے سینے سے دم سحر
انگشت پر ہے مرغ گلستان کا شوق

کیا پوچھتے ہو شوق کہانتک ہی ہمکو میر
مرنا ہی اہل درد کا ہے انتہا شوق

غزل مومن خان

وہ جو زندگی میں نصیب تہا وہی بعد مرگ رہا قلق
یہ قلق ہی کیسا کہ ہی ستم گئی جان پر نگیا قلق

کسے کے خرام کی یاد مین تہ خاک بھی یہ رہا قلق
کہ زمین کو زلزلہ آ رہی جو لٹادی مجھکو ذرا قلق

برہم حالت جان کے غرض اتنو جان پر آ بنے
یہ عذاب مرگ ہی یا طپش یہ خدا کا قہر ہی یا قلق

یہ کہاں نکلی جیکو بلا لگی مرکے ہا ہی کیونکہ ہو زندگے
کوئی کیا جیے جو ہوا ایسا شب و روز صبح و مسا قلق

شب ہجر تری وصال کی تری شوخیان ہی نظر مین تہین
کہوں کیا تغیر حال دل کبھی تہا سکون کبھی تہا قلق

نہین چاہ مر اگر او نہین نہین پیار وہ دل مین ہو کس لیے
مجھے روتے دیکھکے رو دیا میرا حال سنکی ہوا قلق

غم ہجر یار کے ہاتھ سے شب و روز ہو نہین چین اب نہین
یہ ہمیشہ ایک نئی طپش ہے مدام ایک نیا قلق

شب وعدہ جذبۂ شوق ہی ہو کشش تمہاری ستم ہوا
کہ وہ آتے آتے جو تہم گئے تو کیطرح کا نہا قلق

کہاں جان بلب ہوں جو آئی تو مرے زندگی ہو تو یہ کہا
تری جینے کی مجھی کیا خوشی تری مرنیکا مجھی کیا قلق

یہ شرارتون کی شکایتین یہ جلانا غیر کا دیکھیو
کبھی مجھسے وہ تیرے ہاتھ سی نہین چین مجھکو سوا قلق

نظر ابر پہ کبھی پڑے تو خیال رونیکا اپنا ہی
جو طپش کو برق کی دیکھون تو مجھی یاد آیا نیا قلق

غزل آتش

عشق سچ ہو تو نہ معشوق ہو کیونکر عاشق
جسپہ غش ہم ہین ہیاجے وہ بھی ہی ہم پر عاشق

مجھے روکا جو کسی نے تو وہ بولے ایواہ
ایک میرا ہے وہ لاکھون کے برابر عاشق

تیری تصویر کے بدلے تجھے دیتا ہی تمام
شیخ سعدی کے گلستان مصور عاشق

حیف دروازے کی کنڈی ہی نہ کھلے اور تیرا
مرگیا رات کو چوکھٹ سے ٹیک سر عاشق

دیکھہ تو عشق کے ڈہرکے کو شب وصل مین آہ
گرچہ ہی پاس ترے تو بھی ہی ششدر عاشق

آنسو بھر لائی جو ہم آنکھونمین تو کہنے لگے
آپ اس شکل پہ ہین میرے مقرر عاشق

دیکھکر اونکی طرف شیخ رہا تو بولے
خوبی قسمت کی ہوا جبہہ مچہندر عاشق

سنگ و خاک در معشوق حقیقی کے سوا
خوگرفتہ نہین بابالش و بستر عاشق

بادشاہت ہی اگر عہدۂ دربانے مین
ہو وے معشوق کے دروازے پہ نوکر عاشق

ادب آموز ہو مانند ارسطا طالیس
تا جبلت پہ ترے ہووے سکندر عاشق

سیکھہ تقریر تو وہ شستہ و رفتہ جس سے
قلزم علم کے ہون بختہ شناور عاشق

فارسے پرترے آوی شہ ایران کو غش
عربی بولے تو ہو روم مین قیصر عاشق

نکہ صحبت ہو رزالونکی جو یون تجھکو کہین
دمون کی خیر رہے دولہ بہادر عاشق

دیکھتا تجھکو نہین ہائے تو کن آنکھون سے
تک رہی ہے طرف غرفہ و منظر عاشق

شرط تھا عشق کو گر حسن تو پھر کیون ہوتے
چھوڑ کر گل کو ببلا ورنہ صنوبر عاشق

کہہ یہ تبدیل قوافی غزل ایسی اور گرم
جسکے مطلع پہ ہو انشا شہ خاور عاشق

ردیف ک

غزل ناسخ

برنگ گل مجھے کیا چاہیے گریبان چاک
کہ مثل غنچہ ہزارون ہین دل مین پنہان چاک

تصور اوس دل صد چاک مین ہی اس مہ کا
ہوا ہی جسکے اشارے سے ماہ تابان چاک

ہر ایک لالۂ صحرا ہی تیرا داغ بدل
ہر ایک گل ہے چمن مین ترا گریبان چاک

تو ایسا ماہ لقا ہے کہ تیرے سامنے ہو
کتان کے طرح گریبان ماہ کنعان چاک

یہی دعا ہی خدا سے رہون بیابان مین
نہ میرے غم سے ہو پیراہن عزیزان چاک

جو زیست چاہیے کرے مال سی تہی پہلو
صدف کے سینے کو کرتے ہین دیکھ یاران چاک

سہین جادہ مین وحشی پھنسا جو زندان مین
میرے فراق مین ہی سینۂ بیابان چاک

کیا کلال قضا نے خمیر خاک تبان
یہ مہر و ماہ پیالے ہین چرخ گردان چاک

غزل میر تقی

عزت اپنی اب نہین ہی یار کو منظور تک
پاس جاتا ہون تو کہتا ہی کہ بیٹھو دور تک

حال میرا شہر مین کہتی رہین گے لوگ دیر
اس فسانیکے تئین سمجھو تو دو مشہور تک

پشت پا مارے ہین شاہی پر گدائے کوی عشق
دیکھو تو یہان کا خدا کیواسطے دستور تک

چاہیے کم مجہسے بیقدر کا کیا ہی اعتبار
عشق کرنیکو کسی کے چاہیے مقدور تک

حق تو سب کچہ تہا ہی ناحق جان دی کسیواسطے
حوصلہ سے بات کرنا کا شکی منصور تک

سنک حسن تبان کیونکر سنو وہی شیخ شہر
حق ہے اسکی اور وہ آنکہونسی ہی معذور تک

پہر کہین کیا دل لگایا میر جو ہی آرزو
منہ پہ آیا تہا تری دو چار دنسی نور تک

غزل انشا

گر ہون افلاک و عقول اور نظر بیسون ایک
مدرکات اور معقولات عشر بیسون ایک

رعد و برق و شفق و ژالہ و اسکی پل در
چار سمت اور فلق شام و سحر بیسون ایک

اصطفات اور موالید جواہر خمسہ
ہفت اقلیم جہان معدن زر بیسون ایک

سبعہ سیارہ ارکین و جہات و ابعاد
ہو وین گو مل کے یہ جون شیر و شکر بیسون ایک

چودہ عالم اور سب احلال و دکاو دانش
فی المثل ہو وین بہم یہ بہی اگر بیسون ایک

جسکی بن اون یہ نوامر حد و ہیچ حواس
کب ہون یالبتہ ندوم لشر بیسون ایک

حامل و سحے خضر جاک کسب بار ہون راس
مدح مین انکی ہین با شمس و قمر بیسون ایک

والشفیع اب ہوا ور گیارہ امام آٹھ بہشت
جسپر اشفاق کرین منہ یہ ادہر بیسون ایک

سات دن اور شب جمعہ مہینے بارہ
کہتے ہین اسکے اطاعت کا ہنر بیسون ایک

پنجتن چودہ ہون معصوم حق انشاء اللہ
رکہین الطاف سے سب تجہہ پہ نظر بیسون ایک

غزل سودا

شمع اوس عارض کی سب کہتی ہین پہنچی نور تک
ہمسے جو پوچھے کوئی ہی حرف شمع طور تک

بس چلے تو دیکہنے ہرگز تجہے تجہکو نہ دون
آئینہ گہر مین ترے رہنے نہ دون مقدور تک

آنکہ اس میکدہ سبکے بیچ جز چشم پر آب
قسمت اپنی ہم نہ پائی ساغر معمور تک

رہیو مت غافل نگاہ حسرت آرا اوسکی بہی
پہنچے وقت جان سکنے گر اپنی تو رنجور تک

کون سے عارف کو یہان دعوی انا الحق کا نہین
یہ ترانہ ختم لیکن ہو چکا منصور تک

ہجو ہی اس زلف کے تشبیہ دنیا مشک سے
شاعرو یہ بات پہنچے گی دراز و دور تک

یہ غزل سودا کہی ہے تونے اس انداز سے
ہند سے پہنچیگی ہاتہون ہاتہہ نیشاپور تک

غزل سوز

مجہکو تہمت مت لگا بہر خدا تو اے فلک
ہاتہ بہی پہنچا نہین اتنک مرا دامن تلک

ہان مگر تقصیر یہ ہے کہ اک شب باغ مین
رخنۂ دیوار سے دیکہی تہی قاتل کی جہلک

اس گنہ پر جو ترے دلمین ہو سو تو کر سلوک
لیگیا تہا اس شرابی کی سیے مین دل گزک

اور بہی اک یاد آئی ہے کہ مین جہوٹا نہین
جون گیا مین پاس اوسکی اوٹہ گیا دامن جہٹک

دیکہکر مجہکو نہایت طیش سے بولا کہ وہ
اپنے رتبہ سے نہ رکہہ تو پاؤن آگے چل سرک

رہگیا اپنا سا منہ لیکر قدم پیچہے پہرا
ہر قدم پر مارے خجلت کی مین ہٹتا تہا بہجک

اس گنہ پر جو ترے دل مین ہو اے چرخ کہن
اپنے اس دل سوز کو تو ہاتہ مین رکہہ یا ٹیک

غزل سلیمے

ایک تو آفت تہی اس کان کے ہر بالیکی جہونک
تس پہ قیامت اور ہوئی سر کے دنبالیکی چہونک

سوزش فرقت مین جان ناتوان گردش مین آ
کب اوٹھا سکتے ہی داغ دل کی جوا لیکے جھونک

شوق مین اوس شعلہ رو کی خانمان اندرون
پھونک ہی ڈالی ہی اپنی آتشین نالیکے جھونک

مت لگا جامے پہ ای رشک قمر سنجاب زر
بس قیامت ہی تری دامن ہی کے ہالیکے جھونک

بجتے ہین ساز محبت بزم مین اوس شوخ کے
آگیا ہی غش مین عالم سنکے چوتالیکے جھونک

پڑگیا ناسور سا شاید کہ دل مین عشق کا
روز و شب جاری ہی جو یک خون پر نالیکے جھونک

آہمین بھر بھر سوز غم سے اف کلیجہ جل گیا
پر نہ سمجھا مین کہ کیا ہی دل کی تنجالیکے جھونک

مر ہی جاتا ہون جو یاد آتی ہے روز ہجر مین
وصل کی شب کی جوانی مست متوالیکے جھونک

نازکی اتنی کہ جھک جاتے ہے گردن ناز سی
جس گھڑی پڑتے ہی اسکی کان کی بالیکے جھونک

ہار پھولون کے سلیمے جسکو لاتی ہی صبا
وہ اوٹھا سکتے نہین یک غنچہ لالیکے جھونک

غزل ناسخ

اسلیے تپ غم سے دل نالان مین لگی آگ
جب نالہ کیا عالم امکان مین لگے آگ

یہ سوزش غم ہے بس مردن بھی کہ مین نے
جب سانس بھری روضۂ رضوان مین لگی آگ

ساتھ اشک کے آنی سے لگے لخت دل سوزان
دیکھوگے کہ خمخانہ مین مژگان مین لگی آگ

ہی صبح شب وصل ہوئی گرم فغان ہم
سمجھو نہ شفق گنبد گردان مین لگی آگ

یہ آتش رنگ لب جانان نے جلایا
اخگر ہوسے یاقوت بدخشان مین لگی آگ

پھیلد سے کے جلین ٹہیان نالان جو ہوا دل
یہ شیر کے نالون سے نیستان مین لگی آگ

تیری لب جان بخش ہوسے پان سے جب سرخ
عالم نے کہا چشمۂ حیوان مین لگی آگ

آیا ہی نظر ہجر مین جب رنگ گلون کا
سمجھا ہون یہی صحن گلستان مین لگی آگ

صیا مین لگا دہونے جو تو دست حنائی
مشعل کے طرح پنجۂ مرجان مین لگی آگ

بدنام ہوسے نے آہ شرربار ہمارے
ناسخ جو کبھی کوچۂ جانان مین لگی آگ

غزل میر تقی

غافل ہین ایسے سوتی ہین جہان کے لوگ
حالانکہ رفتنی ہے سب اس کاروان کی لوگ

مجنون و کوہ کن نہ تلف عشق مین ہوے
مرنے پہ جی ہی دیتی ہین اس خاندان کی لوگ

کیونکر کہین کہ شہر وفا مین جنون نہین
اس خصم جان کے سارے دیوانی ہین بیابان کی لوگ

رونق تھے دل مین جب نہین بستی تھے دلبران
اب کیا رہا ہی اوٹھ گئے سب اس جہان کی لوگ

تو ہم مین اور آپ مین مت دے کسیکو دخل
ہوتے ہین فتنہ ساز ہی درمیان کی لوگ

مرتے ہین اسکے واسطے یون تو بت دے
کم آشنا ہین طور سے اس کام جان کی لوگ

ہی کو اس چمن کے نہین دیکھتے ہین گرم
جو محرم روش ہین کچہ اس بدگمان کی لوگ

بت چیز کیا کہ جسکو خدا مانتے ہین سب
خوش اعتقاد کتنے ہین ہندوستان کی لوگ

فردوس کو بہی آنکھ سے دیکھتے نہین
کس درجے سیر چشم ہین کوی تبان کی لوگ

کیا سہل جی سے ہاتہ اوٹھا بیٹھتے ہین ہاے
یہ عشق پیشگان ہین الہی کہان کی لوگ

منہ تکتے ہی رہے ہین سدا مجلسونکی بیچ
گویا کہ میر محو ہین میرے زبان کی لوگ

غزل آتش

ایک سے ایک ہی تماشا رنگ
دیدنی ہے جہان رنگا رنگ

سامنے تیرے روے رنگین کے
لالہ و گل نے سبھے ہی پکڑا رنگ

آنکھین ہین اور زلف یار کا دہیان
کچہ نہ کچہ لا دے گا یہ سودا رنگ

تم جو خمخانے مین نہین آئے
مے گل رنگ کا ہے پیلا رنگ

زلف و رخ سے تری کہلا کہ نہین
ایسا کالا نہ ایسا گورا رنگ

مست تیری نہ لین جو نذر بہی بے
مے سے سرخ آسمان مینا رنگ

حسن نے گیسوون کو تیرے دیا
مشک کی بو کے ساتہ کالا رنگ

مکر رنگین سنے تیرے ای آتش
کیسے کیسے کیے ہین پیدا رنگ

غزل انشاء اللہ خان

پھونک دے عشق نی جب سن ل بیتاب مین آگ
غل پڑا یہ کہ پڑی معدن سیماب مین آگ

جب سے وہ شعلہ سبق آنکھو نمین پھرتا ہی مرے
چونک چونک اوٹھو ہو نمین دیکھ کے جی خواب مین آگ

جے یہ چاہیے ابھی شیشۂ صہبا کو انڈیلے
شمع سے دیکھیے بس چادر مہتاب مین آگ

تجھ بن اے ماہ شب چاردہم ہر لب جو
پڑ رہی ہے مرے اس دیدۂ پر آب مین آگ

یاد مسجد مین جو آیا خم ابرو تیرا
لگے انشا کے دم گرم سے محراب مین آگ

غزل سودا

دل مسخر کر نہین سکتے ہے تیغ و تیر و خنگ
مالک تو تجھ یہ نہین جسکو کرے تسخیر جنگ

پہ نگر مہر و محبت سے جو ہاتھ آوی تو آے
اسکے ہاتھ آنے کی ای پیارے نہین تدبیر جنگ

جنبش ابرو نے مار الشکر صبر و قرار
ہو وے ہی فیصل کہ جب پہنچی ہی تا شمشیر جنگ

سامنے چہرے کے تیرے مہر دمہ کا ہی یہ حال
رنگ رو نامرد کا کرتے ہی جون تغیر جنگ

کب سپاہی کام پر آقا کے دی ہی اپنا جی
بھوکھ سے کرتا ہی ہو کر زندگی سی سیر جنگ

یہ نہین ممکن کہ وہ وحشی کبھی کا ہو و رام
کرتے ہین اسیر عبث باہم جوان و پیر جنگ

روبرو آیا جو تہا سودا کی قسمت کا لکھا
کر چکے اسکے قلم با خامۂ تقدیر جنگ

غزل شیدا

جے نکل جاویگا سن او گلبدن
جو ہوا ہمسے تو یک آن الگ

عاشق زار کا طور
اندنون ہی کچھ اور

تنگ گل غم سے ترے غنچہ دہن
چاک دامن ہے گریبان الگ

می کشی کا جو مزا
ہی یہی نام خدا

یار ہو ساقی ہو اور سیر چمن
بیوین خلوت مین مرے جان الگ

خوبرویون کے دلا
میٹھے باتو نپہ نجا

دل کو سے لیتے ہین کر کیون فن
ان سے رہنا تو کہا مان الگ

زیست عاشق کی تباہ ہووے کسطرح بھلا
ماری ڈالی ہی مسی کی پھبن
خون کرتا ہی ادہر پان الگ
دیکھئے کس کسکو یہ دل ماجرا ہے مشکل
شیدا مانگے ترے بالون سکے پھبن
بکھرے ہے زلف پریشان الگ

غزل ذوق

رہینک

ازل سے یون دل عاشق ہی نور کے قندیل
کہ جیسے عرش خدائی غفور کے قندیل

سمجہ وہ ورنہ ناگوشش نور کے قندیل
خجل ہے اختر صبح نشور کے قندیل

ہمارے کعبۂ دل مین ہمیشہ روشن ہے
کہ جیسے بات کمال ظہور کے قندیل

جہان ہو خانۂ عشرت جسمی ہوا سکا فراغ
کہ لٹکے اوس پہ سر پہ غرور کے قندیل

رہی ہے جون قمر منخسف سدا بے نور
سیاہ بختون کے بالین گور کی قندیل

پڑے جو عکس ترا جام مین تو ہو روشن
حباب بادہ تجلے سے طور کے قندیل

عیان ہی یون مرے روز سیہ مین اختر دل
کہ جیسے شبکو نظر آوے دور کے قندیل

سوا ے دلکی ہو تاریخ باغ خلد سے بھے
کبھی پسند نہ اس رشک حور کے قندیل

اڑے جو آہ کے ہمرہ نکل کے پارۂ دل
ہوئی ہوا مین بصورت طیور کے قندیل

وہ تیز ہین یہ مرے نالہ قیامت زا
کہ انکی رکھنے کو لازم ہے صور کی قندیل

نسیم کرتے ہی روضہ مین تفتہ جانون کے
نہ گل ہو باد سے آواز صور کے قندیل

سمجہنا قدر سے ہے ناقص کب اس غزلکی ذوق
یہ روشن آپ کیون ہیش گور کے قندیل

غزل عارف

فلک جو دیکھے میرے رشک حور کی قندیل
نہ آفتاب کو پہر سمجھے نور کے قندیل

حباب بحر مین گر عکس رخ پڑے تیرا
اثر سے اسکے وہ ہو جائی نور کی قندیل

سوا نہ حد سے کہین شعلہ زن ہو آتش غم
بھڑک اوٹھیگی دل ناصبور کی قندیل

وہی تو ہے در دارالعدالت یزدان
حباب کہ لٹکے سر پر غرور کے قندیل

تمہارے تیر رہا کرتے تھے مری دل میں
بھرا سکو توڑ کے کیوں چور چور کے قندیل

فروغ حسن سے روشن ہوا اسکی انکھاوے
وہ ہے چراغ جو گھر میں ہو بور کے قندیل

ہوا کو دخل کہاں ازدحام رحمت میں
بجھیگی کب مرے بالین گور کے قندیل

یہ شیخ جی کا عمامہ تو دیکھیے گویا
منڈھی ہے ہو گی کبھی بے شعور کی قندیل

جہان عیش کا اک آسمان سمجھے کہیے
کسے ہے یہ ترے بزم سرور کے قندیل

ہمارا گھر ہے بہت تنگ بھر آسایش
ہمے جو بھیجیے تو چشم سور کے قندیل

ستارہ سا جو چمکتا ہے اونکی کوٹھے پر
اوٹھیں نہ رات کو روشن ضرور کے قندیل

ہزار تیر نگہ سے چلتے ہیں جو ایک پل میں
نہان ہی چشم میں کیا رشک حور کی قندیل

ہمارے آئینہ دل کو پاس سے دیکھو
دکھانے دیوے ہے چھوٹی سی دور کی قندیل

بچاؤ کچھ تو ہے پروانے کا لگا سے ہو کے
قدیم سے ہے کیسے باشعور کے قندیل

سبو سے ہی نظر آئے جو شب میں عارف
تو سمجھے ہم کہ یہ ہے بزم سور کے قندیل

غزل آتش

کانوں میں ترے دیکھ کے سونے کی کرن پھول
ایسے روان بھول گئی مرغ چمن پھول

پیدا کرے سو رنگ سے گو خاک چمن پھول
ممکن نہیں رخ سے ترے اے غنچہ دہن پھول

سامنے بہار چمنستان ہے دو ہفتہ
پانی بھی جو مانگوں تو پلا شفق میں پھول

دم سا دسگے یار سے اوپر سے نکلتا
جھکا ہے نہ مد نظر اپنا نہ کرن پھول

زلفوں کے لٹک دیکھ کے سودائی ہو سنبل
نازک بدنے پر تری کہائی نہ سمن پھول

سنتے ہیں جو شہرت تری ناوک فگنی کے
ہوتے ہیں خوشی ایسی کہ جاتے ہیں ہرن پھول

دکھلائیگا کیا شام غریبان کی شگوفے
ہر چند کہ غنچوں کو کرے صبح وطن پھول

عشرت کدہ عاشق و معشوق نہیں باغ
دو دل سے بلبل نہ تو یکشب نہ دلہن پھول

چمن بے نظیر

ردیف میم

آلودگی کے تلے رکھ کے سلے یار نے سمجھا
سونگھی ہوئے بلبل کے بو

بیفائدہ قمری کا ہے یہ دردسر عشق
پھل ہے نہین کرتا ہے نہ کچھ سرو چمن پر

قرآن کے عوض چاہیئے پڑھو مطلع رنگین
آتش سے سخن گو کہ ہین ہیچ اہل سخن پھول

غزل انشا

فروغ مے سے ہووے کیونکر ایاغ روشن مراد حاصل
مثل یہ مشہور ہی جہان مین چراغ روشن مراد حاصل

ہماری یاد مین آبلہ ہین لبسان گوہر کچھ ایسی خشان
کہ جسکے پرتو سے عکس کے ہے سراغ روشن مراد حاصل

چراغ روشن مراد حاصل مزار پر دل جلو نکی مت رکھ
یہان یہ لازم ہی تجھکو کہنا کہ داغ روشن مراد حاصل

خوشی سی گت کیون پہر نہ صوفی کہ دیکھتا لکھ ہو اللہ
بجے سے ہے ڈھولکا ادھر اودھر ہے اجاغ روشن مراد حاصل

نشہ ہی انشا کو آج ایسا طلوع سی جسکی کہ ساقیا نے
سرور بیحد مزاج خاطر دماغ روشن مراد حاصل

غزل میر تقی

دل دل لوگ کہا کرتی ہین تمنی جانا کیا ہی دل
چشم بصیرت وا ہووے تو عجب دیدنی جا ہی دل

اوج و موج کا آشوب اسکی لیکے زمین سے تا افلاک
صورت مین تو قطرہ خون ہی معنی مین دریا ہی دل

جیسے صحرا کو کشادہ دامن ہم تم سنتے آئی
بند کر آنکھین ٹک دیکھو تو ویسا ہی صحرا ہی دل

کوہ کن و مجنون و امق تم جیسے پوچھو تباہ دل ہوے
عشق جنون کے شہرون مین ہر چار طرف رسوا ہے دل

ای غیور دلکی اپنی داغ کیا ہی خود سر نے
جی ہے جسکے لیے جاتا ہی اوس سے بے پروا ہی دل

مت پوچھو کیون زیست کرو ہو مردیسی افسردہ تم
ہجر مین اوسکی ہم لوگون نے برسون تک مارا ہی دل

پہر پریشان دلکی غم مین کیا کیا خاطر داری کے
خاک مین ملتی کیون نہ پھرین اب خون ہو بہ گیا ہی دل

غزل کمتر شاہ

لیگیا وہ دلربا دل آہ دل افسوس دل
یہ گیا دل وہ گیا دل آہ دل افسوس دل

مین کہتا تھا پریشان ہوگا در سودائے زلف
ای گرفتار بلا دل آہ دل افسوس دل

نقد کو دل کے سمجھ کر قلب اس دلبر نے آج
بے درم سستا لیا دل آہ دل افسوس دل

لگ گئی کسکے نظر جو ہو گیا یون مضمحل / تھا بھلا چنگا مرا دل آہ دل افسوس دل

مین نہ کہتا تھا بتون سے ابدا کبھو نہ مل / پھر خدا کی جو رضا دل آہ دل افسوس دل

غزل شہید

ای گل اندام چمن مین تو نہ مل بر سر گل / ڈھیر ہوتی ہین ابھی لوٹ کے گل بر سر گل

کچھ تو شبنم کو محبت ہے کہ ہر رات نثار / دیدۂ تر ادہر سے چلی آتی ہے ڈھل بر سر گل

کان تو پھوٹ گئے شور و فغان سے بلبل / ایسا بیہودہ تو کیون کرتی ہی غل بر سر گل

عرق اوس چہرۂ گلرنگ پہ یون لہرایا / جیسے شبنم رہی بتلیسے ہی ڈھل بر سر گل

ہو رہے آمد گلشن کے تماشا مین شہید / عندلیبون کو پڑا چاہیے قل بر سر گل

غزل سودا

اس چمن کی سیر مین آیا ہوین مل کی گل / کیا بنائی صانع قدرت نی رنگین گل کے گل

یہ نہ وہ دریا کہ جسنے گذرے پل باندھکر / موج چشم عاشقان دی تو ڈبل مین پل کے پل

قتل کا کسکے کیا ہے آج ان آنکھون نے عزم / کھینچکر تیغ رہی ہین ابرو اس قاتل کے تل

عہد مین تجہ حسن کے جسکو ہوا ہے شغل عشق / مچ رہی ہی شرق سی لے غرب تا شامل کے غل

حل مشکل کس سے ہو سودا کی تم بن یا علی / کھولدے مشکل کشا عقدہ ہی میرے مشکل کے گل

غزل علیم اللہ

پیتم کے دیکھنے کے تماشا کو جائین چل / اپنے پیا کے عشق ہی آپ ہی رجھائین چل

دونون جہان مین جس کے تجلے سے تابدار / وہ آفتاب حسن نظر مین بسائین چل

جلسہ کیا ہے یار نے محل چلی مین آج / خلوت مین اب خفی کے پیا کو بلائین چل

پروا نہین پیا کو کسے کے وصال سے / فن سے اسیکے اسکو اپس مین جائین چل

دم کا مرود کر کے ارادے کا تار باندہ / سر سدا کا صوت بنا کر سنائین چل

ناسوت سے گذر کے تفرج سے یا علیم / لاہوت کے مکان مین سے غل مچائین چل

غزل مومن خان

ٹھانی تھی دلمین اب نہ ملینگے کسی سے ہم
پر کیا کرین کہ ہوگئی ناچار کیسے ہم

ہنستے جو دیکھتے ہین کسیکو کسی سے ہم
منہ دیکھہ دیکھہ روتے ہین کس بیکسی سے ہم

ہمسے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
انصاف کیجی پوچھتے ہین آپہی سے ہم

بیزار جان سے جو نہ ہوتے تو مانگتے
شاید شکایتون پہ ترے مدعی سے ہم

اس کو ہین ہم امر سینگے مدد اے ہجوم شوق
آج اور روز کرتے ہین بیطاقتی سی ہم

صاحب نے کس غلام کو آزاد کر دیا ✤
لو بندگے کہ چھوٹ گئے بندگی سی ہم

بے روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل
کہتے تھے اونکو برق تبسم ہنسی سی ہم

ان ناتوانیونپہ بھی تھے خار راہ غیر
کیونکر نکالے جاتے نہ اسکی گلی سی ہم

کیا گل کھلیگا دیکھیے ہے فصل گل تو دور
اور سوے دشت بھاگتے ہین کچھ ابھی سی ہم

ہی چھیڑ اختلاط بھی غیرونکے سامنے
ہنسنے کے بدلے روئین کیون گدگدی سی ہم

وحشت ہی عشق پردہ نشین مین دم بکا
منہ ڈھانکتے ہین پردہ چشم پری سی ہم

کیا دل کو لیگیا کوئے بیگانہ آشنا
کیون اپنی جی کو لگتے ہین کچھ اجنبی سی ہم

لے نام آرزو کا تو دل کو نکالدین
مومن نہون جو ربط رکھین بدعتی سی ہم

غزل ابراہیم ذوق

شمع نازان نہو اک رات بہا آنسو گرم
برسون یہان چشم سے ٹپکا ہی مرے لوہو گرم

جل بلا اے آتش غم دل کو کری یہ تو گرم
کہ زمین پشت سمک تک ہو تری پہلو گرم

لطف بوسہ نرہا ہم پہ ہوا جب سے تو گرم
شربت قند دیا کرکے بر آتش جو گرم

تن رہا یونہین غم ہجر سے گر گرم میرا
سیخ آہن کی طرح ہونگے بدن پر مو گرم

بستر جل سکے نہ کیون کشتۂ فولاد ہو خاک
نکلے ہے آتش سودا ہی مرے لوہو گرم

لٹ سکا صید محبت سے نہ قاتل کا گلا
اس سے پتھر یہ رگڑا کہ ہو جاتا گرم

آتش دل سے پس از مرگ برنگ شعلہ
خاک عاشق سے نکلتا ہے گل خوردو گرم

مہروش بنتی ترے حسن جہانتاب کے تاب
رخ ہی گرم آئینہ ہوا سینے سے زانو گرم

کیا کہون نامۂ جانسوز کے اپنے تاثیر
جل گیا بسکہ کبوتر کا ہوا بازو گرم

سر مجروح کو ٹکرا کے گیا اور وہ مین
ہونگا اُسوقت کہ جب منہ پہ بہا لوہو گرم

دست خورشید کے رعشے سے سپر جاوے چھوٹ
کھینچکر تیغ کو جب ہو وہ ہلال ابرو گرم

دل عاشق کے جلانے کا ہی سارا سامان
بنے شعلہ ہے ترا رنگ بھبوکا رو گرم

کون سا سوختہ جان صبح سے ہی گرم فغان
کہ ہوا آئے ہی کو جیسے ترے گلرو گرم

ہم تو سنتے تھے سدا اکلِ حموضِ بارِد
فوق ہوتا ہے وہ کیون ہوسکے ترش ابرو گرم

غزل شاہ نصیر

کب دل ہی پھولون سے ہمارا ہمہ تن چشم
نظارۂ ساقی کو ہی مینا ہمہ تن چشم

تو وہ چمن آرا ہے کہ ہر دستۂ نرگس
دیکھے ہے ترا بن کے تماشا ہمہ تن چشم

ای تیر فگن ہم ترے ہاتھون کی ہین قربان
تودے کی طرح مجھکو بنایا ہمہ تن چشم

ہر تیغ کو الٹ منہ سے جو کرتا ہی تو باتین
اب مین ہمہ گوش بنون یا ہمہ تن چشم

کیا خاک ہو صیاد مجھے چشم رہائی
حلقون سے بنا دام ہے تیرا ہمہ تن چشم

ای رشک قمر شب کو کہان نکلے ہین تارے
نظارے کو تیرے ہے فلک کا ہمہ تن چشم

وہ مے ہے کہ گر جام بلوری مین ہو ساقی
بن جاوے حبابون سے یہ دریا ہمہ تن چشم

آنکھون کے تصور مین نصیر اسکو شب و روز
دل صورت آئینہ ہے اپنا ہمہ تن چشم

غزل ناسخ

ساتھ لائی ہین ازل سے دیدۂ آزار ہم
گلشن عالم مین کیا ہین نرگس بیمار ہم

جانے کوسے یار مین ہین رات دن بیدار ہم
آنکھین وا رکھتے ہین مثل روزن دیوار ہم

بیٹھ گئے ہین واعظا گرداب دور جام مین
زیست بھر ہونگے نہ اس دریا سے بار ہم

گر نظر آتا نہین یک لمحہ وہ نور نگاہ
کرتے ہین اپنے نظر کو آنسوون کا تار ہم

جب چھپا گلبرگ مین کانٹا ہمارا دل دکھا
نرگس بیمار کے غم مین ہوئے بیمار ہم

ہین جو غافل اُن کو سوتے پر بھی آجاتی ہی نیند
نیند تو شک یہ ہین منصور سے ہشیار ہم

عمر گذرے یک بت کافر نظر آیا نہین
حشر مین کیونکر خدا کا پائین گی دیدار ہم

ہو وہ کافر جسکو دیدار خدا کے ہو ہوس
او بت کافر ترے ہین طالب دیدار ہم

دوڑتے ہین پیچھے قاتل کے گریبان پھاڑ کر
رکھتے ہین کیا اشتیاق زخم دامن دار ہم

لذت ایسی ہو گئی نظارہ بازے سے ہمین
رکھتی ہین تار نظر کو رشتہ زنار ہم

داغ سودا ہین بجائے پوشش کعبہ ہمین
واعظا اپنے حریم دل کے ہین زوار ہم

سب رگین تن پر نظر آتے ہین مثل تار ساز
کرتے ہین نالہ جو یک مطرب بسر کو پیار ہم

غزل جرأت

کوچہ یار مین جو ہو دے سو ہو بیٹھے ہم
بد کہو دوست تو یا نیک کہو بیٹھے ہم

اپنا تو قصد یہ ہے یہان سے نہ اوٹھینگے ہم
آگے تم رہنے دو یا رہنے نہ دو بیٹھے ہم

پھر توقع یہ نہین ہے کہ یہان آوین گے
ایک دن آکے ترے بزم مین گو بیٹھے ہم

آج جیتے ترے کوچے سے نہ ہم جاوینگے
مستعد مرنے پہ ای عربدہ جو بیٹھے ہم

کبھی رنجش کبھی غصہ کبھی پیار اور اخلاص
نت نئی دیکھتے ہین آپ کی خو بیٹھے ہم

دل کو اوس یار ستمگر سے لگا کر جرأت
اپنے سب راحت و آرام کو کھو بیٹھے ہم

غزل میر تقی

ہی تہ دل بتون کا کیا معلوم
نکلے پردے سے کیا خدا معلوم

یہی جانا کہ کچھ نجانا ہاے
سو بھی یک عمر مین ہوا معلوم

علم سب کو ہی یہ کہ سب تو ہے
پھر ہے اللہ کیا نا معلوم

گرچہ تو ہے ہی ہر جگہ لیکن
ہمکو تیرے نہین ہی جا معلوم

عشق جانا تھا بار رکھے گا
ابتدا ہی میں سے انتہا معلوم

اس سبب چشم دلبروں سی ہمیں
تجھ وفا چشم سو وفا معلوم

طرز کینہ سے کوئی چھپتی ہے
مدعی کا ہے مدعا معلوم

عشق گر ہے طبیب جی کا روگ
لطف کر ہے جو کچھ دوا معلوم

دل بجا ہو تو صبر کچھ کھاوے
کر رہے بھچے ہیں اشتہا معلوم

غزل آتش

ہوتا ہے سوز عشق سے جل جل کے دل تمام
کرتے ہی روح مرحلۂ آب و گل تمام

حقا کہ عشق رکھتے ہیں تجھ سے حسین پر
دم بھرتے ہیں ترا بت چین و چگل تمام

ٹپکاتے زخم ہجر پر آ ترک کیا کریں
خالی ہیں تیل سے تری چہرے کے تل تمام

دیکھا ہے جب سے تجھے عرق آ گیا ہی یار
غیرت سی ہو گئی ہیں حسین منفعل تمام

عشق بتاں کا روگ نہ ای دل لگا کبھی
تھکو ایا خون کرتا ہے آزار سل تمام

قد سے بھی کشتہ ہیں ترے شمشیر ناز کی
مارے پڑے ہیں متصل و منفصل تمام

درد فراق یار سے دکھتا ہی بند بند
اعضا ہمارے ہو گئی ہیں مضمحل تمام

سارے عدالت الفت صادق کی ہی گواہ
مہروں سے چھپی ہوئی اپنی سجل تمام

تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا
چھلنے ہوا ہیں سینہ مشبک ہے دل تمام

ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ کا
وعدہ کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام

خلوت میں ساتھ یار کے جانا نہ تھا تمہیں
ارباب انجمن ہوئے آتش خجل تمام

غزل نظیر

کیسو دیکھوں سنبل باغ کو تیغ مجھے اس خم زلف پا کی
نہ نگہ کروں مہ عارض گل کی طرف مجھی اس رخ مہر وفا کی قسم

یوں پکڑی چمن کے نغمہ میں بیباد و ہنر اطرز عشق نہ کرتا
پھر کے نہ کبھی اسکی ہوا مجھی کوئی صنم کی ہوا کی قسم

جو نہ آیا او دہر کو وہ چشم سیہ ہین لیگیا دلکو یہ پیر نگہ
رہی عقل و خرد نہ جیبین جگہ مجہی بس ہے ہوش ربا کی قسم

بدن اوسکا ہی روشن رگ سمن مر برین جو آوے وہ نسیک چمن
کہلے غنچہ دل مرا گل کے نمط مجہی اس گل بند قبا کی قسم

تری عشق نی دلمین یہ درد دیا تو کچہ امر سی تبسی لسا لیا
نکرون نکرون نکرون مین اسین نے کہائی ہی تیو دوا کی قسم

لگی مہندی کچہ ہاتہون مین سکے ابہیان تہی وہ سحر کچہ ایسی لالہ فشان
وہ شفق جو کہ صبح کو ہوئے عیان سو وہ کہاتی ہی اسکی حنا کی قسم

ہین نے دیکہا نظیر جو اسکی تئین تہو وہ شرم سی ہو گئی سرو قرین
لیا نیچی نگاہون نے جان و ہین مین کہون کیا اسکی حیا کی قسم

غزل سودا

نہ غرض کفر سے رکہتی ہین نہ اسلام سے کام
مدعا ہمکو تو ساقی سے ہی اور جام سے کام

دل نالان کو مرے کب ہے آرام سی کام
کوئی بے چین رہو اپنے ہمین کام سی کام

کیون نہ اے قید چلے ہا سر ایک جگہ ٹکڑا کر
نہ پڑا اسکو تری زلف سیہ فام سے کام

ہون اسیر اسکا جسے بعد گرفتار سے صید
نہ گرفتار سے مطلب رہے ہے نہ دام سے کام

گر اکیلا کہین ملجاسے ہمین تو دل کا
نیچے من مانتا اس شوخ گل اندام سی کام

جو ہین آغاز ترے کام کا دیکہا سودا
آی وہ دن کہ تجہے اسکے ہو انجام سی کام

غزل وزیری

جون سبزہ رندی اگتی ہی پیرون کے تلے ہم
اس گردش افلاک سی پہولی نہ پہلے ہم

روتے ہین شب و روز اسی فکر سے یا رب
غنچہ کی طرح باغ مین گل ہو نہ کہلے ہم

ارمان بہت رکہتے تہے ہم دل کے چمن مین
بیٹھے نہ خوشی سے کبہو سایہ کے تلے ہم

جس گل پہ نظر کرتے ہین آتا ہی نظر خار
گلشن کے تلے جاتی ہی کانٹونمین رہے ہم

ہم وہ نہ قلم تہے کسے مالی کے لگائے
نرگس کے نہالون مین تہے آنکہون کے پلے ہم

افسوس کہ اس دل کا کنول کہلنے نہ پایا
کوئے دلکو چلے جاتی ہین مائی کے تلے ہم

اب پہلے سے آغاز مین پامال ہوئے ہای
فریاد کرین کس سے قسمت کے جلے ہم

وزکہہ اپنا عبث کہتے ہین بیدرد کی آگے
بے بس ہو جہان آگرے ہرگز نہ ٹلے ہم

زندان مصیبت مین ہلاک کو بلا مین
رہتے ہین وزیری سی ہی دن رات الم مین

غزل ذوق کی

نہین تاب کہ دیکھون جمال صنم مجھی ہی خوش نظری کی قسم
مجھے حسن کے جلوہ گری کی قسم مجھی عشق کی پردہ دری کی قسم

تیری عاشق زار ہزار یہان مجھے دیکھنی آتی ہی خلق جہان
کوئی دیکھا ہی مجھسا ہی سوختہ جان مجھے میری ہی دیدہ وری کی قسم

نہ وفا صد یار تو چین مجھے مین ابھی اپنا خیال ہی اور کہین
ابھی ہوش کی اپنی خبر ہی نہین مجھی عالم بیخبری کی قسم

شب وصل کے ہو گئی صبح عیان کہ تڑپنے لگا دل سوختہ جان
سحر دیدہ تر ہوئی شعلہ فشان مجھی اہ شفق سحری کی قسم

نہ کر اتنا فرق تو جگر کو لہو کہ نہ شوق سخن ہی نہ ذوق شفق
تیری شعر سے آتی ہی خون کی بو مجھے تیری ہی جگر کی قسم

غزل میر تقی

اگر راہ مین اسکے رکھا ہے گام
سے گئے گذر سے خضر علیہ السلام

دہن یار کا دیکھ چپ لگ گئے
سخن یہان ہوا ختم حاصل کلام

مجھے دیکھ منہ پر پریشان کئے زلف
غرض یہ کہ جادو ہوئے ابتو شام

سر شام سے رہتے ہین کاہشین
ہین شوق اس کاہ کا ہے تمام

قیامت ہی یہان چشم دل سی رہے
چلے بس تو وہان جا کی کرتے مقام

قطعہ

نہ دیکھے جہان کوئی آنکھون کے اور
نہ لیوے کوئی جس جگہ دل کا نام

جہان میر زیر و زبر ہو گیا
خرامان ہوا تھا وہ محشر خرام

غزل سوز

اے گل صبا کی طرح پھری اس چمن مین ہم
پائی نہ بوے وفا کے تری پیرہن مین ہم

شیشہ کی طرح شام سے رو رو کے تا سحر
خالی کرین ہین دل کو ترے انجمن مین ہم

فانوس بیچ شمع سے جلے جس طرح ہنوز
جلتے ہین تیرے ہجر سے ظالم کفن مین ہم

شعلہ اوٹھا نہ سر سے ہمارے کبھی بھی سوز
بیٹھے کے طرح جل گئے کچھ من ہی من مین ہم

غزل نظیر

دور سے آئے تھے ساقی سنکے میخانہ کو ہم
بس ترستے ہی چلے افسوس پیمانیکو ہم

مے بھی ہی مینا بھی ہے ساغر بھی ہی ساقی نہین
دل مین آتا ہی لگا دین آگ میخانیکو ہم

کیون نہین لیتا ہمارے تو خبر اے بے خبر
کیا تری عاشق ہوی تھی درد و غم کھانیکو ہم

ہمکو پھنسنا تھا قفس مین کیا گلہ صیاد کا
بس ترستی ہی رہی ہین آب و دانیکو ہم

طاق ابرو مین صنم کے کیا خدا نے رکھ گئے
اب تو پوجینگے اسی کافر کے بتخانیکو ہم

باغ مین لگتا نہین صحرا سے گھبراتا ہی دل
اب کہان لیجاکے بیٹھین ایسے دیوانیکو ہم

کیا ہوئی تقصیر ہمسے تو بتا دے اے نظیر
تاکہ شادی مرگ سمجھین ایسے مرجانیکو ہم

غزل سودا

کیا مچانے اس نے میرے دل کے کاشانے مین دہوم
شور ہے جسکے لیے کعبہ مین بتخانے مین دہوم

زلف کو کہولا تو کر اس دلکی سورش کا علاج
سخت دیوانے کی زنجیر کھلجانے مین دہوم

مٹ گئے وہ شور جسکے آہ تب آئے بہار
ورنہ کیا کیا ہم بھی کرتے شہر ویرانے مین دہوم

تجھ نگاہ گرم کی حسرت سے دل ماری ہے جوش
راکو دیکھون ہون مین جب شمع پروانے مین دہوم

استادہ ہین لاغری سے میرے خوش نمائی ہر
جون ہلال عید ہی میرے نظر آنے مین دہوم

دلکو بس کوچہ مین تیرے اب چلی ہے فوج شک
ہوگئی ہی جو جہ وہان اطفال دیوانہ مین دہوم

کب سے اے سودا شراب اس بزم مین پیتے ہین یار
تونے اے کمظرف کی پیتے ہی پیمانین ہم

غزل ہوس

ہی لگتی تھی لیلی پردہ نشین نہین کہاتی ادب سے خدا کی قسم
غم قیس سوا مجھے کچھ نہین غم اسی کشتہ ناز و ادا کی قسم

روکا بابا جو لیلی نے مجنونکا جی کہا کیون نہ ہو تنہا سر سہی
نہ تو مین نے کسی سنگ بات کہے کی تجھی میری ہی شرم و حیا کی قسم

مگر ایسے جاوے ہی جو سکون مرا اشکون سے ٹپکی ہی قطرہ جو
نہ کہا مین تو قمر زار ہون نہ میرے سرو کے فندق پا کی قسم

شب ہجر مین اشکون کا خون بہا وہی دیکھ کے رنگ شفق کا اڑا
نہین آئینہ مبالغہ اک ذرا بھی تیری ہی ہا رنگ حنا کی قسم

تری کشتہ غم کا ہی حال یہی پھر کبھو جو جانا ہو تیرا ادھر
تجھے قاصد صبح نسیم سحر میرے ہجر کی شب کی بکا کی قسم

کبھی کہتا تھا قیس غم آلود ہے جا کہو ناقہ سے ادہر کدہر کو گیا — کبھی کہتا تھا تو ہی بتا دے صبا تجھے لیلی کی زلف دوتا کی قسم
کبہو غم وصل مین نے پیا کبہو زخم جگر کو نہ مین نے سیا — غم و رنج و تعب کو عزیز کیا تجھے عشق کی جور و جفا کی قسم
نہ تو پائی ہوس کبہی پہولونکی بو نہ تو بیٹھا ہون مین کبہی لب جو — نہ تو ہنسکی دلگی کی ہے خبر کبہو تجھی جانیکی اپنے وفا کی قسم

غزل میر تقی

تظلم سے کھینچے الم بر الم — ترحم کر مت کر ستم بر ستم
علم باز سے آہ جانکاہ ہے — رہی ٹوٹتے ہے علم بر علم
جو سو سر کے ہو آو پانون نہ مین — عبث کہاتے ہو تم قسم پر قسم
کئے بار آنا ادہر لطف سے — عطا پر عطا ہے کرم پر کرم
خطرناک تھے وادی عشق میں — گئے اسپہ جیسے ہم قدم بر قدم

غزل انشا اللہ خان

مل مجھسے اے پری تجھی انسان کی قسم — دیتا ہون تجھکو تخت سلیمان کی قسم
کروبیان کی تجھکو قسم اور عرش کے — جبریل کے قسم تجھی رضوان کی قسم
طوبے کی سلسبیل کے کوثر کے جام کے — حور و قصور جنت و غلمان کی قسم
روح القدس کی تجھکو قسم اور مسیح کی — مریم کے تجھکو عفت دامان کی قسم
تجھکو محمد عربی کی قسم ہے اور — مولا علی کے شاہ خراسان کی قسم
توریت کی قسم قسم انجیل کے تجھے — تجھکو قسم زبور کے فرقان کی قسم
دامن کو میرے ہاتھ سے لس ارا مت جھٹک — تجھکو سحر کے چاک گریبان کی قسم
مدت سے تیری چاہ ذقن مین غریق ہون — بالله تجھکو یوسف کنعان کی قسم
قیدی ہون تیرا مین بخداوندی خدا — اور اس عزیز مصر کے زندان کی قسم
موسی کی ہی قسم تجھی اور کوہ طور کے — نور و فروغ جلوہ لمعان کی قسم
سوگند اب ہنسی کی تجھی کچھ دلائیے — سن تجھکو اپنی ناز کی اور آن کی قسم

تجھکو قسم ہے غنچۂ زنبق کے تاک کے
اور شور عندلیب غزل خوان کی قسم

نرگس کے آنکھ کی قسم اور گل کے کان کے
تجھکو عبیر بیز گلستان کی قسم

سونیکے گاہی کے قسم اور رود نیل کے
فرعون کے قسم تجھے ہامان کے قسم

بستر مرا ہے خار مغیلان بسان قیس
لیلےٰ کی ہے تجھے صف مژگان کی قسم

ایسے بڑے قسم بھی نمانی تو ہی تجھے
جنون کے قبلہ گاہ ابو الجان کی قسم

کوئیں باغ کے وہ جو رہتا ہی تک خبیث
تجھکو اسی کے شوکت و ذیشان کی قسم

دیو سفید کی قسم اور کوہ قاف کے
باغ ارم کے اور پرستان کی قسم

لونا چمار کے قسم اور کلوہ پیر کے
کالی بلا کے غول بیابان کے قسم

قسمیں تو سارے ہو چکی باقی رہی ہی ایک
پیپل تلے کی بھتنے کے شیطان کے قسم

ہاں پھر تو کہیو ہاں ہی وہ کسطرح ہو غضب
انشا بخیر تجھکو مرے جان کے قسم

غزل میر تقی

کون کہتا ہے منہ کو کھولو تم
کاش کے پردے ہی میں بولو تم

حکم آب روان رکھے ہے حسن
بہتے دریا میں ہاتھ دھو لو تم

کیا سراہیئے اپنی حسن کو لیک
دل عجب ہے متاع جو لے لو تم

جانا آیا ہے اب جہان سے ہمیں
ٹھہرو رہے تو ور ساتھ ہو لو تم

جب میسر ہو بوسہ اوس لب کا
چپکے ہے ہو رہو نہ بولو تم

پنجہ مرجان کا بھر دہرا ہی رہے
ہاتھ خون میں ذرا ڈبو لو تم

دست دے ہے کسی پلک اسی میں
دل جہان پاؤ اب پرو لو تم

آتے ہیں متصل سے چلے آنسو
آہ کب تک یہ سوتے رہلو تم

رات گذرے ہے سب تڑپتے میر
آنکھ لگ جاوے ٹک تو سو لو تم

غزل ناسخ

یہان ازل سے داغ سودا ہے دل آگاہ مین
سنگ اسود جسطرح ہی نصب بیت اللہ مین

جا سکے کیا کوئے اس قاتل سے کے جولانگاہ مین
سایۂ مژگان بچھا دیتا ہی کانٹے راہ مین

حسن جانان ایک عالم پر ہے ممکن نہین
یہان سے کے سینے رہا کرتے ہے نور ماہ مین

دل مین رہتا ہی پر آنکھون مین نظر آتا نہین
کیا تفاوت اب رہا اس بت مین اور اللہ مین

دہ بہشتے رو لگا پھرنے جو پاسے نار سے
راہ مین آیا نظر خورشید یوسف چاہ مین

ہون تہ سے تاثیر کا قائل جو آئے مضمون شوق
یار کو مکتوب بھیجے نامہ بر ہو راہ مین

ہی وہ مجنون جو نظر آتا ہی زیر آسمان
کون لیلےٰ ہے جنون انگیز اس خرگاہ مین

مثل نرگس ای ملک تن بر کی ہین آنکھین منتظر
کھل گیا ای گل یہ تیرے فرقت جانکاہ مین

بعد مردن اسکو راحت اوسکو ہی حسرت نصیب
فرق اتنا ہی نظر آیا گدا او شاہ مین

چشم کا ہیدہ سے ہے غم سے دل سوزان غم
شعلۂ آتش نہان ہے اپنے برگ کاہ مین

رشک نخل وادی ایمن ہی ہر برگ سیاہ
سنگ زیر ہے طور ہین اسکے تجلے گاہ مین

خوش عبث ہوتے ہین نادان طفل کو دیکھکر
اک مہینا عمر کا ہوتا ہے کم ہر ماہ مین

سر بتون سکے آستانی سے نہ اوٹھی حشر تک
یہ دعا ناسخ کے ہے یارب تری درگاہ مین

غزل درد

ہم تجھسے کس ہوس کی فلک جستجو کرین
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

تر دامنی پہ شیخ ہمارے نہ جائیو
دامن نچوڑ دین تو فرشتے وضو کرین

سر تا قدم زبان ہین جون شمع گو کہ ہم
پر یہ کہان مجال جو کچھ گفتگو کرین

ہر چند آئینہ ہون پر اتنا ہون ناقبول
منہ پھیر لے وہ جسکے مجھے روبرو کرین

نے گل کو ہی ثبات نہ ہمکو ہے اعتبار
کس بات پر چمن ہوس رنگ و بو کرین

ہی اپنی یہ صلاح سب زاہدان شہر
ای درد آ کی بیعت دست سبو کرین

غزل ذوق

بے یار روز عید شب غم سے کم نہین — جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین

دیتا ہے دور چرخ کسے فرصت نشاط — ہو جسکے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین

اس زلف فتنہ زا کے لیے ای مسیح دم — کچھ دست شانہ پنجۂ مریم سے کم نہین

زیبا ہے روے زرد پہ کیا اشک لالہ گون — اپنے خزان بہار کے موسم سے کم نہین

مرقت ہے نبض کے رگ سنگ مزار مین — دل کے طپش کچھ اب بھی تپ غم سے کم نہین

وحشی کو تیرے چشم کے مژگان ہر غزال — صحرا مین تیز ناخن ضیغم سے کم نہین

ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش — درہم کے شکل صورت درہم سے کم نہین

ساقی ملے ہزارون فلاطون خاک مین — جو خم بنے سے ہے قالب آدم سے کم نہین

اس حوروش کا گھر مجھے جنت سہی ہی سوا — لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین

شورابۂ سرشک سے دھوتا ہون زخم دل — تیزآب میرے حق مین یہ مرہم سے کم نہین

ہاتھون سے تیرے پارۂ الماس زخم دل — مجھکو تو جلوۂ گل و بلبل سے کم نہین

ای ذوق کسکو چشم حقارت سے دیکھیے — سب ہم سے ہین زیادہ کوئی ہم سے کم نہین

غزل میر تقی

دل عجب جنس گران قدر ہے بازار نہین — دے بہا سیل جو دیتے ہین خریدار نہین

کچھ تمہین ملنے سے بیزار ہو میرے ورنہ — دوستی ننگ نہین عیب نہین عار نہین

ایک دو بات کبھو ہمسے کہو یا نہ کہو — ق رکیا اپنے ہین اسلیے تکرار نہین

ناز و انداز و ادا عشوۂ و اغماض و حیا — آب و گل مین ترے سب کچھ ہی یہی پیار نہین

صورت آئینہ مین ٹک دیکھ تو کیا صورت ہے — بدزبانی تجھے اس منہ سے سزاوار نہین

اسکے الجھاؤ کو کیا تجھسے کہون ای ناصح — تو کسے زلف کے پھندے مین گرفتار نہین

اسکے کاکل کے پیچا کہو تم بوجھے میر — کیا ہے زنجیر نہین دام نہین مار نہین

غزل نصیر

شمیم زلف معنبر جو روئے یار سے لون
تو پھر خطا ہے مرے مشک گر تتار سے لون

قدم رکھے مرے سینے پہ آکے گروہ نگار
خنا کا کام میں خونِ دل فگار سے لون

اگر ملے ترے ہاتھوں سے ای جنون فرصت
قصاص آبلۂ پا میں نوک خار سے لون

مرے حضور یہ لوٹین ہین تیری چھاتی پر
جو پہنچے ہاتھ تو بدلا گلون کے ہار سے لون

دلا بجے کہین گھڑیال تا ہین گھڑیون کا
حساب اس شب ہجر سیاہ کار سے لون

عجب بنے سیر کسے ون تو ساتھ باغ مین چل
کہان تلک مین قدم عجز و انکسار سے لون

شتابیٹے کا مرے پاس گر ہو خیمہ
تو یار تیرے لیے ابر نو بہار سے لون

جو مے کشی کا ارادہ ہو کچھ تری دل مین
چمن مین ساغر گل دست شاخسار سے لون

اگر صراحی غنچہ مین ہو نہ بادۂ سرخ
تو شیشۂ مے خس رو جوئبار سے لون

نہو وسے مطرب نغمہ سرا تو اسکا کام
قسم ہے مجھکو ترے عندلیب زار سے لون

لگے نہ ہاتھ جو کوئے رباب خنگ نوا
تو اپنے دوش پہ رکھ مین کو کنار سے لون

یہ جی مین ہے کہ نہ دیکھے کوئی یہ پردے کو
کنار آب روان چادر آبشار سے لون

بلائین لینے سے میرے اگر خوشی ہو ترے
بلائین مہر سے اخلاص ال سے پیار سے لون

گر اسپہ بھی گل عارض کا تو نہ دے بوسہ
تو پھر مین جبر کرون اپنی اختیار سے لون

نصیر مدرسۂ عشق مین مطول کا
سبق نہ کیونکہ مین زلف دراز یار سے لون

غزل آتش

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

جنون کے جوش مین یکجا نہین دم بھر قرار آتا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

عذاب گور کا وہان سامنا یہان رنج دنیا کا
نہ گھر مین چین زندون کو نہ مردونکو ہی مدفن مین

کہلا زلفون کے لہرانے سے اس رخسار رنگین پر
زر گل کی نگہبانی کو وہ کالی ہین گلشن مین

شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو ای آتش
بتون سے گھورنے کو جاتی ہین دیر برہمن مین

غزل مومن خان

...ن ہے کی تیری بسمل کے ٹکڑی ٹکڑے ہین
ہی پاش پاش جگر دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

جنون عشق مین پر رو سے دل شکن ہے بلا
کہ روز طوق و سلاسل کے ٹکڑی ٹکڑے ہین

ادھا کے سوتے ہین وے بیکار رات سر شاید
کہ زیر سر کے مرے سل کے ٹکڑے ٹکڑی ہین

دراز دستی یہ کس بے ادب نے کی دم صبح
تمام دامن قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

یہ کس کی چشم فسون کرنیکو فسون ساز کے
طلسم جادوے بابل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

یہان ہے چاک گریبان تو وہان بھی چستی سی
قباے شوخ شمائل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

کیونکہ رشک سے خون ہو سکیگا اوس کا یہ
ہمیشہ یک نئی بسمل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

غزل سرائے کی مومن نے کیا کہ رشک سے آج
چمن مین سینۂ عنادل کے ٹکڑی ٹکڑے ہین

غزل معروف

ڈبا دیا ہے مجھے اس چشم تر کو کیا کو سون
جلا دیا ہے مجھے سوز جگر کو کیا کو سون

کہے تھا مجھسے کہ سو کوس روز چلتا ہون
گیا تو مر ہی گیا نامہ بر کو کیا کو سون

بوہین بغل سے مرے مفت لے گیا دل کو
بغل بھی گرم نہ کی مفت بر کو کیا کو سون

رقیب ایک دم اس سے جدا نہین ہوتا
یہ جم کے بیٹھے ہے اس بے اثر کو کیا کو سون

شب وصال کے ہوتے ہی چاک جیب کیا
طرب کو تنگ کر دیا ماتم سحر کو کیا کو سون

نہ آنکھ بھر کبھی اوس مہروش کو دیکھ سکا
وفور اشک قصور بصر کو کیا کو سون

پڑے ہین بیچ مین دل تنگ مرے ہزارون چھید
غضب کیا فرہ رخنہ گر کو کیا کو سون

کل ان سے بزم مین بوسہ طلب کیا تو کہا
حیا کسے کے سنین اس بشر کو کیا کو سون

جفائین جب ترے آتی ہین یاد آخر شب
لحاظ آئی ہے پچھلے پہر کو کیا کو سون

دیا ہے اپنے سے ظالم کو اسنے دل معروف
اب اور اوس بت بیداد گر کو کیا کو سون

غزل جرات

لگجائے گلے سے طاقت ای نازنین نہین ۔ ہے ہے خدا کیو اسطے مت کر نہین نہین
کیا رک کے وہ کہی ہے جو ٹک اس سے لگ چلون ۔ بس بس پرے ہو شوق یہ اپنے ہٹین نہین
پہلو مین کیا جگر و دل کا کیا ہی رنگ ۔ کس روز اشک خونی سے تر آستین نہین
فرصت جو پا کے کہیے کبھو درد دل سو ہاے ۔ وہ بدگمان کہے ہی کہ ہمکو یقین نہین
آتش سے پھنک رہے ہے سر تن بدن مین آہ ۔ جب سے کر روبرو وہ رخ آتشین نہین
اس بن جہان کچہ نظر آتا ہے اور ہے ۔ گویا وہ آسمان نہین اور وہ زمین نہین
کیا جانے کیا وہ اوسمین ہے لوٹی ہی جسپہ جے ۔ یون اور کیا جہان مین کوئے حسین نہین
سنتا ہے کون کس سے کہون درد بیکسی ۔ ہمدم نہین ہے کوئے مرا ہمنشین نہین
ہر چند ہے بلطف شب ماہ سیر باغ ۔ اندھیر پر یہی ہے کہ وہ مہ جبین نہین
آنکھون سے کر اوس نکلے ہے کیا حسرتون سی جے ۔ وہ روبرو جو اپنے دم واپسین نہین
طوفان گریہ کیا کہین کسوقت ہمنشین ۔ سوج سرشک تا فلک ہفتمین نہین
حیرت ہے مجھکو کیونکہ وہ جرأت ابھی ہے ۔ جس بن قرار جی کو ہمارے کہین نہین

غزل سودا

گدا دست اہل کرم دیکھتے ہین ۔ ہم اپنا ہے دم اور قدم دیکھتے ہین
نہ دیکھا جو کچہ جام مین جم نے اپنے ۔ سو یک قطرۂ مے مین ہم دیکھتے ہین
یہ رنجش مین ہمکو ہے بے اختیاری ۔ تجھے تیرے کہا کر قسم دیکھتے ہین
غرض کفر سے کچہ نہ دین سے ہی مطلب ۔ تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہین
حباب لب جو ہین ہین باغبان ہم ۔ چمن کو ترے کوئی دم دیکھتے ہین
نوشتے کو میرے مٹاتے ہین رو رو ۔ ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہین
خدا دشمنون کو نہ وہ کچہ دکھاوے ۔ کہ جو دوست اپنی سے ہم دیکھتے ہین
مٹا جائی سے حرف حرف آنسوون سے ۔ جو نامہ اوسے کر رقم دیکھتے ہین

اڑسے نہین کام سنبل کے ہمکو — کسے زلف کا پیچ و خم دیکھتے ہین
ستم سے کیا تو نے ہم کو یہ خوگر — کرم سے ترے ہم ستم دیکھتے ہین
نگر تجھسے رنجیدہ خاطر ہے سودا — ادسے تیرے کو چھین ہم دیکھتے ہین

غزل احسان

کہیے کیونکر طفل اشک اپنے گلے کے ہار ہین — اس زمانے مین تو کچھ لڑکے ہے ناہموار ہین
جسکے خاطر دشمن جان یار اور اغیار ہین — ہاے ری قسمت کہ وہ بھی ہمسے اب بیزار ہین
چھیڑ تو دیکھو سنا کر مجھکو غیرون سے کہا — آج عاشق ہمکو صدقے کے لیے درکار ہین
چشم پوشی تیرے مذہب مین ہی کیا عین ثواب — ہمسے یون پرہیز تجھکو اور ہم بیمار ہین
یا خدا اپنے کرم سے تو کسے موسے کو بھیج — سیکڑون مانند فرعون ابتو دعوے دار ہین
فائدہ اس کج ادا سے گا نہ سمجھا مین کبھی — یہ الف قد راستی کہنے سے کیون بیزار ہین
لاغری کی کچھ نہایت ہے کہ مین تصویر بھی ہون — اور مجھکو ڈھونڈتے پھرتی مری غمخوار ہین
شیخ جی کی ہم ہین قائل کیا ہی اک دانا ہے یہ — سبحہ کے پردے مین وہ پہنی ہوی زنار ہین
آتش دوزخ تلک مجبور ہے ہمسے کہ ہم — خانہ زاد دودمان احمد مختار ہین
بے سبب توبہ کرون استغفر اللہ سب غلط — نام توبہ سے سدا ہم پڑھتے استغفار ہین
اہل دین ہم جانکر بہر زیارت تھے گئے — حضرت احسان کو دیکھا ایک دنیا دار ہین

غزل ث

دھوم اتنی ترے دیوانے مچا سکتے ہین — کہ ابھی عرش کو چاہین تو ہلا سکتے ہین
مجھسے اغیار کوئی آنکھ ملا سکتے ہین — منہ تو دیکھو وہ مرے سامنے آ سکتے ہین
وہ بیان آتش نفسان کہ پھرین آہ تو جھٹ — آگ داماں شفق کو بھی لگا سکتے ہین
سوچئے تو سہی ہٹ دھرمی نہ کیجئے صاحب — چٹکیون مین مجھے کب آپ اوڑا سکتے ہین
حضرت دل تو بگاڑ آئے ہین اس سے لیکن — اب بھی ہم چاہین تو پھر بات بنا سکتے ہین

شیخ اتنے نہ کرای شیخ کہ رندان جہان
اونگلیون پر سے تجھے چاہین تو نچا سکتے ہین

تو گروہ فقرا کو نہ سمجھ بے مقدرت
ذات مولا سے یہین بہی لوگ ملا سکتے ہین

چارہ ساز اپنی تو مصروف بدل ہین لیکن
کوئی تقدیر کے لکہے کو مٹا سکتی ہین

ہے محبت جو ترے دل مین وہ اک طور پہ ہے
ہم گہٹا سکتے ہین اسکو نہ بڑہا سکتے ہین

کر کے چہوٹا نہ دیا جام اگر تو نے تو چل
مارے غیرت کے تو افیون تو کہا سکتے ہین

ہمنشین تو جو یہ کہتا ہے کہ قدغن ہی بہت
اب وہ آواز بہی کب تجھکو سنا سکتے ہین

اپنی آواز سنا دین مجھے در تک اگر
اپنے پاون کے کڑون کو تو بجا سکتے ہین

ایک محبوب کی جو قوافی ہین ہم ہین انشا
یک غزل اور بہی چاہین تو سنا سکتے ہین

غزل غالب

دہوتا ہون جب مین پینے کو اس سیمتن کے پاون
رکہتا ہے ضد سے کہینچ کے باہر لگن کے پاون

مرہم کی جستجو مین پہرا ہون جو دور دور
تن سے سوا فگار ہین اس خستہ تن کے پاون

اللہ رے ذوق دشت نوردی کہ بعد مرگ
ہلتے ہین خود بخود مرے اندر کفن کے پاون

ہی جوش گل بہار مین یہانتک کہ ہر طرف
اوڑتے ہوے اولجہتے ہین مرغ چمن کے پاون

شب کو کسی کے خواب مین آیا نہو کہین
دکہتے ہین آج اس بت نازک بدن کے پاون

غالب مرے کلام مین کیون کر اثر نہو
پیتا ہون دہو کے خسرو شیرین سخن کے پاون

غزل نظیر

گل نظر آیا چمن مین یک عجب شاخ چمن
گل رخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن

مہر طلعت حور پیکر مشتری رو مہ جبین
سیمبر سیماب طبع و سیم و ساق سیمتن

نازنین ناز آفرین نازک بدن نازک کمر
غنچہ لب و رنگین ادا شکر دہان شیرین سخن

زلف و کاکل خال ابرو کی ہین یہ چارون غلام
مشک تبت مشک چین مشک ختا مشک ختن

مبتلا ایسون کے ہوتی ہین وہ ہین اے نظیر
بے قرار و دل فگار و خستہ جان و بیوطن

غزل مضطر

پھبکے اس لب سے ہوی لعل بدخشان کے نشان
رشک سی خون جگر کھا گئی مرجان کی جان

شاخ گل رقص مین ہے وجد مین آتی ہی نسیم
کف زنان برگ ہین سن بلبل بستان کی تان

بت کے پوجے سے جو مقصد نہ بر آوے تیرا
گور کو جا کے کسی پیر مسلمان کے ہان

کنہ ذات مین جب فکر کیا انسان نے
ہوش اسجا پہ ہوے صاحب عرفان کے فان

حادثہ دہر سے امداد نہونا مضطر
تیغ ہمت کو چڑہا لیجیے اوسانکی سان

غزل ناسخ

ماہ نو ہے مثل ابرو لیکن اس کا رو نہین
ماہ کامل صورت رو ہی مگر ابرو نہین

کونسا تن ہے کہ مثل روح اسمین تو نہین
کون گل ہے جو ترا مسکن برنگ بو نہین

مشک مین خوشبو ہی پیچ و تاب مثل مو نہین
پیچ ہین سنبل مین مثل مو مگر خوشبو نہین

جام نرگس مین کہان شبنم جو نکلے آفتاب
یار کے آگے مرے آنکھون مین یک آنسو نہین

یاد گیسو مین ہوا میرا یہ دہبے سا بدن
مجھ یہ پیچھے کہتے ہین مو باف مین گیسو نہین

جسم ایسا گہل گیا مجھسے مریض عشق کا
دیکھکر کہتے ہین سب تعویذ ہے بازو نہین

دیکھی ہین مسے مین جسبدن ہے دردندان یار
چین مثل گوہر غلطان کسے پہلو نہین

عشق مین بدمست ہون مین پر کوئی وقعت نہین
نشہ ہے ہی جام مے الفت مین لیکن بو نہین

زلف جانان مین نہین کوئی دل وحشی اسیر
یہ عجب تاتار ہے جو ایک بھی آہو نہین

ہو گیا ہے یہ فراق آفتاب ماہ نو
یار کے رخسار آتش رنگ پر ابرو نہین

ہو گیا ہے مثل مو تار نگہ اپنا سیاہ
آگے آنکھون کے صنم جیسے مرے گیسو نہین

رات دن ناقوس کہتی ہین بآواز بلند
دیر سے بہتر ہے کعبہ گر بتون مین تو نہین

قمریان دیوانہ ہین کیونکر گلے ڈالین نہ طوق
باغ مین یک سرو مثل قامت دلجو نہین

غزل آتش

آرزو ہے تجھے سجدے سحر و شام کرین — ہمہ تن ہوکے زبان ورد ترا نام کرین
میرے ماتم مین نہ کپڑے وہ سیہ فام کرین — خود ہی رسوا ہوئے مجھکو ہے نہ بدنام کرین
گریۂ شادے مینا سے ہے ظاہر ہوتا — حال پر صوفیون کی خندہ زنی جام کرین
کوچۂ یار کا ہین پاؤن ارادہ رکھتے — کعبۃ اللہ کے چلنے کا سرانجام کرین
منہ لپیٹے ہوئے ہین ہم بھی مزہ چکھنے کو — پختگی تو کہین پیدا اثر خام کرین
مست رکھتے ہی ترے گردش چشم لیکن — وہ نہین ہم کہ جو تجھسے طلب جام کرین
رخ روشن مین ہی خورشید قیامت کی چمک — حشر برپا ہو وہ دیدار اگر عام کرین
دل مین کچھ یاد ہی تھا کعبہ ہوتا ہی خیال — خلوت خاص کو کیا رہ گذر عام کرین
یکطرح حسن رخ زلف جنہین تو دکھلائے — نشۂ عشق سے مستی سحر و شام کرین
شب کو جاتا ہون تو منہ پھیر کے وہ کہتی ہین — نیند آئے ہی ہمین آپ بھی آرام کرین
بیٹھکر گوشۂ عزلت مین نہ بول اتنا جو تھا — قصد پھٹ پڑنے کا گر اقتش نہ در و بام کرین

غزل مومن خان

ہوگئے گھر مین خبر ہے منع وہان جانا ہمین — وہ بھی رسوا ہو خدا جسنے کیا رسوا ہمین
دمبدم رونا ہمین چارون طرف تکنا ہمین — یا کہین عاشق ہوے یا ہوگیا سودا ہمین
ہر ستم صیاد کا کیا التفات آمیز تھا — بند کرنے کو قفس مین دام سے چھوڑا ہمین
یار تھے یا دشمن جان تھے الٰہی چارہ گر — لیچلے مرتے ہی زندان سی سوے صحرا ہمین
طالع برگشتہ بخت خفتہ مت پوچھو کہ ہم — غش پڑے تھے پھر گیا وہ جانکر سوتا ہمین
تو نجانے عشق بازے اور ہم نادان ہین — بے سمجھ کہتا ہے ناصح تو نے کیا سمجھا ہمین
یہ ستم کیا غیر پر کرتا وہ سچ پوچھو تو ہے — یار کے ناز بجا سے شکوہ بیجا ہمین
کیا کہین ہم رہ گئے حیران تجھکو دیکھکر — آگیا دل یاد اے آئینہ رو اپنا ہمین
اہل ماتم اپنے روئین کسطرح منہ ڈھانپ کر — مرتے مرتے پاس اس پردہ نشین کا تھا ہمین

ہمسے نازک طبع سے کب اوٹھ سکے بیداد چرخ
مر گئے مضمون جور یار جو سوچا ہمین

مومن ان کا تو یہ تھا طنی ہین ہر گز اختیار
یہ شکایت ہی خدا سی ہی بتون سی کیا ہمین

غزل نصیر

قدم نہ رکھہ میرے چشم پر آب کے گھر مین
بھرا ہے موج کا طوفان حباب کے گھر مین

کہے ہے دیکھہ کے وہ عکس رخ لب جام سے
نزول ماہ ہوا آفتاب کے گھر مین

مدام رند کرین کیون نہ آستان بوسی
حرم ہے شیخ مشیخت مآب کے گھر مین

ہمارے دل مین کہان آبلے ہین اے ساقی
سجے ہوے ہین یہ شیشی شراب کے گھر مین

تڑپ کو دیکھہ مرے دل کی برق آتش بار
خجل ہو چھپ گئے آخر سحاب کے گھر مین

دلا نہ کیونکہ کرون اختلاط کے باتین
حجاب کیا ہی اب اس بی حجاب کی گھر مین

نصیر دیکھہ تو کیا جلوۂ خدا سے ہے
ہمارے اس بت خانہ خراب کے گھر مین

غزل معروف

مین رنج محبت کبھی راحت سے نہ بدلون
عیش دو جہان اسکی مصیبت سی نہ بدلون

تجھسے کبھی یوسف کو اگر بدلے زلیخا
زندان مین پڑون پر کسے صورت سے نہ بدلون

بے رنگ رخ زرد جواب دیکھو ہو میرا
قارون کے اگر بدلے دولت سے نہ بدلون

گر لاکھہ کوئی مجھہ پہ قیامت کرے برپا
تو بھی ترے قامت کو قیامت سے نہ بدلون

اس عشق کے رسوائی مین ہے یہ میرے عزت
حرمت سے کوئی بدلے تو حرمت سے نہ بدلون

مالوف ہے دل اس غم الفت سے یہان تک
گر بدلون خوشی سے غم الفت سے نہ بدلون

دے خضر اگر چشمۂ حیوان سبھی تو ہرگز
واللہ ترے چشم عنایت سے نہ بدلون

جنت کو اگر بدلے کوئے اسکے گلے سے
مر جاون و لے تو بھی مین جنت سے نہ بدلون

تو چاہے کہ اے شعلہ خواب بدلے یہ کروٹ
یہ یاد رہے تیرے شرارت سی نہ بدلون

ایسے ہی حلاوت تری بوسیکے شکر لب
مین نزع مین بھی قند کے شربت سے نہ بدلون

معروف مرے پاس ہی وہ گنج قناعت ۔ اسکندر و دارا کے ہے شوکت سے زبون

غزل میر تقی

جنون میر کی باتین دشت اور گلشن مین جب چلیان ۔ نہ چوب گل نے دم مارا نہ چھڑیان بید کے ہلیان
گریبان شور محشر کا اوڑایا دھجیان کر کر ۔ فغان پر ناز کرتا ہون کہ بل بے تیرے چھلیان
تفاوت کچھ نہین شیرین و شکر اور یوسف مین ۔ سہی معشوق گر پوچھے تو سب مصر کی ہین ڈلیان
ترے غمزے نے جور و ظلم سے آنکھین غزالون کو ۔ بیابان مین دکھا مجنون کو آنکھون کے تلے ملیان
چمن کو آج مارا ہے یہانتک رشک گلشن نے ۔ کہ بلبل سر پٹکتے ہے نہین منہ کھولتے کلیان
میرے آہ سحر کے برچھیان سختی کی ٹڑپوتی ۔ نگاہین کر کے گر پڑتے ہین بجلی کی ہی چلبلیان
صنم کے زلف مین کوچہ ہے سربستہ ہر اک میر ۔ نہ دیکھی ہوسنگی تو نے خضر یہ ظلمات مین گلیان
دیوانہ ہو گیا تو میر آخر ریختہ کہکر ۔ نہ کہتا تھا مین ای ظالم کہ یہ باتین نہین بھلیان

غزل انشاء اللہ خان

حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہین ۔ ہر گھڑی دن کی طرح ہم بھی ڈھلی جاتی ہین
سامنے آنکھون کے دستا ہی چمن نرگس کا ۔ کہیکے آتا ہون ابھی آپ چلی آتی ہین
ہاتھ کیا پھیر وہو عارض پہ ابھی کیا ہی ڈھلن ۔ خط کا کچھ دخل نہین گال ملی جاتے ہین
یاد مین اوس خط نوخیز کے جون دانہ نمط ۔ اشک سبز آنکھون سے ہر وقت بہی جاتے ہین
آسیا آنکھ سے ہے چشم تر اپنی جس سے ۔ روز چہاتی پہ مرے مونگ دلی جاتی ہین
گرم ہو آپ جو کچھ ملتی ہین انشا سی کبھی ۔ آتش اشک سی اغیار جلے جاتے ہین

غزل نظیر

صفائی اوسکی جھلکتی ہے گوری سینے مین ۔ چمک کہان ہی یہ الماس کے نگینے مین
نہ موتی سے ہے نہ کنارے نہ گوکھرو تس پر ۔ سجے سہے شوخ کے انگیا نبت کے سینے مین
جو پوچھا مین نے کہان تھے تو ہنس کے یون بولے ۔ مین لگ رہے تھی ہم انگیا موئی کے سینے مین

پڑا جو ہاتھ مرا سینہ پر تو ہاتھ جھٹک / پکار سے آگ سے لگے آہ اس قرینے مین
جو ایسا ہی ہے تو اب روز ہم نہ آوین گے / کبھو جو آئے تو ہفتے مین یا مہینے مین
کبھو مٹک کبھو بس بس کبھو پیالہ پٹک / دماغ کرتے تھے کیا کیا شراب پینے مین
چڑھے ہے جو دوڑ کے کوٹھے پہ وہ پری اکبار / تو مین نے جا لیا اوسکو اوپر کی زینے مین
وہ پہنا کرتے تھے انگیا جو سرخ لاہی کے / لپٹ کے تن سے وہ تر ہو گئی پسینے مین
یہ سرخ انگیا جو دیکھی ہے اوس پری کی نظیر / مرے تو آگ سی کچھ لگ رہی ہے سینے مین

غزل غالب

ہیگا جو ناز و ادا اس بت لاثانی مین / ایک ہی بات نتھی یوسف کنعانی مین
عشق مین دیتا ہون اس لیلی کی کاوش جان کو / وسعت رس ہے یہ کہان قیس بیابانی مین
چرخ نے پنبہ مہتاب کو کانون مین دیا / سوزش یہانتک ہے مرے شکوے کی طغیانی مین
جان مردون کی پھر لب سے جو نکلے دشنام / کیا مسیحائی ہے اوس لعل بدخشانی مین
کار شمشیر کا کرتا ہے خیال ابرو / داغ اسکا ہے ازل سے مری پیشانی مین
پھینکر ہووے گا خوش شال و دوشالہ کوئی / ہم بھی ہین شاد اے غالب تن عریانی مین

غزل رضا

خواہ نزدیک رکھو خواہ رکھو دور ہمین / دیکھنا ایک نظر تمکو ہی منظور ہمین
صورت حق تو سر آئینہ نہین ہے جلوہ نما / دیدہ حیرانی سی اپنی نہین مقدور ہمین
دشت و گلشن کی کری سیر یہ کسکا دل ہے / اس تکالیف سے یارو رکھو معذور ہمین
ہجر کی رات تو ٹلتی ہے نہین ہے یارب / کیا دکھاوی گی اب آخر شب دیجور ہمین
اب تڑپنے کی بھی طاقت نہی ہمکو رضا / اسقدر آہ کیا ضعف نے رنجور ہمین

غزل شاہ عالم

عاجز ہون ترے ہاتھ سے کیا کام کرون مین / کر چاک گریبان تجھی بدنام کرون مین

رم رہتا ہی اے تند خو گو اب تک تو مجھسی
پر دیکھ تو کیا ہے تجھے رام کروں میں

اس دور جہاں میں مجھے ہے شکوہ تجھی سے
کیوں تجھ کو گلہ گردش ایام کروں میں

حیران ہوں ترے ہجر میں کس طرح سے پیارے
شب روز کو اور صبح کے تئیں شام کروں میں

آوے جو تصرف میں مرے میکدہ ساقی
یکدم میں خم و خم کے خم انعام کروں میں

مجھکو شہ عالم لیلیٰ ادہر رب نے نہ کیونکر
اسد کا شکرانہ اکرام کروں میں

غزل درد

مژگاں تر ہوں یا رگ تار بریدہ ہوں
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

کھینچے ہے آپ کو مرے سے خروش سے
افتادہ ہوں پہ سایۂ قامت کشیدہ ہوں

ہر شام مثل شام ہوں میں تیرہ روزگار
ہر صبح مثل صبح گریباں دریدہ ہوں

کرتے ہیں بوئے گل تو مرے ساتھ اختلاط
پر آہ میں تو موج نسیم وزیدہ ہوں

یہ چاہیے ہے اب تپش دل کہ بعد مرگ
کنج مزار میں بھی نہ میں آرمیدہ ہوں

اے درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے
میں غمزدہ تو قطرۂ اشک چکیدہ ہوں

غزل ہمچو

یوں وہ رخ ہے حجاب میں روشن
ماہ ہے جوں سحاب میں روشن

اسکے سینے میں یہ بلاق نہیں
شمع ہے آفتاب میں روشن

جام مے میں ہے عکس چہرۂ یار
یا چراغ آفتاب میں روشن

اسکے گورے بدن میں لال لباس
دیکھو آتش ہے آب میں روشن

ساتھ رہتا ہے فندق پا سے
پنج شاخہ رکاب میں روشن

سوز سے ہے برنگ شمع مرا
نام ہے شیخ و شاب میں روشن

یوں سدا روؤ گے تو پھر ہمچو
انکھیں دیکھو گے خواب میں روشن

غزل حسین

میں عشوہ زدہ کوچہ بازار کھڑا ہوں — لالہ کے طرح داغ سا گلزار کھڑا ہوں
قاتل تو مرے قتل کا اندیشہ نکر آہ — گر قتل مجھے میں بھی تو تیار کھڑا ہوں
افسوس ترے وصل کی شب مجھکو دکب ہو — میں منتظر اس بات کا دلدار کھڑا ہوں
مجلس میں ترے خالی کیے شیشے جو بستان — میں بھی تو ترے چشموں کا خمار کھڑا ہوں
ملنے کا جہیں آو نہ پیغام تجھی ہے — عہد سے کے لیے بر سر اقرار کھڑا ہوں

غزل سوز

شہد میں جیسے مگس ہم حرص میں پابند ہیں — وا می غفلت اس سیہ زندان میں یوں خورسند ہیں
رزق کا ضامن خدا شاہد کلام اللہ ہے — تسپر اپنے صورتوں کی روزنا حقمند ہیں
مقبروں میں دیکھتی ہیں آپ نے ان آنکھوں سے روز — یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ فرزند ہیں
تو بہے رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہیں یار — چپتا۔ اتنا نہیں ہم خاک کے پیوند ہیں
جبتلک آنکھیں کھلیں ہیں کہہ یہ دکھہ دیکھینگے یار — مند گئیں جب انکھڑیاں تب سوز سب آنند ہیں

غزل سلطان

کل لب تر تھے نیشتر تجھہ بن — ایک آفت تھی رات بھر تجھہ بن
میرے حق میں تو وہ ہی دوزخ ہے — جاوں میں خلد میں اگر تجھہ بن
کفر کسکا ہے اور کیا اسلام — آپ اپنے نہیں خبر تجھہ بن
ہو درخت امید بار آور — عمر کا کچھ نہیں مزا تجھہ بن
آرہی ہے لبوں پہ جان حزیں — دم کا دم میں نہیں اثر تجھہ بن
تو ہے اے ماہ ایک مدہم ہے — کون لیجاوے وہاں خبر تجھہ بن
گرمیں سلطان ہفت کشور ہوں — لیک مفلس ہوں سیمبر تجھہ بن

غزل حاجی

تکتے ہیں ترے آنکھوں کو ای یار چمن میں — کیا چپکے کھڑے نرگس بیمار چمن میں

ہو جاے گی بیزار ہر اک پھول سے بلبل / تو جا بیو مست زینت گلزار چمن مین
جب آج تو آتے ہی چبا اور طرح سے / شاید کہ وہ پہنچا ہے طرحدار چمن مین
ہم وحشیون کا رہیو بیابان سلامت / اب سیر سے مطلب ہے نہ کچھ کار چمن مین
تاکید ہے دربانون کو یہ باغ مین جاکر / آجاے یہ عاجز نہ خبردار چمن مین

غزل عاشق

دونون رخسار ماہ پارے ہین / ابرو اور خال چاند تارے ہین
مین نے وہ بول کہکے ہاری ہین / تم ہمارے ہو ہم تمہارے ہین
نہین بوندین عرق کے چہرے پہ / چاند کے منہ پہ یہ ستارے ہین
ایکبار سے تو خواب مین آؤ / کب سے مشتاق ہم تمہارے ہین
عین مجلس مین آنکھہ مارو ہو / سچ بتاؤ یہ کیا اشارے ہین
راتین کاٹین ہین تارے گن گنکے / تمنے جن عشقکے دن گذارے ہین
جنکو کہتے ہین غول صحرا نے / وہ مرے آہ کے شرارے ہین
پیچ ہین کسکو لاؤ گے صاحب / بال کسکے لیے سنوارے ہین
دل بیتاب کو وہ نیم کیا / تیر سے ابرو نہین یہ آرے ہین
عاشق ہونی سے اوس پہ رو کے / ہو گئے سب عدو ہمارے ہین

غزل رونق

تاب کے ضعف فغان آہ مجھے تاب نہین / ناصحا صبر کے واسطے مجھے تاب نہین
دل کے بیان کرکے سنو دین کہو مانند کتاب / بس ترے وید کی اے ماہ مجھے تاب نہین
منظور دل سے مٹاؤ مرے تمثال بتان / بت پرستی کی اب اسعد مجھے تاب نہین
حوصلہ تنگ ہے بیان بیہودہ گوئی کا نہ شنید / بس زبان کیجیے کوتاہ مجھے تاب نہین
ہمنشین چاہ مین یوسف جو پہنچا ہی شب / اوڑے دنیا سے کہین چاہ مجھے تاب نہین

جے ہے کہو یا غم پروانے مین روتے روتے
آہ اے شمع سحر گاہ مجھے تاب نہین

غم ہجران سے ہوئی رونق بیدل کو نجات
آگے غمخوارے کی یا شاہ مجھے تاب نہین

غزل سودا

باتین کدہر گئین وہ ترے بھولی بھولیان
دل لیکے بولتا ہے جواب تو یہ بولیان

ہر بات ہے لطیفہ و ہر یک سخن ہے رمز
ہر آن ہے کنایہ و ہر دم ٹھٹھولیان

حیرت نے اوسکو بند نکرنے دے پھر کبھو
آنکھین جب آدمی نے تری منہ پہ کھولیان

اندام گل پہ ہو نہ قبا اس مزے سے چاک
جون خوش چھبون کے تن پہ مسکتی ہین چولیان

ساقی پہنچ کہ تجھ بن اس ابر بہار مین
پڑتے نہین تگرگ برستی ہین گولیان

کسطرح ہووے آنکھون کی کاوش ہی دل کو چین
مژگان نہ کرسکین تو نگاہین ٹٹولیان

کیا چاہیے تجھے سر انگشت پر حنا
جب نگینہ کے خون مین چاہین ڈبولیان

جون برف ہو گئے ہین خنک اب تبان ہند
ان سے تو بلکہ گرم ہین کابل کے بولیان

سودا اسکے دل سے صاف نہ ہتی تہی زلف یار
شانے نے پیچ پڑکے گرہ اسکے کھولیان

غزل صمصام

رات دلبر نے جو آنکھو نہین ملائے آنکھین
خانۂ چشم مین بھولی نہ سمائے آنکھین

ہم اسیرونکو نہ کچھ گل سے نہ گلشن سے خبر
پہنس گئے دام مین کھلنی ہی نپائے آنکھین

منہ ملا دل کو ہینا دور ہوئے آخر کار
دیکھہ مین دیکھا تو کچھ کام نہ آئی آنکھین

کس بدموز کی صحبت کے ہے یارب تاثیر
آج کچھ شوخ کی بی ڈھب نظر آئی آنکھین

اور دنیا مین طرحدار نہ تھا کیا صمصام
ایسے بے مہر سے تو آنے لگائی آنکھین

غزل احسن

صبح سے شام تلک تا بہ سحر روتی ہین
اشک آنکھون کے ہمارے یہ گہر ہوتی ہین

جادو کرتا ہے رقیب ہم پہ تو کیا ہوتا ہے
سامرے کی کہین موسے بہ حکمرہے ہین

بیوفائی کا بتون کے جو کرے ہے شکوہ	کیا جہان مین نہین بے ثمر شجر ہوتے ہین
اسقدر روتے ہین شب کو کہ کہین جان کر	نالہ سے نالے و گریہ سے بحر ہوتے ہین
عدو جلتے ہین ترے شعر کو سنکر احسن	دوست کہتی ہین کہین ایسے شعر ہوتے ہین

غزل نظیر

کیون نہو بام پہ وہ جلوہ نما تیسرے دن	ماہ بھی چھپ کے نکلتا ہے ولا تیسرے دن
ہاتہ سے اب تو قلم رشک مسیحا کہدے	نسخے بدلے ہین جہان کی حکما تیسرے دن
غرق دریائے محبت کے نہین ملتے تلاش	ورنہ ڈوبا ہوا نکلے ہے سدا تیسرے دن
دل بیمار ہے عشق مین کیونکر سرسبز	خاک سے دانہ کو ہے نشو نما تیسرے دن
جہنیست زلف کے مارے کو تو دریا ہین ہنوز	سانپ کے کاٹے کو دیتی ہین بہا تیسرے دن
تین دن چشم کے بیمار کا کر اپنے علاج	ہوتے معلوم ہی تاثیر دوا تیسرے دن
لوگ کہتے ہین کہ ہین پھول ترے کشتی کی	مہندی ہاتھون کو تو قاتل نہ لگا تیسرے دن
عمر اک ہفتہ نہین باغ مین اے گل مت پھول	رنگ بدلی ہے زمانے کی ہوا تیسرے دن
چار حرف اس بت پرخون کی وپر بہیج نظیر	آپ سے آپ جو ہو جاتے خفا تیسرے دن

غزل عبد احمد

شب کٹی ہجر مین اور دن کٹا غمخواری مین	کھو دیا دل کو عبث یار کے عیارے مین
جسے دیکہا وسے خود مطلب خود غرض کا یار	آشنا پورا نہ دیکہا مین کہین یارے مین
کم سنا عشق مین ہوگا جو سنا ہوگا کہین	گھر دیا سر دیا اور دل دیا دلدارے مین
ذبح کرنے سے مرے فائدہ کیا تجھکو ملا	ہاتہ کیا آیا ترے ایسے ستمگارے مین
قیس و فرہاد سے لاکھون ہین یہان عبد احمد	آخرش مر ہی گئے عشق کے بیمارے مین

غزل جہادکی

شب وصال مین کیا یار سے دو چار ہو نہین	رہا فراق مین جیتا تو شرمسار ہون مین

تیغ نگہ مجھے رونے سے ای گل خوب ہے
چمن سے ہے کوچہ ترا ابر نو بہار ہون مین

تجھے خیال جو نت صید افگنی کا ہے
لگا دے تیر مجھے مفت کا شکار ہون مین

جو دیکھے ہے ترے کانون کی بالیکی مچھلی
مثال ماہی کے بے آب بیقرار ہون مین

جو تیرے تیغ جہاد سے نہ مجھسے منہ موڑے
تو سیلے دار ہین دریائے غم کی پار ہون مین

غزل آصف

ترے تیغ جب ہم علم دیکھتے ہین
وہین سر کو اپنے قلم دیکھتے ہین

جو جلوہ صنم تجھہ مین ہم دیکھتے ہین
خدا کے خدائی مین کم دیکھتے ہین

تو جلد سے آ ورنہ میرے مسیحا
کوئی دم مین راہ عدم دیکھتے ہین

گذرتے ہین سو سو خیال اپنے دل مین
کسیکا جو نقش قدم دیکھتے ہین

جو چاہون لکھون مین کچھ احوال دل کا
تو ہاتھون کو اپنے قلم دیکھتے ہین

ملے تم ہو میرے رقیبون سے جا کر
ہمین ہین کہ سو سو ستم دیکھتے ہین

بہت جھوٹے وعدے کیے تو نے ہمسے
بھلا ہم تو تیرے قسم دیکھتے ہین

تو آوے نہ آوے میان ہم تو ہر شب
ترے راہ تا صبح دم دیکھتے ہین

بتون کے گلے مین شب و روز آصف
تماشا خدائی کا ہم دیکھتے ہین

غزل نظیر

تفرقہ ہوتا ہے ایسا بھی گل اندام کہین
مے کہین شیشہ کہین ساقی کہین جام کہین

دل کی بیتابی نہین ٹھہرنے دیتی ہے مجھے
دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین

ایک دل دیجیے کس کس کو سبھی مانگتے ہین
سینہ سے اور بالا کہین زلف سیہ فام کہین

نامہ بر نامہ لکھون یا مین زبانی کہدون
خط کے پرزے پہ لکھون قاصد اللہ نام کہین

دل بھی اور جان کفایت نے سبھی کی ہی نظیر
گل کہین غنچہ کہین بلبل بدنام کہین

غزل فیض

خط دبا دہ ہون یا مین نقش پا ہون
غرض افتادگان کا رہنما ہون

جو ناکارہ ہون یا مین کام کا ہون
تمہارا ہون بھلا ہون یا برا ہون

کہون کیا اپنے جینے کے حقیقت
جو اکدن خوش ہون برسون تک خفا ہون

عبث کہتی ہین مجھپر تہمت مرگ
بہت راتون جگا تھا سو رہا ہون

کہے ہے شخص کوئی عکس کوئی
خداوندا نہین معلوم کیا ہون

نہ پہنچا نو سمجھے گر آپ تو کیا
مگر مین آپ کو پہنچانتا ہون

تامل شرط ہے اسے اہل معنی
کتاب فقر کا مین مدعا ہون

مگر اس چشم کا پھر مجھکو بیمار
اسے بھی اسے فیض مرمر کے جیا ہون

غزل ہدایت

ہین خط تقدیر سب کے سب پیشانیان
پیش آتے ہین وہی باتین جو ہین پیشانیان

غیر نے باتین جو کچھ سے کہ تو نے رہ سب پانیان
اور ہمیشہ تیرے ای لالہ یہ نافرمانیان

دیکھ صورت کو ترے آئینہ سا مین رہ گیا
چشم سے تجھے حیرت زدہ جو دیدہ تہ بانیان

بے نصیبون سے یہ پوچھے منزل مقصود کو
خاک راہ دشت صحرا ہم نے کیا کیا چھانیان

کھینچ سکتا ہے مصور یہ کوئی ناز و ادا
مانے و بہزاد نے بھی تیرے آئین مانیان

گاہ گریان گاہ نالان گاہ خندان گہ خموش
ہم دیوانون کے ہین باتین سب کچھ دیوانیان

سیر سے ہے سر کے قسم تجھکو ہدایت پیچ بتا
کس سے سیکھے چشم تیرے یہ گہر افشانیان

غزل رحمت

سارے جسم مین خوب کھاتی ہے یہ زبان
ہر ایک کو دوستدار بناتے ہی یہ زبان

مجلس مین شور شار مچاتے ہی یہ زبان
باہم سے کے قطرہ قطرہ تبلاتے ہے یہ زبان

پھر جو کوئی نہ قید کری اس زبان کو
جوتی سر بازار کھلاتے ہے یہ زبان

اسے یار دل نہ بیچے کسے بیقدر کی تئین
سر کار سے بھی بہ کار بناتے ہے یہ زبان

رحمت خدا کے اسپہ یہ جس نے کہے ہین بیت
حق کے ثنا و صفت تباتے سہے یہ زبان

غزل انشا

جون صبا اوڑ جائین اور تیری بہارین لوٹ جائین
تجھکو جو گھورین آہی اونکی دیدے پہوٹ جائین

اون سے کیا کوئی بر آوے جو ذرا سی بات پر
آگ ہی ہوکر اوبھٹین اور اپنی ماتہی کوٹ جائین

در بلا بودن بہ از بیم بلا مشہور ہے
کاش جو ہوتی ہو جلدی ہو بلا سی چھوٹ جائین

بزم خوبان مین نہ انشا ایک سی آنکہین لڑا
خاطرین نازک بہت اونکی ہین شاید ٹوٹ جائین

غزل ناسخ

ہے عجب طرحکی وحشت ترے دیوانہ مین
جی نہ آباد سے مین لگتا ہی نہ ویرانہ مین

ہون وہ میکش کہ ہستی مین کہون را کبھی
لا کہہ قلقل کہے شیشہ مجھے مے خانہ مین

آفتاب اسمین اگر آوے تو ابن جاوے
نور کا دخل نہین میرے سیہ خانے مین

حشر تک جیسے ہے مین بیہوش ہون ایسا
کاش سے بہر دے مرے عمر کے پیمانے مین

نازکی سے ہوا قاتل مرے حالت کا شریک
یہان لگا زخم تو وہان درد اوٹھا شانے مین

کسطرح طائر دل ہو ترے چہرے پہ نثار
شمع رو طاقت پرواز ہے پروانہ مین

بال توڑے ترے زلفون نے نہ بیکدر کے مین
حبس مرے ہاتھ نگے مانند ہو گریشانی مین

عشق مین دل نے پہنسایا تو ہوا غیرونکو رنج
نہین اپنے مین مروت جو ہی بیگانی مین

پارہ شیشہ دل نصب ہے ہر روزن مین
کیجیے عیش زمستان سحر کا شانی مین

یہان تو بجلی بھی سنبھل جاتی ہی گرتے گرتے
شمع سے ٹھہرین قدم کہان غیر ویرانی مین

نوش کر شوق سے اکھول کے صرفہ کیا ہے
خوف بدہضمی کا تلخ نہین غم کہانی مین

غزل کمتر شاہ

خریدار سے کب نہان بیچتا ہون
متاع دل اپنا عیان بیچتا ہون

خریدار تم ہو لیا چاہتے ہو
ہین دل بیچتا ہون مین جان بیچتا ہون

زلیخا سا ہو گر خریدار یوسف — تو مین سب کا سب کاروان بیچتا ہون
کہا مجھسے قاتل نے سر بیچتا ہون — کہا مین نے ایمہربان بیچتا ہون
اگر تو مرے چھیڑنے کو ہے کہتا — نہین بیچتا ہون تو ہان بیچتا ہون
بجا نام پر اسکے وہان مین تو گمتر — اب آگے رہا کیا عیان بیچتا ہون

غزل نظیر

لیتا ہے جان میرے تو مین ہمہ بدمست ہون — اے یار مین تو کشتۂ روز الست ہون
یکدم کے زندگی کے لیے مت اوٹھا مجھے — اے بے خبر مین نقش زمین کا نشست ہون
تو مست کر شراب سے اے گلبدن مجھے — مین آپ اپنے شیشۂ دل کی شکست ہون
دوسرے طریق مجھکو سمجھو نہ زاہدان — گر تو خدا پرست ہے مین بت پرست ہون
ان سنگدل بتون کا گلہ کیا کرون نظیر — ظالم مین تیرے چشم گلابی سے مست ہون

غزل میر تقی رح

عام حکم شراب کرتا ہون — محتسب کو کباب کرتا ہون
ٹک تو رہ اے بنائے ہستی تو — تجھکو کب مین خراب کرتا ہون
کوئی بجھتی ہے یہ بھڑک مین عبث — تشنگی پر عتاب کرتا ہون
سر تلک آب تیغ مین ہون غرق — اب تئین آب آب کرتا ہون
جے مین پھرتا ہے میر وہ میرے — جاگتا ہون کہ خواب کرتا ہون

غزل کنور

پڑے ہی جب سے وہ گہر نظر مین — لگی ہے آگ سینہ مین جگر مین
نشان ہرگز نپائے بے نشان کے — بہت ڈھونڈھا مین اوسکو بحر و بر مین
ٹپکتا ہے جگر خون ہو کے آخر — رہا باقی نہ آنسو چشم تر مین
جھلکتا ہی اسے سب رنگ کا رنگ — بچشم باصرہ لعل و گہر مین

بے نظیر

جدا سے ہین جفا جو سے کے عزیزو
نہین باقی ہے سبے حالت کچھ کہنو مین

غزل اوباش

باغبان نخل محبت مین ثمر ہے کہ نہین
کوئی اس باغ مین الفت کا شجر ہی کہ نہین

ہوے باریک بتاتے ہین کمر اوس گل کے
نہین معلوم کہ اوس گل کے کمر ہے کہ نہین

بیٹھے کوچے مین مجھے دیکھا تو رک کر بولے
یہان سے اوٹھ جائیے اب آپکا گھر ہی کہ نہین

ہجر کے شب نہ گھٹی گھٹ گئے سب عمر مرے
یا الٰہی شب ہجران کے سحر ہے کہ نہین

سچ بتا مجھکو صنم تجھکو خدا کے سوگند
وہ ترے مہر کے آگے سے نظر ہی کہ نہین

بال و پر توڑ کے صیاد لگا یون کہنے
کوئی بتلاؤ تو اس مرغ کی پر ہے کہ نہین

رہ جو اس طرف سے گذرے تو لگی یون کہنے
میان اوباش کا اس رہ مین گذر ہی کہ نہین

غزل مفتون

تبان جبکہ زلف دوتا باندہتی ہین
گرہ مین دل مبتلا باندہتے ہین

نہین ہنستی بلبل سے اپنی چمن مین
ہم اب آشیانہ جدا باندہتے ہین

ہین یہان خون روتا ہون ہاتھون سے اونکی
جو پاؤن پہ اونکے حنا باندہتے ہین

جفا کھینچینگے پر نہ مارینگے سچ کو
یہ ہم تم سے شرط وفا باندہتے ہین

گرہ دیکے سر پر جو بالون کا جوڑا
یہ نازک بدن خوش ادا باندہتی ہین

ہر اک تار مین اوسکی دلہای عاشق
بہم جمع کر کر بلا باندہتے ہین

میان حال مفتون کا دیکھا نہین کیا
کمر آپ کس کر بھلا باندہتے ہین

غزل سنج

بعد وصل سرو قد سے ہین مرے گھر شادیان
عالم بالا سے آتی ہے مبارک بادیان

کیا تبسم کیا ادا کیا ناز کیا انداز سے
یاد ہین اوس شوخ کو کیئے طرز کی بیتادیان

یان ہولون سے نگاہونکی مجھی کرتا ہی قتل
ختم ہین اس ظالم خونریز پر جلادیان

پاؤن مین زنجیر الفت اور گلی مین طوق غم — کہہ دل وحشی کو میرے کیونکہ ہو آزادیان

کیا چلے دام نگاہ مہربانی سے ترے — صید ہو جاوین یہان صیاد کی صیادیان

گرچہ لیلے اپنے شوخی سے نہین آتی ہی باز — چھوڑتا مین اب تلک مجنون بہی اپنی ولویان

طاق پر سے دل کے گر جاتا ہی آئینہ مزاج — یاد آتی ہے مجھے جب اونکی طرحین بیادیان

غزل سوز

میرے دل مین یہی خواہش وصل بتان کی نصیب ہوا ہی نہین — کرون کس سے مین حال اپنا بیان کہ مرض درد کی تو دوا ہی نہین

مرے دلکی طپش کو تو غور کرو مرے واسطے فکر نہ اور کرو — کوئی یار کی ملنی کا طور کرو کہ دوا سے تو ہوتی شفا ہی نہین

کبھو خندۂ گل سے یہ دل نہ کھلا رہی روتے یہ مردم دیدہ سدا — کرون رہ کے عزیزو نہین باغ مین کہا مجھی سے رہا یہان کی ہوا ہی نہین

ترے کوچے سے گل کہین باغ مین جا ترا باد صبا نے جو نام لیا — کچھ بھی دیکھا نہ اسی بت رہ نشین با کسی گل کا حسن بجا ہی نہین

ایسی اور بہی ہو کوئی تازہ غزل اسی بحر کا قافیہ سوز بدل — غم ہجر تو کر چکا اپنا خلل یا رہی وصل کا حال کہا ہی نہین

غزل

دیوانہ ترا عاشق زار ہون مین — فدا تجھپہ مدت سے ای یار ہون مین

فریبون مین کب تیری آتا ہون ظالم — فریبی جو تو ہے تو عیار ہون مین

جسے تو نے کاٹا موا بے اجل وہ — سمجھتا ترے زلف کا مار ہون مین

اگرچہ تو گل ہے و یا چشم نرگس — تری باغ تازہ کا اک خار ہون مین

غزل مصحفی

بزم مہرو خوبان مین گو مردنگیان شاہین بجین — ساتھ فقیر کے ڈھولک کے اب ہم دہمیان رنگین بجین

نالہ کشنے سے رات جو گلشن رشک بزم عشرت تھا — منقارین مرغان چمن کی صبح تلک جون بین بجین

شمع رہے جب شب لگن جتی نیند نہ آئی مجھکو ذرا — جا بجا بجین پروانون کے پر وانکی جلد سر بالین بجین

بلبل صبا صراحی نازک ترا نیند اچٹ گئی اس گل کی — بالیان جو بتون سے اچھلکر رات سر بالین بجین

مین نہ تجبسے کہتا تہا زاہد مینخانے کے راہ چل — آخر تجہبر رستے مین تالیان اوبی دین بجین

ہی بخبرے ہوکے بلا ایک مرجو گیا عاشق تیرا
نوبتین کیا کیا شادیکی مر قدپہ دم تکفین بجین

شب آخر ہونیکا دہر کا مصحفے تجسے کیا مین کہون
جان نکل گئے تن سے جب بجتین پہر سرپرتین بجین

غزل ایمان

گرنہ اٹکے ہو ترے زلف سے کی زنجیر مین جان
آہ جاتی رہے یک نالۂ شبگیر مین جان

آب جیدان سے بجہا ہی مگراس کا پیکان
تازہ پڑتے ہی ترے تیر کی نخچیر مین جان

وہ جو گت تاج ہین کیا بات ہی اونکے پیارے
یہان تو جاتے ہے نکل ایک ہی تقصیر مین جان

اسطرف ہے تو سکے رو زکمان ابرو چل
نرہے صید حرم کی کہین تجہ تیر مین جان

آوے جسبدم کہ تو اعجاز مسیحا سے پر
بات کہنے مین پڑے قالب تصویر مین جان

شعر ہوتا ہے کب ایمان کسیکے دلچسپ
جب تلک معنی شیرین نہون تحریر مین جان

غزل شاہ ظفر خلد اللہ ملکہ

کون نگر سے آئی ہم اور کون نگر ہین باسی ہین
جا ئین گے پہر ہم کون نگر کو سوچ من مین آہی ہین

کیسا ملک ہی کیسا روپیہ کیسے چال اور کیسے ہال
یا ہے من کو اندیشے ہین اور یا جیکو سا ہین

دیس نیا ہی بہیس نیا ہی رنگ نیا ہی ڈہنگ نیا
کون اننکری تہی وہان اور ہے کون آدا ہین

کیا کیا ہلون دیکہی سہنے پہلے اس پہلواری مین
ایجہ پہلے ہمین پہلون اور ہے ہمنین پاسے ہین

بادنیا ہی سب ہے یہان کی وہان کی ہے کچہ او ہوا
کوئی جتا وی یہ اونکو جو رٹتے لوگ ہوا ہے ہین

دنیا ہی اک رین بسیرا بہت گئی رہی تہوڑی سے
اون سے کہدو سونا جاوین نیند مین جو کہ نندا ہین

ہے یہ جینو بڑا اسی سے تو ہی کفر کے پہندے مین
دنیا کی جو ناتی رشتی لیتی ساتہ تلا سے ہین

غزل ایضاً

جلایا آپ ہمنی ضبط کر کر آہ سوزان کو
جگر کو سینے کو پہلو کو دلکو جسم کو جان کو

ہمیشہ کنج تنہائی مین ہم مونس سمجہتے ہین
الم کو یاس کو حسرت کو بیتابی کو حرمان کو

تری اندام وروی وقد زلف وخط سے ہی خجلت
سمن کو ارغوان کو سرو کو سنبل کو ریحان کو

جگر کس کے دو دل ہین ترے ہاتہ سے ای قاتل
کٹاری کو چہری کو بانک کو خنجر کو پیکان کو

ترے دندان و لب نے کر دیا بیقدر عالم میں ۔ گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان کو
ادا کو آنکھ اونے ہمسے دشمن کر لیا اپنا ۔ نگہ کو ناز کو انداز کو ابرو کو مژگان کو
نہیں قلقل دعا دیتا ہی شیشہ صبحدم ساقی ۔ سبو کو خم کو کو میکدہ کو مے پرستان کو
نہو جب تو ہی اے ساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی ۔ ہوا کو ابر کو گل کو چمن کو صحن بستان کو
بنایا اے ظفر خالق نے کب انسان سی بہتر ۔ ملک کو دیو کو جن کو پری کو حور و غلمان کو

غزل شاہ ظفر ادخلہ اللہ الجنۃ

کہوں کیا رنگ اوس گل کا اہا ہا ہا اہو ہو ہو ۔ ہوا رنگ چمن سارا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
نمک چھڑکے ہے وہ کس مزے سے دل کی زخموں پر ۔ مزے لیتا ہوں میں کیا کیا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
شرار و برق میں کیا فرق سمجھو نہیں کہ دونوں میں ۔ ہے شعلہ ایک بھبوکا سا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
بلا گرداں ہوں ساقی کہ جام عشق سے مجھکو ۔ دیا گھونٹ اوسنے اک ایسا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
مری صورت پرستی حق پرستی کی کہوں میں کیا ۔ کہ اس صورت میں دیکھا ہے اہا ہا ہا اہو ہو ہو
خدا جانے حلاوت کیا ہے اوس تیغ قاتل میں ۔ لب ہر زخم سے گویا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
ظفر عالم کہوں کیا میں طبیعت کی روانی کا ۔ ہے اک امنڈا ہوا دریا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

غزل آتش

ٹھوکریں مار کے مردوں کو جلاتے نہ چلو ۔ رشک سے خاک میں زندوں کو ملاتے نہ چلو
اونکی پازیب کی جھنکار کی آتی ہے صدا ۔ فتنۂ حشر کو بدخواب جگاتے نہ چلو
باغ میں آتی ہو ساتھ اونکی تو پھر لو دو کام ۔ کبک طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ چلو
برق و شمشیر کے اچھی نہیں چالیں چلنے ۔ راہ کو کاٹتے جاؤ کہ جلاتے نہ چلو
اہل حسن کو منہ پھیر کے کہتا ہی وہ شوخ ۔ خاک طینت ہو تو وہ ذاتی جلاتی نہ چلو
سر کو ٹیکے ہیں کنعون اور گڑے بیٹھیں گیسو ۔ وقت رفتار کے عالم کو جگاتے نہ چلو

دو قدم ساتھ جو چلتا ہو میں گریبان اوسکی
یہی فرماتی ہین ہنس ہنس کے ہنساتی نہ چلو

گوشمالی دو نہ گلگشت میں گل کو پیارے
طفل غنچہ ہے غریب اوسکو ڈراتی نہ چلو

پر مشقت ہی رہ عشق چلے ہو دو گام
کو سون دریا جو پسینے سے بہاتی نہ چلو

منہ چھپا کر یہ نکلنا ہی تمہارا اندھیر
رہ نشین عاشقونکو راہ بتاتے نہ چلو

مشق رفتار کرو گرم روی کے نہ سہی
کون سی چال ہے یہ آگ لگاتے نہ چلو

بھاگ کر عاشق شیدا سی کہان جاؤگے
قدم آہستہ رکھو ٹھوکرین کھاتی نہ چلو

اپنی ہاتھون سے نہ اندھو نکا گلا کٹواؤ
یون چلو پاؤن کے آواز سناتی نہ چلو

کوئی معشوق نہین آکے عاشقو جاتے ہو تو جاؤ
یہ شگون خوب نہین خاک اوڑاتی نہ چلو

اونسی کہہ دی کوئی آتی ہین جو یہ لکہ ابر
چشم آتش کیطرح آنسو بہاتی نہ چلو

غزل جرأت

ای دلا ہم ہوے پابند غم یار کہ تو
اب اذیت مین بہلا ہم ہین گرفتار کہ تو

ہم تو کہتے تھے نہ عاشق ہو اب اتنا تو بتاؤ
جا کے ہم روتی ہین پہرون پس دیوار کہ تو

ہاتہ کیون عشق بتان سی نہ اوٹھایا تو نے
کف افسوس اب ہم ملتے ہین ہر بار کہ تو

وہی محفل ہے وہی لوگ وہی ہے پر جا
اب بہلا بیٹھے ہین ہم شکل گنہگار کہ تو

ہم تو کہتے ہین کہ لب سے نہ لگا ساغر عشق
می اندوہ سے اب ہم ہوے سرشار کہ تو

بے جگر جے کا پہنسانا تجھے کیا تہا درکار
طعن و تشنیع کے اب ہم ہین سزاوار کہ تو

وحشت عشق بری ہوتی ہے دیکھا نادان
ہم چلے دشت کو اب چھوڑ کے گھر بار کہ تو

آتش عشق کو سینہ مین عبث بھڑکایا
اب بہلا کھینچون ہون مین آہ شرربار کہ تو

ہم تو کہتے تھے نہ ہمراہ کسی کے لگ چل
اب بھلا ہم ہوے رسواے بازار کہ تو

غور کیجے تو یہ مشکل ہے زمین اے جرأت
دیکھین ہم اسمین کہی اور بہی اشعار کہ تو

غزل شہید

سو نہ دو دو بھی دو بوسے پر میاں اس ڈہب کے دو / ہی مثل مشہور ہی مطلب کے سو مطلب کے دو
دو سے دو پر دو اسے دو بھی شتابی سی کہین / خال کی دو خط کے دو رخسار کے دو لب کے دو
ایک بھی کب لیا دونون ہین دیئے ہونگے دو / خواہ دو سیب ذقن کے خواہ دو غبغب کے دو
آٹھ بوسے ان کا ہون نوکر اوس ہٹ اوباش کا / صبح کے دو شام کے دو روز کے دو شب کے دو
بوسے اوس رخ کی پیالی ہم جو سب لینے لگے / کہنے لگے یون یہ اب کے دو یہ جب کی دو یہ تب کی دو
لکہہ نظیر ایسی اور بہی شعر بہ تبدیل ردیف / دلربا کو بہیجتے ہین ریختے اس ڈہب کی دو

غزل میر تقی

قتل کیئے پر غصہ کیا ہی لاش مری اوٹھوانی دو / جان سی بھی ہم جاتی رہے ہین تم بھی آؤ جانی دو
جان سلامت لیکر جاوین کعبہ مین تو سلام کرین / اک جرأت ان ہاتھونکا صید حرم کو کہانے دو
اوسکی گلی کے خاک بہو نچ دامن لگ کو کہینچے ہی / ایک اگر تب جی بچے گیا تو آتے ہین مرجانی دو
کرتے ہو تم نیچے نظرین یہ بہی کوئے مروت ہی / برسون سے پہرتے ہین جدا ہم آنکھ سے آنکھ ملانی دو
کیا کیا اپنے لوہو سے گے دم مین نکلی دم مین جینگے / دل جو بغل مین رہ نہین سکتا اسکو کسی سے لگانی دو
ابکے بہت ہی شور ہی یہان حکومت زنجیر کرو / مل کے ہوس تک ہم بھی نکالین ہو ہین ہمکو مچانی دو
عرصہ کتنا ساری جہان کا وحشت پر جو آجاوین / پاؤن تو ہم پہیلا وینگی پہر فرصت ہمکو پانے دو
کیا جاتا ہے آہین ہمارا جیکے ہو تم بیٹھے ہین / دل جو سمجھا تھا سو سمجھا ناصح کو سمجھانے دو
ضعف بہت ہے میر تمہین کچھ اوسکی گلی مین مت جاؤ / صبر کرو کچہ اور بہی صاحب طاقت جی مین آنی دو
بات بنانا مشکل سا ہی شعر سبھی یہان کہتے ہین / فکر بلند سی یارونکو اک ایسے غزل کہلانے دو

غزل سودا

آلودہ قطرات عرق دیکھ جبین کو / اختر پڑے جہلکے ہین فلک آبر سے زمین کو
آتا ہی تو اے شوخ کہ مین روک رہا ہون / مانند حباب اپنے دم باز پسین کو
دیتے سے ہمنشین جبین بد اپنی گمان کے / ساتھ اوسکی ہین جاتا ہون کوئی جان کہین کو

ہرگز بہبان رو سیہی اسکو نہو سکے
لگتا نہ میرے نام ہے کہ عیب نگین کو

دون دانہ سبحہ مور د ابر کرم حق
زاہد در میخانہ نہ سنے کے ہر خاک نشین کو

یک گل کا چمن مین شنوا گوش نہین ہے
دے مرغ گرہ سینے مین فریاد حزین کو

مطلب کے میرے غرض یہ یکبار بجے سودا
ہان سنے نہ چھوا یا کبھی اس لب سی نہین کو

غزل محتسب

سبز سبزہ ہو جو ترا پامال ہو
ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو

موے کمر ہے یون بدن یار مین عیان
دُرِّ نجف کے جرم مین جسطرح بال ہو

گل کے زبان لنگ ہے تو لنگ پا ہے سرو
کیا عندلیب کبک مین نہ بول چال ہو

رندو ضرور رقص ہو بزم شراب مین
ہاتہ آئے گر نہ بہانڈ تو مینا کا خال ہو

مودے کو بعد مرگ بہی آرام ہے محال
کس طرح زیر تیغ یہ گنبد کی ڈہال ہو

دودو نہ میرے آنکھون مین کیونکر ہون پتلیان
آٹھون پہر جو تیرے تصور مین حال ہو

کیا نیند آئے ہو جو یہی رات بھر خیال
گل تکیہ کے عوض کوئے مخمل کا گال ہو

گر محتسب کو خون ہمارا ہوا حلال
یارب بہلا شراب تو ہم پر حلال ہو

غزل ہوس

تونے رعنائی کی قامت جو دکہائی مجھکو
روش سرو چمن پھر نہ خوش آئی مجھکو

دل مرا سینہ مین جون برق ہی شب ہے بیتاب
کسنے یاد اوسکی تبسم کی دلائی مجھکو

ہاتہ سے آبلہ پائی کے تنگ آیا ہون
کوچہ یار تلک کب ہو رسائی مجھکو

جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن
جان منظور نہین تیرسے جدائی مجھکو

باغ ہستی کے وہین سوجہہ گئی کیفیت
مے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجھکو

نہ ہوئے غم سے کسیطرح رہائی ہیہات
وصل کے دن بہی رہا خوف جدائی مجھکو

بیٹھ کر میرے پہلو سے گیا اوٹھ وہ ہوس
فتنہ برپا ہوا آفت نظر آئی مجھکو

غزل الفت

ضعف آتا ہے دلکو تھام تو لو — بولیو مت ورد اسلام تو لو
کون کہتا ہے بولو مت بولو — ہاتہ سے میرے ایک جام تو لو
ہم صفیرو چہٹو گے مت تڑپو — دم ابہے آ کے زیر دام تو لو
انہین باتون پہ لوٹتا ہون مین — گالے پہر دیکھے میرا نام تو لو
یک نگہ پر بکے ہے انشا آج — مفت مین مول ایک غلام تو لو

غزل آصف

تجہسا دلدار ہو اور ناز و خرام ایسا ہو — کیون نہ دل کفر سے منکر ہو جو رام ایسا ہو
لب مسیحا سے کرے بات تو ای مصحف رو — مردہ دل کیون نہ جیے جسکا کلام ایسا ہو
مین ہون صدقے ترے تو گالیان دے الظالم — بندگے ایسے ہو اور اس کا انعام ایسا ہو
زلف مشکین ہین پرو کی یہ دل کیون نہ پہنسے — ایسا صیاد ہو اور ہاتھ مین دام ایسا ہو
آرزو ہے کہ شب وصل میسر ہووے — مین ہون اور یار ہو اور گردش جام ایسا ہو
ملتجے مت ہو سوا ذات علی کے آصف — پہر تجہے چاہیے کیا جس کا امام ایسا ہو

غزل نیاز

عشق مین تیرے کوہ غم سر پر لیا جو ہو سو ہو — عیش و نشاط و زندگے چہوڑ دیا جو ہو سو ہو
عقل کے مدرسے اوٹہ عشق کے میکدہ مین آ — جام فنا و بیخودے اب تو پیا جو ہو سو ہو
لاگ کے آگ لگ اوٹہی غنچہ طرح سا جل گیا — رخت وجود جان و تن کچہ نہ بچا جو ہو سو ہو
ہجر کے سب یقین غرض کین سکے روبرو — ناز و ادا سے مسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو
دنیا کے نیک و بد سے کام ہمکو نیاز کچہ نہین — آپ سے جو گذر گیا پہر اوسے کیا جو ہو سو ہو

غزل بیدل سوز

مرے جان جاتی ہے یارو سنبہالو — کلیجے مین کانٹا لگا ہے نکالو

نہ بھائے مجھے زندگانی نہ بھائے
سبھی مجھے مار ڈالو سجھے مار ڈالو

خدا کے لیے اسے مرے ہمنشینو
یہ بانکا جو جاتا ہے اسکو بلالو

اگر وہ نہ آوے ہمارے کہی سے
تو منت کرو گھیر سے گھیر بلالو

اگر کچھ خفا ہوکے وہ گالیان دے
تو دم کھا رہو کچھ نہ بولو نہ چالو

کہو ایک بندہ تمہارا مری ہے
اسے جانکنی سے تو جا کر نکالو

جلون کے بُری آہ ہوتی ہی پیارے
تو اس سوز کی اپنی حق مین دعا لو

غزل صبا

جو سونگھے اوس گل زیبا کے پیرہن کی بو
خوش آوے کب اوسے نسرین و نسترن کی بو

دماغ کیون نہ معطر ہو بلبل شیدا
ہر ایک گل سے جو آتی ہے پنجتن کی بو

خطا گیا ترے چہرے پہ ای گل خندان
گئے مزاج سے اتبک نہ بانکپن کی بو

جو بیٹھا آن کے محفل مین وہ مرا گل رو
گئے وہ مست اوسیوقت انجمن کی بو

ان نے جب ترے زلفون کی لیگئے ہی صبا
خطا سے جاتی رہی نافہ و ختن کے بو

غزل نظیر

جدا کسی سے کسیکا غرض حبیب نہو
یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو

جدا جو ہم کو کرے اوس صنم کے کوچے سے
الٰہی راہ مین ایسا کوئی رقیب نہو

علاج کیا کرین حکما تپ جدائی کا
سوا وصل کے اوسکا کوئی طبیب نہو

نظیر اپنا تو معشوق خوبصورت ہے
جو حسن اوسمین ہے ایسا کوئی عجیب نہو

غزل

دیکھکر اوسکے روے خندان کو
گل نے پرزے کیا گریبان کو

اوسکے ہونٹوں کے آگے قدر نہین
لعل پھیر جاوے گر بدخشان کو

آنکھہ تیرے شکار افگن ہے
کیون نہ بھاگے ہرن بیابان کو

گرم ہو کر نسو سے یار کے ساتھ
آگ لگجاوے اس زمستان کو

یاد آتے ہے صورت یوسف
کھولکر دیکھتے ہین قرآن کو

غزل انشا

کوئے اس دام محبت مین گرفتار نہو
اے خدا یہ تو کسے بندے کو آزار نہو

کیجیے اقرار کچھ ایسا کہ پھر انکار نہو
یعنے آپس مین کسے ڈول کے تکرار نہو

غنچہ کو صحبت دلدار مین کیون بار نہو
یعنے کیا معنی جہان گل ہو وہان خار نہو

دیکھ آئینہ مین منہ اپنا خریدار نہو
ناک چوٹے مین بس تنی بھی گرفتار نہو

اوسکے ملنے سے گرانی ہے بس آجاتی ہی
نکہت گل کے طرح سے جو سبکسار نہو

کیا ہے خوش آیا یہ مقطع ہو کل انکا کہنا
آدمے کیا کہ جسے بو جھہ نہو بھار نہو

سیر تو ایک طرف لاکھہ غنیمت کہ یہان
سانس لینے مین کوئی شخص گنہگار نہو

جام ای ساقی گلفام وہ کس کام بھلا
آدمے پیے کے جسے خوب ہے سرشار نہو

سطر منصور کے لوہو سے ہوئے یہ تحریر
یعنے سردار نہین وہ جو سردار نہو

نالہ مرغ چمن نے اوسے بے خواب کیا
مجھے ڈر ہے کہ خفا مجھسے وہ دلدار نہو

ہے تو یہ قصد کہ چھیڑون او ہے لیکن کیونکہ
مین جو چھیڑون تو بھلا مجھسے وہ بیزار نہو

کھول دیتا ہون ترے کان ابھی ہی اے گل
ایسے تقصیر کبھی پھیر خبردار نہو

آج ہے موسم اسیران قفس آتی ہے
جا کے دیکھو تو کوئے تازہ گرفتار نہو

بخت بیدار اگر خواب مین صبحہ کو پاوے
تو وہ پھر تا بقیامت کبھے بیدار نہو

کہہ غزل اور دعا یہ ہے بڑے انشا نبا ید
کوئے اوس یوسف مصر کا خریدار نہو

غزل ذوق

اس لنگ پہ دیا عشق نے پہنچا ہم کو
کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہم کو

ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہی صحرا ہم کو
اور جون خیمہ لیلے ہے سویدا ہم کو

رکہہ نکہ دریس اب اے چرخ نہ اتنا ہم کو
ہمنے جانا کہ گیا خاک سے پیدا ہم کو

ہووے گا کشتی طوفان زدہ تابوت اپنا
آگیا اپنے اگر رونے پہ مرنا ہم کو

اور ہم درد کہان ہے ہنوا یحضرت دل
درداب ہستکو ہمارا ہو تمہارا ہم کو

پہینک کر شیشۂ دل ہاتہ سے کہتا ہی وہ مست
کیا بنایا تھا ہیت جلے کا پہپولا ہم کو

نخل خرما کے طرح باغ محبت مین ملا
کثرت زخم سے کیا خلعت زیبا ہمکو

تن سے کیا جان کہ دل اپنے سے نکلنے پاوے
ہو لبشر سطے تیرے آسنے کا بہروسا ہمکو

آچکے ہے سر گرداب فنا کشتی عمر
ہر نفس بادہ مخالف کا ہے جہونکا ہمکو

ہم گئے جس کے طرف جون گل پانی اوسنے
پاس آنے نہ دیا دور رہے پہنچیگا ہمکو

رشک تہا اپنے نوشتے مین کہ اس نوع خطنے
خط لکہا غنچہ کو اور پھول کے بہیجا ہمکو

ایک دم عمر طبیعی سے ہے یہان مثل حباب
فکر امروز ہے نہ ہے غم فردا ہمکو

کیا ستم ہے کہ سپئے قطع رہ عشق فلک
آرہ سان دیوے ہے دندان عدو یا ہم کو

دل مین قطرہ خون چند سوا مانند حباب
نہ رہے وہ بہی جب الفت نے نچوڑا ہمکو

ہمتو کہتے تھے کہ ذوق انکی نو زلفونکہ نہ چہیڑ
اب وہ ہر دم سے ہے تو ہے تجہکو قلق یا ہمکو

غزل سودا

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو
ہوا و ابر ہو ساقی ہو اور دنیا ہو

روا ہے کہہ تو بہلا اے سپہر با انصاف
ریا و زہد چہپے راز عشق رسوا ہو

بہرا ہے اسقدر اے ابر دل ہمارا بہی
کہ ایک لہر مین روے زمین دریا ہو

جو مہربان ہین سودا کو مغتنم جانین
سبا ہے زاد دن سے ملتا ہی کہیں کیا ہو

غزل وحشت

زخم جدائی دل پہ لگا گہ اس پہلو گہ اوس پہلو
دل بر مین تڑپتا مجہسے رہا گہ اس پہلو گہ اوس پہلو

دو خواب مین ہم آغوش ہوا اور کہل گئی یکبار آنکہہ مری
پہر درد جگر یکبار اوٹہا گہ اس پہلو گہ اوس پہلو

ہیہات کہاں اب ہاتھ لگی وہ رشک پری سیمیں صنم	بالین تہا جسکے ہاتہ مرا گہ اس پہلو گہ اوس پہلو
تہا خواب عدم میں نار جستہ سے عشق جگایا تونے مجھے	بے یار تڑپتا ہوں ہی پڑا گہ اس پہلو گہ اوس پہلو
پہلو سے لگا کر پہلو کو مجہ پاس نہ بیٹھا وحشت سے	اے یار یہ رشک خار جیا گہ اس پہلو گہ اوس پہلو

غزل سوز

ناوک کوئی صنم یا تو مجھے پہنچا دو	یا اُسے دل کو مرے پاس سے اوسکی لا دو
ہمدمو آئین اسیری کے مجھے یاد نہیں	نو گرفتار ہوں اے ہم قفسو سکھلا دو
سانس لینے دو پہر تیغ ستانی کیا ہے	ذبح تو کرتے ہو ٹک صبر کرو جلادو
منعجو اور توقع تو نہیں تم سی اب	آتش عشق تو دامن سے بھلا بھڑکا دو
درد سے سوز ہی دنیا میں عزیزوں کی لٹا	شاعرے تمکو مبارک رہیے استادو

غزل میر تقی

سنقدر کاش مجلس میں مل ہو	درمیاں تو ہو سامنے گل ہو
گرمیاں متصل رہیں باہم	نہ تساہل ہو نا تغافل ہو
اب دہواں یوں جگر سے اوٹھتا ہے	جیسے پر پیچ کوئی کا کاکل ہو
نہ تو طالع نہ جذب ہے دل کو	کس بھروسے پہ ٹک تحمل ہو
تک نہ چل اے نسیم باغ کہ میں	رہگیا ہوں چراغ سا گل ہو
اوس غنچہ جیسا لالہ ساں رہا تو کیا	داغ ہے تجھکو کوئی بالکل ہو
طول کھینچتا ہے درد دل میرا	لکھنے بیٹھوں تو خط ترسل ہو
ہو جو مجہ یاد وہ کشش کمر بس میں تو	جب کہ قلقل سے کے شیشے کے قل ہو
دیر رہنے کے جا نہیں یہ چمن	بوئے گل ہو صفیر بلبل ہو
مجہ دیوانے کے مت ہلا زنجیر	کہیں ایسا نہو کہ پہر غل ہو
شکستہ ہو رہا ہے حال میرا	کاش ٹک یار کو تامل ہو

غزل کنور

تم سبھون کا یار ہو محبوب ہو
ہر طرح اچھا ہو خوش اسلوب ہو

قتل کرتا ہے ہمین یا نہ وہ شوخ
دیکھیے کیا اوسکے تئین مرغوب ہو

ایک حالت پر نہین رہتا مزاج
شیخ جی تم ہو نہ ہو مجذوب ہو

شکر اسدا اوسکے پاس اسوقت شیخ
عاشقون مین تم سبھی یک محبوب ہو

جان و دل تو کر چکا تیرا نثار
سر تلک بھی دون اگر مطلوب ہو

کیا برا ہے رسم شہرۂ عشق کا
فصل دو دل ایک جا معیوب ہو

ہے کھڑا عاشق تمہارا وہ کنور
گر بلا لیجے تو اوسکو خوب ہو

غزل انشا

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو

تم کہو گے جسے کچھ کیون نہ کہے گا تمکو
چھوڑ دیوےگا بھلا دیکھہ تو لو اور سنو

یہی انصاف ہے کچھ سوچو تو دل مین اپنے
تم تو سو کہہ لو مرے یک نہ سنو اور سنو

اٹھو کچھ اتنے خفا ہو کے کہو ہو مجھہ سے
ہے قسم تمکو مرا نام تو لو اور سنو

غرض احوال مرا سن کی جھڑک کر بولے
جا ورے وا اور نہ رہو چلو اور سنو

چلکے دو ایک قدم دیکھتے ہو پھر یون کیون
گالیان سن تو چکے چاہتے ہو اور سنو

آپ ہی آپ مجھے چھیڑو رکو پھر آپ ہی
آپ سے بات مین پھر روٹھہ اوٹھو اور سنو

آفرین لین نہ سبہی چاہیے شاباش تمہین
دیکھہ رو تلک مجھے یون ہنسنے لگو اور سنو

بات میرے نہین سنتے جو اکیلا مل کے
ایسی ہی ڈھب سے سناؤن کہ سنو اور سنو

تکو ہنداپ سے انشا ہو سو اسکا کیا دخل
تم نہ مانو تو کہون مل کے جیو اور سنو

غزل سودا

بلبلان سب روتے ہین باغبان رو دیکھیو
آنسوی شبنم سے تے حوض و نہر بہر دیکھیو

یہ وصیت کر کے بلبل باغبان سے مر گئی
کہہ گئی مجھکو جگہ تخت چمن پر دیجیو

بعد میرے دفن کے تو فقل پڑہا چاہی اگر
کھود کر ہر بیخ گل کو صاف ستھرے دیجیو

پہر قدم چالیس ہٹ کر آ کے تربت پر مری
فاتحہ کے واسطے پر تعریف گل سے کیجیو

یاد تھا مدت سے سودا کی تئین یہ ماجرا
آج کیون ظاہر نہین کچہ بھید اسکا کیجیو

غزل مومن خان

اوسے لیئے وہ شکوہ کی کرتی ہین ادبی رکس ادا کی ساتھ
بیطاقتی کی طعنہ ہین عذر جفا کے ساتھ

بہر عیادت آئے ولیکن قضا کے ساتھ
دم ہی نکل گیا مرا آواز پا کے ساتھ

بے پردہ غیر پاس اوسے بیٹھا نہ دیکھتی
اوٹھہ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھ

شاید وہ لالہ رو گیا گلگشت باغ کو
کچہ رنگ و بوے گل کی عوض ہی صبا کے ساتھ

اوسکے گلی کہان ہے یہ کچہ باغ خلد ہے
کس جا سے مجھکو چہوڑ گئے موت لاکے ساتھ

آتے ہے بوے باغ شب تار ہجر مین
سینہ ہے چاک ہو نہ گیا ہو فنا کے ساتھ

گلبانگ کسکا شور ہ قتل ہو گیا
کچہ آئے بوے خون وہانکی ہوا کے ساتھ

تھے وعدے سے پہر آنیکے خوش خیر تھے
ہے اپنے زندگانی اوسی بیوفا کے ساتھ

المعد سے گر ہے بت و بتخانہ چہوڑ کر
مومن چلا ہے کعبے کو اک پارسا کے ساتھ

غزل ولے

سن تو دل کیون توڑا اس بت عیار کے ہاتھ
کوئی آتا ہے بھلا ایسے ستمگار کے ہاتھ

دام مین آن کے صیاد سی بلبل نے کہا
بیچا مجھکو کسے آئینہ رخسار کے ہاتھ

بوسے اون ہاتھوں کے لیتا ہون ہر دم ہر آن
کیون کہ مدت سے رہے ہاتھ مین دلدار کے ہاتھ

جلد پہر اوسکو ملا دے یا مجھے دور رکھے
ایسے سب ہے بات مری حضرت غفار کے ہاتھ

حشر کا خوف ولے کو تو نہین ہی واللہ
ہے شفاعت یہ وہان احمد مختار کے ہاتھ

غزل میر تقی

غرور وقار گیا ہے کسی خود نما کے ہاتھ
ہے آبرو وقت کے شاہ و گدا کے ہاتھ

بھلا دیا فلک نے ہمین نقش پا کے رنگ
اوٹھنا ہمارا خاک سے ہی اب عصا کی ہاتھ

آنکھون مین آشنا تھا مگر دیکھا تھا کہین
تو گل ایک دیکھا ہے مین نے صبا کی ہاتھ

دیکھ اوسکو مجھکو یارون نے حیران ہو گیا
کس ڈھب سے لگ گیا ہے یہ گوہر گدا کی ہاتھ

دلکی گرہ نہ ناخن تدبیر سے کھلے
عقدہ کھلیگا میر یہ مشکل کشا کی ہاتھ

غزل انشا

پرچھا مین اپنے چال کے تک منہ کو موڑ دیکھ
گردن کبھی یہ لچک یہ کمر کے مروڑ دیکھ

پیکان تیر آہ سے آلودہ زہر سے
باور نہو تجھے تو مرے دل کو توڑ دیکھ

مین نے کہا کہ عشق کو اب چھوڑتا ہون خیر
بولا کسی سنا وسے بھی اچھا نچھوڑ دیکھ

چوکھٹ پہ مین نے اوسکی جو ٹیکا یہ سر کہا
دروازہ کھولتا ہون سر اپنا نہ پھوڑ دیکھ

جوڑے جبا اوسنے مجھسے تو توڑے رقیب نے
انشا تو اپنے یار کے یہ توڑ جوڑ دیکھ

غزل سودا

کہان وہ نور کا شمس و قمر مین ہے شعلہ
جو حسن یار کا اپنے نظر مین ہی شعلہ

نظر کرو وہ بنا گوش گوشوارون مین
کہ بحر حسن کے ہر ایک گہر مین ہی شعلہ

غضب جو ذرہ دل اوسکے مین ہو تو کم مت جان
کہ سنگ مین ہے شرر اور شرر مین ہے شعلہ

شرر سے کم نہین آتا ہی گرم قطرۂ اشک
یہ عاشقونکی مگر چشم تر مین ہی شعلہ

سموم عشق کے تاثیر نے جلا مارا
تری بھی آے نفس سرد تر مین ہے شعلہ

سدا تلاش مین یارو اس آتشین خو کے
یہ رات دن مہ و خور کا سفر مین ہے شعلہ

ندے تو نالہ پہ تکلیف ہمصفیر مجھے
کہ نالہ یہان نہین اس مشت پر مین ہی شعلہ

تکمہ کی ہی جھلک یار کے گریبان پر
کہ جیسے مہر کا جیب سحر مین ہی شعلہ

تبان کا عشق بھی ہمو اٹھا ہے شعلہ ناز
کہ دل کی سوختہ کو اس ہنر مین ہی شعلہ

غزل صاحب

گر تجھے قتل سے ہے منظور چلی آ بسم اللہ — تیغ موجود ہے حاضر ہے گلا بسم اللہ

ہم تو حاضر ہین نہ کرتے ہین ترا حکم عدول — خون دل تو جو پلاتا ہے پلا بسم اللہ

دیکھیے اسکے ملاقات مجھے کب ہو نصیب — ہجر مین تیرے مرا دل تو چلا بسم اللہ

اسطرح خوب نہین جان کا دینا بسمل — در ایوان پہ ٹک پڑہ تو بھلا بسم اللہ

گر تفقد ہے تجھے حال پہ صاحب کے سخن — زخم دل کا تو اب او سکے نہ سلا بسم اللہ

غزل مشتاق

کیا ہجر مین تڑپتا دل بیتاب ہے واللہ — سیماب ہے سیماب ہے سیماب ہے واللہ

تاب رخ دلدار سے مہتاب ہو خورشید — کیا تاب ہے کیا تاب ہے کیا تاب ہے واللہ

جو تیغ مژگان مین ترے گوہر آبجو — نایاب ہے نایاب ہے نایاب ہے واللہ

کہتا ہے وہ شمشیر دکھا تشنہ لبون کو — کیا آب ہے کیا آب ہے کیا آب ہے واللہ

مشتاق ہین کرکے بلے آئی جناب آپ — آداب ہے آداب ہے آداب ہے واللہ

غزل رمضان علی دوام

تمکو مبارک ہووے ناز و ادا واہ واہ — سمجھے ہو کیا خوب ہے تم نام خدا واہ واہ

فخر جہان ہو تمہین مقصد جان ہو تمہین — کیون نہ کہین تمکو سب شاہ و گدا واہ واہ

یوسف مصر کہان اور یہ خوبی کہان — دیکھ تمہین خلق مین شور اوٹھا واہ واہ

اسلیے آئی ہین دیکھنے جاوین تمہین — شیدہ نوازش تمہین جو ہو فنا واہ واہ

آکے سگے مین ترے صبح کو اور شام کو — تیرے گدائی میان یہ ہے صدا واہ واہ

کمترین رمضان کہین دیکھ کے جلوہ ترا — سر کو جھکا با ادب صل علے واہ واہ

غزل جرأت

اے شب کسی کا گل کے حکایات ہے واللہ — کیا رات ہے کیا رات ہے کیا رات ہی واللہ

دل چھین لیا اوسنے دکھا دست حنائی
عالم ہے جو اسنے کا جو ابھرا ہوا سینہ
دشنام کا پایا جو مزا اوسکے لبون سے
جرأت کے غزل جسنے سنے اوسنی کہا واہ

کیا ہاتہ ہے کیا ہاتہ ہے کیا ہاتہ ہے واہ واہ
کیا گات ہے کیا گات ہے کیا گات ہے واہ واہ
صلوات ہے صلوات ہے صلوات ہے واہ واہ
کیا بات ہے کیا بات ہی کیا بات ہی واہ واہ

غزل سودا

غیرت ہی کرم ہم پہ ستم واہ واہ
مہر سے یا جفا جبین ہوا وسکے رہنا
سبز کیا کشت کو برس کے عالم تو
خانہ مشرب کے دیکھہ تازہ بنا کو مرے
لکہنے لگے جو کوئی ریختہ سودا کی طرح

دیکھہ لیا بس تمہین ہمنے صنم واہ واہ
اوسکے رضا مین سدا اگر سے جو دم واہ واہ
تک ہاتہ او ہر سے کبھو ابر کرم واہ واہ
کہتے ہین بت ساکن دیر و حرم واہ واہ
اوسپہ زمین سی ہوتا لوح و قلم واہ واہ

غزل مظہر

اوس کو بھیجا ہے مجھے خط صبا کے ہاتہ
برگ حنا پہ لکھون احوال دل میرا
آزاد ہو رہا ہون دو عالم کے قید سے
ڈرتا ہون میرزائی ترے دیکھہ سحر
مظہر چھپا کے رکھہ دل نازک اب آسکے تئین

اسواسطے لکھا ہے چمن مین ہوا کے ہاتہ
شاید کبھی تو جا لگے اوس دلربا کے ہاتہ
مینا لگا ہے جبسے مجھے مینوا کے ہاتہ
سورج کے ہاتہ جو پڑے دیکھا صبا کی ہاتہ
یہ شیشہ بیچا ہے کسی میرزا کے ہاتہ

غزل درد

ہر طرح زمانے کے ہاتہون مین ستم دیدہ
ہم گلشن دوران مین از خفتگے طالع
ای شور قیامت رہ اودہر ہی مین کہتا ہون
اوروں سے تو منہ تی ہو نظروں سے ملا نظرین

گر دل ہو تو آزردہ خاطر ہو تو رنجیدہ
سرسبز تو ہون لیکن جون سبزہ خوابیدہ
جونکی ہے تو بہے یہان سے کوئی دل شوریدہ
ادہر کو نگہ کوئی پہینکے ہے تو دزدیدہ

جو خواہ ہے جو عالم کو ہووے تو ہو لیکن
یارب نہ کسے کے ہوں دشمن یہ دل و دیدہ

کرتا ہے جگہ دل میں جوں ابروے پیوستہ
اے دیدہ یہ تیرا ہے ہر مصرعہ چسپیدہ

غزل میر تقی

نظر آیا تھا صبح دور سے وہ
پھر چھپا غیرت اپنے نور سے وہ

خبر اور عزیز یوسف کو
نہیں لکھتا کبھی غرور سے وہ

دیکھیں عاشق کا جی بھی ہے کہ نہیں
تنگ ہے جان ناصبور سے وہ

کیا تصور میں پھرے ہی صورت
کہ سرکتا نہیں حضور سے وہ

خوب ہے اس خوبی سے بشر میں کہاں
خوب تر ہے پری و حور سے وہ

دل لیا جس عزیز کا تو نے شوخ
وہی کیا جے ہے یک سر دور سے وہ

خوش ہیں دیوانگی میر سے سب
کیا جنوں کر گیا شعور سے وہ

غزل انشا

تو مجھے لگ کہنے کہ چل ہٹ کی پرے بیٹھ
یوں مجھ سے لگا شان جتانی نہ ارے بیٹھ

کب تک تو ڈراتا ہے پھر لے ہاتھ میں تیغ
غصہ تو کہیں جانے دے بس خیر پرے بیٹھ

تو دوڑ کے آتا ہے مجھے چھیڑنے شب کو
ناداں یہ بھلا کون ہے سوچیں نہ ارے بیٹھ

کیا ہے بلا کیوں نہ وہ بیٹھا ہے مرے پاس
کہتا ہوں مجھے اس سے کہ ٹک اور ورے بیٹھ

انشا کہیں ہنس بول میرا جی نہ کڑھا بس
مت ہاتھ کو اسطرح سے تو سر پہ دھرے بیٹھ

غزل ذوق

ترے کوچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنے دوا سمجھے

نگہ کیا اور فقرہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سمجھے
اوسے تیر قضا اوسکو پرے تیر قضا سمجھے

شہیدان محبت خوے آئین وفا سمجھے
بہا خون کو قاتل میں اسکو خون بہا سمجھے

وہی کچھ تلخکام اس زندگانی کا مزا سمجھے
کہ جو زہر آب تیغ یار کو آب بقا سمجھے

ہر اک گردش میں ہے انداز ناز فتنہ زا سمجھے
فلک کو ہم کسے کافر کے چشم سرمہ سا سمجھے

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
اور اس پر بھی نہ سمجھے تو اس بت سے خدا سمجھے

برائی ہین ہمارے وہ اگر اپنا بھلا سمجھے
برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے

تجھے اے سنگدل آرام جان دلربا سمجھے
پڑین پتھر سمجھ پر اپنے ہم سمجھے تو کیا سمجھے

وہ ہمسے خاکسارون کو جب اپنا خاک پا سمجھے
ہم اپنی خاکساری اپنے حق مین کیمیا سمجھے

ترے کشتے جو یون خواب عدم سے یکبیک چونکے
مگر شور قیامت کو ترے آواز پا سمجھے

نسیم صبح گلشن مین اگرچہ ہو دم عیسی
ترا بیمار غم تجھ بن سموم جانگزا سمجھے

روان ہوتا ہے اوس بستان سے اگر کاروان گل
چٹکنے کو صبا غنچے کے آواز درا سمجھے

حساب اصلا نہو سینے مین تیرے دلکی زخمون کا
حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

اگر دلکو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دو
کہ عاشق اپنے پہلو مین اوسکو دلکی جا سمجھے

کرے آہ رسا چیرے جو سپہر عالم بالا
فلک کو بھی یونہین یک آبلہ زیر پا سمجھے

ہنسے ہے زخم دل تدبیر پر جراح کے کسقدر
ادھیڑین ٹانکے نہ سمجھے خندۂ دندان نما سمجھے

محبت سے ذرا گر ہو ہم آدم تنگ کا دل
دل اشکستہ میرا اپنے حق مین مومیا سمجھے

عدو آیا ہے بن کر نامہ بر لکھا نصیبون کا
کرین گے لیکے خط کیا مدعی ہی مدعا سمجھے

سمجھ آتا ہے رشک اس بدی اتشام پر ساقی
نہ جو دع ما کدر جانے نہ جو خذ ما صفا سمجھے

نہ اپنا خاک سمجھے رستہ سمجھ مین عمر رفتہ کا
مگر سمجھے تو داغ معصیت کا نقش پا سمجھے

خبر سنتے ہے قاصد سے ہو سے ہم بخیہ بالکل
ترے پیغام کو گویا کہ پیغام قضا سمجھے

نحوست بھی سعادت ہوگئی زلفون مین خوبو کے
گلیم تیرہ بختی سے پر ظل ہما سمجھے

کشادہ کار سمجھے پنجۂ تقدیر کو ہو نیا
خرد کے ناخنون کو ناخن انگشت پا سمجھے

بلا اوس زلف کے مصرع مین ہی مضمون پیچیدہ
اوسی سے یہ کھلے جو معنے ناز و ادا سمجھے

ہوا نے زلف کو چھیڑا اور اپنا دل لرزتا ہے
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

سمجھ سے ہے حق نہین آتی ہے کوئی بات ذوق ایسے
کہین ایسا نہووے ہمسے وہ کج ادا سمجھے

غزل مومن خان

کشتۂ حسرت دیدار ہین یا رب کس کے
نخل تابوت مین جو پھول لگے نرگس کے

وہ چلا جان چلے دونون یہان سے کسکے
اوسکو تھامون کہ اسے پاؤن پڑون کس کس کے

پاؤن تربت پہ مرے دیکھ سنبھلکر رکھنا
چور ہے شیشۂ دل سنگ ستم سے بیکسکے

مجھکو مارا ترے حال تغیر نے کہ ہے
کچھ گمان اور ہے دہڑکے سے دل مونس کے

کس پری رو سے ستمگر سے ملا دل افسوس
کس پہ دیوانہ ہوا ہوش سے گئے ہین کس کے

بخت پروانے سے قربان عدو ہون یعنی
آگ بن جائے ہے وہ گرد پھرون ہون جسکے

نار رشک نہو باعث درد سر مرگ
غیر کے سر پہ لگاتا ہے وہ صندل کس کے

لذت مرگ سے ہجران سے دعا ہے کہ خدا
یہ عزا ہو نہ نصیبون مین کسی بیکس کے

کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے
جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

یار مومن سے بھی ہین ہے طبع روان
واہ افکار تر ان او معۂ بالس کے

غزل نصیر

جدہر وہ ماہ لقا صبح جلوہ گر ہو جاے
مرا بھی جون گل خورشید منہ اودہر ہو جاے

کسیکا تشنۂ خون وہ نگار گر ہو جاے
تو اوسکے آگے حنا ہاتہ باندہ کر ہو جاے

تصور اوسکے ہی آنکھون کا روز و شب ہمکو
دل اپنا کیون نہ دو عالم سے بیخبر ہو جاے

شکر لبون کے قند و نگاہ ہی خیال مجھے
جو دل سے آہ بھی نکلی تو نیشکر ہو جاے

شتاب اوسپہ کہلے ماجرای دل اپنا
سر شک چشم اگر تو پیامبر ہو جاے

الٰہی عشق مین جون جون رکھا ہی ہے قدم
اسی قدم پہ مری زندگی بسر ہو جاے

وہ جام مے مین نہ کیون دیکھی عکس رو ساقی
رگ سحاب جو مژگان چشم تر ہو جاے

ہمارے سر پہ یہ پانی چڑہا ہے سو سیر
رگ سحاب جو مژگان چشم تر ہو جاے

ترے کرم سے محبت کا آہ رشتہ
درست اسسے خدایا یہین اگر ہو جاے

تو سطرح سی سر اسکا رشتۂ تسبیح
یقین ہی مجھکو کہ دلمین تو نکلی گھر ہو جاۓ

خدا دکھا ہی کہین روز وصل نصیب
شب فراق شتابی کٹی سحر ہو جاۓ

غزل درد

ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہی یہ کہ جہان تو سما سکے

وحدت مین تیرے حرف دوئی کا نہ آسکے
آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے

مین وہ فتادہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے
نقش قدم کے طرح نہ کوئی اوٹھا سکے

قاصد نہین یہ کام ترا اپنے راہ لے
اسکا پیام دل کے سوا کون لا سکے

غافل خدا کی راہ پہ مت بھول زینہار
اپنے تئین بھلا وے اگر تو بھلا سکے

یارب یہ کیسا ظلم ہے ادراک فہم یہان
دوڑی ہزار آپ سے باہر نجا سکے

گو بحث کر کے بات بنائی تو کیا حصول
دل سی اوٹھا خلاف اگر تو اوٹھا سکے

اطفاء نار عشق نہو آب سے کبھی
یہ آگ وہ نہین جسے پانی بجھا سکے

مست شراب عشق وہ بیخود ہین جسکے شعر
اے درد چاہیے لائی بخود پھر نہ لا سکے

غزل میر تقی

پسند زلف کری قید ہی کمند کرے
پسند اسکی ہی وہ جسطرح پسند کری

ہمیشہ چشم ہی نمناک ہاتھ دل پر ہے
خدا کسیکو نہ ہمسا ہی دردمند کری

برون برون کو جھکائی ہی سر نیے ہمدم
بگڑ کے تیغ وہ اپنے اگر بلند کرے

بیاج لگی ہی جلنی کو گر دیے مجلس مین
اسے جلنے کو دسنے کو ترک پسند کرے

نہ مجھکو راہ سے لیجاے گردش نا کا
ہزار رنگ یہ فرتوت کو جھند کرے

سوا اسکی ٹری واری ہین ہے کیا ای شیخ
کہ جو کوئی تجھے دیکھی سو ریش خند کرے

دکھاوے آنکھ کبھو زلف کھولی منہ پہ کبھو
کبھو خرام سی ہستی کی ہستی نہ ہد کرے

اگرچہ سادہ ہی لیکن ہر بود دل کو
ہزار پیچ کرے لاکھ لاکھ فند کرے

سخن یہی ہی جسے کہتے ہین شعر میر سے سحر	زبان خلق کو کس طرح کوئی بند کرے

غزل آتش

بہار آئی ہرا چمن خدا نے دے	شگفتہ غنچے ہوئی بوئی گل صبا نے دے
دکھائی روی مخطط نے یار کی اعجاز	گلیم پوش کو پیغمبر خدا نے دے
گئی ہی دیر سے آنکھ پھر نہیں شاید	در قبول کے اوپر پڑھی دعا نے دے
غبار داغ محبت کو رکھتی ہوا آتش	نشانی اپنی یہ کس لالہ گون قبا نے دے

غزل ناسخ

نہ فقط چاہ مجھے قامت دلدار کی تھے	مثل منصور زمانے کو ہوس دار کی تھے
ہر خریدار کو تھا مرتبہ موسی کا	آتش طور سے گرمی تری بازار کی تھے
جو ترا تختہ دیوار نظر آتا تھا	صاف تصویر مری دیدۂ بیدار کی تھے
تھا مجھے بال ہما سر پہ گاہ دیوار	چھاؤن جسدن ہمسر پہ ترے دیوار کی تھے
آشنا تھا نہ کبھی پای نگہ کانٹون سے	رات دن دید مجھے گلشن رخسار کی تھے
چند دنون گلشن رخسار ترا تھا بیخار	کون بلبل تھی کہ خواہش جسے گلزار کی تھے
تھا تری نرگس سے گون سی زمانہ بدمست	شد کسی رند کو کب خانہ خمار کی تھے
چہرہ آتش کدہ ابرو بھی تھی محراب حرم	گردن آگے تری خم کافر و دیندار کی تھے
صلح سا جو لکھا تیرے خط مشکین نے	نہی جنگ جو مجھ میں تیرے اور اغیار کی تھے
ہو گیا سبزۂ خط اسکو شفا کے بوسے	اس سوا اور دوا کیا دل بیمار کی تھے
ہی نا امید رہائی کے دل ناسخ کو	لا کہ زنجیر ترے گیسوی خمدار کی تھے

غزل قطب

کس شان سے آتی ہی یہ چالاک بنتے	اور پہنے ہوئے سرخ ہی پوشاک بنتے
معلوم نہیں عشق میں ہی کس کے گرفتار	کیون رکھتی ہے سینہ کشین چاک بنتے

ہم ہین تری مشتاق ذرا آ کی لپٹ جا — فرقت مین تری ہو گئی بس خاک لپٹنے
گل پہولی سماتی نہین گلشن مین غنچہ زرد؟ — از باد صبا جہاڑی ہی خاشاک لپٹنے
کیونکہ نہ قلب ہو دے فدا جان و جگر سے — ہوتا ہی تصدق تری افلاک لپٹنے

غزل انشا

کہی ہی اوس پری کے سحر جیتون اک آفت ہے — معاذ اللہ جو دیکھی اس طرف یہ کسکی طاقت ہے
چمن ہے جام صہبا سے گہٹا ہی جا کے خلوت ہے — اگر ایسے مین آ جاوی تو صاحب وقت و صحبت ہے
اگر نے دو مجہی تلوون سے ٹک تو اپنی آنکہیں تم — تصدق مین تمہارے جاؤن ہا کو مجہکو رخصت ہے
مبادا جہاڑ کے نیچہ چمٹ جاوے کہین وحشت — بُری تیور نظر آتی ہین اس سے مجہکو دہشت ہے
بہلا کیونکہ نہ غش ہون ہم گڑون وضع کی اسمین — لطافت ہے ملاحت ہے نزاکت ہے صباحت ہے
مجہے کیون گالیان دیتی ہو سمجہے کر سکے نا حق تم — ارے کمبخت کے لڑکے امین بہلا یہ کیا شرارت ہے
بہلا آخر بجی صاحب کو اپنی دو کہون گا مین — کہ الحضرت سلامت آپ سنئی یہ حقیقت ہے
دیا ہی پاؤن شوخی مین یہ شاگردون نی صاحب — جہان چہٹی ملی ان کو تو اک برپا قیامت ہے
کسی کا منہ چڑہا جانا کسیکو سب ہی کہنا — سد باری آپ مسجد کو یہان ہوتی قباحت ہے
کتابون پر پڑہی ذکر بیجے سات پنون کے — اگر جہک کے نظر کیجے تو یہان کچھ طرفہ صحبت ہے
مراتب غوث کا ملتا ہی اجزا گلستان کو — نہایت شیخ سعدی کی یہان ہوتی فضیحت ہے
وہ آئی ہین کہ نیلا کیس اوڑہی سامنی جوجو — غرض تم صاحبون کے خوب اب ہوتی ضیافت ہے
نہین تو کچہ مجہے دیتی کہو سب مل کے آپس مین — مرے بیسے کہیلو کو دو لوٹو پوٹو یہ فراغت ہے
بدل کر قافیہ انشا غزل اب اور کوئی پڑہ — خدا کی فضل سے تجہکو فصاحت ہی بلاغت ہے

غزل مومن

سینہ کوبی سی زمین سارے ہلا کی اوٹھے — کیا علم دہوم سے تیرے شہدا کی اوٹھے
آج اوس بزم مین طوفان اوٹھا کے آئی — یہان تلک روے کہ اوسکو بہی رلا کی اوٹھے

دلسی کیونکر نہ دہوان سا تہ ہوا کے اوٹھے
گر نہو دلمین خیال نگہ خواب آلود
شمع کے جور کا محفل مین جو مذکور ہوا
گو کہ ہم صفحہ ہستی پہ ہین یکحرف غلط
ہو عذاب شب یلدا ہی زبانی یارب
اف ری گرمی محبت کہ تری سوختہ جان
مین دکہاتا تمہین تاثیر مگر ہاتہ مرے
سوزش دل سی ہوا کیا ہی مین پانی پانی
جی ہی مانند نشان کف پا بیٹھ گیا
شعر مومن کی پڑہی بیٹھ کی اوسکی آگے

شعلہ ہای تپ غم سینہ جلا کی اوٹھے
درد کیا کیا اثر خفتہ جفا کی اوٹھے
دل چُرا بیٹھی تھی جب آنکہ حیا کی اوٹھے
لیک اوٹھی بھی تو اک نقش مٹا کی اوٹھے
زلف سمنہ سی کہین اس مہ لقا کی اوٹھے
جس جگہ بیٹھ گئی آگ لگا کے اوٹھے
ضعف کی ہاتہ سے کب وقت دعا کی اوٹھے
وہ جو پہلو سی لپٹنی مین تہا کی اوٹھے
پاون کیا کو چیسے اس حشر بپا کی اوٹھے
خوب احوال دل زار سنا کی اوٹھے

غزل سودا

گوہر کو جوہری اور صراف زر کو پرکھے
وہ شخص یار خاطر ہرگز نہو سکے گا
جوہر نہو وی جسمین جوہر شناس کب ہے
در سخن کے خواہان وہ یار ہین جہان مین
خاطر مین وہ نہ لاوی رکہا ہی ابر نیسان
سمجھے کہ چشم عاشق یاقوت کا ہی معدن
در سخن کو اپنے پرکھا لی آدمی سے

ایسا کوئی نہ دیکہا وہ جو بشر کو پرکھے
جسکا ندیم ہووے اوسکے نظر کو پرکھے
جو صاحب ہنر ہے وہ ہی ہنر کو پرکھے
جن مین نہ جہوٹی سچے کوئی گہر کو پرکھے
جو قطرہ ہاے اشک مژگان تر کو پرکھے
ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھے
ہرگز نہ کہہ تو سودا ہر جانور کو پرکھے

غزل عارف

گر مین شوخی سی کہون ہے تری ہمسر بجلے
کبھو ہنس ہنس کے وہ باتین جو کیا کرتی ہین

تو گرے مجبہ ترے قد کی برابر بجلے
بدلہ گو کہتے ہین برسا ہی گہر بجلے

تیرا دیدار ہے تسکین دہ مضطر جان — ہوئے بیتاب ترے کان کے کیونکر بجلی
لوٹنے لوٹنے مین فرق ہوا کرتا ہے — ایک دن دیکھہ مرا تو دل مضطر بجلی
ہوو کے رونی سے سوا کیون شرر ریزی آہ — جوش بارش مین چمکتی ہی فزون تر بجلی
ہین یکدم نہین بیتابی دل ہی عاشق — کسنے رکھہ دی ہی مرے سینے کی اندر بجلی

غزل انشا

تب ہی عاشق ہین ہم اے طفل پریزاد ترے — جب سے مکتب مین لگا پڑھنے الف بے تے ثے
یاد آتا ہی وہ حرفون کا اوٹھانا مجھکو — جیم کے پیٹ مین یک نقطہ ہے اور خالی حے
حے کی پھر شکل جو اصلی کی سی آتی ہی نظر — نقطہ جو اسپہ لگا دین تو ہوی پھر وہ خے
دال کے کپڑے سے دانا کے مری قد کی شبیہ — ہی سو یک پانچ ہی بن بیٹھی ہی اور بن نقطے
ذال بھی چھوٹی بہن اسکی ہی جون آتو بجے — ایک پر کالہ سا ہی ساتہ ہی گہر مین اسکے
رہی خالی ہی وہ رے زے پہ بھی ہی یک نقطہ — کہ مشابہ ہی یہ تل سے مرے رخسار تلے
سین خالی ہی بڑے شین پہ ہین نقطے تین — صاد اور ضاد مین بس فرق ہی یکنقطے سے
طوے بن طرہ ہی اور ظوی پہ ہے یک نقطہ — عین بے عیب ہے اور کان میان عین ہوے
فی پہ یک نقطہ ہے اور قاف پہ ہین نقطے دو — کاف بھی خالی ہی اور لام بھی خالی ہی سے لے
میم بھی یونہین ہی اور نون کی اند نقطہ — مفلسا بھگ ہے یہ واو بھی اور چھوٹی ہے
کیا خلیفہ جی بھی اسلیے ہین سے نکلے — آگے چھٹے دوا بھی لام الف ہمزہ ہے
گالیان تیری ہی سنتا ہی یہ انشا ورنہ — کسکے طاقت ہی کہی کوئی جو یہ اسکو لے

غزل خاکسار

اوسکے ملنے کی نہ سوجھی کوئی تدبیر مجھے — آہ دکھلا دی گی کیا دیکھیی تقدیر مجھے
دو جہان کو مین کرون اوسپہ تصدق پل مین — اوسکے دکھلا دے بھلا جو کوئی تصویر مجھے
ایک بوسے کے سوا کچہ نہین مانگا ہمنے — جسکا جی چاہے اگر دیجئے تقدیر مجھے

آج ہے عید ذرا عید منالو پیارے
شیر اسلام سے کہی کیجیے بغلگیر مجھے

تب تو جھنجلا کے وہ بولا بت کافر مجھسے
آج یہان عید ہے کیون کرتے ہو دلگیر مجھے

خاکسارونکو نہین دولت و زر کی خواہش
خاک ساری ہی بہت نسخہ اکسیر مجھے

غزل آتش

چمنستان کی سے گئے نشو و نما پھرتے ہے
رت بدلتی ہی کوئی دن مین ہوا پھرتی ہے

خال مشکین کو تری کرتی ہین فتنی سجدے
عنبرین گیسوؤن کی گرد بلا پھرتے ہے

خاک چھنوا رہے ہی کوچۂ قاتل کی تلاش
ساتھ ساتھ اپنی خراب اپنی قضا پھرتی ہے

کج نگہ تو نے تو کی ہمسے کہی کہتی ہین
آنکھ اپنی ہی صنم سوی خدا پھرتے ہے

منتجی جو ترے درگاہ سے ہین اے محبوب
بے تشریف قبول انکی دعا پھرتے ہے

نشۂ مے نے نقاب رخ زیبا الٹا
ٹھوکرین کھاتی ان آنکھون کی حیا پھرتی ہے

قتل کس کس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام
یہ قدم سی جو لگی انکے حنا پھرتے ہے

پاؤن تک یار کے پہنچے گی لٹک کر سر سے
پھیرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہے

وہ جنون خیز ہے وہ مایۂ سودا ہے زلف
دیکھتی ہی جو پری برہنہ پا پھرتے ہے

اپنے جامے سے ہوئین کیش مفلس باہر
رہین ہوتی ہوئی دستار و قبا پھرتے ہے

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین
یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتے ہے

غزل میر تقی

ہمنے جانا تھا سخن ہونگے زبان پر کتنے
پر قلم ہاتھ جو آئی لکھے دفتر کتنے

میر نے اس قطعۂ صناع سی سر کھینچا ہی
کہ ہر اک کوچی مین جسکی تھی ہنرور کتنے

کشور عشق کو آباد نہ دیکھا ہمنے
ہر گلی کوچے مین اوجڑے ہی تھی گھر کتنے

آہ نکلی ہی یہ کس کے ہو مین سیر بہار
آتی ہین باغ مین آوارہ ہوئے پر کتنے

دیکھیو پنجۂ مژگان کی ٹک آتش دستی
ہر سحر خاک مین ملتی ہین در تر کتنے

کب تلک یہ دل صد پارہ نظر مین رہتی	اسپر انکھین ہین سیاہ کتنی ہین دلبر کتنے
عمر گذری کہ سنین دو وہ آدم کوئے	جسطرح دیکھی عدم مین ہین ابہا جر کتنے
تو ہی بیچارہ گدا امیر ترا کیا مذکور	مل گئی خاک مین یہان صاحب افسر کتنے

غزل ذوق

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے	حورون پہ مر رہا ہی یہ شہوت پرست ہے
دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو	آئینہ خاک صاف ہی صورت پرست ہے
درویش ہے وہی جو ریاضت مین چست ہو	تارک نہین فقیر بھی راحت پرست ہے
جز زلف سوجہتا نہین اے پردہ دل تجھے	خفاش تو نہین ہی کہ ظلمت پرست ہے
دولت کی رکہتا ہی سر گنج سے امید	موذی وہ دیکھا کیا کہ جو دولت پرست ہے
عنقا نی گم کیا ہی نشان نام کے لیے	گمگشتہ کون کہتا ہی شہرت پرست ہے
یہ ذوق می پرست ہے یا ہی صنم پرست	کچھ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے

غزل ناسخ

آتش عشق وہ ہی جسمین سمندر جلجای	اک شرر یا ہی جو پتھر مین تو پتھر جلجائے
پر پروانہ کیا شمع رخ جانان کو	کہ فرشتہ بہی کوئی آوی تو شہپر جلجائے
تن بدن پھونک دیا ہی شب فرقت نی مرا	کیا عجب ہی جو مرے جسم سی بستر جلجائے
شمع سان شرح تب عشق سے سوزان مکتوب	کیون نہ پروانے کی مانند کبوتر جلجائے
ہو ترا روی جہان سوز اگر عکس فگن	ہی یقین خانہ آئینہ سکندر جلجائے
شجر طور کی مانند عصائے موسے	دیکھکر کاکل دلدار کا اژدر جلجائے
دوست کہتی ہین ہے او ساتہ جو [illegible]	شمع کے جلنے سی پروانہ کیونکر جلجائے
کھیل سمجھی وہ صنم جان سے آتش بازی	سوز غم سے جو کوئی عاشق مضطر جلجائے
جب نہ تب نالہ سوزان سے جلا خانہ دل	[illegible] کہ غصے غیر کا سب گھر جلجائے

ہے وہ پرکالہ آتشکدہ موزون تیرا	دیکھیے اس سے جو تشبیہ صنوبر جل جائے
آتشین چہرہ ہے برشاہد مضمون ناسخ	کیا عجب ہے جو مرے اشعار کا دفتر جل جائے

غزل نیاز

دکھلائی داغ دل نے گلستان نئے نئے	وحشت دکھا رہی ہے بیابان نئے نئے
جور بتان سے مجھکو الٰہی بچائیو	پیدا ہوئے ہین جان کی خواہان نئے نئے
مین اسطرح جنون سے ہاتھون سے تنگ ہون	لاؤن کہان سے روز گریبان نئے نئے
دیر و حرم مین کوئی نہین تیری راہ پر	کافر نئے نئے ہین مسلمان نئے نئے
کسطرح ہو گذر در جانان پہ اے نیاز	دربان نئے نئے ہین نگہبان نئے نئے

غزل طور

مین بیچ جاؤن اجل سے آپ جاوین اگر پہلے	یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے
شب وصل صنم مین صبح تک ہی دعا مانگی	الٰہی آج نکلی مہر تابان سی قمر پہلے
عوض بوسہ کے دینے گالیان دیتین کہہ صاحب	ذرا انصاف تو کیجے نکالا کس نے شر پہلے
اری ای بیمروت تجھکو دل دینا نہین لازم	کوئی پیدا تو کر لے بھی ہمارا سا جگر پہلے
شب وصل غریبان ہی تیرے گردن چھٹن ہوگا	نہ بول اٹھنا کہین زاہد سے اے مرغ سحر پہلے
عجب سرکار ہی اللہ کی ای طور مین صدقے	ہنر مندون سے پوچھے جاتے ہین یہان بے ہنر پہلے

غزل سے

جبرئیل امین جسکی سدا خاک قدم لے	کرتا تھا عجب کل احد عرش پہ دم لے
نام اسکا لکھا جسنے لا نام سی آگے	تا پایۂ افلاک پہ عزت کا قلم لے
کس شان سے جاویگی محمد کی سواری	عرصات سے جنت مین سبھی فوج امم لے
خدوم کو تیرے آتش دوزخ سے نہین ڈر ہے	گر کشتہ ہستی سی گیا راہ عدم لے
ثابت کیا معجز نے تیری فیض کا دعوے	انکار یہ کفار کے اقرار صنم لے

ہمسر نہ ترے حسن کے ہے یوسف کنعان
بیجا ہے جسے مصر مین مالک نے درم لے

آتی ہے عجب فوج ملک عرش برین سے
بس تحفۂ صلوات سدا اسکو حرم لے

ای ساقی کوثر ہے ترا فیض عجب عام
مے اسنے محبت کی پلا جام کرم لے

محبوب خدا اور نہ محمدؐ کے سوا ہے
اسباب کا اب مجھسے خدا ہی کی قسم لے

کرتے ہین ملک فرش سدا اپنے پروبال
جس راہ مین چلتے ہی تری فوج حکم لے

محروم نہو جاوی درِ فیض نبی سے
کیا فکر مین بیٹھا ہے علی گوشۂ غم لے

غزل آصف

یہ اشک چشمون مین اب جم رہے رہی نہ رہے
حباب بحر مین کوئی دم رہے رہی نہ رہے

تو اپنے شیوۂ جور و جفا سی مت گذرے
تری بلا سی مرا دم رہے رہے نہ رہے

قمر کو ہوتا ہی ہر ماہ مین کمال زوال
تری ہی حسن کا عالم رہے رہے نہ رہے

عرق ہی منہ پہ ترے خوشنما صنم لیکن
ہمیشہ گل پہ یہ شبنم رہی رہے نہ رہے

شتاب آکے ترے دید تک میسر ہو
یہ دم لبون پہ ہے اب تم رہی رہی نہ رہے

جو وصل مین ہے جدائی تو کیا کرے آصف
یہ اتفاق ہی باہم رہے رہے نہ رہے

غزل عاقل

تیری الفت مین ہوے جان کے خواہان کتنے
کشتۂ خون ہین تیری گبر و مسلمان کتنے

ایک امید بھی تجھسے نہ بر آئے میرے
رہ گئی دل مین مرے حسرت و ارمان کتنے

نہین ملتا ترے ناقہ کا پتا ای لیلے
چھان ماری ترے مجنون نے بیابان کتنے

کتنون کو کان کے بالے سی جھکایا تو وہین
زلف پیچان کے پڑی پیچ مین پیچان کتنے

جسنے دیکھی تری تصویر کہا صلِ علے
پڑھتے صلوات ہین آ آ کی مسلمان کتنے

ایک تھا آئینہ وہ جسکی ہین حیران کتنے
پھرتے ہین زلف پریشان کی پریشان کتنے

اٹھکے صحرا سے چلا شہر کی جانب جب مین
لپٹے دامن سے مرے خار مغیلان کتنے

مصحف رو مین کھینچی جاتی ہے اسکی تصویر — ایک قرآن سی لکھی جاتی ہین قرآن کتنے
کوئی سمجھا نہ ترے شعر کا رتبہ عاقل — یون تو ہین کہنے کو دنیا مین سخندان کتنے

غزل لطیف

داغ ہجران کا نہ جاویگا کبھو سینے سے مرے — یہ نشانی تو ملی ہی مجھکو قاتل سی مرے
وصف اوس شوخ نگہ کا نہ زبان سے کبھو ہووے — حال صیاد کا پوچھو دل بسمل سی مرے
حال کیا پوچھتی ہو ہجر کے بیماری کا — ظاہر آثار تو ہی یار شمائل سی مرے
شب کو تعویذ پہ اوسکے جو کیا دست دراز — بولا چل دور ہو کیا کام حمائل سی مرے
چاہا ہر چند کہ ہین قیس و لیلی پکڑون — ہاتھ تو دور ہمیشہ رہی محمل سی مرے
قتل تو اوسنی کیا مجھکو بہ تشہیر نہ کی — اتنی کوتاہی ہوئی صاحب قاتل سی مرے
آگ لگجاوی نہ دنیا مین مجھے ڈر ہی لطیف — آہ سوزان جو نکلتی ہی نہان دل سی مرے

غزل شہید

کہو اوس برق وش سی آج لازم ہی ساتھ جانا ہے — جنازی پر ہمارے ابر رحمت شامیانا ہے
چلون گا سر کے بل شوق شہادت دستگیر ہے — جہان تلوار چلتی ہی اوسے کوچہ مین جانا ہے
لیا جسنے ہمارا نام مارا بیگنہ اوسکو — نشان جسنی بتایا ہی وہ تیرون کا نشانا ہے
جو شرماؤ تو پیارے چھوڑدون تم کو کانکے تلکو — تمہارے چین وعدہ پر ہمین آنکھین بچھانا ہے
گریبان بہار کے دست جنون سے کب ہوئی فرصت — ابھی تو دامن صحرا کی بھی سبزی اوڑانا ہے
جو بال اسکے الجھتی ہین تو دل میرا الجھتا ہی — یہان ہی دردشانی مین وہان زلفون مین شانا ہے
مثال نقش پا لاکھون پڑے رہتے ہین ہر یک جا — مگر قاتل ترا کنج شہیدان آستانا ہے

غزل آبرو

تمہارا دل گر ہمسے پھرا ہے — تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے
ہماری کچھ نہین تقصیر لیکن — سبب ہے تمکو کہین سے لگے بیوفا ہے

سوے ہوا اسقدر بیزار ہمسے
کہو ہمنے تمہارا کیا کیا ہے

وہ احمق ہے سمجھا ہے جسنے تم سے
ملو جس سے تمہارا دل ملا ہے

عبث بیدل کرو مت آبرو کو
مسافر ہی شکستہ ہی گدا ہے

غزل بخشش

تاثیر تری عشق نے مجھپر ذری نہ کی
مین کیا کرون نصیب نے کچھ یاوری نہ کی

دلبر سمجھ کے دلمین دیا تیری ہاتھ مین
دل لیگیا مرا اسنے کچھ دلبری نہ کی

ای رشک مشتری تری خوبی کی سامنے
خورشید نے بھی تجھسے ذرہ سی کچھ ہمسری نہ کی

نزدیک تھا کہ پہنچے سکندر لب حیات
ای خضر وہان تلک بلا کیون رہبری نہ کی

بخشش کے پاس گوہر دل تھا بساط مین
کچھ قیمت اسکی تونی تو ای جوہری نہ کی

غزل حاتم

کرون قربان جسکیو اسگھڑی اسوقت آہی پل کے
کہ جسدن جسگھڑی دلدار آوی گھر مری چل کے

جہان کے خوبصورت دیکھ یہ نخبہ صورت کو مجلس مین
رہی خاموش حیرت سے گویا پتلی ہین سب کل کے

نہ آوی کیونکہ مجھکو خواب راحت بستر غم پر
تصور تیری نقش پا کی گل تکیہ مین مخمل کے

یہ طور ہم سے تم بدزیب گلرو یاد رکھنا تم
کہ یکدن شوق سی آزار ہو جاوگے ہم کل کے

ندا ہوسیکو آیا ایک جی کس کسکی اب چل کے
لبون کی پان کی مسی کی منہ کی تل کی کاجل کے

ہمن حاتم کا جی اسپر ان پر قربان جاتا ہے
تمہاری چال کی سج کی اگر کی زلف کی بل کے

غزل غنا

تصدق دمبدم ہوتا ہی جی میرا ستمگر کے
ادا کی سج کی دھج کی اور آنکھون کی جواہر کے

پڑی ماری ہوکہ سر گگلی ہین آہ جفا جو کے
بہون کی چشم کی سپتلے پلک کی نوک خنجر کے

فرالشوخکی جلدی کیوتر مین ہوا صدقے
زبان کی پیچ پیچ کی سر کے لبون کے بال کی پر کے

ہری کیھتی ہین سارا صنم اوس شوخ کی اوپر
ختن کی چین کی ایران کی سند کے ہند بندر کے

عنا اتنا نہ کر شور فغان لرزہ پڑا تن میں
سما کی شمس کے مد سے کہ زمین کی جھڑ کے بر سے

غزل حیرت

خاکبازی طفل کے مین گھر بنے اور ٹوٹ جائے
اشک آنکھ کا ان پہ جون گوہر بنے اور ٹوٹ جائے

یار تیری دوستی مجھ سے نہ ٹوٹی اس طرح
جس طرح سی فکر کچھ دل پر بنے اور ٹوٹ جائے

وہ در یکتا تھا کہ گر نچوڑے سر کے بال
آئی آتی طشت تک گوہر بنے اور ٹوٹ جائے

اب تصور یار کا آنکھوں سے یون پھر نہ پائے
جس طرح نیرن سے جون اژدر بنے اور ٹوٹ جائے

کب تجھی پروا ہے حیرت غیر ذات بوتراب رضہ
لعل و گوہر کا اگر افسر بنے اور ٹوٹ جائے

غزل مستان

عرق رخسار نمکین سے جو دریا مین ٹپک نکلے
بیا تک شور و دریا ہو کہ ماہی پر نمک نکلے

اگر یوسف کی طرح گرم بازاری کرے ظاہر
خریداری کو آدم اور جن حور و ملک نکلے

مجھے کیون قطرہ قطرہ دے کے ترساتا ہے اے ساقی
بیا تک بھر پیالہ تا کہ میں گون چھلک نکلے

یہ رنگین حنائی سرخ کا دیکھی تو پھر خون میں
شفق ڈوبی ہوئی لی سر سے تا پاؤن تلک نکلے

مثال خار رہ ہون حیف یہ کیا زندگانی ہے
لگون مین جسکے دامن سے تو وہ دامن جھٹک نکلے

پڑی رخسار پر وہ زلف ہلتی یون نظر آئے
کہ جو گلشن سے لہراتی ہوئی ناگن سٹک نکلے

تمہاری بزم مین حاصل ہی سب کو عیش دن راتون
ہمین جو غیر سمجھے سو تیری آنکھون مین کھٹک نکلے

پڑی جو عکس تیری چین جبین کا آب دریا مین
تو ہر اک موج اسکے سر کو پتھر سی پٹک نکلے

تبسم دیکھ کر اس غنچہ لب کا صحن گلشن مین
سر اک جا غنچہ گل جوش مین آ کر چٹک نکلے

سبا اب موزرین کی جھلک پہنچی جو گردون پہ
تو بجلی بیر ہین سی مضطرب ہو کر چمک نکلے

بس اب خاموش ہو مستان ترا مضمون ہوا ہی ہے
کوئی سنکر تری حق مین کہین ناحق نہ بک نکلے

غزل آتش

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیرے
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیرے

یقین ہے ملینگے جان اپنی آکی گردن مین
سنا ہی جا ہی قریب رگ گلو تیرے

وہ گل ہون مین کہ تیرا رنگ جس سے ظاہر ہے
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہی جسکی بو تیرے

پھری ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہی صنم مین نے چار سو تیرے

شب فراق مین اکدم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہی کہ شاید ہے آرزو تیرے

دماغ اپنا ہی ای گلبدن معطر ہے
صبا ہی کی نہین حصے مین آئی بو تیرے

پڑھا ہی ہمنی قرآن قسم ہی قرآن کے
جواب ہے نہین کہتی ہی گفتگو تیرے

مری طرف سے صبا کہیو مہر یوسف سے
نکل چلی ہی بہت پیرہن سے بو تیرے

فرشتی ہی تجھے کہتے ہین بیشتر شاعر
یقین ہوا ملک الموت مین ہی خو تیرے

یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت
قوے ضعیف کو کرتے ہی جستجو تیرے

شراب جام و صراحی حباب کہو دیگی
دکہا ئیگا ہمین کیفیتین سبو تیرے

رہا نہ شبہہ ہمین اسکے حلقہ ہونی سے
یہ عقد ناف سے کہولا گرہ ہے مو تیرے

جو ہووے دست رس اسکا ہی ہاے قاتل تک
خفا ہو لائیگا شوخی مرا لہو تیرے

شب فراق مین اک روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ مین ہی اور جستجو تیرے

جو ابر گریہ کنان ہی تو برق خندہ زنان
کسی مین خو ہے ہمارے کسے مین خو تیرے

یہ چاک جیب کے حق مین دعاء مجنون ہے
نہو وہ دن کہ درستی کری رفو تیرے

کسیطرف سے تو نکلے گا آخر اے شہ حسن
فقیر دیکھتے ہین راہ کو بہ کو تیرے

چمن مین صبح کو جاکر نہ منہ دکہاتا تہا
برنگ آئینہ حیران ہے آب جو تیرے

زبانی مین کوئی ایسا نہین ہے سیف زبان
جو رکھے معرکے مین آتش آبرو تیرے

غزل ولی

دیکھ و دستار بنتی ساقی سرشار کے
کھل گئی ہین آج آنکھین نرگس بیمار کے

بات رہجا ویگی قاصد وقت رہنے کا نہین
دل تڑپتا ہی شتابی لا خبر دلدار کے

بات کہنے کا کبھی جو وقت پاتا ہی غریب	بھول سب جاتا ہی وہ کچھ دیکھہ صورت یار کے
معرکہ مین عشق کے بوالہوس کا کام کیا	دیکھہ کیا حالت ہوئی منصور سے سردار کے
ای ولی اس بے وفا کی مہربانی پر نہ بھول	دل کا دشمن ہی مگر کرتا ہی باتین پیار کے

غزل ذوق

ہون یہ لاغر حباب کی قامت ایک خس کے بوجھہ سے	جون کباد ہلتا ہی پای مگس کے بوجھہ سے
یہ اسیرین گران خاطر ہو نہین جاتا ہی ٹوٹ	آہنی قلّاب ہی میری قفس کے بوجھہ سے
زندہ تو ڈوبے ہی اور تیرتی ہی مردہ آب مین	بوجھہ شاید جسم کا ہی کم نفس کے بوجھہ سے
مت لگا ای عشق دل کی آبلے پر نیش غم	ٹوٹ جاوے گا یہ گنبد اس قفس کے بوجھہ سے
باندہ دی ناقہ کی گردن مین دل نالان قیس	بوجھہ کم ہی اسکا ای لیلی جرس کے بوجھہ سے
نکلے دنیا سے کہان احمق اوٹھا کر بار حرص	رہگیا یہ توگدہا دلدل مین پہنسکے بوجھہ سے
کیون ہوا دل نے لیا گر ایک کوہ غم اوٹھا	یہ نہین ای ذوق دنیا ایسی ہوس کے بوجھہ سے

غزل موج

ڈرتا ہون جدا مجھسے مرا یار نہو جاے	یہ زندگی میرے کہین دشوار نہو جاے
دفنائیو ہرگز نہ میری لاش کو یارو	جبتک کہ جنازی پہ مرا یار نہو جاے
جلدی سے پلا ساقی مجھی وصل کی دارو	رخصت کہین دنیا سی یہ بیمار نہو جاے
ساقی تو اسے جان کے مست کیجیو بیہوش	ایسا تو نشا پی کہین سرشار نہو جاے
ڈرتا ہون تری شوخ شرارت سے پریرو	ایسا نہ کہین تو سر بازار نہو جاے
ای موج تجھی خوف نہین کیا دل وحشی	الفت مین کسی بت کے گرفتار نہو جاے

غزل دائم

عاشق کی یاد کیون نہ کری دلبری پرے	باتین تمہارے بہولی ہین جادوگری بھرے
سبزہ ہو نہ سبز پرے تیری سامنے	پوشاک سبز پہنکے بیٹھے ہرے بھرے

جلا دے غم کی آنچ سے آتش پری کا دل / جب وے کبھی تری بر مین لباس زر پرے
دیوانی بیچ رہتی ہین تجھسی پرے ہین ہم / آہن دلون سی اتنی نکر زرگری پرے
شیشہ کے بیچ جبکہ اتارینگے ہم تجھے / پرواز گی رہینگی تری سب وہی پرے
جو وعدم کو چھوڑ کے دائم تری سوا / دیوانہ بن کے وہان بہی بکار ابری پرے

غزل دلبر

مرتا ہون تری عشق مین سرشار خبر لے / ٹک میری دل زار کی ای یار خبر لے
ای باد تو ہی جا کی ذرا شوخ سی کہنا / مرتا ہی کوئی جا لیس دیوار خبر لے
اللہ ہی بچا وی مجھی اس آتش غم سے / یا تو ہی مہر کہا کی مری یار خبر لے
کیون یار بہلا یا ہی مرے دلکو تو یکبار / مرتا ہی ترا طالب دیدار خبر لے
کوچہ مین تری آسکے طاقت نہین ای یار / مرتا ہی پڑا سر بازار خبر لے
یہ حال مرا دیکہ کے کہتی ہین طبیبان / بچتا ہی کہین عشق کا بیمار خبر لے
ای نازنین جو ناز اوٹھائی تری دلبر / پوچھینگے سبہی کوچہ و بازار خبر لے

غزل سراج

خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی / نہ تو تو رہا نہ تو مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی
شہ بیخودی نے عطا کیا مجھی اب لباس برہنگی / نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری رہی
چلی سمت غیب سے ایک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا / مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی
نظر تغافل یار کا گلہ کس زبان سے بیان کرون / کہ شراب صد قدح آرزو خم دل مین تھی سو بہری رہی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا / کہ کتاب عقل کی طاق مین جو دہری تھی سو وہین دہری رہی
تری جوش حیرت حسن کا اثر اس قدر سے یہان ہوا / نہ تو آئینہ مین جلا رہی نہ پری مین جلوہ گری رہی
کیا خاک آتش عشق نی دل بینوائی سراج کو / نہ حذر رہا نہ خطر رہا مگر ایک بیخطری رہی

غزل قلندر

بے نصیبی پہ اے دل اپنی عبث روتا ہے
جو لکھا کاتب قدرت کا وہی ہوتا ہے

سفر ملک عدم تجھکو ہے آخر درپیش
خواب غفلت سے تو بیدار ہو کیا سوتا ہے

نہین ممکن کہ مغیلان سے ہو دے پیدا
پھل بھی کھاتا ہی وہی جو کوئی کچھ بوتا ہے

کر لے کچھ کام غنیمت ہین یہ ایام حیات
بازی و لعب مین کیون عمر کو تو کھوتا ہے

غم کی پیچش سے قلندر نہ کرو دلکو تنگ
عشق کا دام بلا ایسا ہی کچھ ہوتا ہے

غزل سودا

جون غنچہ تو چمن مین بند قبا کو کھولے
پھر گل سے اے پیاری بلبل کبھو نہ بولے

آویگا وہ چمن مین تڑکی ہے میکشی کو
شبنم سے کہدے بلبل پیالی گلونکی دھولے

باغ جہان مین آکر کچھ ہمنے پھل نہ پایا
یک دل ملا کہ جسمین ہین سیکڑون بلوسے

ایسا ہی جاؤن جاؤن کرتی ہو تو سدہارو
اس دل پہ کل جو ہونی سو آج ہی وہ ہولے

کم بولنا ادا ہی ہر چند پر نہ اتنا
مند جائین چشم عاشق تو بھی وہ لب نہ کھولے

چشم پر آب ہون مین جون آئینہ حبابی
رگ رگ کی پڑ گئے ہین چھاتی مین سب پھپھولے

کون ایسا ہے کہ یہ سودا اگلی ہین سکے او
لا تجھکو لے چلین ہم دل کھول کر کے رولے

غزل عشرت

شب فراق ہی دل پر قلق ابھی سے ہے
سحر ہی دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے

ابھی لکھا ہی نہین حال دل کا اے قاصد
ہوا ہی شوق مین اوڑتا ورق ابھی سے ہے

ہنوز فتنہ ہوا ہے نہین تیرا بسمل
کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

ارادہ سیر کا کرتا ہی جبکہ وہ گل رو
یہ نازکی کہ جبین پر عرق ابھی سے ہے

کسی نے شام کی آنیکو کیا کہا عشرت
یہ منہ پہ آپ کے پھولی شفق ابھی سے ہے

غزل حیدری

باغ محفل مین ترے کل تو عجب موسم رہے
راہ پائے نہ کہین باد صبا کہوم رہے

موتیا اور چنبیلی گل نسترن گلاب
کیتکی مست ہو ڈالی پہ سدا جھوم رہے

پان تو قتل ہوے یار کی لب سے مل کر
بیکلے تھے سو حنا بر کف پا چوم رہے

قافیہ ٹھیک نہ تھا کیا کرے پر چیدہ رخاک
عقل سینے کی طرح اپنے تئین توم رہے

غزل قدرت

ہمصفیران چمن ہمسی چمن چھوٹے ہے
ہای ای شام غریبان کہ وطن چھوٹی ہے

غمزہ شوق سے دل یُن مین ایسا بہاگا
جیسے صیاد کی ہاتھون سے ہرن چھوٹے ہے

ابتلک تیرے شہیدونکی یُن ہر سو سے
لاکھہ فوارہ کہ خون زیر کفن چھوٹی ہے

شب ہجران کی مصیبت مین کہون کیا قدرت
تن سی جان چھوٹے ہی اور جان سے تن چھوٹی ہے

غزل بلہار

دل کو پایا ہے بہت ہمنی خبردار سے
ناز برداری سے ہشیاری سی غمخواری سے

حسن صاحب کی شرافت پہ نظر کر بیٹھے
جان کے بوجھہ کے پہچان کی ہشیاری سے

ہمسے باطن مین خفا غیر و نیہ ظاہر مین خفا
یہ تو امید نہ تھی شرط وفاداری سے

سادگی پر وہ ستمگار کے دہوکا پایا
اپنا ایمان لڑتا ہی یہ عیاری سے

شکر حق صبر کے دولت کہ شب ہجر کی دن
وصل حاصل ہوا طالع کی مددگاری سے

ناز و خط زلف ادا چشم و مژہ اور ابرو
کیسے سب دشمن قاتل ہین مری باری سے

سو رہین آج لپٹ اپنی صنم سے بلہار
نیند آتی ہی شب ہجر کی بیداری سے

غزل شادان

معشوق کی آنیکی شتابی خبر آوے
اللہ کری دلکی یہ امید بر آوے

خورشید خجل ہوکے چھپی ابر کی اندر
محفل مین اگر آج وہ رشک قمر آوے

کرتا ہی نثار اسپہ فلک غنچہ پروین
کانون مین کرن پھول پہنکر اگر آوے

کس کام کا وہ نخل جسے پہول نہ پھل ہو
ہر شاخ وہی خوب کہ جسپر ثمر آوے

آتا نہین دلدار نظر کس سے کہون مین	ہین منتظر آنکہین کہ کوئی پل نظر آوے
شادان تو خوشی اپنی سی کہہ مطلع ثانی	معشوق جو آغوش مین تیری اگر آوے

غزل جرأت

لی آئینہ نانگ اسنی جو یکبار نکالے	ظلمات سی کیا راہ نمودار نکالے
وہ کشتۂ الفت کہ دم نزع مین جسنے	منہ سی نہ شکایت کبہو اک بار نکالے
سر آج تری کوچے کے باشندون نے ظالم	لاکہش اوسکی لٹا ہر سر بازار نکالے
نظارہ کا گر شوق تہا اوسکو تو اونسے	کیون بام گہر کے سر بازار نکالے
ہمسایہ بجہائی لگی سب اپنے گہرون کو	ہین دل سی جو یک آہ شرربار نکالے

غزل رضا

جب شکر لبی لب اپنے سے سنائی گالی	مجہے میٹہی لگے خوش ہو کے مین کہائی گالے
کیا عداوت تہی تری گالی ہین استغفر اللہ	قند مصری سے مگر تہی یہ بنائی گالے
جیتے گر تیری نہین آپسے ہم کہاتی ہین	عاشقون کو تو ہی یہ دودہ ملائی گالے
ترش رو ہو کی شکر لب جو ہمین دیتا ہی	وصف رکہتی ہی کہٹائی مین مٹہائی گالے
ای رضا تیری زبان پر تو نہیٹ شیر و شکر	یہی طرح کی اب تو نی بنائے گالے

غزل شاہ ظفر غفر اللہ ذنبہ

جلوہ جو اوسنی دکہایا مرا جی جانتا ہے	پہر جدا ہی نظر آیا مرا جی جانتا ہے
اوٹہگی میر زبان سے تو جہان کی لذت	جو مزا عشق مین پایا مرا جی جانتا ہے
ہین خطاوار ہون خط کیونکہ لکہون ای صاحب	جیسا لوگون نے سکہایا مرا جی جانتا ہے
کون کہتا ہی ترے عشق سی انجان رہا	جیتے جی جسنے جلایا مرا جی جانتا ہے
ای ظفر اوس گل خندان کی محبت تجہکو	دم بدم اوسنے ستایا مرا جی جانتا ہے

غزل بیدار

کون ہی بازار خوبی مین تری ہم سنگ ہے
حسن کے میزان مین تیری مہر و مہ پاسنگ ہے

سرمی آنکھون کا تیری جو کوئی بیمار ہے
ایک میل اسکی ہٹین رکھنا قدم فرسنگ ہے

مین جو دیوانہ ہوا سرخیل ارباب جنون
ہاتہ مین پتہر لیے ہر طفل میرے سنگ ہے

جا ہی تکیہ عاشقون کا نا تمان ہر وقت خواب
زیر سر کو چیمین تیری خشت ہی یا سنگ ہے

سخت زاری ہی مجھی ظالم تری سنگین دلی
آہ مثل آسیا کے سنگ اوپر سنگ ہے

وہ سدا گرگرد ہے ہی آسیا پہر پہر مدام
مشت گندم کے لیے چہاتی پہ میرے سنگ ہے

اس جواہر پوش سے کے دیکہا ہو نہین یاقوت لب
اسکی رنگینی کی آگے لعل بہی پاسنگ ہے

غزل نصیر دہلوی

دل کہین میرا گرفتار ہوا چاہتا ہے
پھر مجھے عشق کا آزار ہوا چاہتا ہے

دیکہ لینی وہ مجھی اور بہی یار وہ اوسکو
بند اب روزن دیوار ہوا چاہتا ہے

باتین کرتا ہی رکاوٹ کی خدا خیر کرے
یار وہم پر ستم یار ہوا چاہتا ہے

روز گل کہاتا ہون فرقت سی ترے سینہ پہ
سینہ اب تختۂ گلزار ہوا چاہتا ہے

آج شب وصل کی خنگی کٹی ہا ہی نظیر
دن جدائی کا نمودار ہوا چاہتا ہے

غزل قدرت

کسکے نیرنگی کی یہ برق دل مایوس ہے
جو شرر دل سی اوٹھا سو جلوۂ طاؤس ہے

حسن کو اپنی ہوا داروں سی کاوش ہی مدام
ہر طپش پیان شمع کی برق دل فانوس ہے

ایک ہی پردیکی گر سمجھو تو یہ سب ہین الاپ
گر صدائی بانگ ہے یا نغمۂ ناقوس ہے

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تہی مجھے
خوب ملک روس ہے اور سرزمین طوس ہے

گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجے زندگی
اس طرف آواز طبل اور ادہر صدائے کوس ہے

صبح سے تا شام چلتا ہو سبو گلگون کا دور
شب ہوئے تو با ہر وہین سی کنار و بوس ہے

سنتے ہی عبرت یہ بولی ایک تماشا مین تجہے
چل دکہاؤن تو جو قید آز کا محبوس ہے

لیگئے یکبارگے گورِ غریبان کی طرف
جس جگہ جان تمنا سطرح مایوس ہے

مرقدین دو تین بتلا کر لگے کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہی یہ کیکاؤس ہے

پوچھ تو ان سے کہ جاہ و حشمتِ دنیا سی آج
کچھ بھی ان کے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے

کل تو قدرت پای خم رکھتے تھے تسبیح ریا
آج رہن جام سے ہین خرقۂ سالوس ہے

غزل ہولا کے

دل ہوا پای بزنجیر خدا خیر کرے
دام ہی زلف گرہ گیر خدا خیر کرے

کیکے آمد ہے صبا آج جو گلشن کی طرف
کہتی ہے بلبل دلگیر خدا خیر کرے

سرخ پوشاک پہن بیٹھے ہو جا تخت اوپر
کیکے ہی قتل کے تدبیر خدا خیر کرے

شب بسمل مجھے بستر پہ تڑپتی دیکھا
ہنسکے بولا مہ تنویر خدا خیر کرے

کل عیادت کو جو آیا تو یون کہتی ہین رقیب
ہوئی ہولامی کی توقیر خدا خیر کرے

غزل فدوی

آئینہ بھی خجل ہے ہے مصور ذرا دم لے
تصویر لکھی جاتی ہے نرگس کا قلم لے

دیکھا نہین تو احمد مختار کا لشکر
جبرئیل ہی جس فوج مین چلتا ہی علم لے

گرمی سے عرق ہو گئے چلتے ہوی یہ اشک
اس سایۂ مژگان کے تلے بیٹھکی دم لے

ہم دلگوگوان بیٹھے تصور مین اسی کے
اور پھر بھی تعقل سے چلی راہ عدم لے

اس بات کی پرسش کی لیی شیخ ہوی تم
کعبے کو چلے نام خدا نام صنم لے

یہ بارگہ شیر خدا جائے ادب ہے
مجنون کو صدا پہنچے ہے تو اس سے رقم لے

ناحق کی یہ تہمت ہے مجھے غیر کے صاحب
گر تیرے سوا غیر کو چاہین تو قسم لے

راتون کی تئین چونک پڑے نیند مین رستم
گر خواب مین دیکھی اسد اللہ کے حملے

فدوی تو عبث اپنا گریبان ہی پکڑے
لیتا ہی تو دامان علی مستحکم لے

غزل فراق

چمن کوچۂ جانان سے صدا آتی ہے / ناز کرتے ہوئی جو باد صبا آتی ہے

کون بھرتا ہے دم سرد جو راتونکو مدام / ٹھنڈی ٹھنڈی تری کوچکی ہوا آتی ہے

کسکے مین دست حنائی کا ہون زخمی یارب / جو ہر اک زخم سے پہر بوی حنا آتی ہے

التجا یار کی رکھتا ہے سر شام سے دل / رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

چہوڑ جاتا ہے جو وہ مجھکو اکیلا گہر مین / در و دیوار سے رونیکی صدا آتی ہے

دوش سے تا بکمر اور کمر سے تا پا / جو نہین بل کہائی ہوی زلف دوتا آتی ہے

جی مین آتا ہے مسیحا سی مین پوچھون جا کر / مرض عشق کی کچہ تمکو دوا آتی ہے

صبح کس طرح سے ہوگی شب تاریک فراق / نہ تو نیند آتی ہے مجھکو نہ قضا آتی ہے

غزل وحشت

نگاہ یار ہمسے آج بے تقصیر پہرتی ہے / کسیکی کچہ نہین چلتی ہے جب تقدیر پہرتی ہے

کبھی تو کہینچ لاوینگے اسی کو ر غریبان تک / کہ مدت سے ہمارے خاک دامن گیر پہرتی ہے

تری تلوار کا منہ ہم ستے پہر جاوے تو پہر جاوے / ہماری آنکھ قاتل کب تہ شمشیر پہرتی ہے

مین اس لیلی کا دیوانہ ہون غافل جو ہی صحرا مین / محفل مین اپنی مجنون کی لیے تصویر پہرتی ہے

مقام عشق مین شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے / زلیخا ہر گلی کوچہ مین بے توقیر پہرتی ہے

ترا دیوانہ جب سے اوٹھ گیا صحرا وحشت مین / بگولے کی طرح سے ڈھونڈھتی زنجیر پہرتی ہے

غزل جرأت

درد غم عشق نے مارا مجھے / اب نہین دم لینے کا یارا مجھے

بات مین کس سے کرون ایمہربان / دھیان تو رہتا ہے تمہارا مجھے

ڈوب گیا پہر نہ وہ پایا ہے یار / بحر محبت کا کنارا مجھے

چونک پڑا سنتے ہی آواز یار / مین یہ سمجہا کہ پکارا مجھے

ہجر کے شب دیکھیے اب کیا دکہائے / دن تو گیا روتی ہی سارا مجھے

اف نہ کرون نام کا جرأت نہین
چاہیے اگر عشق کا آرا مجھے

غزل ایضاً

بال زلف یار کی رخسار تک آنی لگے
چشمۂ خورشید مین ہی سانپ لہرانی لگے

آفتاب حسن کو مہتاب بیناد کیھکر
خانۂ خورشید مین ہم اشک ٹپکانی لگے

وہی دیا سرمہ جرس کو کاروان کے شب نے آہ
جون بگولا ہمرہان جنگل مین ٹھکانی لگے

عشق ہی سبقت کری ہی تک تیغ خوبان یار کو
جو کہ جوہر تھی نہان سب صاف دکھلانی لگے

غزل شاہ ظفر غفرلہ ذنبہ

مرغ دل مت رو یہان آنسو بہانا منع ہے
اس قفس کے قیدیون کو آب و دانہ منع ہے

تیری ہی دیوار سے اب ہمنے سر پٹکا کیا
روزن دیوار تک آنکھین ملانا منع ہے

قتل کر کے مجھکو اب سنگین دلون نے یون کہا
قتل ہو جانا و لیکن تڑپھڑانا منع ہے

تڑپھنا مت دیکھنا خنجر تلے ای صید دل
عشق کے مقتل مین دست و پا ہلانا منع ہے

ای ظفر تمکو ہمیشہ چاہیے عشرت مدام
اب تمہین چالیس دن منہ کو لگانا منع ہے

غزل دیگر

وہ صنم حال میرا کیا جانے
ہون مین کس فکر مین خدا جانے

اسکے ملنے کی مجھکو تہمت ہے
وہ کہان مین کہان خدا جانے

ہمتو روتے ہین ہنستی ہین اغیار
قدر بلبل کی زاغ کیا جانے

ہونٹ چاٹا کرے وہ سارے عمر
لب شیرین کا جو مزا جانے

سنکے احوال میرا کہنے لگا
ایسا جھگڑا مرے بلا جانے

ایسے سفاک سے ڈرو یارو
خون عاشق کا جو حنا جانے

بخدا اب کسی کے دوست نہین
انکو دشمن ہی جان کا جانے

غزل نظیر

ہمتو عاشق ہین ترے ناز اوٹھانیوالے | تم سے کم دیکھیں ہین محبوب ستانیوالے
بندۂ قید محبت ہین خبر لے نہ مرے | دام ہین جسکے پھنسے دام چھڑانیوالے
کل شب وصل مین کیا جلد کٹی تھین گھڑیان | آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے
کل جو رستی مین ملاقات ہوے تو یہ کہا | کہان جاتے ہو طرحدار جلانیوالے
گذرے مدت کہ مری ساتہ لپٹنی نہین آئے | کیا ہوے یار گلے ہمکو لگانے والے
یون تو اوقات گذرتی ہے مزی وارے مین | نہ ملی چین مزی دارو کہلانے والے
اب کہ ملتا ہو نظیر یار سے کہنا جاکے | کیا بہلا ہم نہ رہین بار رو بلانیوالے

غزل بادشاہ

یہ کس مست کے آنیکے آرزو ہے | کہ ساقی لیے ساغر مشکبو ہے
سمایا ہے جبسے تو آنکھون مین میرے | جدہر دیکھتا ہون ادہر تو ہی تو ہے
جتاؤن مین کیا اپنا حال پریشان | عیان زلف دلدار کے موبمو ہے
چلو قبر فرہاد پہ فاتحہ کو | مگر آب شیرین سے لازم وضو ہے
نکلجاوے دم تیرے قدمونکے نیچے | یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے
گلستان مین جاکے ہر اک گل کو دیکھا | نہ تیرے سے رنگت نہ تیری سی بو ہے
ستایا ہی ناحق ہمین تو نے ظالم | یہ انصاف اللہ کے روبرو ہے
کیا چاک وحشت نے ایسا گریبان | نہ سینے کی قابل نہ جائی رفو ہے
شفق بن کے گردون پہ ہوتا ہے ظاہر | یہ کس کشتۂ بے گنہ کا لہو ہے
عبث مجھکو ہنس ہنس کے دیتی ہو گالی | زبان کو سنبھالو یہ کیا گفتگو ہے
اگر ایکی باری شب وصل بولا | جھرے اور مرغ سحر کا گلو ہے
رہی سایۂ پنجتن بادشاہ پہ | خداوند عالم نگہبان تو ہے

غزل غریب

کسقدر مین جو کرون یار بڑائی تیرے — عقل حیران ہی میری دیکھہ صفائی تیرے
آفرین کیجیے میان تیرے مصور کے تئین — جسنے اس خوبی سے تصویر بنائی تیرے
کیا کہون کس سے کہون کون کریگا آسان — سخت مشکل ہے مرے حق مین جدائی تیرے
یہ جدائی جو جہان بیچ نہ ہوتے پیدا — کیا خدا خالی ہی رہتی یہ خدائی تیرے
روز محشر کے خدا پوچھیگا سختی سی مجھے — تو مین ای دوست دلاؤن کا دہائی تیرے
یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ترا در چھوڑ کہان جاوے غریب — بادشاہی سے تو بہتر ہے گدائی تیرے

غزل

مجھکو چاہ ذقن دکھاتا ہے — میرا یوسف کوئی جھکاتا ہے
دیکھی کسکے پیاس بجھتی ہے — خنجر آب دار لاتا ہے
ساتھہ پینا شراب لیکے — ساقیا مجھکو یاد آتا ہے
ترش ہو کر کے منہ پھراتا ہے — زہر قاتل مجھے پلاتا ہے
شب کو مہ رو جو وہ نہاتا ہے — چاند غیرت سے ڈوب جاتا ہے
دل مرا ہی مثال شیشہ کے — کسلیے خاک مین ملاتا ہے
شمع محفل کا مجھکو سمجھا ہے — شاید اسواسطے جلاتا ہے
دیدہ بازی کے چشم رکھتے ہین — لن ترانی کسے سناتا ہے
ہنین ملتے تو خوش رہو پیارے — بندہ کبھی تم سے ہاتہ اوٹھاتا ہے

غزل ایضاً

کردیے باغ کے در بند باغبانون نے — آخرش کھودیے آنکھ کی مہربانون نے
تاب آسکے نہ مجھے بہرکے نظر دیکھی سے — کردیے بات پر بیزار دو بنیہ انسانون نے
دیکھو ہی چین نہ مجھہ رالکو آتی ہی نیند — تجھہ پہ گل کھائی پری ہستی وفاداروں نے
طعنہ سب دیتے ہین اسے بلبل غمخوار مرے — فیض کیا پائی میان شمع سی پروانون نے

بزم میں رونے لگے یاروں کی سمجھانی سے
دل بیتاب شب تار میں کیا ہے الجھا
ہاتھ گردن میں نہ ڈالوں نہ ملو تم ہووے ہے
محتسب جاوے الٰہی کہیں میخانہ سے
ای مسیحا ترے جانے سی میں مرجاتا ہوں
ظہور مذہب ترا کیا ہی کہ تجھی کہتی ہیں

غزل ظہور

راز دل چھپ نہ سکا اشکوں کی بھرآنی سے
یہ ہی وہ زلف کہ سلجھے نہ کبھو شانے سے
جو خفا ہوگئی تھے غیروں کے بہکانی سے
دلکو شیشے سے ملوں آنکھوں کو پیمانی سے
جان آجاتی ہے تن میں تری آجانی سے
کبھی مسجد سی ہی نکلے کبھی میخانی سے

غزل

سیکھے کل تیر اور کمان تو نے
کس سے لڑتا ہے جو کواکب سے
بال سا کردیا میاں کن کے
دل میں جان میں جگر میں اے الفت
چشم پوشی میں اسے مصور یار
خال کسواسطے ندرے ای قیس
لگ کے سو تجکو اے حرارت عشق

میرے خاطر کیا نشان تو نے
زرد پہنا ہے آسمان تو نے
او میاں تو نے او میاں تو نے
آگ دی ہی کہاں کہاں تو نے
کیا دکھایا ہمیں سماں تو نے
سگ لیلے کو استخوان تو نے
کردیا مثل زعفران تو نے

غزل سودا

گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
کیا ضد ہے خدا جانے مجھ ساتھ وگرنہ
ای ابر قسم ہے تجھے رونے کے ہمارے
ای نالہ صد افسوس جوان مرنے پہ تیرے
کس ہستی موہوم پہ نازاں ہے تو ای یار
تنہا ترے ماتم میں نہیں شام سیہ پوش

ای خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی
کافی ہی تسلے کو مری ایک نظر بھی
تجھ چشم سے ٹپکا تھا کبھو لخت جگر بھی
پایا نہ تنک دیکھنی میں روکا اثر بھی
کچھ اپنی شب و روز کے ہی تجھکو خبر بھی
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

سودا تری فریاد سی آنکھون مین کٹی رات
آئی ہی سحر ہونیکو ٹک تو کہین مر بے

غزل درد

ای چشم مری موتیون کا ہار نہ ٹوٹے
سب اشک مسلسل ہین اور تار نہ ٹوٹے

ہم پای برہنہ سے چلے صحرا کو نکل کر
ہر چوب پکاری کہ مرا خار نہ ٹوٹے

صیاد سے بلبل نے کہا مار کے قفس مین
ہین نامہ بلا سے پہ یہ گلزار نہ ٹوٹے

کل رات صراحی نی لی میخانہ مین ہچکی
کہنی لگی پیالے سے ترے خمار نہ ٹوٹے

دل درد کی باتین نکرو ہم سے جی جانے
یہ رشتہ نازک ہی میان تار نہ ٹوٹے

غزل مصحفی

لاف خوبی ترے عارض پہ جو گلشن مارے
آتش رخ پہ صبا طیش سے دامن مارے

کیا غضب ہے جو تو غرفہ مین کھلی بال پھرے
اور نظارہ ترا دیدہ روزن مارے

ہی یہ خوشحال اونھون کا جو تری کوچی مین
خاک بنڈی پہ ملی بیٹھے ہین آسن مارے

دشمن و دوست کو الفت نی تری ایک کیا
ہاتھ پر ہاتھ نہ کیون شیخ و برہمن مارے

ہم ترے واسطے ای غیرت لیلے کب تک
قیس کیطرح پڑے پھرتے ہین بن بن مارے

وہ جو آنکھین ہین تری رہزن خونی کافر
قافلے لوٹ لیے سیکڑون رہزن مارے

ضبط سے مصحفی اب کام مرا درگذرا
کب تلک غم مین گھٹیکے کوئی تن من مارے

غزل نور

موا جاتا ہون تیری ہجر کے مارے آرے
میرے جانی مرے دلبر مرے پیاری آرے

آرہ تو سر پہ چلا میرے ولیکن مین تو
شوق مین تیری کہی جاؤن کا آری آرے

مدتین ہو چکین رہتے ہوے اغیار سے مین
ایک دن رات کو مہمان ہماری آرے

یاد کرکے وہ ترا چاند سا مکھڑا اے مہ
بیٹھا گنتا ہون فلک پر کی ستاری آرے

نور بیتاب ہی ازبسکہ جدائی سے ترے
رشک خورشید مرے ماہ کی پیارے آرے

کسکو دکھلاؤن آبلے دل کے
اسکی سبزنگی پر فدا ہون مین
زلف ناگن نے آپ کے صاحب
تجھ سوا باغ کا یہ کیا احوال
اس خطا اپنی سے کرین توبہ

غزل

زخم تازے ہوے ہین چھل چھل کے
گل بنائے ہین اسنی اس گل کے
دل لیا ہے ہمارا ہل ہل کے
پھول کملا گئے ہین کھل کھل کے
رنج کھینچے ہین تمسے مل مل کے

غزل عاجز

عرق جب اس پری کے چہرہ پر نور سے ٹپکے	خجل ہو گل سے شبنم جون لہو ناسور سے ٹپکے
مری آنکھون سے خونی اشک یون گرتی ہین پلکون پر	لہو سولی کی اوپر جون سر منصور سے ٹپکے
اگر کیفے سخن میرا نہال تاک کو پہونچے	صراحی شاخ بنجاوے شراب انگور سے ٹپکے
اگر اس لف مشک آمیز سی چینی مین بال آوے	عجب نہ عطر وعنبر کاسۂ فغفور سے ٹپکے
کرون فریاد درور و یار کو جب یاد کر عاجز	دم اسرافیل کا لہو ہو بانگ صور سے ٹپکے

غزل عاقل

اس رنگیلی نے جو ہاتھونکو لگائی مہندی	کون سی باغ کی یہ کیسی منگائی مہندی
اشک گلگون سی ہوا تھا تر و تازہ جو درخت	جیکے ڈالی سے سجن تمنی توڑائی مہندی
رشک غاب کیا دست حنائی کی تئین	پور پور اپنی پہ جسوقت رچائی مہندی
اوڑگیا دیکھتی ہی رنگ شفق کا ناگاہ	ایک ذرہ جو ہتیلے کے دکھائی مہندی
ہاتہ مین سرخی نہ سمجھے کوئی عاقل اسکے	کسی عشاق کا دل مٹھی مین لائی مہندی

غزل

جوہر سے کب آلودہ ہی شمشیر کسو کے	پر قتل کے محضر پہ ہی تحریر کسو کے
بے رحم ہزارون کو کیا قتل جو تونے	ثابت نہوے ایک ہی تقصیر کسو کے
گلچین نے چمن مین جو لب غنچہ کو دیکھا	آنکھون کے تلی پھر گئے تصویر کسو کے

آتا ہے جو اس بیڑی کے جھنکار کا عالم
پر قید مین تھی ہل گئے زنجیر کسو کے

حاصل تجھے کیا ہے مری سمجھانی سی اسکے
کب مانتا ہے وہ بت بے پیر کسو کے

دامان نسیم سحر سے وقت فشان ہے
شاید یہہ کھلے زلف گرہ گیر کسو کے

غزل نظیر

تاب اسکے دیکھنے کی نہ لائی چلی گئی
کیا کیا جوان پری تھی کہ آئی چلی گئے

دارا رہا نہ جم نہ سکندر سا بادشاہ
تخت زمین پہ سیکڑون آئی چلی گئے

آدم رہا نہ کوئی پیمبر رہا نہین
وہ بھی اسی زمین مین سمائے چلی گئے

عالم تھا یہ زلیخا کا یوسف کی چاہ مین
رقعی ہزار بیاہ کے آئے چلی گئے

دیکھا نظیر ہم نے چمن مین جو آپ کو
مہندی بھری جو ہاتھ دکھائی چلی گئے

دردمندون سے نہ پوچھو کہ کدہر بیٹھ گئے
تیری مجلس مین غنیمت ہی جدہر بیٹھ گئے

ہی غرض مدعیان کام تکلف سے نہین
خواہ ادہر بیٹھ گئے خواہ ادہر بیٹھ گئے

مفت اوٹھنے کے نہین یار کے کوچے سے فقیر
ایک بوسہ کی لیے باندھ کی اڑ بیٹھ گئے

پیر و مرشد کے قسم سے کہ وہی لین گے وہی
جبکہ بستر پہ جمی کھول کمر بیٹھ گئے

کر گیا کام جو معشوق ستم پیشہ جبکا
سیکڑون مرغ ہوا باندہ کی پر بیٹھ گئے

غزل

مرتے دم ای بیوفا دیکھا تجھے
تک نظر دیکھا تو کیا دیکھا تجھے

ای پرے رو مین دیوانہ کیون نہون
بال کھولی بار ہا دیکھا تجھے

گریہ بلبل پہ اوسنی ہنس دیا
جسنے ای گلگون قبا دیکھا تجھے

مارے غیرت کے نہ نکلے آفتاب
بام پر چڑھتے صنم دیکھا تجھے

دیدہ میں ہر چند سے ہے نقصان جان — فائدہ اتنا ہوا دیکھا سبھی تجھے
بوے گلشن بھی نہ لائی تا قفس — بس ہوا ہوا ای صبا دیکھا تجھے

غزل رضی

فندق پہ تیرے دیکھیے کس شان کی سرخی — پہنچے نہ جسے پنجۂ مرجان کے سرخی
تعریف کروں چہرہ کی یا لب کے نزاکت — مسّے کے او دا ہٹ کہوں یا پان کی سرخی
الماس نظر آتے ہیں یاقوت کے مانند — پڑتی ہے کرن پھول پہ جب کان کی سرخی
قاتل مجھے ڈر ہے کوئی پہچان نہ لیوے — دہو ڈال ذرا گوشۂ داماں کی سرخی
گردن پہ تیرے خون ہی فرہاد کا شیریں — دیتی ہے گواہی یہ گریبان کے سرخی
سنئے یہ غزل مجھہ ستی اب تازہ رضی کے — دکھلاؤں تمہیں صاف گلستان کی سرخی

غزل یکتا

قاصدا لادے خبر یار کے آجانی کے — جان جاتی ہے چلی ہجر میں دیوانی کے
آپ آئے نہ کبھی خط نہ کتابت بھیجے — سیکڑوں راہ دکھائیں ہمی ترسانی کے
چشم گریان ہے سدا سینہ بھی بریان ہی مدام — آرزو مجھ کو یہی بس جی سے گذر جانی کے
تم ملے غیروں سے ہیں آنکھوں سے اپنی دیکھوں — حیف صد حیف کہ بس جا ہے مرجانی کے
ای صبا بہر خدا کچھہ مجھے تدبیر بتا — یا اسے لا کے ملایا مجھے لیجانے کے
گریہ زارے پہ مرے رحم نہیں آئیگا — جب تلک چشم مرے خون نہیں برسانی کے

غزل

اس قدر ہم پہ ناتوانی ہے — موہی سر تک بھی سرگرانی ہے
میرے زخموں پہ مت رکھو مرہم — میرے قاتل کے یہ نشانی ہے
تلوہی چہد چہد کے ہو گئی غربال — ہمنے صحرا کے خاک چھانی ہے
حال دل پوچھہ لو طبیبوں سے — کیوں مرا رنگ زعفرانی ہے

چاہیے زخم دل ہرے ہو جائین
سینے پوشاک اوسنی دہانی ہے

غزل سودا

ساون کی بادلون کی طرح سی بھرے ہوے
یہ وہ نین ہین جن سے کہ جنگل ہرے ہوے

اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہی فوج اشک
لخت جگر کی نعش کو آگی دہرے ہوے

پلکین ترے کہان نہ صف آرا ہوئین کہ وہان
افواج قاہرہ کی نہ برہم پری ہوے

آنکھون کو تیری کیونکہ مین باندہون کہ یہ غزال
جاتی ہین میرے دلکی زراعت چرے ہوے

بوندیکی جہد ہر دون سے یہ پھرتی ہین بکہر گر
لڑکے مجہے آنسوونکی نپٹ منگری ہوے

انصاف کسکو سونپئے اپنا بجز خدا
منصف جو بولتی ہین سو تجہسی ڈرے ہوے

نزدیک اپنی رہنی سی مت کر یہین تو منع
ہین لاکہ کوس جب تری ڈیوڑہی پرے ہوے

مجلس مین جہو کرون کے جو جہبری شیخ جی
آئی تو پہر خدائی کہا مسخرے ہوے

سودا نکل نہ گہر سے کہ اب تجہ کو ڈہونڈنے
لڑکے ہین پتہرون سے جہولی بہرے ہوے

غزل تابان

عشق کیا شے ہی کسی کامل سے پوچہا چاہیے
کسطرح جاتا ہے دل بیدل سی پوچہا چاہیے

کیا تڑپنے مین مزا ہے قتل ہو پیارے کی ہاتہ
اسکی لذت کو کسی بسمل سے پوچہا چاہیے

جسنے اس کا زخم کہایا ہی اسے معلوم ہے
تیغ ابرو کے صفت گہایل سی پوچہا چاہیے

یار کی ملنی کی ہم کوئے طرح پاتے نہین
طرح ملنی کی کسی واصل سے پوچہا چاہیے

آہ و نالہ کی حقیقت دیکہتا ہون ہجر مین
کیا گذرتی ہو گی تابان دل سی پوچہا چاہیے

غزل فنون

صدقے مین تیری زلف کی اور تار تار کی
دستار گل انار قبا بوٹے دار کے

بلبل نے وقت قید کی رو رو کے یون کہا
صیاد واسطی ترے پروردگار کے

بیچو کے تو سہی ذرا اتنا تو کیجیو
دیکہو تو ہاتہون ہاتہ کسی نو بہار کے

یہ ہے وطن ہمارا ہی تم پوچھتے ہو کیا
ہم رہنے والے ہین اسی باغ و بہار کے

افسون تو شاد رہیو زمانہ کرے گا کیا
ہم ہین غلام اس شہ دلدل سوار کے

غزل معین الدین

راضی ہین ہم اوسی مین جو کچھ دلربا کرے
چاہے جفا و جور کرے یا وفا کرے

دل سا رفیق جس کا جدا ہو گیا ہو یار
وہ اپنے بیکسی کو نہ روئے تو کیا کرے

جنے ہمارے دوست کو ہمسے جدا کیا
وہ بہی مراد اپنے نہ پائے خدا کرے

کہتا معین الدین ہی تمہین صبر دوستان
آسان سبہونکی مشکلین مشکل کشا کرے

غزل نگین

تھے تو تم پردہ نشین خانہ نشین کیون نہوے
تہا تو پر دیکا مکان دلکی مکین کیون نہوے

جو چلتا ہے زمین پر ہی آتی ہے ہوس
ہا ہی افسوس کہ ہم فرش زمین کیون نہوے

قبر عاشق پہ چلا وہ تو لگا یون کہنے
ہا ہی ہم آج کی دن زیر زمین کیون نہوے

آہ جس شخص پہ تم لطف و کرم کرتے تھے
حسرت آتی ہے کہ وہ شخص ہمین کیون نہوے

جب سے دیکہا تھا ترا نام نگین کی اوپر
خون ہوتا ہی یہ دل ہم وہ نگین کیون نہوے

غزل

چاک دامن کیی جانان ترے دیوانون نے
قید خانے کیے آباد پریشانون نے

نیم بسمل پہ تڑپتے مجہے دیکہا قاتل
شور عالم مین کیا ہے ترے بیجانون نے

دل پہ اس کاکل مشکین کے شب تار مین آ
دل وہی زلف پریشان کے پریشانون نے

نگران خاک کے پتلون کا نہو کیونکہ بھلا
ڈہونڈہا ہی عالم بالا مین بہی انسانون نے

پہرے دلدار پہ دلبر شب معراج کی رات
غش کیے عرو پرے قدسی و غلمانون نے

غزل

مین وہ نہین ہون کہ تجہ بت سے دل مرا پہر جائے
پہر دن مین تجہسے تو مجہسے مرا اندا پہر جائے

یقین ہے کہ جدہر کو وہ دلربا پھر جاے
مثال قبلہ نما دل وہین مرا پھر جاے

الٰہی وہ نہ پھرے جسکے غم مین مرتا ہون
بلا سے حلق پہ گو خنجر جفا پھر جاے

پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جاے
بتون سے ہم نہ پھرین ہمسی گر خدا پھر جاے

بکھیر دیوے جو بالون کو اپنی مکھڑے پر
تو کیا عجب ہے کہ آئی ہوئی گھٹا پھر جاے

غزل

دیوانہ کیا بزم مین شب آ کی کسی نے
بیہوش کیا چہرے کو دکھلا کے کسی نے

تکرار جو کی بوسہ کے لینے مین بہت سی
دی گالیان آخر مجھی جھنجھلا کے کسی نے

کچہ دست درازی کا کیا قصد تو ہی ہے
جھٹکا کی مرے ہاتہ کو شرما کی کسی نے

رکھہ ہاتہ مرے سینہ پہ گلدستۂ نرگس
مارا مجھی دیدار سے ترسا کی کسی نے

سمجھا مجھے دیوانہ سا اس شوخ نی آکیا
دل چھین لیا مفت مین بہلا کی کسی نے

غزل نیاز

صنم ہی گلبدن ہے مہ جبین ہے
بہلا کہہی وہ کیا کیا کچہ نہین ہے

وہ سب جا ہی وہ کس جاگہ نہین ہے
غرض اسکو جہان دیکہو وہین ہے

گیا اودہر کو پہر ادہر نہ آیا
عجب کوچے کی تیری سرزمین ہے

مری اشکون کا اور نالون کا شاید
زمین و آسمان عرش برین ہے

نہو جسکے مقابل حور و غلمان
صنم نام خدا وہ نازنین ہے

غزل خلیق

مرغان قفس کرتی ہین سب نغمہ سرائے
کیا فصل بہار کی چمن سے خبر آئے

عاشق کو تو نرگس نے کہین آنکہہ دکہائے
کر چاک گریبان نسیم سحر آئے

اس یار کے ملنے کی جو امید مجھی تھے
کیا رہ گئی بہول قضا تو کدہر آئے

جس گہر مین بہم رہتی تہی مدت سے ہم اور یار
خالی جو مکان دیکہہ مری چشم بہر آئے

بیمار کی لی جلد خبر اپنے مسیحا — کیا فائدہ جو اس سے اجل کام کر آئے
گلشن مین کسی شخص کا اگٹ ہیر ہی بلبل — منقار مین لیجا کی وہان پھول دھر آئے
ایسا کوی رسوا نہوا ہوگا جہان مین — آفت جو خلیق جگر افگار پہ آئے

غزل ذوق

سہ بوقت ذبح اپنا اسکے زیر پای ہے — یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کے جای ہے
رخصت ای زندان جنون زنجیر در کھڑ کای ہے — مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلای ہے
ہان مدد طاقت گئی ہی ضعف سی سینہ مین دم — دیکھیی لب تک مجھے کیونکر خدا پہنچای ہے
واہ واہ شور محبت خوب ہے چھڑکا نمک — استخوان میرے ہمان کس کس مزے سی کھای ہے
بس کرم سوز درون بھن جائینگی سوز درون — زخم جوش گریہ چہاتی پر ابھی بھر آئی ہے
بل بے استغنا کہ وہ توا آستے آستے رہ گئے — اف رے بیتابی کہ یہان تو دم ہی اکھڑا جای ہے
ذوق کو تو نزع مین بھی ہیگا تیرا انتظار — جانب در دیکھ لی ہی جبکہ ہوش آجای ہے

غزل ناسخ

پھر بہار آئی چمن مین زخم دل آلی ہوے — پھر مری داغ جگر آتش کے پرکالی ہوے
پای نازک جب کہا اوسنے ہماری قبر پر — پارہائی سنگ مرمر روئی کی گالی ہوے
سبحہ گردانی ہوئی اعمال شب مین سقدر — دانتونکی مانند ہاتھون مین مرے چھالی ہوے
ای پری پیکر اگر نرگس تیری بیمار ہے — باغ مین لالی بھی اپنی زیست کے لالی ہوے
کسطرح چھوڑون نیکایک اسکی زلفون کا خیال — ایک مدت سے یہ کالی ناگ ہین پالی ہوے
جب شب تاریک مین ہم کوی جانان کو چلے — آگی آگی جای شعلہ آتشین نالی ہوے
واہ کیا تاثیر ہے اوس روے آتش ناک کے — شعلۂ جوالہ اوسکے کان کے بالے ہوے
یاد جب آیا چمن مین وہ نہال باغ حسن — تیک قلم لبریز اشکون سی مرے تہالے ہوے
وہ پری پیکر کہا کرتا تھا اکثر فخر سے — اپتو ناسخ بھی ہماری چاہنی والی ہوے

غزل رمز

ہمین منظور آج ان کو بلانا ہی بلانا ہے — بلا کر داغ دل اپنا دکھانا ہی دکھانا ہے
ہجوم داغ دل کیا پوچھتے ہو میرے سینہ مین — خزانا ہی خزانا ہے خزانا ہے خزانا ہے
جگر میرا تری تیر نگہ کا ایک مدت سے — نشانہ ہے نشانہ ہے نشانہ ہی نشانہ ہے
کہون کیا اوس پری سے وہ مجھی کہتی ہنین دنیا — دیوانہ ہی دیوانہ ہی دیوانہ ہی دیوانہ ہے
ہنسو کیون گر نہ غیرون سے کہ منظور آپکو میرا — رولانا ہی رولانا ہی رولانا ہی رولانا ہے
شہادت سی مری اتنک زبان تیغ قاتل پر — فسانا ہی فسانا ہی فسانا ہی فسانا ہے
نہ بھڑکے دل مین رمز آگ کیون آنسو بجہاتی ہو — کہ شیوہ وہان رقیبون کا لگانا ہی لگانا ہے

غزل حکیم

خفا ہمسی وہ سیمبر ہو گیا ہے — تو خون غم سے دل اور جگر ہو گیا ہے
ملی ہی جو روک روک کی وہ مجھسے شاید — مرے آہ کا کم اثر ہو گیا ہے
کری ہے جو بلبل پہ گل ناز ایسا — خزان سے کہین سب بے خبر ہو گیا ہے
ذرا لی خبر او مسیحا کہ تیرا — مریض اب چراغ سحر ہو گیا ہے
کہے کون تیرا پیام آتشی سے — حکیم اس سے سب کو خطر ہو گیا ہے

غزل فانی

عشق ہی دام بلا زلف پریشان مدد دے — راہ بھولا ہی یہ دل خضر بیابان مدد دے
ہجر مین یار کے پھرنا ہی مجھی کوہ و دشت — پا برہنہ ہی مرا خار مغیلان مدد دے
تیغ ابروی تری مجھکو کیا ہی گھائل — نیم بسمل نہ رہون خنجر مژگان مدد دے
سرخ چہرے پہ کیا پان جو آیا قاتل — خون کر دینکو مری خاک شہیدان مدد دے
جوش دیوانگی ہے مجھپہ سراپا فانی — ہاتھ کھتی مین نہین چاک گریبان مدد دے

غزل بسمل

ہم دلستی ہوئے احمد مختار کے پردے
لیتے ہین سکندر کی اقبال کو در دے

تعریف لکھی جاوے کب اس نور خدا کی
یہ سنت سی کی سکتے ہین خرگاہ مین پردے

آیا ہون تیرے در پہ اے محبوب خدا کے
مشکل مری حل بہر خدا آپ ہی کر دے

تو شافع امت ہے مین ہون عاصی جہانمین
امید ترے سے ہی ہے ہر کار و مردے

ہم دست بستہ ہین مشتاق درختم رسالت
پروا نہین جنت کی ہی زاہد کو خبر دے

ہی کون سوا تیرے شفاعت سے جہان کو
آزاد کری روز خطر امان روز حشر دے

بس فیض ترا عام ہے اے ساقی کوثر
یک جام محبت کا تری عاصی کو بھر دے

چھپتا ہی اگر افسر اقبال سے علی تو
سر اپنا محبت سے اسی خاک پہ دہر دے

غزل راسخ

نگران کبھو نہ یہ جانب رخ دلفریب پر رہے
ہے یہ چشم سفید سے منتظر تک ترے محو جلوہ گری رہے

پس مرگ چشم نزار کا لہو خشک ہو گیا سب و لے
وہی خون رہا دل خونشدہ وہی چشم کی نہ تری رہے

نہین گل کے جس نے بنایا بو کہا آن نے مجھکو صبا تو ہے
وہان تم تو پردہ نشین ہوئے مجھے دربدری رہے

ری پاس خس بہتر تو تھی ولی بو دو باش ہی میر وہان
کہ متاع بیش بہا سدا جہان خس بے ہنری رہے

نہین ہوش و الو نہ کچہ حسد مجھی رشک تھی تو او نہو نہ تھی
جنھین سنے ترے جلوہ کی سامنی مری طرح بی خبری رہے

یہ عواب ہی آخر عاشقی کبھی ہوش ہو کبھی رفتگی
نہ وہ گریہ دل شب رہا نہ وہ زاری سحری رہے

مگر اور دل سبھی رکھتے تھی مجھی ہو سکا نکوئی طرف
ہدف اسکی ناوک ظلم کی یہ مری ہی بیجگری رہے

مجھے سونپ کر غم ہجر وہ ہوئے یون جدا کہ نہ پھر ملے
مری لبمین تا دم واپسین وہ اٹا انکی دہری رہے

نہ تھی چشم راسخ خستہ دل کبھو خالی اشک سی دوستان
شب و روز جام پر آب کی روش آنسو وہ بھری رہے

غزل جوہر

کھلینگے شکوون کے جبکہ دفتر ادھر ہمارے ادھر تمہارے
تو کیا کیا گذریگا آہ دلبر ادھر ہمارے ادھر تمہارے

گرو نہ ہم سی کا اے میرے دلبر یہ بات جانی دو بانو کہنا
نہین تو ہو نگے کو رسو گھر گھر ادھر ہمارے ادھر تمہارے

ہمارے ہی منہ پہ تو داغ حسرت تمہارے منہ پر ہی داغ چیچک — یہ دونوں چمکینگے مثل اختر ادہر ہمارے ادہر تمہارے

نہیں ہے اپنی قسم ہی جانان ہو تو ایسا ہو کہ جس مین — غم جدائی نہ آوے دلبر ادہر ہمارے ادہر تمہارے

ہوں مین کیونکر ہوا ہوں حیران اگرچہ دونوں طرف ہیں خواہش — بہر یہ ہین جا کسوں بیان تو گہر گہر ادہر ہمارے ادہر تمہارے

ستم کا کیا تم جواب دوگے بھلا جو پوچھی گا تم کو خالق — جہہ ہو نگے منصف بروز محشر ادہر ہمارے ادہر تمہارے

شراب ہی یہ سمجھ سے پینا خراب کہتا ہی اسکو عالم — کہین نشہ مین کہلین گے جوہر ادہر ہمارے ادہر تمہارے

غزل شرر

کیا نکلے سخن عاشق دلگیر کے منہ سے — کوئی بات سنے ہو نہ تصویر کے منہ سے

کس کے نگہ چشم نے مارا ہے طمانچہ — بہتا ہی لہو خنجر و شمشیر کے منہ سے

یوسف کو کیا قید جو زندان مین خوش ہین — آتی ہی صدا کان سی زنجیر کے منہ سے

طفلے کا تری حسن کا مین وصف کہون کیا — ہین منہ سی جوانون کی ہر اک پیر کی منہ سے

دیتا ہی دعا تجھکو ثنا خوان یہ شرر جب — آمین کی صدا نکلی ہی تاثیر کی منہ سے

غزل تاثیر

زلف سیہ فام گلوگیر ہے — وحشی دل کی لیے زنجیر ہے

دام تیرے زلف کا مین چھوڑ کر — جاؤن کہان کون سی جاگیر ہے

مونس جان اس دل بیتاب کا — حال میرا صورت تصویر ہے

مرنے سے ڈرتا نہین جینی سی آہ — عشق عجب کیا تیری تاثیر ہے

غزل عشاق

معجزہ اسقدر اپنے لب تقریر مین ہے — جو پری سحر بیان ہی وہی تسخیر مین ہے

شعر طور نہ کیونکر ہو عیان تجھ سے اب — عالم صاعقہ قاتل ترے شمشیر مین ہے

یار کی زلف مسلسل کا تصور ہے ہمین — اپنا آئینۂ دل خانۂ زنجیر مین ہے

جبکے نکلتے ہی اوڑ کے جاتی ہین مرغان بسمل — کیا یہ اعجاز مسیحائی ترے تیر مین ہے

کرے بہبی کیونکر ہو موافق عشاق ۔ خانہ خلد مرا تا نے کشمیر مین ہے

غزل تسخیر

کچہ نہین درکار مجہکو ہی نشانی آپ کے ۔ ایک بوسہ دیجیے ہو مہربانی آپ کے
ہان کرون تعریف کس منہ سی مین جانی آپکے ۔ خلق مین ہوگا نہ لیکن کوئی ثانی آپ کے
جب سنہری بال دیکہون ہون کسی کے گلبدن ۔ یاد آجاتی ہے فوراً نوجوانی آپ کے
بس نہین ہو لینگے پیارے جبتلک ہی دم مین دم ۔ ہر جگہ کہتے پہرینگے بس کہانی آپ کے
کیون سنے ہر جائی عبداللہ بیٹھے بہی رہو ۔ دی خدا نی چاند سے تصویر جانی آپ کے
مرحبا جوش جنون تسخیر کہتے ہین اسے ۔ کہینچ لائے اسکو آخر جانفشانی آپ کے

غزل خلاص

یاد چہرہ کی زبان صبح و مسا کرتی ہے ۔ بس تری آنکہو ن مین تصویر پہرا کرتی ہے
فرق نزدیکی و دوری کا بہلا کیا ہو وہان ۔ کار قاصد کا جہان باد صبا کرتی ہے
اس گل خوبی کا رہتا ہی تصور ہر دم ۔ سیر گلزار کی اب میرے بلا کرتی ہے
شکوہ تقدیر سے کیا کیجیٔ اپنی قسمت ۔ ورنہ اس طور کسیکو بہی جدا کرتی ہے
حال تو رنج فراق کا ہوا اسکو نصیب ۔ آگی تقدیر بہلا دیکہیے کیا کرتی ہے
حسن وہ ہی کہ پری دیکہکی غش ہوتی ہین ۔ سب ادا اپنی ترے آگی قضا کرتی ہے
کیون تو دیتا نہین تشبیہ ہمارے رخ سے ۔ حور فردوس سے آ آگی کہا کرتے ہے
درد سر اسکو ہی کیا عود ہی کیا یہ صندل ۔ مہ جبین آگی جبین در پہ گہا کرتی ہے
ہوتی ہی تجہکو تو اخلاص رسائی ہر دم ۔ واہ کیا کام تری طبع رسا کرتی ہے

غزل اخلاص

آپ گر مہتاب ہو پہر تجہکو تارا چاہیے ۔ ہے پری تسخیر شیشہ مین اتارا چاہیے
قتل کرتے ہی جوانون کو نظر کی تیر سے ۔ اب زبان تیغ سے اسکو ہی مارا چاہیے

وصل کا وعدہ کیا ہے آج رشک حور نے
عشق زلف عنبرین کا لی بلا ظلمات سے
بادشاہی تجھکو پس پھبتی ہی ملک حسن مین
دفتر عالم سے رنگ اوڑ جای بس بہزاد کا
بوستان مین ہونگے قدم گل رو میرے
دیکھکو جلوون سے کیون مجھکو پکارا کرتی ہی
آشنائی غیر کے تصویر سے لائق نہین
بس ترے در پر رسائی ہو سدا یہ چاہ ہے
مشتری اخلاص کی جب ہے سخن کی مشتری

مثل جنت کے مکان اپنا سنوارا چاہیے
بحر ہمت کے شناور کو کنارا چاہیے
سکہ ہر دل پر درم کے اب تمہارا چاہیے
ایسے اک تقصیر کا نقشہ اوتارا چاہیے
بال سے مژگان کی رستہ کو جہاڑا چاہیے
عاشقون کو تیری آنکھون کا اشارا چاہیے
ہر طرح سے دیکھنا تقشہ تمہارا چاہیے
اوج قیصر چاہیے نہ تخت دارا چاہیے
اب بہلا کیا اوج پر اس سے ستارا چاہیے

قصیدہ فقیہ

حق نے بخشا ہی نبی کو دو جہان کی سروری
باعث ذات مقدس کا نہوتا گر عروج
اوج گردون پر تھے انکا غلام داغ دار
تاب کی گرمی نہووے اس مبارک چشم پر
پیشتر دنیا مین آنے کے شجاعی واب سے
کل جماعت انبیا سی نور ذات پاک نے
ابتدائی حضرت آدم سے اپنے وقت تک
بعد اسکے نوح کے طوفان مین آکر کے مدد
اور موسے سے بعید شفاق کوہ طور پر
غارت فرعون و بلعم قتل بن اوج عنق
حضرت داؤد کے ہاتھون سے لوٹا سنج کفر

رمز معنی خدائی ظاہر ہے پیغمبر سے
خلعت پیغمبری کی کوئی نہ پاتا افسر سے
پھٹ گیا یک آن مین کرتے اشارا سر سے
خوف سی خورشید خاور کے ہی تمین تھر تھرے
سرنگون تھی خاک ذلت مین تبان آذر سے
منزل صغری سے تا کبری تلک کی رہبر سے
تھا ہویدا نور احمد جو بن فلک پر شتر سے
بخشد سے حفظ دامان کی آنکی تہین کشتی گر سے
پنبہ ساحل کر رہی جب آپہ کی جلوہ گر سے
غرق قارونان و قبطیان و سحر سامر سے
قصہ طالوت اور جالوت مین کی داور سے

ابن مریم حضرت عیسے کی تہین ہتہان مین — چرخ گردون پر بٹہاکر دی مقام برترے
نیم شب دولت سرا مین امہانی کے رسول — خواب مین بستر پہ آسودہ ہوے تہے یک گہڑے
باسوار وقد سے براق زرین حلہ پوشش — کرادب ناموس اکبر نے وہان دی حاضرے
چوما انگشت مبارک اپنی لب سے ہو سعید — اور ہنگا کرو بروُ معراج کی خلعت دہرے
ہو سوار اوس وقت پہر جا پہنچے اقصی کو تر — کی امامت آپ نے نبیون کی بہیجی صف کہڑے
طے منازل کر گئے ہین منتہا تک پاک ذات — قدسیون نے کے زیارت ہین گر کسوت ہرے
رہ گئی اپنے مکان پر حضرت روح الامین ا — نور سی پہر آگے انکی کو دفے رفرف لگے
لیگیا اعلے مکان پر جسجگہ کوئی نہ تہا — نور رب العالمین دیکہے بچشم انورے
اوٹہ گیا پردہ حجاب خاص کا حاصل مراد — عاقبت واللہ اعلم کیونکیا پردہ درے
اس لن ترانی پر کہے ہین قطب عالم مصرعہ ایک — خود خدائی میکنی خود میکنی پیغمبرے
گلشن اسلام کو اس روز سے آئی بہار — اور درخت کفر کو پہنچے ہوای پت جہڑے
صبحدم مسجد مین آ اصحاب پہ ظاہر کیا — لیک اونی سے واعلے تک تمام عسکرے
حضرت صدیقؓ نے سنکر کیا صدق رسول — مصطفے کے تہی مقرر وہ صحاب اکبرے
دوئمی فاروقؓ عادل درہ دار شرع تہی — گلشن اسلام پر جس ذات سی صیقل گرے
جامع القرآن ذی النورینؓ عثمانؓ باحیا — ریش انوران کی تہی خون شہادت سے بہرے
شیر رب العالمین جان رسول بوترابؓ — کفر کو توڑا اعلم کر ذوالفقار حیدرے
حضرت خاتون محشر اور دونون نور عین — جنکے تئین پہنچا الہی سے خطاب صابرے
نعت پیغمبر مین رکہتا ہی فقیر دولت علیم — ازمناقب سرور بہتر نہین ہی شاعری

مستزاد شاہ ظفر خلد اللہ ملکہ

مین ہون عاشق سبکے غم کہانی سی انکار نہین . . . . . . کہ ہے غم میرے غذا
تو ہی معشوق تجہے غم سے سروکار نہین . . . . . . کہائی غم تیرے بلا

دل و دین تیرے حوالے کیے کرتے ہی طلب .... اور جو کچھ کہا تو سب
پھر جو بیزار ہے تو مجھکو بتا اس کا سبب .... میری تقصیر ہے کیا
بھیجے خط سیکڑوں لکھکر تمہیں ہشیار ہیے .... بڑی دشواری سے
تمنے سمجھا نہ جواب ایک بھی عیاری سے .... یہ ہی قسمت کا لکھا
طلب بوسے پہ کیوں اتنا برا مانتے ہو .... ہمیں پہچانتے ہو
دیکھو ہم ہیں وہ ہے جانباز ہمیں جانتے ہو .... کرتے ہیں جان فدا
ہے حیات ابدی گر ہو شہادت حاصل .... تیرے ہاتھوں قاتل
تیرے آب دم شمشیر کو تیرا بسمل .... سمجھے ہے آب بقا
کیا کہوں تیرے میں انداز ادا کا عالم .... ہی ستم ہای ستم
دیکھکر ہوش رہیں کیا کہ نکل جاتا ہے دم .... ای بت ہوش ربا
نہ تو تقدیر سے کام نہ تدبیر سے ہو .... اور نہ تدبیر سے ہو
ہم تو کہتے ہیں ظفر جو کہ ہو تقدیر سے ہو .... ہے یہی بات بجا

مستزاد معرز

میں نے اتنک تو تیرا عشق نباہا آہا .... کہا کی سو طرح کا غم
وے افسوس مجھے تونے نہ چاہا آہا .... بانی ظلم و ستم
خود بخود شب کو یکایک میں کہوں کیا تجھسے .... تیری بن گذرا جو جیہ
دل پر درد یہ پہلو میں کراہا آہا .... یاد کر تجھکو صنم
کافی رس کہائے کے تم رس رہے ہو پیتم .... آؤ کرپا کرو جے
جانت ہے جان مرے نتے کراہا آہا .... پاپ ہو جاوے دہرم
سانو کہائل کیتی تقصیر کتی کی ٹینڈے .... مینڈھی تو جان لئی
چشم دی مار ڈالن میں تیرچھی نگاہا آہا .... کچھ نہیں تیر وندی کم

بوٹی بوٹے ورے ہین سم لٹل ویٹ ہیر	....	کس کو بابے وٹمبر
اینڈ گوا یہی ونر بوفا را ہاہا آھا	....	مائی ہوس ایوروکم
انتا کو ایم نا مسارہ آمندارہ کوسیسٹو	....	ایدی ایم ان ینالم
زموکھٹ کٹی سے ملاتر کونڈی کا آھا	....	سوسی تو نمیٹی کھم
ایسے کا سے چوک زہالی سانگ سکیا سرپا ششین	....	پیوتلا اناچے آن
جان و دہن دوگور دسے فارا ہاہا آھا	....	بازور اتگا ظلم
زاردی زاردی زور خودی زور توسئے	....	دیچہ دسے داخل دل
دیچہ معشوق دا شائستہ ادا ہاہا آھا	....	کچہ نہین پیش کم
وقت مستی چو کشیدیم ترا در بر خویش	....	ہیچو امید وصال
دیدہ ام از تو صنم چند ادا ہاہا آھا	....	کشتۂ ناز توام
صرفت العمر و سے فی الہجر لقا یا صنمے	....	ثم بالقند گمن
ثم ھا ثم ھا ای ثم آھا آھا	....	لیس لی مثل صنم
حیف صد حیف ہے افسوس افسوس	....	آیا پیغام اجل
پھٹ گیا زخم جگر سے مرے پھاہا آھا	....	اب نکل جاویگا دم
ہین معفر تیری سب شعر مسلسل موزون	....	شک نہین اسمین ذرا
یہ غزل جسنے سنے اسنے سراہا آھا	....	تازہ تر تازہ رقم

مستزاد ہمایون

جا پھنسا طائر دل میرا بصد شوق پہ سے	....	تیری کاکل مین صنم
تو نہ آزار کسے ڈھب کا اسے دی نہ ذرے	....	لطف کر اور کرم
ہجر کے جور سکے اب تاب نہین ہی مجھ مین	....	سچ یہ کہتا ہون بھلا
دلبر بہر خدا اب تو ذری کر تو میرے	....	جان مین کر نہ ستم

تیرے مسی کی دھڑی پان کی سرخی نے میان	....	قتل کرڈالا مجھے
دیکھیہ تو خنجر مژگان نی کیا کیا برے	....	آرہا ہونٹھہ پہ دم
اے زلیخا مین ترے چاہ پہ برباد ہوا	....	یہ گلہ کس سے کرون
مثل سیماب کے بیتاب ہون فرقت مین ترے	....	تجھکو یوسف کی قسم
دل و دین دونون دئے دولت ایمان بہی سا نہ	....	اس ہمایون نے ترے
دلبری اسپہ بہی تو نی نہ ذری اسکے کرے	....	یہ ہی سینہ پہ الم

مستزاد اکبر

اس عشق نے یارو مجھے دنیا سی اوٹھایا	....	دیوانہ بنا کے
زلفون مین پریرو کے گرفتار پہنسایا	....	پہر شانہ بنا کے
پہر شوق کے شیشہ مین شراب عشق کی اپنے	....	بہر بہر کے پلایا
پہر سیر اتماشا سارے عالم کو بتایا	....	مستانہ بنا کے
یہ دختر رز لگتی ہے ہر ایک کے منہ سے	....	افسوس الساقی
کیا نام رہا تیرا کیا تو نے ہے ملایا	....	میخانہ بنا کے
بیدل کیا دلبر نے عبث لیکے مرا دل	....	کس مکر و ہنر سے
پہر اپنے لگا کان کے بالی مین جہکایا	....	دُردانہ بنا کے
نزدیک رقیبون کے صنم رات کو بیٹھا	....	محلس کیا روشن
پہر اپنے شمع رو کے اوپر مجھکو جلایا	....	پروانہ بنا کے
غیرون کو بلا کر وہ لگا پاس بٹھانے	....	مدت کی گو یا دوست
ہم دوست لگا سینکے تئین دور ہٹھایا	....	بیگانہ بنا کے
اکبر کے یہے عرض ہے اب حق سی شب و روز	....	کر اپنا تو طالب
دنیا مین اگر رکھتا ہے تو رکھ سے خدایا	....	مردانہ بنا کے

مستزاد موج

اس کاکل پیچان معنبر کا ترے یار .... ہمسے یہ کبھو بل گیا
خوشبو سیتی بالون کے معطر ہوا گھر بار .... جون غنچہ سمن کھل گیا
ہیگا دل رنجور ترے زلفون مین جانان .... مت کیجیو شانہ
بس گر ہے پڑی گا نہین سنبھلیگا وہ بیمار .... گر بال کہین ہل گیا
نعرہ کرون جسوقت اگر کوہ کو پاؤن .... اوس جا سے بلاؤن
بس دیکھ کے نازک بدنی حسن کی سروار .... وہ آپ سیتی ٹل گیا
یہ زندگی لائی تجھے عدم سے ہمین اس جا .... یہان آکے جو دیکھا
سب قافلے کے قافلے ہین یا ادھر ہی کو تیار .... بس دیکھ کے جی چل گیا
در پر مجھے آ دیکھ کے وہ سر قبضہ اوپر ہاتھ .... کہنے یہ لگا بات
گر خواب مین لوٹیگا ترے حسن کا سروار .... گر ہاتھ کبھی چل گیا
اک عرض ہے جو موج کے اے شیر خدا سے .... کہتا ہون پکارے
حل کیجیو مشکل مرے اے حیدر کرار .... تجھ نام کے مین بل گیا

مستزاد سراج

تجھ زلف کی جو باس گئی مشک ختن مین | اے ناقۂ آہو | پہ مشک خطا سے
ہر غنچۂ دل تنگ ہوا پھول چمن مین | اے شوخ سمن بو | تجھ نکہت کے ہوا سے
ہر خار سی ہے اس پلک تجھ کف پا کو | ہے تجھ مین نزاکت | از بسکہ سراپا
جسوقت رکھی پاؤن تو بلبل کے نین مین | اے دلبر گل رو | اس ناز و ادا سے
اعراب خط و خال فقط چشم ہے مطلق | مصحف ہے ترا منہ | اے آیت خوبی
ہی سورۂ اخلاص کی خواہش کے سخن مین | بسم اللہ ہی ابرو | ہی بدر رسا سے
اک روز کہا مین نے ستم سے فی ہی مناسب | عشاق سے کے اپرو | سن بات ہمارے

بیتاب ہین تجھ غمسے ہوے بعد کفن ہین	کر رحم اے خوش خو	بولا کہ بلا سے
سوگند مری اس حال پریشان کی مو ہین	مانو تو کہون مین	کیون زلف لپٹے
جمعیت دل نہ ہی ہر ایک شکن مین	کھولو خم گیسو	اب مہر و وفا سے
یکبار تلطف سے پلا شربت دیدار	اے شوخ شفا دو	بیمار ہون غم کا
ہے مجھکو برہ درد جگر مین نہ بدن مین	حاجت نہین دارو	کیا کام دوا سے
رکھ شوق شب دل مین تری شعر کو سننے	ہر آن سراج اب	آتے ہین پریرو
تو دیکھ مرے طبع کو ہر ایک سخن مین	کرتا ہون مین جادو	کیا طبع رسا ہے

مستزاد انشاءاللہ خان

لینے جو بلائین لگی ہم آپکی چٹ چٹ	. . . .	تو بول اوٹھے جھٹ
چل جا ابے رے دور زہر رو ہو پرے ہٹ	. . . .	ہے سب یہ بناوٹ
ان آنکھون مین حلقۂ زنجیر کرون گا	. . . .	ایسا ہی بلا ہون
چھوڑون نہ کہین آپکی دروازے کی چوکھٹ	. . . .	جبتک نہ کھلین پٹ
مر جائین لو جھانڈ نہ گون گا ہو وہ کیونکر	. . . .	جو شخص کہ دیکھے
سہنے ترے آنکھونکی اور ابرو کی چاوٹ	. . . .	سر پٹکے کھلاوٹ
کیا پہنچے ہے اب نام خدا واہ جگر آہا	. . . .	ہونٹو پہ تمہارے
ایک بوسے کے صدمے سے ہو دونار نلا چھٹ	. . . .	مسی کی اودا ہٹ
اے وہ اسے ری بالیدگی اور چنپئی رنگت	. . . .	یہ گات یہ ہیچ داہچ
اور جامۂ شبنم کی وہ چولی کی بناوٹ	. . . .	بازو کے گلاوٹ
مت چھیڑ مجھے دیکھو ابھی کہنی لگو گے	. . . .	اچھا کیا تمنے
چولی مرے ٹکڑے ہوے دامن بھی گیا پھٹ	. . . .	لگ جاوے گی پھر رٹ
اے عشق ادہر آو مہاراجون کے راجا	. . . .	ڈنڈوت ہے تمکو

کر بیٹھے ہو تم لاکھوں کروڑوں کی ہی سر چٹ	تک اُن مین جھٹ پٹ
وہ سیج پڑے پھولوں کی مخمل کے وہ تکیے	کمخواب کے پوشاک
پردے وہ تمامی کے وہ سونے کا چھپر کھٹ	اور اسکی سجاوٹ
پھرتا ہے سما آنکھوں مین ابتک وہی انشا	ہی ظالم اری کیون
باہم جو لپٹ سونے مین آتا وہ کروٹ	وہ پیار کے کروٹ

مستزاد حسین

سوتا ہے گلی لگ کے جب وہ یار پلنگ پر	کیا ناز و ادا سے
آتی ہی لپٹ پھولوں کی مہکار پلنگ پر	اوس نیند قبا سے
ہے سرخ جو پوشاک تو اس گوری بدن پر	سجتے ہے سجاوٹ
رکھتا ہی عجب طرح کا گلزار پلنگ پر	آنچل کے جلا سے
ساقی مین ترے صدقے ذرا جام کو بھر دے	جو شوق خدا ہو
جو ساتھ رہوں یار کے سرشار پلنگ پر	سرمست نشے سے
ہے آرزو دل کی جو وہ آغوش مین آوے	خواہش یہی مری یہ
سو جاوے تو جاؤں مین بلہار پلنگ پر	منت یہ خدا سے
رنگینی ترے شعر کی سن سنکی حسین اب	مشتاق ہوا دل
تو خوش رہے اور پاس ہو دلدار پلنگ پر	ہر روز رضا سے

مستزاد معلم

یہ عرض اور سنو یا شہ زمین زمن	مجھسے عاجز کی بھلا
رکھو آفات بلاؤن سے مجھکو بہ امن	بھر شہ کربلا
دنیا و دین میرے شرم وحیا رکھیو	اور عزت دیجو
اور مکافات عمل سے مجھے رکھنا احسن	ای شہ روز جزا

الغرض میرے جو ہر بات مین آسانی ہو	اور نہ حیرانی ہو
کہولدو کلمہ شہادت ستی میرا یہ دہن	تم مری ہو رہنما
قبر کے بیچ مین آوینگے وہ منکر و نکیر	نہ کرین مجہکو دلیل
گزر اونکے سے بچا لیجیو میرے جان و تن	یا امام الانبیا
جب کہ ہو جاوے سوال اور جواب	نکرین مجہپہ عذاب
فضل رب کے ستی ہو جاوے مری گور چمن	یا محمد مصطفےٰ
جبکہ ہو روز حشر کیونکہ گرانوقت ہی وہ	اور بہت سخت ہی وہ
یا نبی لیجیو مجہے بہر حسینؑ اور حسنؑ	اسکے آفت سی بچا
تمہارے آل کے صدقے یہ معلم ہی غلام	ہی غلامان غلام
حشر مین پاس بلا لیجیو یا تخت عدن	کیا کہون اسکی ہوا

مستزاد سراج

ہر صبح ملک بر فلک عالم بالا	قد دیکہہ سجن کا
تسبیح کرین سلمہ اللہ تعالےٰ	منکا لیے من کا
تجہہ چہرۂ زرتار کے تارون کی جہلک سے	آنکہون مین ہین تاب
شاید کہ نمودار ہوا جگ مین اوجالا	سورج کی کرن کا
ای سرو سہی داغ جدائی کے خبر لے	رکہہ عزم تماشا
پہولا ہے عجائب یہ ہزارا گل لالہ	مجہہ دل کی چمن کا
تجہہ ابروے خونریز کے شمشیر کے اوجہڑ	ہی جسکے جگر پہ
کہتے ہین اوسے جگ کے جوانمرد جوالا	تجہہ عشق کی رنگ کا
بر جا ہی اگر ہوش سے بیہوش ہوا ہون	ای ساقی گلرو
مجلس مین محبت کے ہوا نشہ دو بالا	تجہہ جام نین کا

نسبت سے ترے حسن کے ہوی پھول کی پکہری .... تو سب مین ہزار ا
تجھ پک کے نزاکت آنکہین کس بہار کا پالا .... ہے پات سمن را
دیدار کی سمرن ہے مجھ انکہو نمین سراج آج .... پس کیون نہ بہاوین
انگلیون سے پلک کے لے پہن ہاتہ مین مالا .... آنسو کے رتن کا

مخمس در مدح حضرت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم از شہیدی

بیان اس رخ کے روشن کی ہو کیا انوار بیحد کا
ہی شمع لم یزل کا پرتوہ جلوہ محمد کا
سراپا نور تھا اسواسطے سایہ نہ تھا قد کا
طلوع روشنی جیسے نشان ہو شمس کے آمد کا
[illegible]

نبی یہان تھرتھرائی خوف سی شیطان گبھرایا
ہوا اسرار جاکی کافرون مین تہلکہ برپا
تہ وبالا ہو کعبہ مین یکسر لات اور عزا
عجم مین زلزلہ نوشیروانکی قصر مین آیا
[illegible]

اسی کے فیض سے کل دفتر عالم ہوا پیدا
اسی کی نور کا پرتو عقول عشرہ مین دیکھا
نہین خیر مبدء فیاض کو سوئے ماسبق اوسکا
دبستان ازل مین وہ معلم عقل کل کا تھا
[illegible]

محمد مصطفے باعث ہوی ایجاد عالم کے
تمامی انبیا کو اسکی خلقت سی ملی رتبے
ہی اسکی سبب سے نوح و اسمٰعیل کی درجے
شرف حاصل ہوا آدم کو ابراہیم کو اس سے
[illegible]

چمن بند قضا نقاش اسکی بزم رنگین مین
قدر یک بندہ کے ہمتاش اوسکی بزم رنگین مین
ہر اک عرشی ہی جا نثار باش اوسکی بزم رنگین مین
چمن پیرا ہی گلبن فراش اوسکی بزم رنگین مین
[illegible]

بہانہ اوسکی آنیکا نزول وحی قرآن تھا
فرشتہ تھا مگر ظاہر مین باشکل انسان تھا
غلاموں کی طرح آٹھون پہر دونون پہ قربان تھا
شب جمعہ وہ اسکی شاہزادون کا گہوارہ جنبان تھا
[illegible]

نہ تھا بو بلبل و گل پر ہوا صبا و گل چین کو رکھا آباد و شادان گلشن دنیا کو اور دین کو بنا تھا جلسم طہر دو جہاں کی زیب و تزئین کو وہ اس عالم میں رونق بخش تھا جو روئے تسکین کو	[illegible]	شمامت کو مربع کسطرح لکھتا کوئی یارو احد میں میم آکر چار ارکان ہو گئی دیکھو نہ ممکن تھا کسی ترکیب سے مفرد و مرکب ہو کہ ز وحدت سی کثرت میں ہو وہ ذات معانی
در مقصود لیکر حق سے شاہ بحر و بر آیا عجب دریا دلی سے جا کے بیخوف و خطر آیا جو اوسکی ہمت عالی کا دریا موج پر آیا شب معراج چڑھکر عرش پر دم میں اوتر آیا	[illegible]	سمجھ گوشہ ایمان پہ دامن تیرا ایک پرا ہی مجھے کونین میں تیری سوا اب آسرا کیا ہے مرا دونون جہان میں تو ہی بس ملجا و ماوی ہے پھر وسا ہر کسی کو ایک حصار عافیت کا ہے
نہ جانو فرق اک نقطہ کا احمد کو احد سمجھو سراپا مظہر حق ظاہر و باطن میں ہے وہ تو وہ خود مفتاح ہی مفتاحکی کیا اسکو حاجت ہو کشود عقدہ باطن میں کافی نام حق اسکو	[illegible]	مکان لامکان سی ہے یہ برتر کچہ تیرا ایوان ہی ادنی فرش پا انداز تیرا عرش عالیشان ستارے ہیں ترے پابوس کے مہر و مہ تابان تری پابوس سے ہفتم فلک پر منزل ایوان
جہان پرواز کرنے سے پر جبریل جلتا ہو بھلا ایسی محل میں دخل پھر شیطان کا کیا ہو وہین مارا پڑے گو سو طرحکا بھیس بدلا ہو مگر افعی بن کے جا نکلے اودہر ابلیس اژدہا ہو	[illegible]	ہمیں دونون جہان میں تیری حمایت غصہ کا ڈر کیون ہو تجھے بھیجا خدا نے رحمۃ للعالمین ہے تو تری انعام بے پایان کا کیا ہو شکر انکو خو خدا سے مانگی کیا کیا نعمتیں [illegible]
خدا کا ذکر دل میں بخشش امت کی لب سا حل سنا تو اودہر کی پر تلفظ میں اودہر مائل اودہر مشغول تھا حق سی نہ تھا وعظ میں شاغل اودہر اللہ سے واصل ادہر مخلوق کا شامل	[illegible]	جو عاشق ہیں وہ جمال حقیقی دیکھو ہونگی فرحت میں جو عابد ہیں وہ حوران جناں سے ہونگی خلوت میں زہی قسمت کہ سب عیش و ہونگی کیا کیا ناز و نعمت میں بٹھینگے جسگھڑی عشرت کی سامان بزم جنت میں

شفیع المذنبین جب یاد فرماوینگے امت کو
خوشی کے مارے ہم سب بھول جاوینگے مصیبت کو
جو روتی ہونگی ہنستی کھیلتی جاوینگی جنت کو
لب گوہر فشان وا ہونگی جب عرض شفاعت کو
تماشا کا محشر مین دیکھینگے نیک منہ بد کا

بیان یک حرف موزون گر کوئی انصاف دیکھی
فصاحت اور بلاغت مین ہے بہتر سو کتابون سے
روی ہو جاوینگی صدہا بیاضین سیکڑون نسخے
پھینکینگے مثل تقویم کہنہ دیوان ہزارون کے
ہوا عالم مین شہرہ میرے اشعار مجدد کا

تری محراب ابرو کا ہی طاق کعبہ شیدائے
تری خال سیہ کا سنگ اسود بھی ہی سودائے
ہی دل مین آسکی داغ حسرت شوق جبین سائے
رہا کعبہ مین تیری روضہ کی در پر نہ جا پائے
اسی اندوہ سے ہی زنگ تیرہ رنگ اسود کا

طپان شوق زیارت مین رہتا ہون صبح اور شب
مرا ہادی ہی رہبر ہی علی ابن ابیطالب
خدا آسمان فرحت پہ پہنچون کا ہی غالب
ہوئی ہی ہمت عالی مری معراج کی طالب
میسر ہو طواف ایکا شرح کو تیری مرقد کا

وعید کبریائی کا کہ صادق ہو قیامت مین
یہود اور نصرانی رہی تیری عداوت مین
محبون کو تری اقرار ہو تیری نبوت مین
عدو کو حشر تک انکار ہو تیری رسالت مین
محل باقی رہی انکے قولِ مولد کا

کبھی یہ مردم دیدہ سواد یثرب دیکھین
کبھی اس روضۂ اقدس کے در پہ نظر آوین
کبھی درگاہ مین تیرے کرون جاروب پلکین
کبھی نزدیک جا کر آستانی پر ملون آنکھین
کبھی مین دیکھون بیٹھون اور کرون نظارہ گنبد کا

تری خاطر ہی خالق نی کیی ہین خلق انس و جان
ہوا معمور تیرے نور سے یہ عالم امکان
کیا پیدا نہ پیدا ہو کبھی ایسا کوئی انسان
ہو الجھا نہ ہو سکتا ہی میسر آپ سے ہی ایمان
نہ مانون مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا

تری کوچہ مین جا کر کب بھلا فردوس یاد آوے
کہ بہتر سدرہ و طوبی سے دیوار ذکی ہین سائے
مجھے خلد برین کی عیش و عشرت سہو ہو جی سے
فراغ دل ہی گر وہان زندگی کا کوئی دم گذرے
حسد ہو خضر و عیسی کو میرے عیش مخلد کا

عجب کیا لال کر دیوی زبان ترکی و تازی
کہ شعر آبدار اپنا ہی رشک تیغ فولادے
کرے اس تیغ سے ہند سے کیون سیف صفاہانی
تری تعریف سے میری زبان مین آئی ہی تیزی
صفاہان تک سخن ہوگا اس تیغ مہند کا

الٰہی پہنچون یثرب مین یہی مقصود ہی میرا
اگر مر جاون مین جاکر وہان تو اس سے بہتر کیا
وہان کے دشت مین ہو جاؤن طعمہ درندون کا
مدینہ کی زمین کی گر نہ لائق ہو مرا لاشا
کسے سحر امین مانگی مین خورشید ہون تمام اور کا

خرابی آشیان عنصر کی میرے جب آوے
کبوتر بنکے روح پاک میرے روضہ میں پہنچے
جو ہوا آزاد مرغ جان تو پائی شوق سی اوڑکے
تمنا ہی درختون پر سر روضہ کے جا بیٹھے
[illegible]

اسیکے ذات ہی کون ومکان کی باعث خلقت
اسکی شان مین لولاک نازل ہی بہر صورت
جب ایسی ذات بابرکات ہووے پہر تو بیشک وقت
منور کیون نہ اسکی نور سے ہو خانہ و باغ
[illegible]

نداق اس مسئلی کی ہی خبر ثابت روایت سے
کہ فائق نبی درود فضل کیا ہی ہر عبادت سے
دہین سل علی فرما کی بس یہاہی رحمت سے
خدا منہ چوم لیتا ہی شہید کشتہ محبت سے
[illegible]

مقرر جو کبھی ہین آدمی اپنی شرع کی رستے
بغیر از اسکی کوئی منزل مقصود کو پہنچے
نہین ممکن فرشتہ ہو کہ وہ اور کیا ولی ہووے
بلند اسکا وہ ایوان مراتب ہی کہ بن اسکے
[illegible]

مخمس در نعت محمد مصطفے احمد مجتبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از جرأت شاعر

اگرچہ لاکھ پیغمبر اوسے کا آفریدہ ہے
موافق مرتبے اپنی کے ہر اک حق رسیدہ ہے
محمد مصطفے لیکن باوصاف حمیدہ ہے
گروہ انبیا مین وہ ہی حق کا برگزیدہ ہے
[illegible]

تمام امت ہی اور یہ آج تہا ہارون بہائی کا
اور اک عالم کری تہا صفت عیسی کی دوائی کا
نبی موسوف گذرا ہی ہر اک نبی خدائی کا
محمد ہی تہی ممدوح ذات کبریائی کا
[illegible]

سلیمان وسکندر اور کسری کیقباد وجم
در خانہ مین اسکی بار کب پاتی رہین ہر دم
فرشتہ بہی جہان شدر رہی ہر گز نہ آری دم
رکہی ہے منزلیت آسمان سرور عالم
[illegible]

اسیکی نور سے جاتی رہی ہی کفر کی ظلمت
اسیکی شان مین نازل ہو والشمس الضحی آیت
اسیکی حق نبی کی کونین مین بدر الدجی خلقت
سپہر معرفت کا ہی وہ مہر الوہیت
[illegible]

کیا کلمہ نے اسکی نفی اور اثبات سی محرم
وہی روز قیامت کو نبی گا شافع عالم
نصیحت تجہکو کرتا ہون رہے جبتک کہ دم مین دم
اسیکی عشق مین پابند لہت ہو دلا ہر دم
[illegible]

درختے اور بشر ہی ہی خطا نسبت جو اوسکو دو
ہنین خیر البشر ہی بلکہ فخر انبیا ہے وہ
بلا بلی میم احمد اور عرب بے عین ہوے جو
سہ ایا نور حق نام خدا کہیی نہ کیون اوسکو
کہ جسکا نقش پا ہو جبہہ سا عرش خدا کا

عشق خرام ناز سے تو جلوہ گر اے جان
جون سایہ رہتی ہین پیچھے عشاق بیقرار تیرے
چاہین کہ اوٹھین خاک سی ہم ہین یہ طاقت کہان
ای رحمت و آرام جان با قد چون سرو روان

فرشتی اور بشر کی حق نبی کی ہی ایسی خلقت
ہا خالق نبی کی ہر جنس کی کونین مین کثرت
محمد مصطفی اخلاق کی اک خاص ہی خلقت
دلیل اوسکی ہے یکتائی کی یہ ریب لے جرات
کہ تہا سایہ نہ ہی محبوب ذات کبریائی کا

ہستی تہی عاشق سی تجہی یہ کس قدر بیگانگی
مانند نور و سایہ کی کچہ اور آمیزش نہ تہے
پر انتہا عشق مین دیکہا کہ یہ صورت ہوئے
من تن شدم تو جان شدی من تو شدم تو من شدی

مخمس معروف بر غزل
حضرت امیر خسرو دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ

مانا کہ مانی آج ہی تیرا قلم حسن آفرین
کہینچے ہین تو نے عمر بہر نقش بتان نازنین
گو رنگ لاوے لاکہ تو پر ہم سر قابل نہین
صورتگر زیبائے چین رو صورت آئینہ بین

عشوؤن سے ظاہر سر بسر ہے جلوہ حور و پری
غمزون مین تیرے مو بمو پنہان ہے فن جادوگری
جتنے کہ خوبی چاہیے ہے تیری صورت مین بہری
ای چہرہ زیبای تو رشک بتان آذری
ہر چند وصفت میکنم در حسن زان بالاتری

در پر جو اپنی دیکہکر مجکو وہ شوخ بیحیا
ہوکر غضب کہنی لگا تو کون ہے اوٹھ یہان سی جا
معروف مین نے رو دیا اور یہ مقطع پڑہا
خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما

نقاش قدرت نی تجہی جس دم بنایا سر بسر
جتنے کہ اگلی نقش تہی بے رو سب آئی نظر
سارا مرقع دہر کا ہر چند دیکہا غور کر
ہرگز نیاید در نظر نقشے ز رویت خوبتر
شمسی ندانم یا قمر حوری ندانم یا پری

مخمس معروف بر غزل
خواجہ حافظ شیرازی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

باشد کہ از بہر خدا سوی غریبان بنگری
با صورتی کش این چنین یا رگس صورتگری
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری
زانسو مرو دامن کشان کا رام جان ہر بری
چمن سے نظیر

نہ پوچھہ مجھسے غم و درد و صدمہاے فراق
ازل سی مجھکو بنایا ہی آشنای فراق
لکہا ہین مرے تقدیر مین سواے فراق
مباد کس چو من خستہ مبتلای فراق

که داد من بستاند و دهد سزای فراق

اسیر بند بلا ہین یہ ناتوان شب و روز
سبب یہ ہی کہ وہ آنکھون سی ہی نہان شب و روز
سنا گئی ہین جو معروف کی فغان شب و روز
ازین سبب من و حافظ چو بیدلان شب و روز

غم فراق سے از بسکہ ہون سیہ ایدم
ہر ایک دم ہی مرا اس کے حق مین تیغ دو دم
طرف فلک کی یہ کہتا ہون دیکھکر ہر دم
بجا روم چکنم حال دل کرا گویم

که عمر من همه بگذشت در بلای فراق

این
مخمس از حیدر علی
آتش است

بہرا ہی بسکہ دل و جان مین ہجر کا غم
بنا ہی چشمہ خون جگر یہ دیدۂ نم
جو بس چلے تو بتقریب انتقام الم
فراق را بفراق تو مبتلا سازم

چنانکه خون بچکانم ز دیده های فراق

بہڑک کی عشق کی ساری بدن مین اگ لگی
یہ شعلہ آہ کا نکلا دہن مین اگ لگی
تری تو آتش رخ سی چمن مین اگ لگی
میرے تو جان و جگر اور من مین اگ لگی

کیے ہین ہجر نے از بسکہ مجہہ پہ جور و ستم
تو بن رہا ہی یہ غصہ سے اب مرا عالم
کہ دل ہی دل مین یہ سوچا کرون ہون ہر دم
اگر بدست من افتد فراق را بکشم

بآب دیده دهم باز خونبهای فراق

یہ کیا حنا ہی منگائی چمن سے شیرین نے
اور اسکی خلق مین شہرت اوڑائی شیرین نے
ادہر تو ہاتہون مین مہندی لگائی شیرین نے
مگر یہ سیر عجائب دکہائی شیرین نے

تمام عمر رہا دوستو مین اس سے جدا
اور اوسپہ رکہتے ہو قسمت کا تو نہ شکوہ
ذرا سمجہ کے کہو بات از برای خدا
من از کجا و فراق از کجا و غم ز کجا

مگر بزاد مرا مادر از برای فراق

کیا علاج اطبا نے نارسائی سے
نہ آخرش ہوئی صحت کسی دوائی سے
یہ رنگ جسم کا ہی تیری آشنائی سے
جلے ہے لاش مرے آتش جدائی سے

تمہارے چپ سے میرے چپ نہان ہی ہو تو تو
ہو نکو دیکھہ کے حیران جہان ہے ہو تو تو
مری تو دل مین کچہہ اور ہی گمان ہے ہو تو تو
بسی ہو ٹہونپہ ہی یا دہوان ہی ہو تو تو
یہ سرخی پان کی ہی یا دہن مین آگ لگی

بہرے تہی قمقمی ہر ایک گل کی جہوٹے مین
گلون نے گہیر لیا تہا اسی ٹھٹولی مین
چہڑکتے جاتی تہی ہنس ہنس کے رنگ چولی مین
گلال لفظون مین انکی پڑا تہا ہولی مین
تو لالہ بولا کہ مشک ختن مین آگ لگی

اگرچہ ہوتی ہین گل رخ ہزار غصہ مین
پر اسطرحکی نہ دیکھی بہار غصہ مین
یہ وصف تجہہ ہی مین دیکہا نگار غصہ مین
ہوا جو سرخ ترا چہرہ یار غصہ مین
تو بلبلون نے بہی جانا چمن مین آگ لگی

ہوا اثر کشش دل کا دلمین تب اوسکی
تو خود بخود وہ لگا دوڑ کر گلے میرے
یہ سیر جسنے نہ دیکہی ہو آن کر دیکہے
طلب جو بوسہ کیا مین نے اوس ہمجوی سے
زبان تو شمع بنی اور دہن مین آگ لگی

الٰہی نام خدا مجہکو اک صنم ایسا
کہ جسکے دیکہنے سے ہوتی ہین سیکڑون شیدا
مین بہولی باتون کا اسکی بیان کرون کیا کیا
فلک کو دیکہہ کے کہتا ہی نوجوان میرا
عجب تماشا ہی چرخ کہن مین آگ لگی

ہذا المخمس
معروف بر غزل محمد ابراہیم ذوق است

جو کوئی عاشق بت سفاک پر سو جی سے ہے
خنجر بیداد سے آخر شہادت پاتی ہے
لیکن ایسی موت کب ہر ایک کے ہاتہ آئی ہے
سر بوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پائی ہے
یہ نصیب الله اکبر لوٹنے کی جائی ہے

مین پڑا ہون قید مین اور موسم گل آئی ہے
شوق کو موج صبا نے تالیان سکہلائی ہے
سخت تنگ آیا ہون بیٹہے بیٹہے جی گہبرائی ہے
رخصت اے زندان جنون زنجیر در کہڑکائی ہے
مژدہ خار دشت پہر تلوا مرا کہجلائی ہے

ضعف سی مشکل ہی اب گرمان کا ہی ہر گام
زور اگر چلتا تو مر جاتی کہین جلدی سے ہم
ناتوان ہین کسطرح طی کر سکین راہ عدم
ہان مدد طاقت کہی ہے ضعف سے سینہ مین دم
دیکہیے تب تک خدا کیونکر مجہے پہونچائی ہے

مرتی مرتی بہر چکا ہون زخم مین کتنا نمک
کیا عجب گر خاک سے بہی میرے پیدا ہو نمک
لذت بیداد قاتل مین ہی ہی کیسا نمک
واہ واہ شور محبت خوب ہے چرکا نمک
استخوان میرے ہما کس نے کسکی کہائی ہے

ہر نفس جہرتی ہین آہ گرم سی میری شرر
خونِ دل ہر دم بہاتی ہی رگِ مژگان تر
کون ہی اسوقت مین میرا جو لی میری خبر
بس گرم سوز درون مین جا بینگے دل اور جگر
رحم جوش ای گریہ پہر دریا بہی بہر آئی

بسکہ درد حسرت دیدار سی تہا بیقرار
کہو دیا بیچارہ نی ہستی کا رنگِ اعتبار
کشمکش مین مرگ کی بیخود پڑا معروف وار
نزع مین بہی ذوق کو تیرا ہی بس ہی انتظار
جانب دیکہتا ہی جسکو بیہوش آجائی

ہذا المخمس از تالیف
مرزا محمد سلطان فتح الملک
ولی عہد شاہ دہلی بہادر
متخلص بہ رمز

پرتو پڑے جو اسکے رخ بیحجاب کا
پیدا ہو رنگ سنگ مین لعلِ خوشاب کا
پڑے مین تو یہ جلوہ ہی اس برق تاب کا
جب پردہ رخ سے دور کری وہ نقاب کا
جلوہ ہر اک ذرہ مین ہو آفتاب کا

شب بزم می تہی اور تہی سب جمیع آشنا
یک رند می پرست نی مذکور یون کیا
سنئے عجیب نقل ہی اور طرفہ ماجرا
[illegible] شیخ مجتہد عصر سے تہا
دکہلاے کے باغ سبز عذاب و ثواب کا

دینے لگا وہ رنج و تفکر مجہے بطن
یعنے جتایا اپنا تفاخر مجہے بطن
جب دیکہا خوب محو تحیر مجہے بطن
کہنی لگا زراہ تبختر مجہے بطن

جب بطرح سے پند و نصیحت وہ کر چکے
مین بیٹہا چپکا سنتا رہا وہ کہی گئے
جانا یہ مین نے یون تو یہ چپکی نہو وینگے
مین نے کہا کہ ہم بہی ہین ہان خوب جانتے

جو کچہہ کہ آپ کہتے ہین سب سچ ہی ہی تو ہان
لیکن تمہارا زہد ہی یہ مکر اور فسون
دعوی جو آپکے تقی ہین ہی باطل و جنون
گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون

جو طعن بیکسو نپہ کرو تم بجا درست
ایسا ہی ظاہر آپنے اپنا کیا درست
پر یہ صلاح و زہد کا دعوی ہی نادرست
تقوی ہمارے آگے ہو جو آپ کا درست

جسدن کہ روز ابر ہو اور سارے بادہ کش
پیاسے پکارین ہاتہ سے ساقی کی العطش
اوسدن یہ جلسہ سب ہو تو جاو تم بہی غش
سے اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش

بیہوش کر دی باتون مین تمکو لگا کی منہ
پھر دیکھین مبتلی ہو کہ سر ہم چھپا کے منہ
اور جب ہو وی طنز ہنسیے گا بنا کے منہ
کہیے ہنسیے سے اسکو وہ منہ ہی ملا کے منہ

[illegible]

کرتی ہین مومنان کے لیے مومنان کب
کیا کیا و عالئین ال سی بوقت امید و باک
ہان رضا تو ہی کہدے بیک آہ دردناک
یارب غم حسین مین آخر ہو جب کہ خاک

[illegible]

یکمشت ناز خو رشائل پر ہے لت
مستے مین جسکو پاس نہ کچھ بھی ہو شرم کا
از روی لطف بوسہ گر می یون تمہین عطا
رو ہین ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بے حیا

[illegible]

مخمس معروف
بر غزل میر نظام الدین
المتخلص بہ ممنون

پھر دیکھین کیونکہ بنتی ہی ہمین دین و دل دیے
جب وہ حریف ہاتھ مین آ جام مے لیے
گر تم مے کے پینے مین کچھ عذر ہی کیے
مست ہے یون سکے کہ ہمارا لہو پیے

[illegible]

ہی داد خواہ تجھسے وفا اور وفا سی ہم
راضی ہے ہمیشہ تیری جفا اور جفا سے ہم
کیا لگ چلی ہے تجھسے ہوا اور ہوا سے ہم
نکہت کو تجھسے لے ہی صبا اور صبا سی ہم

[illegible]

جسوقت اسطرح سر و سامان عیش ہو
اور می پلانی والا بھی ایسا ہو خوبرو
اور ہی لعبد وہ کہو کرے ایسی گفتگو
اوستوقت ہم سلام کرین قبلہ آپ کو

[illegible]

کرنے ہی ہمکو عمر بسر راہ عشق مین
ہی جسکو جان و تن کی خبر راہ عشق مین
لیئے گئی ہین سے گذر راہ عشق مین
دنیا ہر ایک گام پہ سر راہ عشق مین

[illegible]

اور یون تو مین بھی جانتا ہون بادہ ہی حرام
اور آپکو تو بادہ سے انکار ہی مدام
پر اعتقاد ہوگا اوسی وقت لا کلام
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام

[illegible]

رہتے ہین رو رو رات کو تا سحر تلک
ہچکے سے ایک لگتی ہے دو دو پہر تلک
پائی نہ پھر دعا کی رسائی اثر تلک
پہنچے نہ ایکبار اجابت کے در تلک

[illegible]

لازم ہی دوستون کو رہی دل سی عمر بہر
احسان مند خوبی خلاق یک دگر
ہین ہم ہی فیض گلشن ہستی سے بہر ور
دامان بہر کے لیتے ہین نکہت سی ہر سحر

دلمین بہرے ہین بسکہ محبت کی شوخیان
ہر غنچہ گل کا اپنا گمان ہین ہے گلستان
نیرنگ کارخانۂ دل کیا کرون بیان
ہر ایک تازہ رنگ ہے خون بدل یہان

راہ طلب مین کسکو میسر ہے بازگشت
یہان ہر قدم ہی صورت خورشید تیغ و طشت
دیوانگان شوق کی مت پوچھ سرگذشت
سرگرم جستجو ہین کوئی بسکہ دشت دشت

یون اپنی بڑہ گئی ہی کسو سی ہزار ربط
پر بے مناسبت کا نہو ہوتا ربط
ہوتا ہی اپنی جنس سے بے اختیار ربط
آشفتہ سے رکہی ہی سیہ روزگار ربط

احیا کا گرچہ معجزہ آرائی ہی مسیح
لیکن مریض عشق سے شرمائی ہی مسیح
معروف درد عشق کو کب پاسکے ہے مسیح
ممنون کا درد دیکہ کے فرمائی ہی مسیح

گل سی چمن چمن سے سوا اور صبا سے ہم
خون تیری ہاتہ سی حنا اور حنا سی ہم
منت پذیر ہم سے نہین پا اور پا سے ہم
شانہ سی مو و مو سے بلا اور بلا سے ہم
عاجز ہی اس مرض سی دوا اور دوا سے ہم

مخمس معروف

بر غزل نواب اسد اللہ خان بہادر المتخلص بہ غالب علیہ الرحمۃ

شرح درد دل افگار کہون یا نہ کہون
ہی مجہی رخصت گفتار کہون یا نہ کہون
کچہ تو کہہ ای بت عیار کہون یا نہ کہون
اپنا احوال دل زار کہون یا نہ کہون

آپ سے ہی دل وحشت زدہ کب سے باہر
تسپہ بہی ہین نہین انداز کے ڈہب سے باہر
حرف بیجا نہین آتا مری لب سے باہر
نہین کرنیکا مین تقریر ادب سے باہر

باب پنجم کے گلستان کے حکایت سمجہو
مرثیہ کے اسے یا کوئی روایت سمجہو
خیر جو سمجہو سو سمجہو یہ نہایت سمجہو
شکوہ سمجہو یا اسے یا کوئی شکایت سمجہو

دیکہکر بیکسی عاشق دلی بیماری دل
ہی سویدا ہی سیہ پوش و اعذاری دل
ٹکڑی ہوتا ہی جگر دیکہ کے لاچاری دل
اپنی دل ہی سی ہین احوال عزاداری دل

جو کوئی کرتا گلہ ہی جو کسو اپنی کا لوگ باور نہیں کرتی ہیں پہر اسکو بھلا ہے یہ مشکل کہ نہیں اور ہے جسکو بسکوا دل کی ہاتھوں سے کہ ہی دشمن جانی اپنا	ہوں کہ آفت میں گرفتار کہوں یا نہ کہوں	نے تو نقش مدعا سے کے ہی شکست نے صف غم ہے کو ملتی ہے شکست خوب دیکھا اور دل الفت پرست نالہ من سر بسر بیجا صل است	گریہ من سر بسر بے فائدہ
لینے پڑتے ہیں کئی ڈھب کا نہاں ہی غماز اشک بیتابی و فریاد و فغاں ہی غماز یہاں تو عاشق غمگین کے زبان ہی غماز ہیں تو دیوانہ ہوں اور اک جہان ہی غماز	گو میں اب بیش دل ابتر کہوں یا نہ کہوں	رد کرے جو اک بوسہ کا سوال وہ کرے کیا خاک عاشق کو نہال کب بر آتی ہے تمنائے وصال اے صنم اے سرو بستان جمال	از تو امید ثمر بے فائدہ
ہی سخن وا شد دل کی مجھی معروف مدد ہوں بر بند ان سخن صورت قفل ابجد دل میں باتیں ہیں بہر کیسکہ زیادہ از حد اب جو وہ مرا احوال نہ پوچھے تو اسد	حسب حال اپنی بہر شعار کہوں یا نہ کہوں	شرع کی حالت میں کیا ہوتا اگر دیکھ جاتا ہے مجھی کو یک نظر وای حسرت ای بت بیداد گر جان بلب دارم نے داری خبر	بے تو مردن بخبر بے فائدہ
مخمس شاعر **بعیدیل معروف** **برغزل حافظ احسان صاحب**		ہر گھڑی تو یہ جو کرتا ہے بیان دل لگا مت اسمیں ہے جی کا زیان تو کوئی قاضی ہی تجھکو کیا میاں ناصحا من دانم و عشق بتان	فائدہ گر ہست ور بے فائدہ
نالہ ہائی بے اثر بے فائدہ زاری شام و سحر بے فائدہ کیجے کیوں سچے کا ضرر بے فائدہ گریہ ام ای سیمبر بے فائدہ	رنگ رد ہمچو زر بیفائدہ	کہتے ہیں معروف ہی کو کیا زبون مسیہ کو ہی کہتے ہیں صرف و فنون کرتے ہیں سودا تا نک ثابت جنون قدر شعر احسان کہ پیدا کند کنون	می خورم خون جگر بیفائدہ

مخمس رفیع
بر غزل محمد ابراہیم صاحب
المتخلص بذوق

شور الفت کا بیان احوال مین کس کرون
آہ نہین لگا تازہ ہر اک زخم درون
کیا خوشی کا ذکر بیان عشق کا ہی یہ فسون
دیکہکر قاتل کو بہر لائی خواہش دل مین خون

جوش مین طوفان کو لانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے
اضطراب دل کو کہانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے
خاک مین گو سر ملانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے
ابر تر آنسو بہانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے
برق مضطر تلملانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے

خوب ہی گر تو بچائی ایسی جا بیسی وہان
یعنی کچہ حاصل نہین ہی سر کٹا بیٹھی وہان
ہی سوا ظلم و ستم ساری زبانین بھی وہان
کہدو قاصد سے کہ جاوے کچہ بہانہ بھی وہان

تہا یقین ہمکو کہ بس ہوتے ہین کوئی دنکو قتل
کو منا مشکل ہی کرنا عاشق پر غم کو قتل
کر چکا ہی تو ایسی انداز سی عالم کو قتل
ہمنے پہلے ہی کہا تہا تو کریگا ہم کو قتل
تیوریونکا تڑ جانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے

ایسی غم مین گر جیتی ہی کام یہ ہی مرد کا
حال لکھنا کیونکر ان کو رنگ ہی زرد کا
قصہ ہستو اتی ہین انکو ہی آہ سرد کا
خط مین لکھوا کر انہین بہیجا تو مطلع درد کا

یہ تو ظاہر ہی کہ دشمن کو ہی بیشک مجھسی بیر
دیکھی کیا ہوے بیٹھے دیکھتی ہین ہم بھی سیر
یار ہو اسکی ہی کہنی مین تمہسی یہ بھی بخیر
جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اوسکو غیر
کیا سکھائیگا سکھانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے

کر دیا گردن کو اوسکی سامنی خم آپ سے
اسطرح دانستہ دی ہی کوئی سر کم آپ سے
خوش ہو ہے جا ہی وہ آشوب عالم آپ سے
تیغ تو اچھی پڑی تھی گر پڑی ہم آپ سے

کیا ہی پچھتاتی ہین اپنی دیکھکر دل کا یہ حال
سچ کہا ہی قدر نعمت ہوتی ہی بعد از زوال
سینہ کاوی حقیقت مین ہی نقصان کمال
تیر و پیکان جتنی تھی دل مین دیے ہمنے نکال
اپنی ہاتھون گھر لٹانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے

کا ہیکو کچہ منہ سے کہتا جانتا ہین یہ اگر
اسطرح کا نکتہ چین وہ ہو گیا ہی کینہ ور
باتون باتون مین کیا کیون جان کا اپنی ضرر
جب کہا مرتا ہون وہ بولی مرا سر کاٹ کر

کہو نہ کہینچی ظاہر اسی دشمن عالم نے تیغ ہاتہ میں دیکر خیال ابروی پر خم نے تیغ آپ اپنی پر لگائی عاشق پر غم نے تیغ وہان ہلی ابرو یہان گردن پہ پہیری ہم نے تیغ	بانکا ایسا ہی یانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے	محبت سمجھی ہی پہلے تو کی مہر و وفا تو نے ستم ہم پر جو کرتا ہی وہ کیا دیکہی خطا تو نے ہمارا لیکے دل پہیرا آخر کے دغا تو نے یہ جانا تہا کریگا تو وفا پر کے جفا تو نے	الٰہی ظالم ہمیں تم سی گمان کیا تہا ہوا کیا ہے
انکو جب پاتے ہیں تو اپنی کو کب پاتی ہیں ہم ساتہ اپنی شوق کی ہمدم چہوڑ جاتی ہیں ہم شوق کی نیرنگ سازی انکو دکہلاتی ہیں ہم سنکے آمد اونکی از خود رفتہ ہو جاتی ہیں ہم	پیشوا لینے کو جانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے	ہمیشہ سے ترا جان حزین کو یہ مقولہ تہا کہ اس قالب میں جب تک ہیں نہیں رہنے کی میں صلا وہ پہنچا اپنی گہر اور تو بہین کرتی ہی واویلا تجہی تہا ساتہ جانا وہ گیا تو رہ گئی تنہا	ارادہ تیرا جانا توان کیا تہا ہوا کیا ہی
گو بسیہ کاری ہی اسی رضر جائل تباہ یہ ملی ہی لیکن اسکے دل میں گہر کرنیکی راہ رہنمای راہ الفت ہو گئی اپنے گناہ کیا ہوا آذوق میں جو جرم کٹ ہی سیاہ	لیکن آنکھوں میں سمانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے	جو عہدہ قاصد بجالائی صرفی برکمر باندہی کہ خط کو ہاتہ میں لیکر ہتیلے پر وہ سر رکہی ہوا کیا اور خیال افسوس اپنی دلمیں کیا کیا ہی تمنا تہی جواب خط کی قاصد کی ہوئی پر رہی	ستم ہی مطلب دل کر جان کیا تہا ہوا کیا ہے
مخمس شاہ دہلی المتخلص بہ ظفر غفر اللہ لہ بر غزل رمز		زمانہ نہ دوستدار رنج یا ہو دشمن شادی فلک کی ظلم سی خاموش کوئی ہو کہ فریادی اوسی کیا کام جسکو قید دنیا سی ہوا آزادی ملا تہا خاک میں کون اور ابکے کیسی بربادی	سنین معلوم زیر آسمان کیا تہا ہوا کیا ہے
تمہاری رضع سی مدعا جب بیان کیا تہا ہوا کیا ہے ہمین تمسی محبت کا گمان کیا تہا ہوا کیا ہے تمہارا قول ہمسی سیر جان کیا تہا ہوا کیا ہے کیا وہ آپ نے ہمسے بیان کیا تہا ہوا کیا ہے	کروتم یاد اقرار زبان کیا تہا ہوا کیا ہے	سراسیمہ یہ کیا اب دیکہتا ہی چار سوا دل نہ یارای خموشی اور نہ تاب گفتگو ادل ہمین معلوم ہی احوال تیرا سب ہوا ای دل کیا وہ موکر فکر کرمین گم ہی تو ادل	کہان تہا کون تہا کیا تہا میان کیا تہا ہوا کیا ہے

دوی جو کوئی جو کوئی چاہ کر اسکو
نصیبون سے ملی گرد اسکی شاہ نکتہ ور اسکو
سنا ہین جسب حال ای رہنما اپنا شعر اوسکو
اگر ہم جانتے ایسا ندیتے دل ظفر اوسکو

[illegible]

نہین ہے کوئی میرا دل رو آشنائے حال
پہ ایک تیرا جو چھلا ہی یادگار وصال
اوسکو سینہ پہ دہرتا ہون خوب کر لال
جو گل مین کھائی لکھون کسطرح تجھی احوال

مخمس معروف بر غزل
عبد الرحمن خان المتخلص
بہ احسان

کرم ہے تو نے جو مقتل مین جلوہ فرمایا
زبسکہ مجھکو تمنای مرگ مین پایا
تو اسکو قتل کیا اور مجھکو ترسایا
گلوی تشنہ پہ میرے نہ تجھکو رحم آیا

نہی ہی چشمۂ خون چشم اشکبار دریغ
بچا نہ قطرۂ خون جگر فگار دریغ
ہزار حسرت و صد حیف صد ہزار دریغ
ہوا ہے زرد مرا غم سے جسم زار دریغ

[illegible]

نہ آپ مین ہی یہ معروف بی سر و سامان
نہ پاس شرم و حیا ہے نہ ضبط آہ و فغان
نہ باز رونی سی ہو وہی یہ دیدۂ گریان
نہ دلکو تاب ہے فرقت مین کیا کرون جانان

ملا جو تجھسی سر راہ مین بیابان گرد
تو دیکھ دیکھ مرا حال زار چہرۂ زرد
ہنسا بزیر لب اک بھر نا نہی دم سرد
کراہی دیکھ کے تو اسطرح دم بیدرد

[illegible]

مخمس مرزا رفیع السودا
بر مصرع
یقین

بجھے ہین پھول گلستان کی ہر نشیمن مین
ہر ایک جا ہے ہین مرغان باغ شیون مین
پھری ہین لخت جگر غنچہ گل کے دامن مین
گذر ہوا تھا یہ رشک گل کا گلشن مین

[illegible]

اوس شوخ سی اس دلکی لگجانی کو کیا کہیے
ناحق کی اذیت سی کہہ پانی کو کیا کہیے
احوال مرا یان تک پہنچانے کو کیا کہیے
یون غفلت مین ہر جبکی ہنس جانے کو کیا کہیے

[illegible]

...دل سی ہین کہتا تہا وہ تجہکو لبہاتا ہی ...یون اس لب شیرین کے باتون پہ تو جاتا ہی ...زہر تو ہو میٹہا لیکن کوئی کہاتا ہی ...یون دیدہ و دانستہ جے گوئی کہوتا ہی	[illegible]	غم فراق سے سینہ تو شق ابہی سی ہے سپید چہرہ برنگ فلق ابہی سے ہے جو جاؤن جاؤن گا تجہکو سبق ابہی سی ہے شب فراق مین دل پر قلق ابہی سے ہے	[illegible]
...زر کہ اوہی دیجے نہ زور کی ہی طاقت ...عجز سے کچہ حاصل نہ کام آوی منت ...طرح سے کاٹو نہین کٹتی نہین یہ زحمت ...کیا فکر کرون یارو لا حول ولا قوت	[illegible]	دماغ دوستو تیری جو کج کلاہ کا ہے نہ حور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہے ہر اس دل مین سمایا جو اوسکی راہ کا ہے چلا نہین یہ ارادہ تو سیر ماہ کا ہے	[illegible]
...اس جینی سی بہتر ہی اے شب پہ دل دہر یے ...دل بجہیے کہین جاکر یا ڈوب کہین مر یے ...کس طور کٹین راتین کسطرح سی دن بہر یے ...کچہ بن نہین آتی ہی حیران ہو کیا کر یے	[illegible]	روان ہو جیسے کہ نیسان کا قطرہ سوے صدف کمان سے جون ہو گریزندہ تیر سمت ہدف کہ جیسے پرچہ کاغذ پہ ہو کے خالی کف مین لکہہ چکا ہون چلا دل اب اسکی طرف	[illegible]
...مصرع کو یقین تیری سودا نے سنا تہا کل ...روتا ہی وہ تب سے یون سی ہی گویا بادل ...اظہار غم و نالان بجلی کیطرح بیکل ...پہرکی وہ پڑ رہتا ہی ہاتہون کے تئین مل مل	[illegible]	نگاہ تیری نے جسکو نہین کیا گہایل وہ آج مر گیا ظالم اوٹہا کی صدمہ دل خدا کیواسطی چل دیکہہ تو ارے قاتل ہنوز دفن ہوا ہی نہین ترا بسمل	[illegible]
ہذا مخمس از عشرت است		ہوی ہم اسکی جو مایل تو کہہ بہا عشرت ہماری آنکہو نسی مدرات خون بہا عشرت صبح سی شام تلک تہی خوش رہا عشرت کسی نے شام کی آنکہی کر کیا کہا عشرت	[illegible]

مخمس از ارشاد (ہذا، handwritten) مخمس از ارشاد است		اسوقت توقع نہین مادر و پدر سے احمق ہین جو امید رکھین اپنی پسر سے یہ مصرع عجب کس نے لکھا خون جگر سے لائق ہی جو ہم اوسکو لکھین آب گہر سے
اس گردش افلاک سی حق آپ ہی سنبہالے دنیا کی محبت سے مرے دل کو نکالے یہ قوم دغاباز جفا جو سے رہا لے کرتی ہین ہر اک باتمین کیا حیلے حوالے	[illegible]	ارشاد تو عاقل ہے ہر اک خوف خطر کر جو دوست نظر آوی دل و جان فدا کر مقدور سی اپنی نہ گذر کام سوا کر کوئی طعنہ نہ مارسکے تجھے یہ مصرع سناکر
افسوس عجب طور کا آیا ہی زمانہ جو دل ہی یگانہ نہیں ہوا ہے وہ یگانہ جاتا ہون ہر اک کام کو مین خانہ بخانہ کوئی مجھکو نہ پوچھی کہ یہ ہی کون فلانہ	[illegible]	ہذا مخمس از کنور رست
چھپتے ہین آوے جو کہ ہو زردار تونگر مفلس کو نہ پوچھے وہ اگر ہو دے برادر آثار محبت کا نہین روئے زمین پر کیا غیر زمانہ ہی یہ اللہ اکبر	[illegible]	سودائے یار سے ہی نپٹ بیقرار دل مدت سے یک نگاہ کا ہی انتظار دل شوق وصال یار ہوا خار خار دل کیا کہین کسقدر ہی سدا اضطرار دل
جو کچھ کہ بزرگون نے کہا ہی سو بجا ہے دل کو نہ لگائی جو نہیں سے تو بہلا ہے دنیا میں ذرا چشم مروت نہ حیا ہے جو تجھکو ملا اپنی غرض کا ہی ملا ہے	[illegible]	آشفتگی سے دلکو نپٹ اور پیچ و تاب آزردگی و خستگی رہتی ہی بی حساب بے طرح روز و شب ہی آہ اضطراب ہی قید زلف یار دل خستہ کو عذاب

سنگ جفا سی شیشۂ دل چور ہو گیا عشق ہر طرح سی مین مجبور ہو گیا		زخمون سے سینہ خانۂ زنبور ہو گیا دیوانگی مین نام سے مشہور ہو گیا
	بار گران سی عشق کی ہی زیر بار دل	
بابت نی ای کنور مجھی بیجا نمان کیا ہر طرح اس جہان سے مجھے خستہ جان کیا		بار الم سی پشت دوتا جون کمان کیا سلسلے کے دلکو قیدی زلف بتان کیا
	تڑپے ہی سینہ مین مرے بے اختیار دل	

مثلث از خان عالیشان فصاحت بیان

حکیم محمد مومن خان سلمہ الرحمان

لذت فزاست در دل شہا گریستن		خوش در خور است حسرت طوبا گریستن
	پنہان ملول بودن و بیجا گریستن	
مت بیحجاب تو نہ یون جہانک چار سو		ای دیدہ دار پاس کہ مقبول عشق کو
	رسوا نگاہ کردن و رسوا گریستن	
منظور ہی کچھ اور کہ اشک آنکھ سے چلے		من کیستم کہ گریہ بجالم کند وے
	مے زیبدت بنرگس شہلا گریستن	
این خونفشانیان عبث ای چشم اشکبار		گر کام دل بگریہ میسر شدی وصال
	صد سال میتوان بتمنا گریستن	
حیران ہون دیکھ ربط گل و شبنم ای ہزار		بیدرد را بہ صحبت ارباب دل چہ کار
	خندیدن آشنا نبود در گریستن	
اشک آنکھ روتی ہین کس کی تو نسی خون		عمرم گریہای ہوس صرف شد کنون

واسوخت از آتش

خواجہ حیدر علی صاحب متخلص بہ آتش

اک کی یار نے تھا یار سری یاری ہم

ہمدم و ہمسخن و مونس و غمخوار رہے ہم

لطف و شفقت و عنایت کے [illegible] رہے ہم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عمرم بتبازه باید م و اگریستن

ای شیخ میر ینباره و خلد برین پر ست — گاهی بیاد سرو قدی گریه هم خوش است

تا کی بشوق سدره و طوبی گریستن

لاکھون تباه حال هین تیرے اشارہ ایک — هر کس که هست گریه بجایش روا لیک

نتوان بعالم تن تنها گریستن

مومن یه کهدی جا که هی کهی ذوق اشتیاق — عرفی ز گریه دست ندارد که در فراق

ورنه ز دل نمی برد الا گریستن

مسدس قدوی

سینو درا یه گفتگو شیکوه بروا جو — پیتے تھی می سبو سبو ملکی صنم سی دو بدو
مشعل مه تھی روبرو تھے هم یاتھ خوب رو — لیکن هوئے هو وه سب رفع آخر شب نمن او

صبح دمیده شب گذشت ماه شبینه خانه رفت
روی سحر سپیده کنید یار باین بهانه رفت

هم نی کیی تھی واه واه شیکوه عجب عجب — بزم شراب اور اگر زنگ اور رنغل مین غنچه لب
سینه بسینه لب بلب بتو نهین کٹی تمام شب — عین خوشی مین کیا هوا دیکھو تو یار وینه غضب

صبح دمیده شب گذشت ماه شبینه خانه رفت
روی سحر سپیده کنید یار بدین بهانه رفت

یار کی تھی روشنی صحن چمن بهر طرف — شهر دن کے لب کے دار تھی کی یاب چراغ صف بصف
آب روان میکشی بانگ نی و صدائے دف — کیا یه سما بندها جو تھا مفت گیا مری برکف

صبح دمیده شب گذشت ماه شبینه خانه رفت
روی سحر سپیده کنید یار بدین بهانه رفت

شام سی لیکی تا سحر جشن کیا بهار کی — هم تھی نشه مین چور آیا کیهن سیم بر

تنگ گرفتمش بہ بر دست نبراہت و در کمر | شوق تو دل مین شبنبر و فت گیا علی گذر

صبح دمیدہ شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

لذت عیش زندگی تھا مجھے تا صبح تک | بزم و شراب و ساگر و رنگ بادہ گیا اوج رگ رگ
سوتی تھی ہم پلنگ پر ملکی صنم سی ہمدیک | نیند سی آنکھ کھل گئی دیکھو تو چن کیا کہ یک بیک

صبح دمیدہ شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیہ کنید یار بدین بہانہ رفت

شکوہ و شرح دلربا صبر کے لیگیا متاع | اوسکی ہی عشق میں افترا اوسکی سخن مین اختراع
فدوی نی اوسسی کیدہ پایا کہ نہی تھا نزاع | باتون مین شب گذر گئی اور پکار الوداع

صبح دمیدہ شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیہ کنید یار بدین بہانہ رفت

ہذا مخمس از کلام فصاحت و بلاغت شعار حکیم محمد مومن خان سلمہ الغفار

ای چارہ گر آ جلد کہ دم چار گھڑی ہے | مین جان سے مرتا ہون تجھی بیخبری ہے
کیون پہلی سی درمان مین اثر بی اثری ہے | اپنی سی تو کر دیکھ عجب نسخہ وری ہے
ہو جاون مین جان بر تو تیری ناموری ہے | یون دعوی بے صرفہ تو بیہودہ سری ہے

گر ہے مریضونکی دوا ہووے تو جانین
بیمار محبت کو شفا ہووی تو جانین

ہر چند کہ درمان ہے نہیں عشق تبان کا | زخم دل مجروح پہ لگتا نہین ٹانکا
مرنا فلک ہجر مین بچنا ہی بہان کا | پر شکر ہوا اسمعیل علاج آپ ہی تو جان کا
رہ حال نہیں ہے دل بیتاب و توان کا | تہمت نظر آتا ہی ہو زخم نہان کا

تما تیر دوا اب تری کر جاے تو کر جاے
ہر چند کہ ناسور ہے بہر جاے تو بہر جاے

یعنی کہ دل اس دشمن جانی سی پہرا اب	گر تھا مرض الموت پہ تسکین ہی شفا اب
بیطاقتی جان نہین آزار قضا اب	سینے سی مگر نالہ جدا ہونی لگا اب
وہ عشق کی خاطر ہی نہ وہ پاس وفا اب	وہ فتنہ کی الفت ہی نہ وہ شوق لقا اب

کچہ کام نہین پیچ و خم زلف دوتا سے
کہا یار سے بل سیکڑون اب تیر بلا سے

یک عمر تلک زیست ہی بیزار رہا ہین	سر مشق غم و وقف صد آزار رہا ہین
معشوق کی پرہیز سی بیمار رہا ہین	بیجرم سزا ان کی سزاوار رہا ہین
کیا کیا نہ مصیبت مین گرفتار رہا ہین	افسردہ دل گرمی اغیار رہا ہین

آخر طپش اس آتش خاموش مین آئے
جان گر سے غیرت سی غضب جوش مین آئے

کل گہر مین وہ بیٹھی تہی سراسیمہ و حیران	اوس حال کی دیکھی سی ہوا حال پریشان
غصہ کے سبب چہپ نہ سکی رنجش پنہان	سمجہا ہین کہ یون یہی تو ہے مایوسی حرمان
انصاف کرو صبر کری کب تلک انسان	ناچار کہا طعن سے مین نے کہ مری جان

کس سوچ مین بیٹھی ہو ذرا سر تو اوٹھاؤ
گو دل نہین ملتا ہی پر آنکھین تو ملاؤ

دیکہو تو ادہر کو کہ کبہی یار تہی ہم بہی	غیرون کی طرح محرم اسرار تہی ہم بہی
منظور نظر صورت اغیار تہی ہم بہی	اوس چشم عنایت کے سزاوار تہی ہم بہی

یون شربت دیدار سم آمیز نہین تھا
کچہ نرگس بیمار کو پرہیز نہین تھا

اسپہ قربان ہمین گا ہمی جا ہم
منہ سے نکلا ہی جو کچھ اسکو نباہینگی ہم
کوئی اسکا نہ تھا پہنچی صحبت مین
دوسرا کو نہ رسائی تہی تری خدمت مین
مختصر قصہ ہمین ہم تہی ہر اک حالت مین
انجمن مین ہمین ہوتے تہے ہمین خلوت مین
مصحف رخکو سمجھتا نہ تھا ایمان کو سے
خال ہندو کا نہ عاشق تھا مسلمان کو سے
کیسے تدبیر تمہارے ہی یہ کیسی تجویز
ہری آنکہو ہر گز کسی ناکس کا نیم (?)
ہر آپ اونکو سمجھنے لگی جو تہی ناچیز
ہم سے دیکھا نہین جاتا ہی فلیلونکو عزیز
اون سے

کہیے تو یہ کیا بات ہی قربان تمہارے
ہی ناز نہ ایما نہ ادائین نہ اشارے
آئے کبھی برسون مین تو آئی ہی سدھارے

کچھ طور نظر آتے ہین بدلے ہوے سارے
اب کسلیے رہتی نہین تم گھر مین ہمارے
بیٹھے بھی اگر پاس تو چپ شرم کی مارے

پھر کسلیے گھونگھٹ رخ روشن پہ لیا ہے
پھر کیون نئی سرسے ہی پہلی سی حیا ہے

وہ ہی تو ہون مین ہمدم و دمساز تمہارا
وہ جسکے سوا صرف سب انداز تمہارا
وہ محرم ہر غمزہ و غماز تمہارا

مدنظر چشم نظر باز تمہارا
یک عمر تلک جسپہ رہا ناز تمہارا
پوشیدہ نہ تھا جس سے کوئی راز تمہارا

حسن آئینہ دیدۂ دیدار طلب تھا
سرحلقۂ عشاق وفادار لقب تھا

وہ مہر وہ الفت وہ محبت ہی نہین ہے
بیہودہ سدا ابرو پہ خم اور چین ہے
آتی ہی یہان بس چلی جاؤنگی کہین ہے

یا طبع مین الطاف تھے یا بر سر کین ہے
بیوجہ شب و روز شکن زیب جبین ہے
اب ہوش کہان آپ کہین دہیان کہین ہے

فرق آہ پڑا طرز ملاقات مین کیسا
غصہ ہی چلا آتا ہے ہر بات مین کیسا

وہ پیچ خم و طرۂ طرار کہان ہے
وہ ناز کے نرگس بیمار کہان ہے
وہ بوی تن رشک سمن زار کہان ہے

وہ کشمکش کاکل خمدار کہان ہے
وہ تازگی رونق رخسار کہان ہے
وہ رنگ رخ غیرت گلنار کہان ہے

گلگونہ سے چہری پہ کدورت ہی نہین ہے
بدلی گئی کچھ تم تو وہ صورت ہی نہین ہے

جی طبع مین ہر روز فزون رنج فزا ہے

اپنے مین سماتے نہین کیا دل مین سمائی

یہ تند خوئی تھی نہین کچھ گرم ادا ئے
ہر ایک سے ہر بات پہ ہو تی ہی لڑائے
اس شعلہ مزاجی نے مری جان جلائے
کیون خصلت مذموم پسند آپکو آئے

کسواسطے ہو جبہ غضبناک ہوئی ہو
کچھ شرم مین تھا عیب کہ بیباک ہوئی ہو

تم گھر مین کہان آئی کہ گویا غضب آیا
کچھ خیر تو ہی ایسا کہا نکا غضب آیا
سمجھو تو ذرا بات کہ بیجا غضب آیا
کوئی ہو جہان سامنی آیا غضب آیا
پہر لڑ کے چلی جاتی ہو یہ کیا غضب آیا
گہر والی کہان جائین یہ کیسا غضب آیا

ہو جبہ عداوت کا سزاوار تو ہین ہون
اور و نہ یہ ہی کیون ظلم گنہگار تو ہین ہون

ہر یک سے بگڑ کر جو پریزہ نہ آؤ
کیون ہاتہ سے جاتی ہو تم اتنا ہی نہ آؤ
دل سرد ہوا تم سے مزاجی نہ جلاؤ
دہ رات جہان رہتی ہو اب بھی وہین جاؤ
جو تمکو ستایا کرین تم اوسکو ستاؤ
اس گرمی الفت کو الہٰی آگ لگاؤ

کیتنگ چلی کوئی یہ طپش خاک مین ملجائے
ٹھنڈا ہو کلیجہ جو کہین سوزش دل جائے

افسوس کہ کر غم نی لگی تجہسی سرایت
آئی وہی در پیش جو تہی عشق کی نہایت
بہولی سی جو ملجاتی ہو یہ ہی ہے عنایت
بیفائدہ سی آئی نظر حرف و حکایت
بیجا ہین لگی سب یہ ہی بیہودہ شکایت
یقینے ہون سبب پوچھہ کی شرمندہ نہایت

ہی رنج بجا بات یہ بہائی مرے جیکو
سچ کہتے ہو دلمین نی دیا اور کسیکو

مین ہے تو رہا ہون کہین تمکو خوشی غم
بیٹھی ہی تو ...کی بادہ کشی غیر سی باہم
[illegible]
[illegible]

انگڑائیاں لیتا ہون پڑا مین ہی تو ہیہم ‌ ‌ میرے کہے تو گردن مین پڑا جاہی کچھ خم

گر ہی تیری آنکھو نمین غضب نیند بھری ہے
میرے ہی جبین ہے یہ جو کنٹھی پہ دھری ہے

مین ہی تو کہین رات کو بیدار رہا ہون ‌ ‌ مین ہی تو ہم آغوش طلبگار رہا ہون
می ہی تو می وصل سی سرشار رہا ہون ‌ ‌ مین ہی تو کف غیر سے می خوار رہا ہون
مالک ہوس تازہ خریدار رہا ہون ‌ ‌ لذت وہ او باش ہوس کار رہا ہون

بد مستیان میری ہی تو آنکھون سے عیان ہے
میرے ہی تو ہونٹھ پہ یہ دانتون کی نشان ہے

کوئی نہ کہی یہ کہ سکھایا ہے کسی نے ‌ ‌ تجھکو مرے جانب سے لگایا ہی کسی نے
بیہم یہ طوفان اوٹھایا ہی کسی نے ‌ ‌ ایسا مجھی دیوانہ بنایا ہے کسی نے
یہ جھوٹھہ نہین سچ ہی بتایا ہی کسی نے ‌ ‌ کیا کیا نہین آنکھون سے دکھایا ہے کسی نے

یون مان لی ایسا کوئی نادان نہین ہے
تم غیر سے ملتی ہو یہ طوفان نہین ہے

کیون لوگ لگی آپ یہ بہتان لگانے ‌ ‌ یہ بات تم اوس سے کہو جو بانکو مانے
مین نے تمھین جانا تو کوئی جانی کہ بجانے ‌ ‌ سب عذر ہین بیفائدہ بیہودہ بہانے
کچھ غیر سے مجھسے بھی باتین بنانے ‌ ‌ معلوم ہین سارے مجھے جتنے ہین ٹھکانے

گر کہیے تو اک ایک کا مین نام بتاؤن
یہ پردۂ ناموس کہ ہی جاک اوٹھاؤن

یہ بات تو ہی آپکے گفتار سے ظاہر ‌ ‌ یہ حال تو ہے آپکے رفتار سے ظاہر
اقرار ہے صاف آپکی انکار ہی ظاہر ‌ ‌ ہے مستی شب نرگس میخوار سے ظاہر
عالم ہی غنچہ ان کا گل جنبار سے ظاہر ‌ ‌ بدطوری دوشینہ ہی اطوار سے ظاہر

کیا شکل بگاڑتی ہی بگڑ منہ نہ بناؤ
آئینہ دکھا دیجئے تو صورت نہ دکھاؤ

کیا قہر ہی کیونکر نہ اوٹھے درد جگر مین
یک آن ہی مجھسے نہ ملو آٹھہ پہر مین
سنتا ہون شب و روز تمہین بزم دگر مین

میری تو بغل خالی ہی آپکے اور بر مین
گھر چھوڑکے اپنا رہو یون اوروں کے گھر مین
کیونکر نہو تاریک جہان میری نظر مین

ہر روز تو اے مہر درخشان ہی کہین اور
ہر رات تو اے شمع شبستان ہی کہین اور

ہی وقت اگر دل مین سمجھ جاؤ تو بہتر
بیباکی سے غیرت سے شرماؤ تو بہتر
اغیار کی ملنے کی قسم کھاؤ تو بہتر

اندیشہ انجام سے پچھتاؤ تو بہتر
جو دل مین ٹھہر گئی نہین ٹھہراؤ تو بہتر
اب بھی جو ان اطوار سے باز آؤ تو بہتر

پھر ورنہ مری طرح سے پچھتاؤگے دیکھو
اپنی کیے کی تم بھی سزا پاؤگی دیکھو

کچھ تم ہی تو دلبر نہین اک یار جہان مین
باقی ہین ابھی دل کی طلبگار جہان مین
نکلینگے بہت آپکے اغیار جہان مین

تم سے تو زیادہ ہین طرحدار جہان مین
اس جنس کے بھی گرمی بازار جہان مین
میرے بھی ہزارون ہین خریدار جہان مین

معشوق مجھی گر تمہین عشاق بہت ہین
یہ یاد رہی میرے لیے مشتاق بہت ہین

کیا ایسی بھی مجھپہ کہ پامال وفا ہون
تم چھوڑ دو یون اور مین پابند وفا ہون
یہ چاہیے مجھکو بھی کہ اب اور کو چاہون

تم اتنی بگڑ جاؤ مین اوپر سے بنا ہون
تم سے ہون آزردہ مین گو جی سے خفا ہون
ایسے کسی معشوق کے دل جو پہ فدا ہون

ہر دم جو سو کے عاشق مضطر نگران ہو

چمن بے نظیر

[illegible]

فکر ستم اسکے دل نازک پہ گران ہے

یون دل شکن عاشق جان باز نہووے
ہر نا کس و کس محرم ہمراز نہووے
یار فلک تفرقہ انداز نہووے
جیون روز زمان حادثہ پرداز نہووے
ان بوالہوسون سے کبھے دمساز نہووے
بے صرفہ اداؤن سی کوئی ناز نہووے

کیا ذکر ہے بیٹھے بولی وہ بے طور کسی سے
کچھ بات ہی وہ بات کری اور کسی سے

لازم ہی کہ ضد سی تری ہر بزم مین جاؤن
ہر ایک کو افسانہ دلچسپ سناؤن
اس شعلہ زبانی سی مین کیا کیا ہی جلاؤن
دیکھی کہ نہ دیکھی کوئی احوال نہ کہاؤن
یہ تیرے جفا اسکے وفا سب کو جتاؤن
شاعر ہی تو ہون شکوہ شکایت جو اداؤن

مشہور اوسے اور تجھے بدنام کرون مین
بدنام تجھے اور اوسے خود کام کرون مین

غیرون کو ملامت سے تیرے ضد نہ دلاوے
یون غیر کے بن آئی تو کیا کیا نہ بن آوے
تو بیٹھ رہے شرم سی اور وہ نہ بلاوے
ہر کوئی بہانہ سے مراقبہ سناوے
طعنے سبھے تجھے دیوے کے جو دم نا کمین لاوے
پروا نکرے کچھ بھی تو جاوے کہ نہ جاوے

ہرگز سبب ترک ملاقات نہو جیے
لگ جاوے تجھی عیب یہ کوئی بات نہو جیے

یہ نالہ ہو لب پر کہ خداوند دو عالم
کس جرم کی تقصیر مین یون خوار ہوے ہم
وہ عیش جو یاد آئین تو کیا کیا نہو ماتم
ہم بھی کبھی رہتی تھی جہان شاد و خرم
قسمت نے کہ ہوے تھی خوشی او نہ تھی غم
دلمین کبھی حسرت و افسوس سے ہر دم

چلتا ہون تو بین انجمن افروز کہان ہے
دل داغ ہی تھا اسی جسکی دل سوز کہان ہے

ہو ان حرکا تو نسی مدت سے مجھی کیا کیا	رہ رہ کی خیال آئی کہ یہ مین نی کیا کیا
قسمت سے بری ہو تو کری کوئی بھلا کیا	الزام دون کیونکر اسی مین سکی خطا کیا
ہر وقت ہوا افسوس کہ ہی یہ کیا کیا	عاشق نرہا کوئی تو معشوق رہا کیا

ہر ایک سے کہی کچھ مجھے تدبیر بتا دو
اس وحشی رم خوردہ کی تسخیر بتا دو

ہر ایک بہانہ سے مجھی جلوہ دکھا جائے	ہر آن ہی آتی وہ روبرو آ جائے
ہر لحظہ مری سامنی سے ہنس کے چلا جائے	ہر وقت تصور سے تری آگ لگا جائے
ہر شوخ اشارے سے مری دلکو لبھا جائے	یہ شعر سدا آسیر سنائی کو پڑھا جائے

کیا کیجے ہمین ناز اٹھایا نہین جاتا
روٹھے کو منانی یہ منایا نہین جاتا

پھر دل نہ لگی بات سے گو ہاتھ لگاؤن	پھر جاؤن نہ سینہ سے اگر ہر چند سنبھالون
ناچار ہو پھر آپ سی مین تجھکو مناؤن	بیتاب ہو بس دوڑ کی چھاتی سی لگا لون
پھر دل کی لگی سے سب زبان پہ لاؤن	تجھکو بھی مین اپنا سا وفادار بنا لون

ہی نام جو پھر تابع فرمان کرون مین
مومن ہون تو تجھکو بھی مسلمان کرون مین

واسوخت میان قلندر بخش صاحب متخلص بہ جرأت

یارب نہ اندوہ نہ دکھ سے تو مرنا بہتر	گذری غم سے جیسے تو بس جیسے گذرنا بہتر
بحر الفت مین قدم کا نہین دھرنا بہتر	ہی کنارا ہی اب چاہ سے کرنا بہتر

رفتہ رفتہ ہوئی اب تجھ آفت مین غریق
مرنے زن دسین ہاتھ کے یہ دریا نہ عمیق

قیس و فرہاد سے اس ہجر میں لاکھون تر آگے — بہ گئی آہ خدا جانی کہان جون خاشاک
آشنا مثل قیس ہو کوئی مجھسے کیا خاک — حاصل ربط یہی ہی کہ جگر ہووے چاک

تجھسے جون صبح روان جسکا پڑا او جبیرہ
خلا پر نہ ملا اوسکو کہین تھل بیڑا

دل کو ہر چند مین سمجھایا کہ او خانہ خراب — جان اس ہستی موہوم کو تو نقش بر آب
جی لگا کر کسے بی رحم سے مت بیتاب — اب جو دیکھا تو دم آنکھون مین ہی با خباب

کوئی دم کا جو یہ مہمان نظر آتا ہے
ایک دریا مری آنکھون سے بہا جاتا ہے

دل سے تنگ ہی گیا آہ یہ حال دل زار — جی مین آتا ہی کہ روشن ہون الہی کہیار
اور کہون صاف کہ اب سخت ہی ای ظلم شعار — واقف اسرار ہی ایک سی ہی تا بہ ہزار

محو نظارہ ترا تھا کہ یہ دل تھا نہ میرا
تازہ کے پر گل رخسار کہیں ایسا تھا ترا

آئینہ دیدۂ حیران نے دکھایا تجھکو — عیب سے آگاہ نہ تھا تو وہ جتایا تجھکو
دل کی بیتابی نے کیا کیا نہ سجھایا تجھکو — اپنی وحشت مین پریزاد بنایا تجھکو

آنکھہ ہر ایک سے ورنہ تری شرماتی تھی
کل کی ہی بات تجھی بات نکر آتی تھی

تجھہ مین یہ خوبی گفتار کہان تہی توبہ — ایسی اٹکھیلے کی رفتار کہان تھی توبہ
طبع عالم کی طلبگار کہان تھے توبہ — اسقدر گرمی بازار کہان تہی توبہ

اپنی ہی چاہنی سے تو یہ نمودار ہوا
کہ تری حسن کا ہر ایک طلبگار ہوا

آشنا نکہتہ غمزہ سے فقط تہی والله — دلبری کی نہ کچھ انداز ہی تھا تو آگاہ

تھا نہ یہ ناز و کرشمہ نہ یہ شوخی کی نگاہ
مین تو حیران ہون تجھی دیکھکی سبحان اللہ

بیوفا ایسی بھی ہوتی ہین جہان مین محبوب
اپنی اس خوبی پہ مغرور ہوا تو کیا خوب

جامہ زیبی سی کہان زیب تن تھا یہ لباس
آتی مخمل سے بدن مین تھی کیبگلگی باس

گفتگو غیر محل تھی تری چتون تھی اداس
پاس ان سبکا ہوا بیٹھنے سی اپنی پاس

اب جو کچھ اور بنا تو تو ہمین سمجھا غیر
گر یہی بات تری دل مین سمانی تو خیر

مل مل پاس مرے بیٹھ نہ بیٹھ آگی نہ آ
مجھکو بھکایا ہمنون نے اونہین گہر اپنی بلا

میرے پانو سے اوٹھا ہاتہ اونھین پاس بیٹھا
پر یہ تو دیکھیو کیا اسکا مزا دیکھی گا

ایسی محبوب سے دل اپنا لگاون مین سبے
کہ جو کچھ تو نے دکہایا سو دکہاؤن مین ابے

چشم پوشی تری اتنا بھی جو چاہی سبے
کہ لگا دو کسی اب ایسی ہی محبوب سے جے

پیار سو وہ ہوم ہو خوبان جہان مین جس سے
ناز بیجا سے جو آزردہ کرے دل نہ کبھی

قد قیامت ہو رخ آفت ہو بلا زلف سیاہ
چتون مین یہ شرارت ہو کہ اللہ اللہ

سر سے لی پاؤن تلک کوئی نہو ایسی جا
حسن خوبی کی مبصر نہ کہاین جسکو برا

ہوئی اک حسن کے تصویر کہنچی سر تا پا
جاہی دل جسپہ کہ نقاش ازل کا کہیجا

جبکہ منہ بول کی وہ تجہ سے مقابل ہووے
سو جگہ دل مین تو کچھ اسنے کہی رد دوے

بالا بہر تا ہو پر دیکہی جو اوسکا گھترا
جب نہ ہم فی لگی ہو حال پرتیان ترا

اور نظر آئی جو اوس ماہ جبین کا تہا
عقل و دین ہوکی تو سر دو سمین ہی جہ بکا

تیغ ابرو کی جو دریافت کری برّانی	پڑی تو ایسا ہی مارا کہ نہ مانگی پانی
وہ جادو بہرین تجھکو اگر آئین نظر اور رخسار بہری ایسی ہی ہون شک قمر	شکل نرگس رہی انکھون مین کچھ نور بصر جان دی دیکھ جنہین سانس تو ٹھنڈی بہر بہر
تیری جو سامنی او شمع رخ رشید آ	تو خجالت سی کبھی منہ نہ کسی کو دکھلا
کان وہ کان ملاحت ہون کہ دیکھی تو اگر رنگ رو یہ بہو کا سا کہ دیکھی تو اگر	صورت گل سنی کچھ نہ رہے اپنی خبر سب کو رخ آئی تر اعون گل پردہ نظر
ہو پہین بالی ایسی ہی کہ جو دیکھی تو	غم خدا جانی کہ کہتا تری بالی جی کو
بینی ایسی ہو کہ دیکھی تو یہ ہو حال ترا تس یہ ہونٹون کے پہر کسی یہ ہو حالت بریا	لوگ کیا جانیں لالا کی سو نکہا دین کیا کیا کہ تجھے دا ائی ہی بہی جانہ ل کا دہڑکا
اسکی ہو پاس مسی لعل ان روہ ید سنگھی مرا	تجھکو دکھلاون مین اور ناگمین مرم لاون
غبغب او چاہ ذقن اسکی نظر تجھکو جو آئے گردن ایسی کہ صفا اسکی کوئی کیا پائے	غوطہ تو بحر تفکر مین پڑا لاکہون کہائے دیکھکر جسکے صفا صبح کی بہو پیٹ جائے
حق تو یہ ہی کہ گلا تجکو دکھا وہ دلوے	خون ناحق کی کوئی گردن یہ جا ہی لیوے
دیکھکر گال اوسکی بچی کہنی لگی اہل نظر شور شر حسن سے خوش شیا بہی لکھہ لیوے سر	دیکھتا کیا ہی کہ یکسان ہین یہ دونون اخر اہ کا دیکھتی ہی رشک سی پھٹ جائے جگر
ابھو دید بی جسے تجکو وہ پامال کری	ہاری غیرت کی تا جون سے تو منہ لال کری
ساعد و بازو بھی ایسی ہون وہ نازک سے ہو ہر انگشت نگارین کا یہ عالم نادرست	شاخ گل جہو مین سدا جسکی ہوا مین جون مست جوش سے پنجہ مژگان ہو جو دیکھی بست
سیر سینہ ہو کہ جو گلشن ہین وہ دست گرو	ہاتھہ مین اپنی ہمہ او ہاتھہ ملی بیٹھا تو
سخت ابہر ہوئی ایسی ہون وہ کافرستان ہوا نہ تیغ ہمین حسن بہی اور حیران	تکلین حسن سکل ہم ہو و اناو صفہان دیکھکر دست بدل ہین جنہین خوبان جہان

پہر کہا تم سے انکی جو منہ والوٹی ۔ ماری حسرت کی تو بیٹھا ہوا چہاتی کوٹی

شکم یک مید یکی لوئی سا ہوا ایسا شفاف ۔ لوح سیمین کوئی جسطور بنا لاوے صاف
دیکہیے غور سے اوسکو جو بچشم انصاف ۔ صورت چشمہ سنے دیکہنی کو اوسکی ناف

گورا گورا وہ شکم دیکہے جو مہتاب سا تو ۔ پیٹ سکڑی ہوئی پہرتا کہی بیتاب سا تو

وہ کمر جس سے کہ وابستہ رہی تار نفس ۔ ہون سرین گول بہرین اینٹہن ہون ایسی ہی کہ بس
دیدہ حسن کو بہی دید کے جنکے ہو ہوس ۔ ساق پا ہو یہ بلورین جو انہین کبہی مس

جسکو دست محبت کو دباؤن کہا کیا ۔ تجہکو دکہلا کی مین جون شمع جلاؤن کہا کیا

پاؤن وہ پاؤن ہون ایسی کہ جب انکو پاؤن ۔ کبہی سہلاؤن کف پا کبہی آنکہون سی لگاؤن
اور جو ہاتہون مین اوٹہاؤن تو عجب لطف اوٹہاؤن ۔ پہیر وہ لطف اوٹہانا تجہے بتہلا کی دکہاؤن

حسرت وصل کہاوی تجہی جن ایسی گری ۔ جنکی ہی نام سنے انکی تو آ پاؤن پڑے

گفتگو ایسی کہ ہر بات پہ اوسکی اعجاز ۔ کرچکی عشوہ و انداز و ادا جو ادہر ناز
گد گد سے دیکہی سے وہین ہو بدن ہیچ گداز ۔ ہوئی یک حسن کی تصویر کہنیچے خوش انداز

نگاہی وہ مست ہوئی حسن سے بیہوش کری ۔ اپنی کہتہ اگ کو تو صاف فراموش کری

اوس سے ہو گرم سخن تجہکو جلاؤن ظالم ۔ ظلم جو تو نے دکہایا ہی دکہاؤن ظالم
اپنا دل شاد کرون تجہکو کڑہاؤن ظالم ۔ چاہیے اب تجہے ایسا ہی بہلاؤن ظالم

کہ مری یاد مین دن رات تو فریاد کری ۔ ایسی یاد اپنی دلاؤن کہ بہت یاد کری

ساری عالم سے تری واسطے منہ موڑا ہی ۔ رشتہ ربط ہر اک شخص سے مین توڑا ہے
تجہہ سے وا اور کسی سے نہ تا کتہہ جوڑا ہے ۔ تو نے حق کا جو یہ یک توڑا ہے

کیا کہون دل نی مری کوفت اوٹہائی کیسی ۔ ہٹ تری تفرقہ انداز کی ایسی تیسی

تو نہ سمجہا کہ بڑا مجہسے ہی اس شخص کو کام ۔ جملہ خوبان جہان جسکی ہین مشتاق مدام
مہ رویان خندہ سے کرتی ہین جسکی جہک کی سلام ۔ بیوفائی کے اس آغاز کا بد ہے انجام

ظاہر اگر چہ تو نہین صبر دل شیدا ہو
چاہیے جیسا ہنسنے والا کوئی ایسا پیدا ہو

دل سے سب محو کیے تو نے جو تھی قول و قرار
غم و درد جدائی مین تو ہین زار و نزار
نہ کہون پر نہ کہون تجھسے محبت مین
سب وہی اعدا، عہدہ شکن شکوہ وہ کل دار و مدار
تیری نظرون مین نہین گرچہ مرا عز و وقار
توہی معذور تو ہون نام کا جرات مین

واسوخت شیخ ولے محمد اکبر آبادی متخلص بہ نظیر اور دو قصیدہ

کبھی اے دوست ترا ہجر ایسا ستاتا ہی
یہ بیتابی یہ بیخوابی یہ سب بے چینی دکھاتا ہے
اگر منہ سے کہتا ہون مزا الفت کا جاتا ہے
کہ دشمن بھی مرے اب حال پر آنسو بہاتا ہے
نہ گھر مین دل ہی لگتا ہی نہ صحرا مجکو بہاتا ہے
وگر چپکا مین رہتا ہون کلیجہ منہ کو آتا ہے

مرادر دیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
جو مین ایسا جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوئے
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
نگر ڈھنڈورا پھیرتی کہ پیت کرے نہ کوئی

نہ تھا معلوم الفت مین کہ غم کھانا ہی ہوتا ہے
سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا ہی ہوتا ہے
کبھی پر اپنے آخر کو یہ غم کھانا ہی ہوتا ہے
جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا ہی ہوتا ہے
تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا ہی ہوتا ہے
کف افسوس کو مل مل کے پچھتانا ہی ہوتا ہے

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را
کوک کرون تو جگ ہنسی اور جی کو لاگی گہاؤ
نمی کردم بدل روشن چراغ آشنائی را
ایسی کٹھن سنے کو کہہ بدہ کرون اوپاؤ

صبح سے شام تک صحرا مین پھرتا ہون گلو مین مارے
لبون پر آہ دل پر داغ جون آتش کی انگارے
جو اوسکی ہی یہی مرضی تو ہم لاچار بن مارے
لگا کی شام سی تا صبح گنتا رات کے تارے
جسے دل چاہتا ہی اوسکو پروا کچہ نہین بارے
مگر اوسکے تصور مین یہی کہتی ہین بیچارے

زحال من چہ گویم چون زمین دارے خبر یارا
آہ دی کیسی بھئی ان چاہت کے سنگ
دل من سوخت انچو یان شعاور دل اثر یارا
دیپک کی بہاو ی نہین جل جل مرے پتنگ

غضب ہے ایک تو دل تنگ ہوا اور جے ہی گھبراوے
ہو وین دل لگی کیون کر کسی طرح گھبراوے
لگی ہو آگ دل میں پھر وہ بجھی کس طرح پاوے

تپش اوپر سے ہر گھڑی اس جدائی کی شکل یاد آوے
در و دیوار سے کیونکر نہ سر اپنے کو ٹکراوے
مگر جسنے لگائی ہو وہی آکر بجھا جاوے

چو در دل آتش ہجران فتد اورا کہ بنشاند
ہر دم اندر دروں لگی تو وہ ہوان گہت جا ہو

مگر آنکس کہ آتش را وہم اون آئی بنشاند
جا بتن لاگی سو جانے دو جلیہ سنے ناکوے

کبھی ہو کر گریبان چاک صحرا کو نکلتا ہون
لگی ہے آگ دل میں شمع سا جا کر پگھلتا ہون
بدن میں دیکھ کر شعلے بھڑکتی ہاتھ ملتا ہون

کبھی گھبرا کے پھر گھر کے طرف لاچار چلتا ہون
دھوان اٹھتا ہی آہونکا بہ رنگ مجمر جلتا ہون
پھپھولے تن میں اٹھتے ہیں ستی کی طرح جلتا ہون

ز تاب آتش دوری کرمی سوزد دل جانان
برہ کی آگ تن میں لگی جلیں لگو سگات

ہو وہ نبض من بر آید دست طبیبان را
ناری چھوتے دینکے نبض چھپو ہاتہ

کہان تک کہاؤن اوس غم کو کہ اب کہایا نہین جاتا
تو ہم رکتا ہون جس جا پر تو سر کایا نہین جاتا
جو جاہون بہاگ جاؤن بہاگ بہی جایا نہین جاتا

دل بیتاب کو یا تون سے سمجہایا نہین جاتا
جہان پر بیٹھتا ہون وہان سے پھر اوٹھا نہین جاتا
اور آہیہ وحشت مین رستہ کہین پایا نہین جاتا

مکان یار دور و من ندارم طاقت رفتن
کیا کہون کس سے کہون ایک پیا دور

عجب مشکل افتادم چسان طے سازم این منزل
اور نہ سکون گر گر پڑون ہون ٹھوکر کے ٹھوکر

اودہر دل کھینچی کہتا ہے کہ چل تو یار کے ڈیرے
جو کہنا دل کا سنتا ہون تو وہ رہتا ہی گھر گھیرے
نہ دل مانی نہ تن مانی بُرا کے اپنی طرف پھیرے

اودہر تن مجھکو کہتا ہی کہ تو دیکھ مجھکو مت دیرے
اگر تن کی سنون باتین تو پھر دیکھ دے وہ بھیرے
کرون کیا ای نظیر ایسی جو مشکل آن گھیرے

دل بدلدار سے جوید تنم آرام می خواہد
دل کے جا دلدار کو تن چاہے آرام

عجائب کشمکش دارم کہ جانم مفت میکاہد
دو بیچ مین دو کا ... ملی نہ رام

ترجیع بند حکیم محمد مومن خان ... الرحمان

جائے عبرت ہے مرا حال پریشان یارو
آتش غم رہی ہے یہ مایوسی حرمان یارو
دل لگا کر ہوا میں سخت پریشان یارو
ہائے افسوس نہ نکلا کوئی ارمان یارو
جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونی پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہ ہونی پائی

دل نہ دیتے اگر اوس کو تو نہ ہوتے بدنام
کیا خبر تھی کہ اس آغاز کا کیا ہی انجام
رنج بھی ہوتی ہیں الفت میں بہ بعد آرام
کبھی دنیا میں نہ ہوگا کوئی ہم سا ناکام
جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونی پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہ ہونی پائی

جذبۂ شوق اسے کھینچ کے لا یا نہ کبھی
اثر اس نالۂ دلکش میں بھی پایا نہ کبھی
ماجرا اسے الم و درد سنایا نہ کبھی
سخن شوق غرض لب تلک آیا نہ کبھی
جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونی پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہ ہونی پائی

ایک دم صحبت دلدار میسر نہ ہوئے
نظر لطف و عنایت کبھی ہم پر نہ ہوئے
عشرت و عیش سے فرصت اوسی غم بھر نہ ہوئے
اپنے ملنے کو کوئی جا ہی مقرر نہ ہوئے
جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونی پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہ ہونی پائی

ایک دم صحبت دلدار سے کنارا نہ ہوا
یہ مقرب ہوئے کچھ پاس ہمارا نہ ہوا
غرض ہمکو قلق و رنج کا یارا نہ ہوا
ہائے اس بزم تک اک بار گذارا نہ ہوا
جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونی پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہ ہونی پائی

کیا سیہ روز ہیں یارب کہ مرے آرام و شکیب
کہ رہی جلوہ گہ یار سدا بزم رقیب
میرے گھر آئینگے ہرگز یہ نہ پائی تقریب
ایک دن بھی نہ ہوئی ہائے شب وصل نصیب
جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونی پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہ ہونی پائی

تیرہ روز یکے رہے جلوہ فزائی ہی سہی
نہ ہوئی صبح کبھی شام جدائی ہی سہی
کیوں گلہ اپنے نصیبوں کی برائی ہی ہے
طالع بد کی یہ خوبی نظر آئی ہی ہے
جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونی پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہ ہونی پائی

کھو دیا مفت مین دل مین نے گو کہ ہے پایا
قلق ہجر نے کیا کیا نہ مجھے گھبرایا
پردہ پر فن نہ ملا یون ہین مجھے ترسایا
نہ وہان مجھکو بلایا نہ وہان آپ آیا

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونی پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونی پائی

یہان نہ آیا وہ عیادت کو بھی یکبار افسوس
مرتے مرتے نہ گئی حسرت دیدار افسوس
کر سکا وا لہ شوق نہ اظہار افسوس
ہوئی نزع تلک وا لب گفتار افسوس

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونی پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونی پائی

ہوا عشق مین اوس شوخ سے آرام کبھی
نہ ملی دست نگارین سے مجھی جام کبھی
لب شیرین سے سنا ایک نہ دشنام کبھی
نہ ملی لذت عارض سے ہوس کام کبھی

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونی پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونی پائی

مین بھی حاضر تھا ہوئی جب طرف کعبہ روان
حضرت مومن تقوی روش شیخ زبان
بے ادب ہنستی ہے تھیا لوگ تھی بیہودہ گمان
پڑھ کی یہ درد سے مطلع جو ہوی اشک فشان

جی کی سب جی ہی مین رہے بات نہونی پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونی پائی

ترکیب بند افصح الفصحا اشعر الشعرا ابلغ البلغا سخنور عالیمقام محمد تقی نام المتخلص بہ میر

عمر گذرنے ہو چکا آسودگی کا روزگار
رنج و محنت کی تئین آرام ہے ننگ و عار
سعی ہی یکطرف دو نو ہاتھ ہین سامنے
زخم دلکی یہ ہنسی وہ گریہ بے اختیار
جسم ہی کٹ پڑے ہین یکطرف کتنی جگہ
صبر سے بیطاقتی دل او درد بے شمار
عاشقی جب سے ہے مین تب سے تھی یہ خواریان
کیا کہون کیا کچھ دکھاتا ہی مجھی اب ہجر یار
سینہ دیکھیے پاک منہ ناخن سے سب نوچا ہوا
آنکھین ڈوبی خون مین اور جی کو دیکھو بیقرار

اے کہ گفتی عشق را درمان بہجران کردہ اند
کاش میگفتی کہ ہجران را چہ درمان کردہ اند

کی کنارے دی تو جو ہیں گے زمین کے زیر یان
دو قدم پر ہے یہ ہنگامہ ترے کوچے کے بیچ
منہ پہ کہانے والے تلواروں کی ہو گئے مو تیگے
دہر نہیں سر ہے پر اثر نہیں تو ڈہیر ہی ہے
غمزدے بے خانمان ہوا رقی بیکس غریب

خاک پر بسمل پڑے ہیں کیسی کیسے شیر زیان
آشنائی کچھ نہیں لگتے کہ تجھکو دیریان
سیکڑوں بکجا ہیں وے جینے سے جو تھی سیریان
ہین زیارت کردنی صد کشتہ شمشیریان
زخموں کی دامن لی منہ پیر ہوئے ہیں ٹیڑیان

گو تو ہم آئی پے طوف شہیدان دور نیست
گریہ می آید در یخبار اہ چندان دور نیست

لے لیث تک آن میں وحشت سی پیارا جہان
تیرہ گر عالم کو روسر مایہ گرد و غبار
ہین بخشی طی کیا گر ناز میں تیری تئین
لیکن اتنا ہی تیرا شفتہ منہ جانان کہین
سو خدا نا کردہ ہم کہتے نہیں اس راہ سے

یکقدم ای گرد یار دامن صحرا بایست

خاک اوڑا ہر اکدم میں کاروان در کاروان
چشم یار وشن تو ہو آوازہ کون مرکان
کہینچا سرکا مبارک ہو تجہی تا آسمان
پیشتر دو رکہتی ہین سارے خاطر واماندگان
کوئی دم وقفہ کری یا دیر ہو وے تجھکو یہان

در قفا ماندست مشت خاک تنہا بایست

گرچہ ہجران میں ترے جی میرا جاتا تھا جلا
وصل خاطر خواہ تو معلوم تھا میری تئین
گاہ با شمار رحم کو بہی رحم فرما وے وہ شوخ
ایک ساعت بیٹھے درد دل اگر میرا سنے
سو تو یہ سب ہو چکا ہے کاش کی ملتا نہ تو

آمدی و حسرت وصل از دلم بر داشتی

پر یہ تھا دل ہین کہ شاید دیوے تو داد وفا
آگ دل کو لگ رہی تھی جبتلک تھا مین جدا
دیکھ مجھ ناکام کو یکدم کرے ترک وفا
کر کے غمخوارے کبھی یہ تیری تئین کیا ہو گیا
اتنی آجانیکا تیرے کون یہان مشتاق تھا

حسرتے بود از وصال آن ہم مین نگذاشتی

ہی خرابی آج جیتی کل یہ لوگوں نے بہ گھر
طاق کسرے کو سنا ہوگا کہ کیا تھا محل

مت بنائے خانہ مین منعم رہا کر اسقدر
اب کہین اس طاق کا کسرے کے پیدا ہے اثر

گهر کا صاحب تو اراتا کرکے یکسان خاک سے
اینٹ مارے اینٹ ہی یہ کچھ ہوا اس گھر پر

خط باطل سے لکہا ہی صفحۂ کون و مکان
کیون وہ باغ اتنا جلاتا ہی ہی اپنا تو کدہر

کیسے کیسے خانوادے خاک مین پامال گئے
جای عبرت ہی یہ معمورہ جہان کا بیخبر

ہرکجا افتادہ بینی خشت در ویرانۂ
ہست فرد دفتر احوال صاحبخانۂ

کم بہت بستی مین آتا ہی کوئی رنجور ہے
یا کسی مجروح کا زخم جگر ناسور ہے

روشنی آنکھون کے ہی منظور سارے خلق کو
قوت دل کا جدہر دیکھو تدہر مذکور ہے

ہم سے کہنے ہی اسے یہ دو آتش کے پرکالی کبھو
ایسے ہم اپنا جو کھینچے ہے کس مقدور ہے

ایک نے مارا چہرک کر جی ہی ہمکو آب داغ
ایک نے ایسا جلایا اب تلک مشہور ہے

ہمکو حیران ہے اسمین جسکو سنتے ہین آو
ان ہی دونون آفتون کی پرورش منظور ہے

ما سرشک گرم و آہ و آتشین دیدیم و بس
بہرہ کز چشم و دل دیدیم این دیدیم و بس

دل نہین مجھکو ملا یہ کوئی جی کا ہی وبال
گفتنی ہو تو کہون آ میرے مین کچھ اسکا حال

خود بخود دہاتا ہے کہتا آرزو ہی کیا آو سے
چاہتا ہی سیم و زر یا کوئی دلبر خوش جمال

یاد مین میرے ہوا ہو کچھ سبب تو ہی بجا
عشقبازی مفلسی آزردگی رنج و ملال

ناکسون کے گیسوؤ کاکل کا وابستہ ہون مین
نے کسی کے چاند سی مکھڑے کا مجھکو ہے وبال

کیا کرون اپنا اہی ہو جب غرض تجھسی بیان
نے غم و درد جدائی ہے نہ اندوہ وصال

مستم عاشق بظاہر لیک میکاہد دلم
عمر بگذشت و نمیدانم چہ میخواہد دلم

مثنوی در صفت حجر از حضرت مولانا معروف محمد صاحب نور اللہ مرقدہ المتخلص بہ عارف

وہ سب تھین گل اندام اور مہ جبین
پری جنکو دیکھ اپنی کوسے جبین

مین ان سبمین یکتا تھی مال رنگیلی
قیاس اسکو چہرے کر سکو تو رافضا

وہ اوسکا تبسم وہ اوسکے ادا / وہ اوسکا تکلم وہ انداز پا
وہ غمزہ وہ عشوہ وہ ناز و غرور / وہ آن و کرشمہ وہ حسن اور نور
وہ چھب وہ اکڑ وہ چلن اور وہ سج / ہر اک بات مین جان لینے کے دہج
وہ ماتھے کا خط تہا کہ تھا داغ ماہ / وہ تہی مانگ یا کہکشان کی تہی راہ
غضب اوسمین موتی پروئی ہوے / ستارے تہی نور ان سے کہوئی ہوے
وہ چوٹی چھٹی تا کمر ایک بلا / نہ لینے کو جان تہی مگر ایک بلا
پڑا اوسمین ہو باف زرین تہا یون / ستارہ ہو دنبالہ دار اک جون
نہ چوٹی تہی بال اک کوڑا اتہا وہ / کہ چمکائے تہا حسن کی رخش کو
وہ زلفین جو بالاے رخسار تہین / دو کافر بلائین نمودار تہین
جو جاتے تہے رخ پہ بال اوسکے آہ / تو تہا زیر ابر اک درخشندہ ماہ
وہ عالم کسیکو جو پڑتا نظر / تو سو غم سے جی اوسکا جاتا نکہر
وہ بالون مین سے کے پروے گہر / ستارے نمودار جون چرخ پر
وہ آنکھین کہ آہو پہ جادو چلائین / نہ آہو پہ جادو یہ جادو چلائین
وہ نرگس کے گل سے تہے گلزار حسن / زبس جلوہ گر جیسے انوار حسن
وہ چشمک اشارے حیاؤن کی ساتہ / نگاہون مین دل چاہتا خلق کی بات
وہ انکھین جو ظاہر دو بادام تہین / وہ باطن مین الفت کی دو جام تہین
خماری وہ آنکھون کا عالم عجب / نگاہین وہ کیفے غضب در غضب
وہ ابرو کمان اور مژہ تیر دار / کری مرغ جان کو نہ کیون کر شکار
وہ عارض کہ جو مطلع حسن تہے / اودن آنکھون نے وہ صاد ان پر کیے
وہ بینی کہ آوے نہ ادراک مین / دم اک خلق کا جس سے ہو ناک مین
دہن ذرہ اور اوسمین دندان گہر / ہو ششدر جہان عقل اہل ہنر

وہ دانتون کا فرمسی کی وہ دھڑے — ادا ہٹ پر گہر پر طلسم یک پرے
خطون کا عجب عالم اک آہ تھا — نمودار اللہ اللہ تھا
لب لعل وہ رشک یاقوت تھے — پے جان عشاق یاقوت تھے
وہ پاؤن کا لاکھا وہ رنگ سے — شفق تھا نمود اور سیہ رات تھے
وہ لب شیرین تھی جنکے آگی نبات — خجل اسقدر ہو کہ آوے نبات
تکلم غضب اور تبسم بلا — وہ باتین تفہم مین پہر آئین کیا
وہ چاہ زنخدان کہ ہو سبکو چاہ — وہ غبغب درخشان کہ جون مہر و ماہ
وہ گردن کا موتی صراحی کے شکل — چھٹے جسکے نظارہ سے شرب اکل
وہ سرخی سفیدی پاین آب و تاب — کہ جون ظرف بلور مین ہو شہاب
وہ بازو وہ ساعد نزاکت بھرے — وہ ہاتھون کا عالم کہ جی خوش کرے
حنا سی وہ ہاتھون مین رنگت بچے — کہ مرجان کی پہنچے جو رشک سے
وہ ہاتھ ایسے پیارے کہ جو این ہاتھ — تو کیا چوسئے بس محبت کے ساتھ
کف پا وہ گلبرگ سے نرم تر — نزاکت ہے عالم ہر انگشت پر
وہ قامت قیامت وہ گفتار قہر — وہ چھپ یک بلا اور وہ رفتار قہر
وہ رفتار ہو کبک جس سے خجل — وہ گفتار جو بات مین لیوے دل
بدن ایسا نازک کہ ہو لال لال — اگر مس کا ہوا وسکے دل مین خیال
سراپا کا عالم کہون اوسکے کیا — سراپا تھا نقشہ وہ تصویر کا
ہو حیرت زدہ بلکہ تصویر سے — ہو بے معنے مانی کی تحریر سے

مثنوی خاتمہ از نتائج افکار مولانا رؤف احمد صاحب قدس اللہ سرہ المتخلص بہ رافت

الٰہی بحق رسول انام — محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
بآل و باصحاب ختم رسل — مجھے دی مرادین سرے جزو کل

دعا میرے کر میرے مولیٰ قبول ۔ بتفضل رسول اور طفیل بتول
بصدق ابو بکرؓ شاہ ورے ۔ کہ بعد از نبی سب کے ہین پیشوا
بعدل عمرؓ جو ہین کرار جنگ ۔ ہوا شرع کا اونسے ظاہر ہی رنگ
بحلم غنی یعنے عثمانؓ امام ۔ کہ کان حیا تھے سراپا تمام
بعلم علے وصی شاہ دین ۔ امام جہان وارث مرسلین
بجود حسن اور بکرم حسینؓ ۔ مجھے دو جہان مین دے امن اور چین
مجھے دین و دنیا مین عزت سی رکھ ۔ یہان اور وہان عیش و عشرت سہی رکھ
شراب محبت پلا دے مجھے ۔ تو مستانہ اپنا بنا دے مجھے
الٰہی مین تیرا گنہگار ہون ۔ بہت تجھسے شرمندہ ہون کیا کہون
کوئی دم کوئی پل کوئی لمحہ آہ ۔ نہین میرا گذرتا بغیر از گناہ
جو اقسام ہین جرم و عصیان کے ۔ وہ سب درمیان ہین مری جان کے
کبیرون صغیرون مین ہین ہون پہنسا ۔ چھپے اور ظاہر گنہ مین بھرا
خطا و عمد مین گرفتار ہون ۔ غرض ہر طرح سے گنہگار ہون
گنہ بخش سب میرے میرے کریم ۔ کبیرے صغیرے جدید اور قدیم
گنہ باطنے میرے اور ظاہرے ۔ خطا اولے اور جرم آخرے
کرم سے تو کر عفو مولا مرے ۔ وہ کر حق مین جو ہووے اولیٰ مرے
تو مالک ہے غفار ہے اور رحیم ۔ تو رب ہے کریم اور رؤف الرحیم
گناہون یہ میرے نفر مانظر ۔ تفضل سے اپنے تو سب محو کر
پلا دے مے عشق کا اپنے جام ۔ بحق محمد علیہ السلام
جیون اور مرون اور اٹھون عشق مین ۔ بہر حال تیرے رہون عشق مین
جہان مین ہی جبتک مرے زندگی ۔ رہون تیرا بندہ تا دم زندگی

کرون اور سفر جب مین یہان سے تو ہو / شہود تجلے حق رہ وح کو
ترے جلوے کو دیکھکر جان دون / مرون تو ترے فضل سے یون مرون
رہون گو مین سب سے دیوانہ ترا / نہ موقوف ہو منہ دکھانا ترا
اوٹھون تو ترے دھیان مین پھر اوٹھون / غرض عشق ہی مین جیون اور مرون
مین رافت ہون بندہ ترا ای خدا / مرا اور سب اہل اسلام کا
کرایان اسلام پر خاتمہ / طفیل نبی و سبط نبی فاطمہ
اسپے ہزارون درود و سلام / ہمیشہ یہ نازل تو فرما مدام
پہر آل اور اصحاب پر آپکے / پہر ازواج و احباب پر آپکے

رباعیات فقیہ

الحمد لمن الذی بلغ العلے بکماله / احکام فضل ایزدی کشف الدجی بجماله
ای تارک فعل بد حسنت جمیع خصاله / انعام فیض احمد کے صلوا علیه و آله

حضرت چلے معراج کو بلغ العلے بکماله / سب جگ مین اجیالا ہوا کشف الدجی بجماله
انکی خصائل نیک تھی حسنت جمیع خصاله / حور و ملک سب یون کہین صلوا علیه و اله
معراج کے شب عرش پہ کیا دہوم مچی تھے / حضرت پہ خدائی تو سبھی جھوم رہی تھے
لولاک لما خلق کہا شان مین جنکے / تقدیر بھی ہاتھ اپنے کی ستین چوم رہی تھے

میر
اسعد کیا جگر تھا نبیرہ حسین کا / جی ہی گیا ندان رضا مین حسین کا
اس تشنہ لب کا عرش سے برتر ہی مرتبہ / خون تھا سبیل راہ خدا مین حسین کا

ذوق
ہون پر جان عبث ہی منتظر وہ شوخ کب آیا / اگر جیلم کو بھی آیا تو ہم جانین گے اب آیا
اہل کیجو ذوق طپیدن دیکھیے کیا ہو / کہ اتنا ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈھب آیا

جستجو مین دل کی بہلا نیکی جے کہونا پڑا / وہ ہنسی کی بات تھی سو اوسکا رونا پڑا
نقد دل اپنا لگا یون جرأت اسکی مفت تا / ساہ چلتی جسطرح یاد و گوئی سونا پڑا

صاف کرتا رہا گل مجھ سے وہ تلوار کے ہاتھ
لوگ مانع ہوئے تو کہنے لگا کون ہو تم
گرچہ بیزار ہی جی میرا اوس سے لیکن پیار بھی ہے
دل بہلا لیجے کو ایسی درد نہ کیجے کیونکر

درد

آہ ناگہ پڑے کیسے مرے خونخوار کی ہاتھ
شوق سے باندھیں گی ہم ایسی گنہگار کی ہاتھ
ساتھ انکار کے پردے میں کچھ اقرار بھی ہے
ایک تو یار بھی ہے تس پہ طرحدار بھی ہے

چمن کے تخت پر جسدن شہ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کی دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں
بتاتا باغبان رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

قسمت کے اپنی خوب سے حاتم بھی شوم ہے
اس واژگون نصیب کے تعریف کیا کہوں
گر تخم بھی جو بوؤں تو پیدا زقوم ہو
جسکو ہما سے سمجھو تو پہلو سے بوم ہو

میں زخم میرے کاری اس سینہ سے کیا ہوگا
اب مرتا ہی تو بہتر اس جینے سے کیا ہوگا
اس کم نگہی سے کب بجھتی ہے عطش دل کے
ساقی مجھے اتنے سے می پینے سے کیا ہوگا

جان کو زلف دوتا مانگے ہے
مانگ کیا جانیے کیا مانگے ہے
اوسکے پنجے سے ملا کر پنجہ
خون بہا اپنا حنا مانگے ہے

جا او ٹھاوے مرے مدفن پہ جو تکبیر کے ہاتھ
چوم لوں اوس بت رعنا کی کف چیر کی ہاتھ
کھینچکر نقشے میں مانی بت بے پیر کے ہاتھ
چوم تا تھک کبھی اپنے کیے تصویر کی ہاتھ

صنم کے ہاتھ سے کے پہنچے
اگر پہنچے کہ نہ پہنچے
جو پہنچے ہو تو لکھ بھیجو
مرے پہنچے میں ہی پہنچے

عبث میں صبح تلک اس کا انتظار کیا
قرار کر کے مجھے اوس نے بیقرار کیا
کہاں رہے ترے غیرت بھلا بتا تو سہی
ترے شکار کو جب اور نے شکار کیا

تھا جبیں نماز میں کہ سلنے آیا
وہ باغ سے میرے مقابل لایا
میں اوسکو اشارے سے کہا تائب ہوں
بولا کہ شتاب سے پیا سبو پایا

برسات کی جھڑی ہو سبزہ ہو اور جو ہو
مطرب ہو اور مے ہو ساقی ہو اور تو ہو

یک گوشۂ عافیت ہو اور دست درگلو ہو
کافر ہو پھر کسیکو جو غیر آرزو ہو

آہ رے آہ کیا کیا ہمنے
ایسے نادان کو دل دیا ہمنے
پھنس گئے دام مین ترے آکر
ہو خوشی خون دل پیا ہمنے

اے درو بہت کیا پر دیکھا ہمنے
دیکھا تو عجب طرح کا لیکھا ہمنے
جب چشم نہ تھے تو دیکھتے تھے سب کچھ
جب چشم کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہمنے

آج گلشن مین کیا مزا ہوگا
مینھ برستا ہے گل کھلا ہوگا
باغ مین بو کباب آتی ہے
کسے بلبل کا دل جلا ہوگا
اے ستمگر زیردستو پر ستمگاری نکر
ظلم کے اقلیم کے ہرچند سردارے نکر

توڑ مسجد پھاڑ مصحف کر زنا اور پی شراب
جو تو کرتا ہے سو کر پر مردم آزارے نکر
لعنت جو کوئی زن کا سخن گوش کرے
ہمدم ہوا سے ساتھ نمک نوش کرے
صدسال کی الفت کو یکساعت مین وہ
دیکر سے تلے ٹپرکے فراموش کرے

کبھو ناشاد کبھو شاد ہوے آخر ہیچ / قران صاحب / گو تعلق سے تیے برباد ہوے آخر ہیچ
مرتبہ علم مین حاصل کیا شیطان کی راہ / گو فرشتونکی بہی استاد ہوے آخر ہیچ

ایوان عدالت مین تمہارے بادشاہ
کیا ظلم کو ہے دخل عیاذاباللہ
ششیہ کا جو وہان طاق سر کے پاؤن
پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ
موت سے ہے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو / ذوق / غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو

کہتی ہین شور قیامت جسکو وہ اے چشم یار
تیری مستونکی نفیر خواب غفلت ہو تو ہو
مومن نہین زنار سے میرے آگاہ
اس رشتہ کو ہے سبحہ اسلام مین راہ
اس بت کا برہمن ہون ہم صلوا لشیخ
کہتے ہین جسے دیکھ کے اللہ اللہ

جوامی قاصد وہ پوچھے میر بہی ادہر کو چلتا تھا / میر / تو کہیو جب چلا ہون مین تب اسکا جی نکلتا تھا
کمال افسوس بیتاب سے تہا کل قتل ہوتا میرے / تڑپتا تھا ادہر مین یار اودہر ہاتہ ملتا تھا

جرأت

چھوڑ سے چوڑ سے مری لگ جاؤ گلے آ کے کہین
ضبط وحشت بہی سجہے اے دل دیوانہ ضرور
ماہ رو چہرے سے یہ تیری جب سے خط آنے لگا
جب تلک تہا نہ قاصد کو جواب صاف تہا

ورنہ دل برسے نکلجائیگا گہبرا کے کہین
اتنا آنا بہی نہ وہ چہوڑ سے جہنجہلا کے کہین
تب سے قاصد کو مری باتون سے بہلانے لگا
اب تو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا

فیاض

ہے کون جسنے عہد کو اپنے وفا کیا
فیاض کچہ زبان شمع کی جو ہوئی نمود

کہیے جو اوسنے حمد کو اوسکے ادا کیا
گلگیر نے دہن کو وہین اپنے وا کیا

کہانے کے سیلیے جسنے رگ پان کو چیرا
ہاتہہ اوسکے کٹ جاوین الٰہی رہ نایاب

لاکہون سے ہے دل مجنون گریبان کو چیرا
موتی کے لیے جسنے تری کان کو چیرا

غم تو دنیا مین سبھی ہین عشق کا کچہ اور ہے
بہا جیا ہو کا جراحون سے بہی زخم جگر

ہی اوسی عالم مین لیکن اسکا عالم اور ہے
اوسکا ٹانکا اوسکا پہایا اوسکا مرہم اور ہے

کبہو کبہو جو کرم سے نگاہ کرتے ہو
ادہر تو عاشق بسمل تمہارے تڑپتے ہین
اگرچہ تہبر یہ تخم الفت کا اے ستمگر ہم اپنا بوتے
جو تیری خاطر گلے گلے ہم کرین ہین نالہ یہ ہر نہین روتے

غرض کہ دل مین مرے جان راہ کرتی ہو
اودہر کہڑے ہوے تم واہ واہ کرتی ہو
تو تہا یقینا کہ اوسکے سایہ کی نیچے یکدم کبہی تو سوتے
خراب خستہ ذلیل و رسوا نہ تمسے ملتی نہ ایسی ہوتے

مقطعات

کل پاؤن ایک کاسہ سر پر جو آگیا
کہنے لگا کہ دیکھہ کے چل راہ بیخبر
تہا وہ تو رشک حور بہشتی ہمین مین میر

اک سر وہ استخوان شکستہ سے چور تہا
مین بہی کبہو کسو کا سر پر غرور تہا
سمجہے نہ ہم تو فہم کا اپنے قصور تہا

جب طپش کو نہ ملے بوسہ سے تجہہ لب کے خبر
بنیوا ہم ہین نہین زور کسے پر پیارے
بلبلین پائی مین کہتی تہین ہوتا کاشکے

تب فقیرون کی طرح شعر یہ پڑہتا تہا چلا
دیوے اسکا بہلا اور ندی اسکا بہی بہلا
تک مزہ رنگ قرار اے اسن ین کا آشنا

گر گل و لالہ کہاں سنبل سمن ہم نسترن
اشک تر قطرۂ خون لخت جگر پارۂ دل

میر تقی

خاک سے یکساں ہوئے ہیں ہا گیا کیا آشنا
ایک سے ایک عدو آنکھ سے بہتر نکلا

کنج کاوے جو کی سینے کی غم ہجران نے
ہمنے جانا تھا لکھے گا تو کوئی حرف امیر

میر

اس دفینے میں سے اقسام جواہر نکلا
پر ترا نام تو یک شوق کا دفتر نکلا

شور سنکر ہمنوا یوان کا اُبلتا ہی یہ دل
اب خدا حافظ ہی سودا کا مجھی آتا ہی رحم

سودا

رخصت اک نالہ ایسا دجاتی ہی بہار
ایک تو تھا ہی دیوانہ تس پر آتی ہی بہار

ہیں سمجھاوں جو مانے بات تو پردہ نشین
جائے نظارہ بہی ہی گوشہ بہی ہی پردے ہی

سمجھو

ہی بدلنا ہی اگر منظور اپنا گھر تجھے
آ مرے آنکھو میں رہ یہ عین ہے بہتر تجھے

جب سے سرکار عشق میں عارف
کہ خوشی کا نہ لیجو نام کبھو
کیونکہ بتا دے کو پھر ہٹکنے دو ن

عارف

ہم ملازم ہوے یہ بندے سے ہے
غم سے ہے تجھکو بہرہ مندے ہے
نوکرے سے ہے کہ بھائی بندے ہے

غیرون سے خوش رکھی تو رہوی وہ سیم تن
آہن دے کا اسکے چھا دیوین گے ضرا

عارف

عارف بُری ہی آہ دل بیقرار کے
سو دن سنار کے ہے تو ایک دن لوہار کے

سب سے تم بیغرض رہو تم عارف
یہ وہ ہیں لوگ کہاتی ہیں جس ہیں

عارف

گو کہ دم دوستی کا بھرتے ہیں
اسی ہانڈی میں چھید کرتے ہیں

مشکل ہے عمر کاٹنے تلوار کے تلے
ان رستمون کے دعویکو دیکھا ہی ہم نے قطع

میر

سر میں خیال گو کہ رکھیں یار عشق کا
پورا جہان لگا ہے کوئی دار عشق کا

کہکشان مانگ ہے ہلال بھوین
لب مسیحا ہے لب یہ رنگ مسے

مہر طلعت ہے ماہ سیما ہے
سایۂ قامت مسیحا ہے

اس میہمان سرا میں عارف قیام کب تک
پتھر وزن سے ہے اپنا میزان زندگی ہیں

عارف

غفلت یہ آپ اپنی اکثر ہم دنگ رہ گئے ہیں
ڈھریاں تو ٹل گئے ہیں پاسنگ رہ گئے ہیں

رباعیات عیدین

عید رجب باد میمون و خجستہ مرترا / امد اندر بطن مادر مظہر نور خدا
از بنای مولدش صد عجبہ شگفتہ او / گشت گلشن گلخن و پرنور شد ہر دو سرا

(سلیمے)
عید رجب میں ہوا در کونین / صلب سے آ گئے شکم میں چین
ہی حدیث سنے عرب سے عین / ہے یہ مولود سید الثقلین
لیلۃ القدر نے کیا ہی ظہور / ہے برستا سبھو نپہ حق کا نور
بطفیل رسول اکرم کے / ای خدا دے سبھوں کو جنت و حور

(سلیمے)
لیلۃ القدر کی ہی یارون جہان مین دھوم / آسمانوں سے زمین پر ہے فرشتوں کا ہجوم
سورۃ القدر بھی ہی شان مین جسکی مرقوم / جسکے ہر حرف کی آیت ہے لازم و ملزوم

(سلیمے)
دن ہے عید اور رات ہی شب رات / نیکیون مین گذارو تم اوقات
صوم و صلوٰۃ اور نوافل مین / رہو مشغول تاکہ ہووے نجات
شب برات آئی ہے مسلمانو / بدبختون سے بچو مرے مانو
نیکیون مین رہو سدا شامل / ورنہ نہین تو تمہارے تم جانو

(سلیمے)
آئی ہے شب برات جہان پر بہار ہے / بازار اور کوچہ گویا گلعذار ہے
چھٹنے لگے انار و مہتاب و پھلجھڑے / دیکھون مین ہر طرف تو پٹاخون کی مار ہے
عید رمضان آمدہ بشریٰ لکم یا مومنین / گفت در جنات رضوان فادخلوہا خالدین
مائدہ صوم و صلوٰۃ آمد نصیبائم از کریم / افطروا یا صائمین واللہ خیر الرازقین

(سلیمے)
عید رمضان رسید خرم و شاد / بر ہمہ مومنان مبارک باد
ای پدر مہربان بدہ عیدی / تا بیابم ز علم گنج مراد

جلوہ فرمایون ہلال عید ہے اب ہو بہو / عشوہ ابرو دکھاوے جون کوئی خورشید رو

اف رے ماہ نو تیرے شوخی کہ بام چرخ سی
ناک سے تیتے تسباتہ اشارے سی کری ہی گفتگو

عید قربان آمدہ قربان کنم
جان فداے حضرت رحمان کنم

حاجیان اندر طواف کعبہ اند
ما باستادان خود احسان کنم

عید قربان در رسید اندر جہان باغ و بوستان
جان و دل قربان کنید اندر رہ حق دوستان

خوش خمار اند عاشقان اندر شراب شوق شوخ
ذبح نفس امارہ کردہ شو بزمرہ عارفان

رباعیات دعوت محفل محبانہ و دوستانہ

محفل مین شاہ دین کے ستادگر حصول
جس بزم گہ مین رحمت حق ہو وے ہی نزول

بعد از عشا کے لائیے تشریف دوستو
لطف و کرم سے کیجے دعوت مری قبول

محبو دوستو از راہ شفقت
قبول ہو دل سے اس مخلص کے دعوت (احمد)

کرم فرما و بندے کے مکان پر
جمعہ کے شب کو بعد از ہشت ساعت

دوستون کی انجمن کے نونہال
گلبن اخلاص سے کے ثمر کمال (سلیم)

لطف سے محفل منور کیجیے
مخلصون کو اپنا دکھلا کر جمال

گلستان خوبی کے سر و روان
نہال چمن دوستی کے نشان

شب جمعہ کے ہشت ساعت کو یار
رہو شامل عیش و بزم جوان (گوکنی)

محبت جا چمن سے بخل بربار
سخن جا شاخ سے بلبل گھر بار

شب آدینہ جا آتے سے صاحب
قدم رنجہ کر آ اے رشک گلزار

رفیقان در کردن شفقت ذرا یا
عبث بیٹھون نکو اپلیا گھر آیا (سلیم)

جمعہ راتی سے ٹک تکلیف کہیون
منور قدوے سے مجلس کرایا

ابیات مفردات

سمجہی اسکو جس نے دکھا کر لمعہ اپنی قدرت کا
عرش پہ لا چمکا یا قدم لمحہ مین ہمارے حضرت کا

حوصلہ اس کی تجلی مین کسی تقریر کا　　جو زبان شمع نکلی منہ کہلا گلگیر کا
چمن مین کون وہ رونق گلزار آیا ہے　　کہ پابوسی کو ہر اک شاخ گل نے سر جہکایا ہے
بنی یہ قشقہ قشقہ یہ ٹیکا ٹیکے پہ موتی ہی کہ ہم کا　　نخل پہ شاخ اور شاخ پہ گل ہی گل پہ قطرہ شبنم کا
نظیر

جو ٹیکا صندل لگا جبین پر تو پاس ابرو کے خال بھی ہے　　سپہر خوبی پہ بدر بھی ہی سہیل بھی ہی ہلال بھی ہے
لام نستعلیق کا ہی اس بت خوش خط کی زلف　　ہمتو کافر ہون اگر تابع نہون اس لام کے
لگا ہی تیر دلپر آہ کس کافر کے مژگان کا　　نشان سوفار کا معلوم ہوتا ہی نہ پیکان کا
غایت سبز رنگ اس اپنے کشتی پر ذرہ رکہنا　　کہ بعد از دفن مدفن پر کوئی پتی ہرے رکہنا
سرو نے دعوی تیرے قد سے کیا کیا پہل ملا　　گلشن ہستی مین آخر بے ثمر پیدا ہوا
اثیم

اے صدر کے شوق اپنی جبین کو خبر نہین　　اس بت کی آستانے کا پتہر رگڑ گیا
ہین کس کس شعلہ رو کے سینہ صد چاک کہلاون　　رکہا تہا ایک دل سو جلگیا گیا خاک ہو کہلاون
غفلت مین فرق اپنی تجہ بن کبہو نہ آیا　　ہم آپ مین نہ آئی جبتک کہ تو نہ آیا
ہم کوئی مغان مین تہی ماہ رمضان آیا　　صد شکر کہ مستی مین جانا نہ کہان آیا
ایسا بلند آہ کا اپنے دہوان ہوا　　چرخ کہن کے نیچے نیا آسمان ہوا
یہ میرے آہ کا کیا دہوان سے ہے　　کہ نیچے آسمان کے آسمان ہے
انشا

کیا ہنسی آتی ہے مجہکو حضرت انسان پر　　فعل بد تو آپ سے ہو لعنت کرین شیطان پر
اسپ تو وہ صورت ہی کہ جون بلبل تصویر　　پرواز کے طاقت نہین اور پاس چمن ہے
کیون چہپا ظلمت مین گر اس لب سے شرمندہ نتہا　　جان کچہ باقی مری ہے چشمہ حیوان بیچ
مانگ اس کافر کے کالی رات تہی ظلمات مین　　خضر کو بہی ہو مسافت ایکدن دو رات کے
روز رخسار کے لیتا ہے مزے خوبون سے　　بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا
سنگ دلکو سنگ لیکر سنگ دل کی گہر گئے　　رنگ تہا اس کا زمرد جیسے سنگ مر مر گئے
رات دن جاری ہے عالم مین مرا فیض سخن　　گو کہ ہون محتاج پر حاتم ہون ہندوستان بیچ

ترک کر اے رقیب قمر جو نے دیے سے جگمین ہینگے روشنائے	ولی	آہ سیہ سے عصا ہے موسے کے اگر خوبی طلب ہے تو دیا کر
وہ منہ زلفون سے ڈہانپے ہین تو ہم آنسو بہاتے ہین مصحف رخ سے جو وہ زلف اوٹھا دیتا ہے	مصحفی	وہ دن کو رات کہتی ہین تو ہم تارے دکہاتی ہین کہول والیل کو والشمس کہا دیتا ہی
یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے جستجو کرنے ہر اک امر مین نادانی ہے	ناسخ	زمین جسکی چہارم آسمان ہے جو کہ پیشانی پہ لکہا ہی وہ پیش آئی ہے
یہ دنیا شیشۂ ساعت کی ہے ریت دریا امنگ کے موج سے آیا تہا ہٹ گیا		کبھی جاتی ہے ہر دم جیت ری جیت موتی لگا تھا ہاتھ نصیبا اولٹ گیا
دیکھ دریا کی طرف دلکو لہراتی ہے نہ تو دریا نہ سمندر نہ ترا پاٹ لگے		کشتی عمر کی افسوس بہی جاتی ہے کشتی یہ عمر کی اب دیکھیے کس گہاٹ لگے
صنم کے واسطے آبرو ہوے تو ہوے ہے زلف حلقہ زن رخ دلبر کے آس پاس		طلا تو ہاتھ لگا زر و روپ ہوے تو ہوے یا اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس
خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو شب سوختہ شمع سے گر گل نکلے عارض یار پہ کیا زلف دراز آئی ہے	منیر	یہی یک شہر مین قابل رہا ہے کیا عجب بیضۂ فانوس سے بلبل نکلے شام یہان صبح کی پڑہنی کو نماز آئی ہے
اوس شوخ کے والان ہے پردے مین وہ جو چھپے چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت کر دیا تہا مری آنکہون حیرت افزائی نے یہ رنگ		میرے آغوش مین چھپنا تہا بہت دور چھپے اسلیے لوگ تمہین آفت جان کہتے ہین بزم مین تصویر گویا مری تہی اور مین نہ تہا
ہر صبح وہ ڈہونڈہی ہی کوئی تازہ خریدار دیکھون تو لی ہے جان ملک الموت کس طرح جبتک سر بالین پہ وہ دلدار نہ آوے	اکسیر ؍؍ محکم	صورت مری سر رو بدل جائے تو اچہا تم وقت مرگ پاس سے اوٹہنا نہین ذرا کہدو ملک الموت خبردار نہ آوے

شیفتہ

ہی خراشِ ناخنِ غم مین بہی کیا بالیدگے
جو ہلال غرہ تھا سو ماہ کامل ہوگیا

مر کر بہی ہمارا دل بیتاب ٹھہرا
کشتہ بہی ہوا تو بہی یہ سیماب نہ ٹھہرا

چرخ سے کہدو کہ کشتی تہم سکے تو تہام لو
آج ہے طوفان سرشک چشم دریا بار کا

بنے کیوں کر کہ ہی سب کارا و لٹا
ہم او لٹے بات او لٹے یار او لٹا

چشم پوشی ترے مذہب مین ہی کیا مین صواب
ہم سے یون پرہیز تجہکو اور ہم بیمار ہین

پہیلائی کیا کوئی میرے پروردگار ہاتہ
بندے کا ایک ہاتہ ہی تیری ہزار ہاتہ

آتش

آئی بہی لوگ بیٹھے بہی اوٹھہ بہی کھڑی ہوے
مین جا کے ڈہونڈہتا ترے محفل مین رہگیا

سخن آہستہ کر کہ ہے شب وصل
چار پائی سے بہے کان رکھے ہو

چہرہ کچہ اندنون غم پنہان سے زرد ہے
ظاہر مین کچہ مرض نہین پر دل مین درد ہے

مت ملو لیکن کرم فرما رہو
خوش رہو جیتے رہو جس جا رہو

مر گئے سو حق ہوے اور جیتی مارین حق کا دم
حق تعالی آپ ہی حق ہی ہوئی گا لیا ہی غم

ایسی چہرے پہ ہر اک ستارا جم گیا
کاسہ چرخ برین سارا کا سارا جم گیا

اب غور سے برف کے انشا کو بہیجے آپ نے
اسکا یہ مطلب ہے تو نقشہ تمہارا جم گیا

این غزلہا بعد از طبع کتاب ستیاب شدند
غزل سے علے

جب نور نبی عرش کی ایوان پہ چمکا
کرسی نی لیا چوم غبار اوسکی قدم کا

جب نام محمد کا لکہا عرش برین پر
پر نور ہوا تارک اقبال قلم کا

سایہ نہ ترے جسم کا دیکہا ہی کسی نے
تا حشر مین ہو جائے چہتر فرق امم کا

پر نور ہوے ایسی عجب دیدہ افلاک
کیا کحل جواہر ہے غبار اوسکی قدم کا

معمور ترے ذات سے ہے کشور ہستی
جاری ہی عجب فیض تری خوان نعم کا

پائی ہے تری ذات سہی موسی نی کرامت
کیا طور تجلی سی ترے نور کے چم کا

اور یہ ترے جنسے رکھا فرق ارادت — ہووے نہ طلب گار کبھو افسر جم کا
رکھہ حق نے ترے سر پہ عجب افسر لولاک — سالار کیا تمکو عرب اور عجم کا
یہ عرض علی کی ہی تری خاک قدم سے — محتاج نکر مجھکو کسی اور کی دم کا

غزل علی

گرچہ ہے قند و شہد و نبات و شکر لذیذ — ہر چیز سے حدیث پیغمبر ہے پر لذیذ
وہ پیارے پیاری باتین خدا کو او ہر لذیذ — ارشاد ایک ایک جہان کو او ہر لذیذ
دلکو ہی ذکر نعت نبی سی مزا حصول — جان کو ہی فکر مدحت خیر البشر لذیذ
احمد کہی سی ہوتا ہی شیرین دہان خلق — نام نبی ہی نام خدا کس قدر لذیذ
پر ذائقہ ہی تینون سے ساری جہان کے — شہر مدینہ کا ہی جو رطب و ثمر لذیذ
عین مریض کو ہی شفا اسقدم کی خاک — ہو مردمان چشم کو کحل بصر لذیذ
ہر مجرم و اثیم کو بخشائینگے وہی — ہی گوش عاصیون کو بہت یہ خبر لذیذ
شیرین ہی اسم حق نکلین نام مصطفے — یہ ایک پر لذیذ تو وہ ایک پر لذیذ
کوثر سے وہ پلاوینگے امت کو آب سرد — جنت کی نخل سے وہ کھلاوین ثمر لذیذ
صلوا علی النبی و علے اہل بیتہ — ورد اپنا یہ عجیب ہے وقت سحر لذیذ
مطلع یک اور پڑھکی لکھون مقطع غزل — وہ خوشگوار دل کو ہی آٹھون پہر لذیذ
حمد خدا و نعت نبی نیک دگر لذیذ — اصحاب و آل کی ہی ثنا سربسر لذیذ
تجھکو بہی انکی صدقے سے علی بہشت مین — نعمت ملیگی ایک سی اک خوبتر لذیذ

غزل ترقی

دنیا کی جو مزے ہین ہرگز وہ کم نہونگے — چرچے یہی رہینگے افسوس ہم نہونگے
آغاز عشق ہی مین شکوہ ستم کا اید دل — تک صبر کر ابھی تو کیا کیا ستم نہونگے
جلدی سے یارو مجھکو پیوند خاک کر دو — سنتا ہون کہ گئی یہ رنج و الم نہونگے

احوال پر ہمارے رو نہ مل کے باہم
اب کیا کرین ہم اور وہ یار و ہم نہ ہونگے

دشوار ہے پلک سے لگنا پلک عزیزو
آنکھون پہ میرے جبتک اوسکی قدم نہ ہونگے

مضمون شوق اوسکا ہرگز نہ ختم ہوگا
دس بیس نیہ کاغذ جب تک رقم نہ ہونگے

دم دے کے تم تو سب کو محفل سے اوٹھ چلی ہو
کوئی دم کو عاشقون کے سینے مین دم نہ ہونگے

بلبل کے درد دل کا ممکن نہین مداوا
گلچین کے ہاتھ دونون جبتک قلم نہ ہونگے

سنتے ہین بعد اپنے ہی دخل غیر کا بھی
تم سے علیحدہ ہم اب اکدم نہ ہونگے

سنبل کو کچھ نہین ہے زلفون ہی اسکی نسبت
جب جا ہو دیکھہ لو تم یہ پیچ و خم نہ ہونگے

یاران رفتگان پر کیا روئیے تر سے
کیا ہم روانہ سوئے ملک عدم نہ ہونگے

غزل احمد

نام خدا وہ شوخ ہے مانند حور کے
ٹپکے ہین اوسکی چہرے سے آب قطرہ نور کے

اللہ رے ناز کے وہ پری وش کو دیکھیے
آتی ہین شاہد ان ادا دور دور کے

گر اک کلام وہ لب اعجاز سے کرے
دیوے جلا وہ آن مین اہل قبور کے

گر لمحہ اک اوس سے بغل گیر ہو کوئی
کہلجاوے اوسپہ باب ہی عیش و سرور کے

جرات ہی کسکی تاکہی اوس شوخ کا خیال
اوڑ جائین ہوش اوسکی ہی فخر و غرور کے

کیجے ہمارے حال پہ ٹک مہر کے نظر
واللہ دل سے ہم تو ہین عاشق حضور کے

احمد تو اوسکی عشق مین ہو محو سربسر
تا تجھہ کہین ہی جاوینگے عالم ظہور کے

غزل شیدا

دیکھہ ان زلفون کو مت جا ہیو گردن پیچھے
چوٹی پیچھے سے پڑی ہی جیسے وہ ناگن پیچھے

ہے زلیخا نے کیا عشق مین یوسف سی سلوک
بھیجا زندان مین اوسی پھاڑ کی دامن پیچھے

فرقت رشک چمن سے جو مین مرجاؤن تو پھر
مجھکو دفنائیو دفنائیو گلشن پیچھے

فصل گل مین رکھا صیاد نے در قید قفس
پھر نکالا تو نکالا مجھے پھاگن پیچھے

پہلے مجنون کے طرح عشق مین شیدا تو بھٹک
پھر ترا کوئی تبان ہوئے گا سکن پیچھے

غزل دلکش

یار کے ہاتھ سے مشاطہ نے لایا بیڑا
طاقت وہوش کی رخصت کا یہ آیا بیڑا

دل سو معنے رنگین گذرتے نہین آج
کہ عوض بوسے کی انعام مین پایا بیڑا

زلف ورخسار تو ہین آفت جان پر میرے
خون کا اس لب خندان نی اوٹھایا بیڑا

جان سپارے نکرین کیونکہ اب اس وقت ہم ہی
بسکہ حیرائی سے کافر نے ہنا یا بیڑا

خون بہا اپنا کیا مین تو گنہگار تو ہون
پاندان سے تری کل مین نی چرایا بیڑا

سرخ رو مجھکو کیا اوسنے جو چھپنون مین
کہ مرے ہاتھ سے کل مجھکو دلایا بیڑا

کیون نہ اس رشک سے دل خون کیا کافر نے
غیر کے ہاتھ سے کل مجھکو دلایا بیڑا

غزل دلے

لامکان پر نبا احمد جو بٹھلایا
تب ملایک نے وہین صلوا علیکم گایا

حور وغلمان نے ترانی سی وہ نغمہ ہوئے
قاب قوسین کا نوشہ تو ہی سکو بہایا

تھے براق وہان آدم سے لگا تا احمد
اور جبرئیل امین گوند کے سہرا لایا

حق نی لولاک لما خلق محمد کو کہا
ان سو اکون سے عزل نی یہ تیر پایا

مغفرت تیری ولی سہل ہے بلا رنج کیون
نام احمد کا جو لب پہ تری ہر دم آیا

غزل ثابت

مین اسپنے سطالب سید ابرار کو سونپا
متاع دین ودنیا احمد مختار کو سونپا

فدا عالم ہے اسپر شک جو رکھتا ہو فرشتو کا
حشر کا معاملہ مین حیدر کرار کو سونپا

ہوائے کر دیا ناموس مین خاتون جنت کے
مین اپنا خانمان بھی فاطمہ اطہار کو سونپا

مرے اس کام کی مالک ہین جو چاہین کر دونین
علی مشکل کشا کے دونون برخوردار کو سونپا

مرے پر ناتوانی بیکسی اور بے بسی جو ہے
شہید کربلا کے عابد بیمار کو سونپا

مرے جو آشنا ثابت ہین ہو لا ان کا ضامن ہے
سر دشمن کو اسد اللہ کے تلوار کو سونپا

غزل عالم

وہ یکدن دیکھیں بیشک جہان روز جزا ہوگا
گنہگارون کی بخشش کو وہان فضل خدا ہوگا

صراط المستقیم او پیر وسیلے سے پیغمبر کا
شفاعت کو قیامت مین محمد مصطفے ہوگا

یہی ہے جام کوثر کا مجھے دینگے تلطف سے
کہ جسدن ساقی کوثر علی مشکل کشا ہوگا

کرینگے خون کا دعوی وہ جب خیر النسا آکر
حسن بخشش کو امت کی شہید کربلا ہوگا

تقی ہے اور نقی ہی اور محمد عسکری ہادی
قتل کرنے کو کفارون کی مہدی ہدا ہوگا

ہین باقر جعفر و کاظم ہمیشہ رہنما سب کے
سبھون کی پیشوائی کو علی موسی رضا ہوگا

تزلزل حشر کے دن بطرح ہوویگا سن رکھ
کرو سامان آخر کا مدد سب کا خدا ہوگا

عرض یہ اب جناب کبریائی مین ہی عالم کی
کہ جاوے درد عالم کا غزل کا یہ صلا ہوگا

غزل

آج پھر اس کوچۂ جانان مین جانا چاہیے
اک دفعہ قسمت کے تئین پھر آزمانا چاہیے

سب بہار آخر ہوئی باقی رہا جوش جنون
دھجیان دامان صحرا کے اڑانا چاہیے

آونگی اور باغبان گلشن مین در وقت سحر
آب شبنم سے گلون کا منہ دھلانا چاہیے

مین کہا عاشق ہون تیرا وہ لگا کہنے کہ یون
تو ہی دیوانہ سخن تیرا نہ مانا چاہیے

کسطرح لپٹون تجھی اتارون نازمین
وصل کے شب کو فقط جیو یون کہنا چاہیے

غزل

ااا ایک دلبر پہ پہ پہ پیارا ہمن کا
نہ نہ نہ نکلا تھا گھر سے کہ کہ کر عزم چمن کا

فہ فہ فہ فارسے غزلین جہ جہ جاتا تھا کہتی
لہ لہ لالہ جو کرتا سہ سہ سرو چمن کا

شہ شہ شہ شبنمی جامہ چہ چہ چہ چست قطع سے
بہ بہ بہ بر مین کہا تھا بہ بہ ہمرنگ سمن کا

جو جو جو جوہر یکدم تھہ تھہ تھا چیز عجب کچھ
دہ دہ وہ وہ وصف کہون کیا غہ غہ غنچہ دہن کا

کہہ کہہ کے کھینچی ستھے جبد ہر وہ وہ دوست وہین ہونے	مہ مہ مہ بار سے وحشت نہ نہ نہ ضرب کنکا

ریختی جان صاحب لکھنوی

چھوٹی خانم کے مجھے دے گیا بھائی انگیا	منجھلے کیا ڈھونڈون بڑے وہ تو نہ بھائی انگیا
چھوٹا کپڑا ابھی بڑی لطف کے سر چیز یہ ہے	ساری چوڑی ہین تو بندی کو خوش آئی انگیا
حسن جاتا رہی پر چھاتیون کا روپ گیا	صدقے تو اس عقل کے جسنے یہ بنائی انگیا
تیری چھاتی سے مرے سوت کا کپڑا اچھا	ساری کنبد کی کر گئی یہ صفائے انگیا
کس سے ملوائی گئے تھے ارے بل کی بھٹی	باندی بیہوش کہاں کھو گئی تو آئے انگیا
کیون نہ جامہ سے مین باہر ہون بہلا مغلانی	او وہ ہر سے دو بار مگر ٹھیک نہ آئی انگیا
دم بدم ٹوٹتے ہین اس سے ستارے بہر طرفے	ای بے سہتاب بنی گویا ہوا سے انگیا
کوڑ اُن چھاتیون سے ٹیکی اسی جو پہنی	مین تو کوسون گی مرے جسنے چرائی انگیا
اب بھلی یا نسمین کیا پہنین جو پہنا ہین نیچے	اپنی جوڑون کو موسے کنجڑی قصائی انگیا
جان صاحب کو دے گیا آج بلا پا کرم	عطر فتنے کا ملا خوب بسائی انگیا

ریختی انشا

چھینتی سے نگوڑی مجھے بھار انگیا	کوئی سادے سی مروڑ کے لارا انگیا
تو کہد و لہ بند تو رانگ ستاری کی بنا چنبیر	آن ہوجاتی ہی کمبخت گنواری انگیا
بی بی مغلانی جو سی لائے تھی آئی نہ پسند	بنگیا ہے نی وہ سر آنکھی تاری انگیا
ڈنگا ہیتے اجی ایسی ہوئی تھی یہ ہو	پھٹ گئی آپکی جو سا کے سار انگیا
تھی جب گوئی سنگھر جسنے یہ کاڑھی بوٹے	واچڑی بن گئی ایک پھولونکی کیاری انگیا
ماشاءاللہ کا کہین جو جو گیا تو بوسین	تیرا مقدور کہ تو چھیڑے ہماری انگیا

ریختی رنگین

مین وہ بھی اوڑھنی کی بندین کل کی اوڑھنے	باجے مجھی منگادے جہلا جھل کے اوڑھنے

بہادر شاہ ظفر

برسات جسکو کہتے ہین سب جسے بہار تھا
سر پر ہوا کے ہوتی ہی بادل کی اوڑہنی

کی مار ٹال بیٹہا آئی سینہ مرے جہان
تر کرکے رکہہ نہ چہاڑے مین آنچل کی اوڑہنی

کہ لگا کے گرمین مرے لوگو دوڑیو
کتنے تلک تو سر سے مرے ڈہلکی اوڑہنی

بہاری پنپٹ منگا دو سے تو رنگین نگاون مین
نے تہہرتے ہے سر پہ مری لال کی اوڑہنی

غزل ماہ لقا

اجل کے سامنے رستم گیا سو پھر نہ پھرا
ہمارے چشمون سے جو نم گیا سو پھر نہ پھرا

لڑائی کرتے ہین حیرت پہ دونون زلف سیاہ
جو گلعذار کا موسم گیا سو پھر نہ پھرا

بہر و ساعت کرے خاکم اپنے ہستی کی
جو جسکی ہستی کا عالم گیا سو پھر نہ پھرا

عجب وہ منزل و مسکن ہے جسکو حیرت ہے
جہان سے جو کوئی ہمدم گیا سو پھر نہ پھرا

اوداس ہوکے صنم صبح کو گیا افسوس
بہار رونق شبنم گیا سو پھر نہ پھرا

او ستہ نہ شیخ سے مطلب نہ برہمن کا کام
جو راہ عشق مین آدم گیا سو پھر نہ پھرا

غرور مت کرے تو حسن پر اے ماہ لقا
عدم کی سیر کو آدم گیا سو پھر نہ پھرا

نواب آصف الدولہ بہادر

ساقیا می سی چھکا دی کہ بہکتے جاوین
برق کی طرح جدھر جاوین چمکتی جاوین

جہان مین جہان تک جگہہ پائے
عمارت بنائے چلے جائے

دولہن بیگم صاحبہ

ایسے کم ظرف نہین ہم جو بہکتے جاوین
مثل گل جاوین جدہر کو تو مہکتی جاوین

مت کرو فکر عمارت کی کوئی زیر فلک
خانۂ دل جو گرا ہو اوسی تعمیر کرو

جینا بیگم

روٹھنے کا عبث بہانا تھا
ڈبڈباۓ آنکھ آنسو تھم رہے
دل جبھی سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی
یا الٰہی یہ کس سے کام پڑا
آیا نہ کبھی خواب میں بھی وصل میسر

مدعا مت کہو بیان تک آنا تھا
کاسۂ نرگس میں جوں شبنم رہے
کچھ دل کا لگانا ہی ہمیں راس نہیں ہے
دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا
کیا جانیے کس ساعت بد آنکھ لگی تھی

جس طرح لگی تجکو مرے چاہ کسو کے
جی تک بھی اگر چاہوں تو دسواس نہیں ہے
یار پردے میں ہے اور عیش ہی ہو یہی

اوس طرح نہ لگیو مرے اللہ کسو کے
کچھ اور جو ڈھونڈو تو مرے پاس نہیں ہے
نقش پا کس سے مٹے میرے در پے جاسوسی ہے

شمع کے طرح کون رو جانے
شب مہتاب میں تا صبح رہنا
کھوئے ہیں اونکی سیر میں سوئیو کی نیند
مرے دل کی طپش تو کیا جانے

جسکے جی کو لگے ہو سو جانے
خیال ماہ روہی اور ہم ہیں
تہ کر رکھو نسیم سے کہدو قبائے گل
ہیں سے ہے جانو یا خدا جانے

کیونکہ میں قربان ہوں جب وہ کہی ناز سے
بے منصفی اور اسے بت بیدادگر ایسے
ہم بزم دشمن کو چھپانا ہی تھا قاصد
دل ہمیں دو چار دن گر اپنا تم دو مستعار
دلبر مجھے اسواسطے کہتی ہی یہ سب خلق
ہی چوکھٹ آپ کے اور سر ہمارا
قسمت میں ہمارے نہوا اے صد افسوس

ہمکو جفا کا ہے شوق اہل وفا کون ہے
چاہت تیری غیروں کو بھی ہوگی مگر ایسے
کہتا ہے کسی سی کوئی نادان خبر ایسے
اوسکو سکھلاویں وفا ایسی کہ ہووے بیقرار
تا مجکو تو دلبر ہے سمجھکر کبھی آوے
قیامت تک یہیں ٹکرائینگے ہم
یک روز لیٹ کر شب مہتاب میں سونا

اپنے آنے کی جو سناتی ہو
اوسپہ قسمیں جو تم کہلاتے ہو

شیخ ناحق یہ تم جتلاتے ہو
مدعا یہ کہ دل بڑھاتے ہو

ال جان بازے کا مین کس سے کہون — جس سے کہتا ہون وہ ہے سنتا نہین
ہ کا ہیدہ ہوا جاتا ہے آبرو دیکھکر — دیکھہ لوہن کرکے نکلا آج وہ شکل ہلال
ان و دل بیچتے ہین ہم اپنا — ایک بوسے کو لے ستاہی

مناجات

اے بحق رسول انام — محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
بآل و باصحاب ختم رسل — مجھے دے مرادین مرے خیر و کل
مجھے دین و دنیا مین عزت سے رکھہ — یہان اور وہان عیش و عشرت سے رکھہ
شراب محبت پلا دے مجھے — تو مستانہ اپنا بنا دے مجھے
کر ایمان اسلام پر خاتمہ — طفیل سبطے و سبطے فاطمہ
الٰہی ہزارون درود اور سلام — ہمیشہ یہ نازل تو فرما مدام

تواریخات متقدمین

مظہر

مظہر کا ہوا قاتل جو یک مرتد شوم — اور اسکے شہادت کے خبر ہوئی جو معلوم
تاریخ وفات اسکے کہے از رو درد — سودا نے کہا کہ ہاے جان جانان مظلوم

آہ مرزا رفیع دنیا سے — جا کے جنت مین جب مقیم ہوا
درد فرقت سے اوسکے مثل قلم — اہل معنی کا دل دو نیم ہوا
گل سے تا خار اس چمن مین تھا — خاک برسر وہ جون نسیم ہوا
سال تاریخ کے تئی مجھکو تلاش — کیونکہ بس حادثہ عظیم ہوا
اسمین پیر خرد نے از سر ہوش — یہ کہا اب سخن یتیم ہوا
میان مٹھو جو ذاکر حق تھے — راتدن نام حق رٹا کرتے
گریہ موت نے جو آدابا — مضطرب ہوگئی اور گھبرا گئے

چرخ بین داب گر بسر کلهیا	کچھ نہ بولے سو اسکے ٹسٹے
از مولانا فخر الدین صاحب حسب فرمائش فریزر صاحب	
آج اختر شند ہا طویلی ہین	اسکے نانہ انگریز گرجا

تہنیت

تاریخ از نتائج افکار عالی مقدار سخن سنج کلام شناس بلبل شاخسار حدیقۃ الاطباب دُرِ آبدار بحر الانتخاب کشاف دقائق خفی و جلی جناب فضیلت مآب غلام علی صاحب مہری سلمہ ربی

کیون شرنگین نہو وے سی باغ از بہار نظم	طرفہ کہلا ہے ابر فلک شعلہ زار نظم
مجموعہ طلسم ہے رنگین بیاض شعر	محسود گل ہے ہر ورق زرنگار نظم
موسوم سے انتخاب ہے گلدستہ بہار	ہر بیت شاہ بیت ہے آئینہ دار نظم
ہر اک غزل ہے رشک غزال سواد چین	مرغوب بلبل چمن جویبار نظم
دکھلا رہے ہے نقاب اوٹھا حسن ہر پری	ہر لفظ حسن شاہد سیمین عذار نظم
اشعار آبدار و مضامین سے نئے	پیہم روان ہین قافلہ سالار دیار نظم
گویا نظیر عقد ثریا ہین زیر چرخ	در سلک انتخاب دُرِ شاہوار نظم
سرگرم اس سے محفل عشاق ہی سدا	مستون کے بزم مین ہے دور بالاخمار نظم
نکلے ہے اب کہ طرفہ نرا سیر ہی صدا	سرپانہ ہا اوس کا اہل طرب نے شمار نظم
سودا نظیر و جرأت و انشا کے ہر غزل	ہے زیب بخش کشور دار الوقار نظم
شہباز فکر اہل دلا سر باوج ہے	کیون مرغ دل نہووے ہمی اسیر شکار نظم
از بہر سال بلبل طبع نے نئی اب	باندھا آشیان باوج سر شاخسار نظم
جا یار قسم ہو بہ ورق گل بنوک کلک	آئی ہے غیب سے یہ ندا لالہ زار نظم

این مادۂ تاریخ را جناب قاضی غلام علی صاحب مہری بسلک نظم آوردہ بودند

زہی شورش فزاے بزم ابرار
سہے بھر عندلیبان نوچمن زار

یہ طرفہ مجمع اشعار عشاق
کہ جسمین چیدہ چیدہ گل ہین بیجار

کرے ہے محفل عاشق کو سرگرم
نئے انداز سے دکھلا رخ یار

ہوا ہے طبع دیوان جلوہ آرا
تبان جسمین جون ہین نقش دیوار

بہار گلشن اشعار کو دیکھ
رہے ہی اشعار رنگین ہو چمن گلزار

نو در بوستان عشق ہے یہ
طرب افزا چشم ہر خریدار

اگر ہی یہ بیاض شعر رنگین
ہو فت نور سواد چشم خیار

کوئی تاریخ ہو سے رقم ہو
رہے تا یادگار از عاشق زار

کہا ہے اس طرح سرخرو نے
کہ لاثانی ہوا ہے عشق شعار

ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	20	30	40	50	60	70	80	90	100	200	300	400	500	600	700	800	900	1000

ایضاً

ہوا ہے یہ جب طبع دیوان تمام
کہ درج اسمین ہے اک ہی رنگین کلام

ہوئی چاہ ہو سے کو تاریخ کے
رقم طرفہ تر یادگار دوام

یہ ہو سے ہاتف غیب نے تب ندا
کہ ہے یہ گلستان خوبی مدام

مجمع الاشعار نسخہ ہے عجیب
چاہیے تاریخ اسکے برملا

مین نے پوچھا تو خرد نے جبھی کون
طرفہ الاشعار آمادہ کہا

این چند مادۂ تاریخات شد بخدمت درگاہ کریم محمد حسین ابن محمد سلیم فراہم آوردہ اگرچہ قابل اشتہار نیست اما بپاس خاطر عزیز باتمیز مولف کتاب محمد ابراہیم صاحب موسے بر ورق ثبت نمودہ است تا ناظرین از سہو و غلط ریزہ سے از حظ دریابند و نیز التماس بخدمت ارباب سخن بلند ہمت والا قدر آن دارم کہ نظر بر سہو و خطا نہ نمایند بعفو عنہ کرام الناس مامول

اس چمن کے رقم ہو گیا تاریخ
ہمہ مجموعہ از شعر دل آرا

بہتر تاریخ ہے بنا تاریخ
مرتب شد ز ہو سے آشکارا

بپاشش فی الابدیہ گفت ہاتف
بہر وا این شعلہ زار عالم عشق
طرفہ شگفت شعر رنگینش
شد چو مرتب چمن نوبہار
تازہ تر از برگ درختان سبز
طرفہ سروشے کہ بخواب خرد
ز آفات این گلشن بخزان

ایضاً

جزاک الله فی الدارین خیرک
نور از مہر تابشش از مریخ
گفت مظلوم باگل تاریخ
یعنے کتاب شعرائے کبار
نور فزائے نظر ہوشیار
گفت بگو معرفت کردگار
نگہدار با خالق عاشقان

طرفہ ہوا مرتب گلشن ہنروروں کا
ہاتف سے گوش زد ہے تاریخ تعمیہ آج
غیب سے ہاتف نے یہ مژدہ دیا

بیقدر جسکے آگے جیسے ہیں ساحروں کا
کیا بے بہا ہوا ہے تحفہ یہ شاعروں کا
باغ اردو بے بہا اب یہ ہوا

کہا پیر خرد نے فی الحقیقت
شعر نہیں بلکہ بگوشش جہان
لکھا ہم سال ہے مظلوم نے
مجموعہ یہ ہوا ہے مملو ز شعر استاد
دیکھ مجموعہ کہا ہاتف نے

بجا ہی آج گلدستہ طریقت
عقد ثریا ہیں یہ آویختہ
کہ غزل در اگ گل ریختہ
کہ سال ناز مشہون بازار عاشق آباد
چھاپے ہیں اشعار رنگاست

فہرست مجمع الاشعار دیوان فارسی موسوم بجرأت العاشقین

تمت

فہرست مجمع الاشعار دیوان ہندی موسوم بہ چمن بے نظیر

خاتمة الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ مجموعۂ نظم دلپذیر پسند ہر ضمیر حصۂ اول مشتمل اشعار
فارسی مسمی بہ مرآت العاشقین اور حصۂ دوم متضمن اشعار اردو
مسمی بہ چمن بے نظیر مطبع فیض منبع منشی نولکشور
واقع مقام کانپور میں سوم ماہ فروری سنہ ۱۸۶۹ء
میں بحسن اہتمام حلیہ
انطباع سے مزین
ہوا

نسخہ لوبس دارو

گل سرخ نانخواہ قرنفل مصطگی اسارون

۲ م ۱۰ ر ۱۷ ر ۱۰ ر

بالچھڑ زرنب جاوتری دارچینی الائچی سفید دانہ الائچی کلاں

نارجیل زعفران الائچی سفید

نسخہ

سونف دھنیا زیرہ سیاہ سفید الائچی کلاں

بیج تباشیر الائچی سفید گلاب